عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ قَالَ : خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ

حضرت علیؓ نے فرمایا: حضور نبی اکرم کے بعد اس امّت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکرؓ ہیں

دلیل الیقین من کلمات العارفین

یعنی

حضرت سیّدنا صدّیقِ اکبرؓ

کی خلافت باطنی بلا فصل اور اولیائے امّت

مع مجموعہ رسائل

تنبیہ الاشرار المفترین علی الاخیار

خزائن برکاتیہ ۔ سیفی علویاں برمذاق بہتانیاں

عقائدِ نوری ۔ رسالہ سوال جواب

مصنف

حضرت نور العارفین سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۳۲۴ ہجری)

مترجم

مولانا محمد حارث

محرک

علامہ عاطف سلیم نقشبندی

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ قَالَ: خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْبَكْرٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِي

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ حضور نبی اکرم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکرؓ ہیں

دَلِیْلُ الْیَقِیْن مِنْ کَلِمَاتِ الْعَارِفِیْن

یعنی

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ

کی خلافت باطنی بلا فصل اور اولیائے امت

مع مجموعہ رسائل

تنبیہ الاشرار المفترین علی الاخیار

خزائن برکاتیہ ۔ سیفی علویاں برمذاق بہتانیاں

عقائد نوری ۔ رسالہ سوال جواب

مصنف

حضرت نور العارفین سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۳۲۴ ہجری)

مترجم: مولانا محمد حارث

محرک: علامہ عاطف سلیم نقشبندی

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ○ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

دلیل الیقین من کلمات العارفین

یعنی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی خلافت باطنی بلا فصل اور اولیائے امت

مصنف
حضرت نور العارفین سید ابو الحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ
(المتوفی ١٣٢٤ ھجری)

مترجم مولانا محمد حارث

محرک علامہ عاطف سلیم نقشبندی

بار اول	.... مارچ 2019
پرنٹرز	.... آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	.... النافع گرافکس
تعداد	.... -/600
ناشر	.... چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	.... =/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
١٢۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941
0323-8836776

شوروم **ملت پبلی کیشنز** دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

عرضِ ناشر

انسان دنیا میں رہ کر اپنی عزت، شہرت، عظمت اور ناموری کے لیے گوناگوں کام کرتا ہے لیکن دل کی اتھاہ گہرائیوں میں حقیقی اور واقعی اطمینان وسکون نہیں پاتا، آخر وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب قرآنِ مجید کی یہ آیت مبارکہ ہے :الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔

کہ دلوں کا اطمینان وسکون ذکرِ الٰہی ہی میں مضمر ہے جس کے ذیل میں تلاوت، نوافل، خوش گفتاری اور تالیفِ قلوب وغیرہ جیسے بے شمار اعمال و اعتقادات آتے ہیں جن سے آخرت سنورتی ہے اور جو مدعائے مسلم ہے، البتہ سرورِ کونین کی نگاہِ انور ﷺ میں سب سے پسندیدہ کام دین متین میں لگے رہنا ہے خواہ تدریسی، تقریری، تالیفی و تصنیفی شکل میں ہو یا تعلمی ومحافل علمیہ کے انعقاد کی صورت میں ہو، بہر حال ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اپنی آخرت سنوارنے کے لیے دنیا میں رہ کر کچھ تو ضرور کرے تاکہ بارگاہِ الٰہی ومصطفائی میں حاضری کے موقع پر کائنات کے سامنے رسوائی اُٹھانا نہ پڑے۔

بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے بھی دوسرے بھائیوں کی طرح نشری سلسلے کا آغاز کر رکھا ہے اور مختصر عرصہ میں مسند ابوداؤد طیالسی، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، مسند حمیدی، المعجم الکبیر للطبرانی، المعجم الاوسط، شرح المعجم الصغیر للطبرانی جیسی ضخیم کتب کے تراجم شائع کیے ہیں جنہیں زبردست پذیرائی ملی ہے۔ علاوہ ازیں کئی بھاری بھرکم کتب کے تراجم کرائے جارہے ہیں جو انشاء اللہ جلد یا بدیر شائع کیے جائیں گے۔

اس وقت ہم بارگاہِ رسولِ انور ﷺ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باطنی خلافت پر صوفیاء کے موقف پر ہندوستان کے محقق علامہ ابوالحسین نوری مارہروی رحمہ اللہ کی کتاب "دلیل الیقین من کلمات العارفین" جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باطنی خلافت کی افضلیت پر مایہ ناز کتاب ہے۔ ہم اسے نہایت عقیدت ومحبت کے ساتھ بہترین صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

علامہ ابوالحسین نوری مارہروی رحمہ اللہ نے جس محققانہ طریقہ سے مسئلہ باطنی افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کلام کیا ہے کتاب اس پر شاہد ہے۔

یہ کتاب کیونکہ پرانے نسخہ کے صورت میں تھا، اس کتاب کا اصل عکس اور اس کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں، کتاب کے ٹائٹل، جلد، بائنڈنگ اور سیٹنگ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

کتاب کو اپنی طرف سے غلطیوں سے پاک کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے، تاہم پھر بھی اگر کوئی غلطی یا کوتاہی رہ گئی ہے تو نشاندہی ضرور کریں تاکہ ادارہ اس کی تصحیح کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہمارے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔

آپ لوگوں کی دعاؤں کے طلبگار:

چوہدری غلام رسول

چوہدری شہباز رسول

چوہدری جواد رسول

چوہدری شہزاد رسول

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس حقیر کوشش کو

محدث بریلی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ

کے نام انتساب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کی باطنی فیضان کے تصدق

بندۂ ناچیز کو دقیق نکات پر اطلاع ہوتی ہے۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خادم اہلِ سنت و جماعت

فیصل خان

(راولپنڈی)

دیباچہ

ازقلم: فیصل خان رضوی

امت مسلمہ ہر دور میں کسی نہ کسی علمی زوال وافتراق کا شکار رہی ہے۔ مگر ہر دور میں علماء حق نے ایسی آزمائشوں کا نہ صرف ڈٹ کر مقابلہ کیا بلکہ مسلک حق اہل سنت و جماعت کے علم کو اونچا رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مسئلہ افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اکابرین اہل سنت نے عقائد اہل سنت کے باب میں رکھا۔ اس عقیدہ کے منکر کے بارے میں علماء کرام اپنا فتوی صادر کیا ہوا ہے۔

راقم نے اس مسئلہ افضلیت پر ۳ کتابیں رقم کیں اور تفضیلیوں کے تمام سوالات کا پر مغز جواب دیا۔ مسئلہ تفضیل پر راقم کی کتابوں میں:

''زبدۃ التحقیق کی مستدل احادیث کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ''

''مسئلہ افضلیت پر اجماع امت''

''نہایۃ الدلیل'' شامل ہیں۔

''نہایۃ الدلیل''، مشہور تفضیلی عالم شیخ سعید ممدوح کی کتاب ''غایۃ التبجیل'' کا جواب ہے۔

اس کے علاوہ علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ کی کتاب الطریقۃ المحمدیہ فی قطع الافضلیۃ کی تخریج شامل ہے۔ اس کتاب کے پرنٹنگ کے درمیان چند باتوں کا تذکرہ محقق اہل سنت علامہ حق النبی سکندری الازہری صاحب نے کیا، جو کہ اہمیت کی حامل ہیں، اور انہیں یہاں مختصرا پیش کیا جاتا ہے۔

ایک تو عبد العزیز نہڑیو کے بارے میں فرمایا کہ وہ مسلک دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں جس کی وضاحت ضروری ہے۔ مزید یہ کہ عبد العزیز نہڑیو صاحب نے تصانیف کے تعرف میں اُن ۲ کتابوں کا بھی تذکرہ کیا جن کی نسبت علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ مشکوک ہے۔ ان میں ایک "الحجۃ القویہ

فی الرد علی من قدح فی الحافظ ابن تیمیہ" اور دوسری" الطراز المذہب فی ترجیح التصحیح من المذہب" ہے۔
محقق جناب حق النبی سکندری ازھری صاحب لکھتے ہیں۔

کتاب" الحجة القوية في الرد على من قدح في الحافظ ابن تيمية" کے بارے میں عرض ہے کہ یہ رسالہ ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی دیوبندی صاحب نے ایڈٹ کر کے مطبع الصفامکتہ المکرمہ سے شائع کیا ہے۔ اور انھوں نے اس کتاب کا انتساب علامہ ہاشم رحمہ اللہ کی طرف کیا ہے۔

علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ کی طرف اس کتاب کا انتساب مشکوک ہے، جس کی چند وجوہات ہیں۔

ا۔علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے اپنی کسی کتاب میں اس تصنیف کا ذکر نہیں کیا۔

۲۔علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ کا تصانیف میں اپنا اسلوب یہ ہے کہ وہ اپنی تصنیف کا نام کتاب کے ابتداء میں ہی کر دیتے ہیں۔ مگر الحجة القوية في الرد على من قدح في الحافظ ابن تيمية میں یہ اسلوب موجود نہیں ہے۔

۳۔علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے عقائد، ابن تیمیہ کے عقائد سے مختلف تھے۔ علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ماتریدی، حنفی تھے۔ علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ حب اہل بیت، توسل اور زیارت کے بارے میں اہل سنت کا موقف رکھتے تھے۔ اور ان کے یہ تمام عقائد ان کی کتاب فرائض الاسلام میں موجود ہیں۔

۴۔بالفرض اگر کوئی اس کتاب کو علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کہنے پر ہی بضد ہو۔ اور یہ کہے کہ اس کتاب میں ابن تیمیہ کی معلومات، وسعت علمی کا اعتراف اور ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ النبوۃ کا دفاع ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ ان کی یہ باتیں تحقیق کے میدان میں فضول ہیں۔
محقق جناب حق النبی سکندری ازھری صاحب اس بارے میں لکھتے ہیں۔

جو کوئی بھی کتاب الحجۃ القویہ کا مطالعہ کرے گا وہ یہ بات پائے گا کہ شیخ الاسلام نے یہ رسالہ شیخ

محمد معین سندھی کے ان عقائد باطلہ کے رد پر مشتمل ہے جوکہ امامیہ فرقہ کے موافق تھا۔علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کتاب میں بنیادی ہدف یہ تھا کہ مخالفین کی گمراہیوں کو بیان کیا جائے۔(مقدمہ السیف الجلی ص ۶۸)

مزید اس بارے میں مختصر اعرض ہے کہ ان دونوں باتوں کا اقرار خود ابن تیمیہ کے بڑے ناقد، مخالف اور محدث اہل سنت علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے۔

اول۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ کی معلومات، وسعت علمی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ثم جاء فی أواخر المائة السابعة رجل له فضل ذكاء واطلاع ولم يجد شيخا يهديه ۔ (السیف الصقیل فی الرَّدِّ علَی ابن زَفیل ص ۱۵)

ترجمہ :علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساتویں صدی کے اواخر میں ایک شخص ایسا آیا جوکہ ذہین تھا اور معلومات رکھنے والا تھا۔لیکن اس نے ایسا استاد نہیں پایا جو اس کی رہنمائی کرتا۔

دوم۔علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ النبوۃ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

أنشدنا شيخ الْإِسْلَام الشَّيْخ الإِمَام لنَفسِهِ وَقد وقف على كتاب صنفه ابْن تَيْمِية فِي الرَّد على ابْن المطهر۔

(وَلابْن تَيْمِية رد عَلَيْهِ لَهُ أَجَاد فِي الرَّد وَاسْتِيفَاء أضربه)

(الدرر الکامنۃ فی أعیان المائۃ الثامنۃ، رقم ۱۶۱۸، طبقات الشافعیۃ الکبری للسبکی ج ۱۰ ص ۱۷۶)

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنہ النبویہ کی تعریف کرتے ہوئے اشعار لکھے ہیں۔اور یہ کہا کہ ابن تیمیہ نے بڑی مہارت سے رد کیا ہے۔

علامہ سبکی کی اس تعریف کی بناء پر کوئی شخص یہ وہم بھی نہیں کرسکتا کہ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ سے کامل اتفاق رکھتے تھے۔لہٰذا سطحی قسم کے اعتراض تحقیق کو نظرانداز نہیں کرسکتے۔

مزید تحقیق کے لئے محقق اہل سنت جناب حق النبی سکندری الازھری صاحب کا علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بذل القوۃ کا مقدمہ مطالعہ فرمائیں۔محقق حق النبی صاحب نے تحقیق کا حق ادا کردیا ہے

فضلیت اور افضلیت میں فرق

مسئلہ افضلیت کو ظنی کہہ کر عوام الناس کو مولا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت والی روایات بتا کر مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل ثابت کرنے کی تفضیلیہ کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ عوام الناس کو یہ معلوم نہیں کہ فضیلت علیحدہ چیز ہے، جبکہ مسئلہ افضلیت ایک منفرد اور جدا چیز ہے۔ لہٰذا عوام الناس کو اس دھوکہ سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام روایات جو مخالفین، تفضیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ثابت کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں۔ ان کا مختصر اُجواب دینے کا بعد واضح طور پر لکھتے ہیں۔

وما ذكروه من اتصافه بالصفات المذكورة، والمناقب المشهورة، فكل ذلك مما يوجب الفضيلة لا الأفضلية۔ (أبكار الأفكار في أصول الدين ج ۵ ص ۱۷۴)

مفھوم: اگر ہم ان روایت کو مان بھی لیں، جس سے صفات مذکورہ اور مناقب مشہورہ ثابت ہوتی ہیں. یہ تمام روایات فضیلت کو ثابت کرتی ہیں نہ کہ افضلیت کو۔

اس لیے فضلیت اور افضلیت میں فرق کرنا ضروری ہے۔

۱۔ افضل وہ ہے جسے عند اللہ عزت و کرامت اور قرب و منزلت و وجاہت کا وہ درجہ حاصل ہو جو مفضول کے درجہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔

۲۔ نسب کا عالی ہونا. قرابت داری ہونا. اور دوسری خوبیاں کا محل اختلاف اور موضوع بحث سے مسئلہ افضلیت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ فضیلت ہے نہ افضلیت۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و اطلاقه ذلک غير مرضی بل ينغبی ان يقال انها افضل من حيث البغة حتی شيخين"

اس کے بعد لکھتے ہیں:

واطلاقه ذلک غیر مرضی بل ینغبی أن یقال انها أفضل من حیث البغة الشریفة والصدیق افضل بل وبقیة الخلفاء أربعة من حیث المعرفة وجموم العلوم ورفع منار الاسلام، ولبسط ماله من الاحکام علی البسیله کمایدل علی ذلک بل یصرح به کلام التضاذ انی فی المقاصد حیث قال بعد ماقر ان افضل الائمة المصطفی ﷺ الاربعة ورتبهم علی ترتیب الخلافه مانصه۔ (فیض القدیر 107 / 3 رقم 2868:)

مفہوم : یعنی یہ افضلیت کا اطلاق غیر مرضی اور حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ علماء کرام نے کہا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن کا ٹکڑا ہونے کی حیثیت سے افضل ہیں اور صدیق اکبر ہی افضل ہیں۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ ایک تو جس نے یہ کہا کہ سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا شیخین سے بھی افضل ہیں اس کا رد کیا اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح کر دی ہے کہ اس روایت میں افضل ہونا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کے ٹکڑے ہونے کی حیثیت سے افضل ہے اور جسم کے ٹکڑے کی حیثیت سے افضل ہونا جزوی فضیلت ہے جو کہ افضلیت مطلقہ کے خلاف نہیں ہے۔

۳۔ صرف قبول اسلام اور ایمان لانے میں سبقت اور تقدم وجہ افضلیت نہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے اول شخص حضرت ورقہ بن نوفل ہیں۔ حالانکہ اہل سنت و جماعت اور تفضیلیہ میں سے کسی نے ان کو افضل الامت نہیں مانا۔

۴۔ تعظیم وجہ افضلیت نہیں بلکہ موجب فضیلت جزئیہ اور خاصہ ہے نہ کہ فضیلت مطلقہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قران کی نص کے مطابق ازواج مطہرات ہیں۔ ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت کے علاوہ حق امومیت (ام المومنین) ہے۔ مگر ان کی یہ فضیلت جزئیہ اور خاصہ ہے۔

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے انتساب باعث عزت اور شرافت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی عظمت اور شرافت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ جس کا انکار کوئی صحیح العقیدہ سنی

نہیں کرسکتا۔ مگر قرآن وسنت سے ہی حقیقت بھی واضح ہے کہ حسب ونسب ہونا عند اللہ تعالیٰ افضلیت کا مدار نہیں بلکہ اس کا مدار دین وتقویٰ میں فائق ہونا ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات،13)

ترجمہ: اے لوگوں : بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں بڑی قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

اس آیت مبارکہ میں قبائل کی صورت میں تقسیم کی حکمت اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ آپس میں پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں زیادہ عزت وکرامت (کسی نسب اور قبیلہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ) تقوی کی زیادتی کی بنیاد پر ہے۔

حدیث مبارکہ میں بھی اس بات کو واضح کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ؟ قَالَ» :أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاهُمْ۔ (صحیح بخاری ۴۶۸۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: لوگوں میں سے کون زیادہ بزرگی والا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں زیادہ بزرگی اور کرامت والا وہ ہے جو ان میں زیادہ تقوی والا ہے۔

یہ مضمون دیگر بہت ساری روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ حسب ونسب کو افضلیت کی دلیل بتانے والے قرآن وحدیث کی نصوص کو ملاحظہ کرلیں۔

اگر نسب اور جزء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدار افضلیت تسلیم کرلیا جائے تو پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاروں صاجزادیاں اور حسین کریمین ان تمام حضرات کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہونا لازم آتا

ہے حالانکہ اس کا قائل تو تفضیلیہ بھی نہیں ہیں۔

شاہ عبدالعزیز صاحب مزید لکھتے ہیں:

''سیادت فضل کے علاوہ ہے اس واسطے کہ کسی شخص کی سیادت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اس شخص میں کسی وجہ سے شرف ہے اصالتاً ہو یا تبعاً ہو امت کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کی اولاد اس شرف کی وجہ سے جو ان میں ہے سعادت ہیں ہر فضل جزائے عمل پر موقوف نہیں اور ہر امارت موقوف فضل نہیں۔'' (فتاوی عزیزی ص372)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس مسئلہ کو واضح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب فضیلت کے بارے میں گفتگو ہو تو ایسا سوال نامناسب نہیں کہ عام طور پر ایک طرح کی دو چیزیں ہوں۔ ان کے بارے میں استفسار کیا جائے کہ ان دو چیزوں میں کون سی چیز افضل ہے۔''

اس واسطے کہ ایک چیز کی فضیلت دوسری چیز پر صرف اسی صورت میں متحق ہو سکتی ہے کہ ان دونوں چیزوں کی فضیلت کسی وجہ سے ہو اور وہ وجہ کسی ایک چیز میں زیادہ اور دوسری چیز میں کم ہو۔ اگر ان دونوں چیزوں کی فضیلت دو وجہوں سے ہو تو ایسی دونوں چیزوں میں ایک کو دوسرے سے افضل نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں چیزوں میں کون افضل نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں چیزوں میں کون افضل ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ان دونوں چیزوں میں سے کسی چیز میں وصف زیادہ ہے کہ اس وصف میں یہ دونوں مشترک ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ رمضان افضل ہے یا حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی افضل ہے اور ایسا یہ بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ کعبہ شریف افضل ہے یا نماز افضل ہے۔ البتہ استفسار کر سکتے ہیں کہ مکہ معظمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ افضل ہے۔ رمضان شریف افضل ہے یا ذی الحجۃ افضل ہے۔ نماز افضل ہے یا زکوٰۃ افضل ہے اور حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ افضل ہے یا آنحضرت کی غصباء (ناقہ اونٹنی) افضل ہے۔

(فتاوی عزیزی ص370،371)

دوسرے طریقہ میں تفضیلیہ بعض صفات اور جزوی فضائل، شرف نسب، علو کرامت کو افضلیت مطلقہ اور فضل کلی کہتے ہیں جو کہ علماء اعلام کی تصریحات کے خلاف ہے۔

مگر علماء اہل سنت نے قرآن کی آیات، احادیث مرفوع وموقوف، اور استنباط علماء کرام سے اس طریقہ ثانی میں پیش کرتے ہیں۔ ان تمام استنباط اور استدلال (کثرت نفع فی الاسلام) میں جو بظاہر فرق معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت کچھ اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ جس کا تقوی زیادہ ہوگا ایسے شخص کی وجہ سے نفع الاسلام بھی زیادہ ہوگا۔ کیونکہ یہ تمام معاملات ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں۔

سادات کرام رحمۃ اللہ علیہم اور مسئلہ تفضیل:

میں نے ایک تقریر سنی جس میں مقرر نے علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ کے کتاب الشرف المؤبد کا ایک حوالہ بڑے زور وشور سے پیش کیا۔

"ایسے سید سنی کم ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہیں...... ایسا سید سنی شاذ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہیں اور اکثر سنی سادات شیخین اور صحابہ سے محبت رکھنے کے باوجود شیخین کی تقدیم کے قائل نہیں ہیں اس عقیدے سے ان کے دین میں کوئی ضرر واقع نہیں ہوتا"۔

یہ ایسے الفاظ ہیں جس سے سادات کرام کو مسئلہ تفضیل میں پھنسا دیا جاتا ہے کہ اگر کسی سید نے حضرت علی المرتضیٰ کو تمام صحابہ کرام سے افضل نہ مانا تو اُن کی سیادت ظنی ہو جائے گی۔

جواب: اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حوالہ سے سادات کرام کو تفضیل علی المرتضیٰ کا قائل کرنا غلط ہے۔ اسی بات کا ادراک علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی کر لیا تھا۔ جس کے بارے میں علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"تئیس سال قبل میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حسن توفیق سے ایک کتاب الشرف

المو یدلآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت عظام رضی اللہ عنہ کے فضائل میں تصنیف کی جو بعنایت الہی بار بار طباعت سے آراستہ ہوئی اور اس کا نفع عام ہوا۔ (الاسالیب البدیعہ ص ۹)

اس کے بعد علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاسالیب البدیعہ کی تالیف کا مقصد بیان کیا ہے:

''اس کتاب (الاسالیب البدیعہ) کی تالیف کا مقصد اس لیے پیدا ہوا کہ اس زمانہ میں شیطان نے بعض جاہل سنیوں کو حب اہل بیت کے پردے میں اور خیالی حمایت عصبیت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ نفرت اور عداوت کے اظہار کی طرف راغب کیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ان پاک ہستیوں پر لعن طعن کر کے خوش ہوتے ہیں اور ان شخصیات پر لعن طعن کو قرب خداوندی کا ذریعہ اور دنیا اور آخرت میں نیکی کا باعث سمجھتے ہیں۔ شیطان نے ان کے دلوں میں یہ بات بھی ڈال دی کہ ائمہ اہل سنت نے حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ سے جنگیں لڑنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کر کے عدل و انصاف سے کام نہیں لیا...... اور وہ (جاہل سنی) اپنی خواہشات، تعصب اور جہالت کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلکہ دیگر خلفائے راشدین پر فضیلت دینے لگتے ہیں اور اس کو اپنی فہم کے مطابق عین انصاف سمجھتے ہیں اور پھر دعویٰ کرتے ہیں کہ اتباع حق (حضرت علی المرتضیٰ کو تمام صحابہ کرام سے افضل سمجھنے میں) میں اہل علم کا منع کرنا ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ حالانکہ دین کے معاملہ میں ان جیسے لوگوں کی کوئی حیثیت نہیں اور بے علمی اور جہالت میں وہ جانوروں کی مانند ہیں۔'' (الاسالیب البدیعہ ص ۹)

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں مزید لکھتے ہیں:

''شدید جہالت اور بے بصری کی وجہ سے وہ گمان کرتے ہیں کہ آج تک ساری امت مسئلہ تفضیل میں غلطی پر ہے۔'' (الاسالیب البدیعہ ص ۱۰)

پھر اپنی کتاب کی تالیف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان جہلاء کی اسی طرز عمل نے مجھے اس کتاب کی تالیف پر مجبوراً آمادہ کیا تا کہ ان میں

سے جو کوئی اس کا مطالعہ کرے وہ اپنی خطائے عظیم کو پہچان لے اور یقین کر لے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و ہدایت پر نہیں بلکہ ہلاکت کے گڑھے کے کنارے کھڑا ہے۔"

(الاسالیب البدیعہ ص ۱۰)

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی تصنیف کی وجہ بیان کرنے کے بعد ہم مقرر کی پیش کردہ عبارت کہ "ایسا سید سنی شاذ ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہیں" کی وضاحت خود علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان سے پیش کرتے ہیں۔

"الشرف المؤبد کی عبارت (ایسا سید سنی شاذ ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتا ہے اور اکثر سنی سادات شیخین اور صحابہ سے محبت رکھنے کے باوجود شیخین کی تقدیم کے قائل نہیں ہیں اس عقیدے سے ان کے دین میں کوئی ضرر واقع نہیں ہوتا) معمولی زیادتی کے ساتھ مکمل ہوئی۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم...... اکثر سادات اگرچہ طبعی محبت کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین پر ترجیح دیتے ہیں مگر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین سے افضل نہیں جانتے۔ جیسا کہ مذہب اہل سنت کے سادات یا علوی کا عقیدہ اور عمل ہے وہ شیخین رضی اللہ عنہ کو اپنے جد امجد حضرت علی المرتضیٰ سے افضل سمجھتے ہیں۔ اور یہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے...... چونکہ اہل سنت و جماعت کا افضلیت شیخین پر اجماع ہے اس لیے شریعت کی پیروی اور دین کی سلامتی کا یہ تقاضہ ہے شیخین رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی جائے۔ اور اہل بیت کرام کے لیے تو یہ زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ اس حق مبین کی اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان کی برکتوں سے نفع دے۔" (الاسالیب البدیعہ ص ۹۶)

قارئین کرام! اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ سنی سادات کرام رضی اللہ عنہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے

کے باوجود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام سے افضل سمجھتے ہیں۔ لہٰذا کسی سنی سید کو اُس کی سیادت کے ظنی ہونے کی دھمکی دینا علمی خیانت اور جرم عظیم ہے۔

میرے ناقص مطالعہ میں کسی صحیح العقیدہ سنی سید نے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہونے کی بات نہیں لکھی۔ بلکہ اس کے برعکس میرے مطالعہ کے مطابق صحیح العقیدہ سید سنی صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل مانتے ہیں۔ راقم نے اپنی کتاب "افضلیت سیدنا صدیق اکبر پر اجماع امت" میں درج ذیل ساداتِ کرام کے اقوال نقل کر دیے ہیں۔

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ (م ۵۰ھ)، حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ (م ۶۱ھ)، اِمام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۴:ھ)، حضرت نفس الذکیہ بن عبداللہ محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب (م ۱۴۵:ھ)، امام جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہ (م ۱۴۸:ھ)، سید علی بن عثمان ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ)، علامہ سید احمد بن علی رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۸ :ھ)، سید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ حسینی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۵۷ھ)، سید محمد بن مبارک کرمانی میرخورد رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۰:ھ)، سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۵ھ)، حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ)، سید میر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ)، سید محمد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۳ھ)، سید اشرف جہانگیر سمنانی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۸:ھ)، میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۷ھ)، سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۲ھ)، فاضل سید اِبن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۲ھ)، سید السادات احمد زینی دحلان مکی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۴ھ)، علامہ سید احمد علوی رحمۃ اللہ علیہ، سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ)، حضرت شاہ ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ)، علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سید ابوالبرکات احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مفتی سید محمد افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب، علامہ پیر سید اختر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب، علامہ پیر سید محمد حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ پیر سید محمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرمانوالہ شریف۔ قارئین کرام وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

مسئلہ تفضیل اور صوفیاء کرام کا مذہب

تفضیلیہ کہتے ہیں کہ صوفیاء کرام سیدنا علی المرتضیٰ کو تمام صحابہ کرام سے افضل مانتے ہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ جناب کون سے صوفی سیدنا علی المرتضیٰ کو افضل مانتے ہیں؟ ذرا حوالہ اور کتاب کا نام ہی بتا دیں؟ تو جواب میں تفضیلیہ علامہ آلوسی کی تفسیر روح المعانی کا حوالہ دیتے ہیں کہ انھوں نے کہا ہے کہ صوفیاء کرام حضرت علی المرتضیٰ کو افضل سمجھتے ہیں۔

ادباً گذارش ہے کہ صوفیاء کرام کی کتابیں موجود ہیں، ہمیں ان کی کتابوں میں سے افضلیت مطلقہ کے چند حوالہ جات کی نشاندہی کر دیں تاکہ ہم آپ کے علم سے استفادہ کرسکیں۔ راقم نے اپنی کتاب" افضلیت سیدنا صدیق اکبر پر اجماع امت" میں درج ذیل صوفیہ عظام کے اقوال دیئے ہیں:

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰: ھ)، اِمام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶۱ھ)، اِمام بشر بن الحارث حافی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۲۷ھ)، فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۷۳ھ)، امام ابی بکر کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۷۸ھ)، امام ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۸۶ھ)، حضرت سید داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵: ھ)، اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ)، شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۶۳: ھ)، علامہ سید احمد بن علی رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۸ : ھ)، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۸ھ)، علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۸ھ)، حضرت شیخ یحییٰ منیری مخدوم بہار رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۲ھ)، سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۵ھ)، حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ)، سید میر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ)، سید محمد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۳: ھ)، سید اشرف جہانگیر سمنانی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۸: ھ)، حضرت خواجہ پارسا نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۵ھ)، اِمام سیدی احمد زروق شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۹ھ)، اِمام سخاوی (م ۹۰۲ھ)، اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ)، امام قسطلانی (م ۹۲۳ھ)، اِمام زکریا الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۲۶ھ)، امام اِبن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۴ھ)، اِمام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (م

۹۷۳ھ)، شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ، مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ)، مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ)، قاضی القضاۃ حضرت مخدوم شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ، میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۷ھ)، میاں محمد میر قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۲۰ھ)، شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)، اِمام شہاب الدین خفاجی (م ۱۰۶۹ھ)، حضرت علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۹ھ)، اِمام المحدثین علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۲۲ھ)، سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۲ھ)، علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۳ھ)، مولانا فخر الدین چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۹ھ)، محدث مخدوم عبدالواحد سیوستانی صدیقی (م ۱۲۲۴ھ)، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقش بندی (م ۱۲۲۵ھ)، علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۰ھ)، سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ)، حضرت شاہ ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ). خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ۔

تفصیل قارئین وہاں ملاحظہ کریں۔اس کے علاوہ چند حوالہ جات مزید پیش خدمت ہیں۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

شیخین کریمین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا وزیر قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قطب الارشاد کمالات نبوت ہیں۔

اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قطبیت کمالات نبوت اور ولایت دونوں میں حصہ رکھتے ہیں۔اسی لئے ان کا لقب ذوالنورین ہوا، کمالات نبوت میں صفات کے پردے کے بغیر تجلی ذات ہے لہٰذا یہ کمالات ولایت جس میں تجلی صفات یا بہ پردہ صفات، تجلی ذات ہے، سے بہتر اور افضل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم کا دروازہ فرمایا جو کہ علم صفات سے تعبیر ہے۔اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مقام ستر میں فائز ہوئے، جماعت صحابہ کی نظر کمالات نبوت پر تھی اور ان کے مقابلہ میں کمالات ولایت کا انہوں نے اعتبار نہ کیا۔اس لیے جمیع صحابہ حتی کہ خود

حضرت علی رضی اللہ عنہ افضلیت شیخین کے قائل تھے۔اور اسی پر اجماع کیا، بعد کے لوگوں نے بھی ان کی متابعت میں اس پر اتفاق کیا۔لہذا افضلیت خلفاء ثلاثہ کے لئے ثابت ہوئی۔

(السیف المسلول ص ۵۳۳)

قاضی صاحب مزید فرماتے ہیں۔

چوں کہ بعض سلف سے ایسے اقوال منقول ہیں جو کہ صدیق اکبر پر مولا علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے موہم ہیں ہم ان اقوال کے ظاہر سے صرف نظر کریں گے کیوں کہ قوی ادلہ کا تقاضا ہے کہ شیخین افضل ہیں ہاں ان مبہم اقوال سے یہ ضرور ثابت ہو جائے گا کہ غیر خلفاے ثلاثہ پر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو افضلیت حاصل ہے۔(السیف المسلول،ص ۴۳۵)

حضرت شاہ غلام اللہ دہلوی نقشبدی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

شیخین کریمین کے تمام امت پر فضیلت اور ان عزیزین کی علیھم الرضوان کی محبت، اہل بیعت کی تعظیم، صحابہ کرام کے احترام واکرام کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ان دونوں حضرات رضی اللہ عنہم کی محبت وتعظیم ایمان ونجات کے دو ممتاز رکن ہیں۔

(مکتوبات شاہ غلام علی دہلوی ص ۱۵۷)

شاہ سعید احمد دہلوی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

خلفاء راشدین میں افضل ہونے کی ترتیب وہی ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے۔صحابہ میں جو جھگڑے ہوئے، انہیں خطاء اجتہادی پر محمول کرنا چاہیے نہ کہ نفسانی حرص وہوا پر۔اس لیے کہ ان کے نفوس تزکیہ شدہ تھے۔

(مکتوبات شاہ سعید احمد دہلوی مجددی رحمہ اللہ ص ۱۳۸ المعروف تحفہ زواریہ)

مرزا مظہر جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

واضح رہے کہ لفظ خلافت عمومیت لئے ہوئے ہے۔ خلافت ظاہری بھی ہو سکتی ہے اور باطنی بھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلفاؤں کے لئے ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی خلافت ضروری ہے۔۔۔۔۔اس لئے صوفیاء اہل سنت بارہ اماموں کی قطبیت تسلیم کرنے میں متفق ہیں۔ چاروں خلفاء اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ میں یہ دونوں باتیں (ظاہری اور باطنی خلافت) جمع تھیں۔

(مکتوبات مرزا مظہر جاناں ص ۱۴۸)

ان حوالہ جات کے علاوہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باطنی خلافت پر حافظ محمد داؤد رضوی صاحب نے اپنی مقدمہ اور صاحب کتاب علامہ ابوالحسین نوری مارہروی رحمہ اللہ علیہ نے بہت تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔

مسئلہ افضلیت اور ظنی اقوال کا تحقیقی جائزہ

مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے والے مندرجہ ذیل ائمہ کرام کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

۱- امام ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ مناقب الائمہ الاربعہ صفحہ ۹۵، ۵۱۳، ۵۱۴، ۴۸۱

۲- امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ کتاب الارشاد صفحہ ۴۳۱

۳- امام المازری رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ المعلم بفوائد صحیح مسلم ۳/ ۱۳۸

۴- محقق شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ شرح المواقف ۸/ ۳۷۲

۵- ابو العباس القرطبی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ فتح الباری ۷/ ۳۴، جواہر العقدین للسمہوی ۲/ ۴۵۸

۶- امام سیف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ أبکار الافکار صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰

۷- علامہ سعد تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ شرح العقائد النسفیہ صفحہ ۶۵

اھم نکتہ: مذکورہ بالا حوالہ جات پر کلام کرنے سے پہلے ایک اہم بات قارئین کے سامنے پیش کرنا اہمیت کا حامل ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ان حوالہ جات کی حیثیت کیا ہے؟ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ظنیت یا خبر واحد کی بات سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے درمیان تفاضل میں کی جاتی ہے۔ اور یہ بحث چاروں خلفاء راشدین کے مابین تفضیل میں ہے نہ کہ دیگر صحابہ کرام کے درمیان۔ جبکہ اس میں کسی کو اعتراض نہیں کہ ان چاروں کی افضلیت ساری امت سے قطعی طور پر ثابت ہے۔

اول: تفضیلیہ میں سے جو، مسئلہ افضلیت کو ظنی مانتے ہیں تو ان لوگوں کو خلفاء راشدین میں سے کسی ایک کو لامحالہ افضل ماننا پڑے گا۔ اور پھر بالترتیب دوسرے خلفاء راشدین کو ہی افضل ماننا پڑے گا۔ کیونکہ متکلمین اور اصولیین کی بحث ان چاروں خلفاء اربعہ کی افضلیت کے بارے میں مقید ہے۔ اس لیے بحث ان چاروں کے علاوہ دیگر صحابہ کرام اجمعین کے بارے میں کیسے ہو سکتی ہے؟ مگر تفضیلیہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے کے بعد اہل بیت کے افضلیت کو ثابت کرتے ہیں جو کہ خلط مبحث ہے۔

دوم: مزید یہ کہ مذکورہ محققین نے مسئلہ افضلیت کو ظنی نہیں کہا بلکہ اس کے اسباب وعلت کو ظنی کہا کہ افضلیت مطلقہ کثرت ثواب میں ہے یا نفع الاسلام میں ہے یا کسی اور وجہ میں۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حوالہ سے آگے کلام آرہا ہے۔

سوم: یہ کہ علماء اصولیین مثلاً امام آمدی نے مسئلہ افضلیت کی بحث کیوں کی؟ اس کے محرکات اور اسباب جاننا اہم ہے۔ علامہ آمدی نے مسئلہ افضلیت کو اہل تشیع سے بحث اور ان کے دلائل کے جواب میں ذکر کیا۔ اور اہل تشیع کے استدلال کے رد میں تمام جوابات دیے ہیں۔ اور علامہ آمدی ودیگر علماء نے اپنی دوسری کتب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے کو ہی واجب لکھا ہے۔

جس سے یہ تو معلوم ہوا کہ ظنی کہنا اہل سنت واہل تشیع کے درمیان اختلاف کی وجہ اور جانبین کے ذکر کردہ دلائل کی وجہ سے ہے۔ مگر اس سے یہ کیسے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اہل سنت میں بھی یہ مسئلہ ظنی ہو۔ اہل سنت کے معتبر اور جید اکابرین نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل کہا ہے۔ اور اہل سنت میں یہ معاملہ قطعی اور اجماعی ہے۔

۱۔امام باقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ افضلیت :

امام باقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کرنا علمی خیانت ہے۔کیونکہ مناقب الائمہ اربعہ کی عبارت اس موضوع پر واضح نہیں،اس کتاب کا حصہ اول ناقص ہے۔جب کتاب کی اول جلد ہی دستیاب نہیں تو پھر نامکمل حوالہ جات نقل کرنا صحیح نہیں۔

۱۔ اور اس ناقص کتاب میں علامہ باقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو عبارت لکھی اس پر بھی غور کریں۔

فصارت ھذہ الاقاویل علی المنابر و فی المشاہد مع الرضی و التسلیم لھا من اھل الامور علی ان الامۃ مجمعۃ قبل وجود الشیعۃ علی تفضیل ابی بکر۔(مناقب الائمہ الاربعۃ ص ۳۰۵)

ترجمہ:پس یہ ارشادات صحابہ کرام(بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وحضرت علی المرتضی علیہ الرحمۃ رضی اللہ عنہ منبروں پر اور اجتماعات میں،تسلیم و رضا کے ساتھ۔اس حقیقت پر خوب دلالت کرنے والے امور سے ہیں کہ بے شک امت،شیعہ کے معرض وجود میں آنے سے پہلے تفضیل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع کر چکی تھی۔

صحیح ترین طریقہ یہ ہے کہ ان کی دوسری کتب میں ان کے عقیدہ کی وضاحت دیکھ لی جائے جس سے معاملہ واضح ہو جائے گا۔

۲۔ امام باقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب الانصاف صفحہ ۶۱ پر مسئلہ افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اعتقاد کو واجب لکھا ہے۔

ویجب ان یعلم :ان امام المسلمین و امیر المؤمنین و مقدم خلق اللہ اجمعین من الانصار و المھاجرین بعد الانبیاء المرسلین :ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ :یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ امام المسلمین امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مہاجرین اور انصار سے مقدم ہیں۔(الانصاف ص ۶۱)

اگر بر سبیل تنزل مسئلہ افضلیت کو ظنی بھی مانا جائے تو پھر بھی مسئلہ افضلیت واجب کے درجے میں

رہے گا اور یہ سب پر ظاہر ہے کہ واجب اعتقادی کے منکر کا کیا حکم ہوتا ہے؟ یہ واضح رہے کہ مالکی، شافعی اور حنبلی محققین واجب اور فرض کو ایک دوسرے کے مترادف سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جب امام باقلانی نے اپنا عقیدہ واضح لکھ دیا تو کسی دوسرے کو ان کا ترجمان کیسے مان لیا جائے؟

۳۔ اس مقام پر مناسب ہوگا کہ واجب اعتقادی کے منکر کا حکم علامہ باقلانی رحمہ اللہ سے ہی نقل کر دیا جائے۔

ویجب أن یعلم أن خیر الأمة أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، وأفضل الصحابة العشرة الخلفاء الراشدون الأربعة رضی الله عن الجمیع وأرضاهم، ------- فمن ذکر خلاف ذلك كان فاسقاً مخالفاً للکتاب والسنة نعوذ بالله من ذلك. (الانصاف ص ۶۵)

ترجمہ: یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تمام امت سے بہترین ہیں۔ اور صحابہ عشرہ مبشرہ میں سے افضل چار خلفاء راشدین ہیں۔۔۔۔۔ اور جو اس کے خلاف بیان کرتا ہے وہ فاسق، اور کتاب وسنت کے مخالف ہے۔ نعوذ باللہ۔

اس حوالہ مذکورہ کے بعد کسی شک وشبہ کے گنجائش نہیں رہتی کہ علامہ باقلانی رحمہ اللہ کے نزدیک خلفاء راشدین کی افضلیت کے خلاف کوئی دوسری بات کرنا فسق اور شریعت کی مخالفت ہے۔ اور یہ ہی فتوی علماء کرام کا ہے کہ افضلیت شیخین کا منکر فاسق ہوتا ہے۔

۴۔ علامہ باقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری کتاب التمہید میں خلافت خاصہ کے لئے افضل ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔

إِجماع الأمة في الصَدْر الأول على طلب الأفضَل۔ (تمہید، ص ۴۷۴)

قرون اولی میں اجماع امت تھا کہ خلافت کے لئے افضل کو طلب کیا جائے۔

اس حوالہ کے بعد قطعیت پر کسی بحث ومباحثہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ خلفاء راشدین خاصہ کے

لیئے افضل صحابہ کا ہی انتخاب ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرتے ہوئے دیگر شرائط کے علاوہ ان کا مرتبہ اور افضلیت کو دیکھا گیا جس پر احادیث موجود ہیں۔ تفصیل کے لئے علامہ نذیر احمد سیالوی مدظلہ العالیہ کی کتاب فضائل خلفاء راشدین کا مطالعہ کریں۔

مناقب الأئمة الأربعة

تأليف

الإمام القاضي الباقلاني

محمد بن الطيب بن محمد بن جعفر بن القاسم
المكنى بأبي بكر والمتوفى سنة 403 هـ

فصَارَتْ هذه الأقَاويلُ على المَنَابِرِ، وفي المَشَاهِدِ مَعَ الرِّضَى[2] والتَّسْلِيم لَهَا من أدَلِّ الأمورِ على أنَّ الأُمَّةَ مُجْمِعَةٌ قَبْل وُجُودِ الشِيعَةِ على تَفْضِيل أبي بكر رَضِيَ اللهُ عنه، والتَعَلُّقِ بهذه الأقَاوِيلِ المُنْتَشِرَةِ عن الصَحَابَةِ فيه عند كَثيرٍ من

الإنصاف

فيما يجب اعتقاده ولا يجوز الجهل به

لإمام المتكلمين

القاضي أبي بكر بن الطيب الباقلاني البصري

المتوفى عام ٤٠٣ هـ

* * *

مسألة

ويجب ان يعلم : ان إمام المسلمين وأمير المؤمنين ومقدم خلق الله أجمعين ، من الانصار والمهاجرين ، بعد الانبياء والمرسلين : أبو بكر الصديق رضى الله عنه ، لقوله تعالى : (ثاني اثنين إذ هما فى الغار ٩ - ٤٠) ولا افضل من اثنين ثالثهما الله تعالى لقوله تعالى : (يا أيها الذين

* * *

مسألة

ويجب ان يعلم ان خير الأمة اصحاب رسول الله ﷺ ، وافضل الصحابة العشرة الخلفاء الراشدون الأربعة رضى الله عن الجميع وأرضاهم ، ونقر بفضل أهل بيت رسول الله ﷺ ، وكذلك نعترف بفضل ازواجه رضى الله عنهن ، وانهن امهات المؤمنين ، كما وصفهن الله تعلى ورسوله ، ونقول فى الجميع : خيراً ، ونبدّع ، ونضلل ، ونفسّق من طعن فيهن أو فى واحدة منهن ، لنصوص الكتاب والسنة فى فضلهم ومدحهم والثناء عليهم، فمن ذكر خلاف ذلك كان فاسقاً مخالفاً للكتاب والسنة نعوذ بالله من ذلك .

كتاب
تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل

تأليف
القاضي أبي بكر محمد بن الطيب
المتوفى سنة ٤٠٣ هـ

عارض يمنع من إقامة الأفضل فالأخبار المتظاهرة عن النبي صلّى الله عليه وسلم في وجوب تقْدِمَةِ الأفضل ومنها قوله صلّى الله عليه وسلم: «يؤُمُ القومَ أفضَلَهم»، وقوله: «أئمتكم شفعاؤكم، فانظروا بمن تستشفعون»، وقوله في خبر آخر: «أئمتكم شفعاؤكم إلى الله، فقدموا خيركم» وقوله: «من تقدم على قوم من المسلمين، يرى أن فيهم من هو أفضل منه فقد خان الله ورسوله والمسلمين»، في أمثال هذه الأخبار مما قد تواترت على المعنى وإن اختلفت ألفاظها.

وقد اتفق المسلمون على أن أعظم الإمامة الإمامةُ الكبرى وأن إمام الأمة الأعظم له أن يتقدم في الصلاة فيجب لأجل ذلك أجمع أن يكون أفضلهم.

ويدل على ذلك أيضاً إجماع الأمة في الصدر الأول على طلب الأفضل وتمثيلهم بين أهل الشورى، وقولُ عبد الرحمن[1]: «لم أرهم يعدلون بعثمان

۲۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ افضلیت :

مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے کے بارے میں امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول کتاب الارشاد صفحہ ۴۳۱ سے پیش کیا جاتا ہے۔

امام الحرمین کا قول یوں ہے :

''اور ان کی شان میں وارد ہونے والی احادیث باہم متعارض ہیں لیکن غالب گمان یہی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے متعلق خیالات باہم متعارض ہیں۔ ہمارے لیے مختصراً یہی کافی ہے کہ ملت کے اکابرین اور امت کے علماء کی اکثریت اسی پر متفق ہوئی اور ان کے ساتھ ہمارا حسن ظن اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر وہ اس ترتیب کے دلائل اور علامات کو نہ جانتے تو اس پر متفق نہ ہوتے اور تفصیلاً علامات یہ ہیں۔ قرآن، سنت، آثار اور علامات صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔''

مگر اس حوالہ سے معلوم یہ ہوا کہ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس مسئلہ میں احادیث متعارضہ ہونے کے باوجود امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے کسی دوسرے صحابی (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ) کو افضل کہنے کا کوئی فتویٰ صادر نہیں کیا۔ بلکہ جمہور اور غالب گمان کے مطابق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل مانا۔

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتاب بھی ملاحظہ کرلیں، جس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوجائے گا کہ ان کا اپنا عقیدہ کیا ہے؟

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الخلَفَاء الراشدون لما ترتبوا في الإِمَامَة فَالظَّاهِر ترتيبهم في الفَضِيلَة فَخير النَّاس بعد رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم أَبو بكر ثمَّ عمر ثمَّ عثمان ثمَّ علي رَضِي الله عَنهم أَجمعِينَ۔ (لمع الادلۃ فی قواعد عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ص ۱۲۸)

ترجمہ: خلفاء راشدین کی امامت یا خلافت میں ترتیب ان کی افضلیت پر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

لمع الأدلة

في

قواعد عقائد أهل السنة والجماعة

لعبد الملك الجويني (إمام الحرمين أبو المعالي)
(٤١٩ - ٤٧٨هـ)

تقديم وتحقيق

الدكتورة فوقية حسين محمود
مدرسة الفلسفة بكلية البنات - جامعة عين شمس

فصل

الخلفاء [الراشدون] [٩] لما [١٠] ترتبوا في الإمامة [١١]، فالظاهر ترتيبهم في الفضيلة.

فخير [١٢] الناس - بعد رسول الله [صلى الله عليه] [٩] : أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي، رضي الله عنهم أجمعين [١٣]، إذ المسلمون كانوا لا يقدمون

۳۔ امام المازری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ افضلیت:

امام المازری کو ظلیت کے قائلین میں شمار کرنا علمی بد یانتی اور جھوٹ ہے کیونکہ امام المازری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف لوگوں کے اختلافات نقل کیے ہیں۔ امام المازری صرف ناقل ہیں محقق نہیں ہیں۔ انھوں نے اس مسئلہ پر اپنی کوئی ذاتی رائے پیش نہیں کی۔

مزید برآں یہ کہ امام المازری رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ افضلیت کو قطعی ثابت کرنے کے لیے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔

امام المازری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و قول مالک أو فی ذلک شک؟ یکاد یشیر به الی المذہب الذی حکیناہ عن القائلین بالقطع و لکنه أشار الی التوقف بین علی و عثمان۔

(المعلم بفوائد المسلم ج ۳ ص ۲۴۱)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول کے اس مسئلہ افضلیت میں کوئی شک ہے؟ یہ قول اس کی طرف اشارہ ہے جس نے امام مالک سے شیخین کی افضلیت کو قطعی نقل کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں توقف کا اشارہ ہے۔

نوٹ:۔ مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے درمیان تفضیل پر توقف کا قول تحقیق کے مطابق راجح نہیں ہے۔ کیونکہ خود امام مالک بن انس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ثابت ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أَخبرنَا أَبو عَبدِ اللهِ الحافِظ ,قَالَ :سَمِعتُ أَبَا زَكَرِيَّا يحيى بنَ محمَّدِ العَنبرِيَّ , يَقُولُ :سَمِعتُ عِمرَانَ بنَ موسَى الجرجَانِيَّ ,بِنَيسَابورَ يَقُولُ :سَمِعتُ سُوَيدَ بنَ سَعِيدٍ ,يَقُولُ :سَمِعتُ مَالِكَ بنَ أَنَسٍ---وَأَفضَلُ أَصحَابِ

رَسُولِ اللّٰہِ صَلیَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ أَبُو بَکۡرٍ وَعُمَرُ وَعُثۡمَانَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ. (الأسماء والصفات للبیہقی ص ۶۰۶، رقم ۵۴۲)

ترجمہ: امام سوید بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک اور دیگر جید محدثین کرام سے سنا۔۔۔۔۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس تحقیق کے بعد امام مالک پر ختنین کے توقف کا قول مرجوح ثابت ہوتا ہے۔

الإمام أبي عبد الله محمد بن علي بن عمر المازري

536ھ - 1141م

المُعلم بفوائد مسلم

الجزء الثالث

تحقيق وتقديم

فضيلة الشيخ محمد الشاذلي النيفر

وفي المدوّنة : سئل مالك أيّ الناس أفضل بعد نبيّهم ﷺ ؟ فقال أبو بكر وعمر (78). ثم قال : أوَفي ذلك شك ؟ فقيل له : فعليّ وعثمان ؟ قال : ما أدركت أحدًا ممن اقتدي به يفضل أحدَهما على صاحبه ويرى الكفَّ عن ذلك. وقول مالكٍ «أوفي ذلك شك ؟» يكاد يشير به إلى المذهب الذي حكيناه عن القائلين بالقطع ولكنه أشار إلى التوقف بين عليّ وعثمان. وهذا مساهمة لمن (79) حكينا عنه التوقّف في الكلّ، ولكنّه

۴۔ محقق شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ افضلیت:

بحث سے پہلے ایک بات اہم یہ ہے کہ علامہ ایجی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المواقف کی بنیاد علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ابکار الافکار ہے جیسا کہ علامہ الایجی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے ابتداء میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح محقق شریف جرجانی نے علامہ الایجی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی شرح کی ہے۔ لہٰذا دونوں کتابوں کا ماخذ اور دار و مدار علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ابکار الافکار ہی ہے۔

محقق شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مسئلہ افضلیت پر یہ ہے کہ:

وثبوت الإمامة وإن كان قطعيا لا يفيد القطع بالأفضلية بل غايته الظن كيف ولا قطع بان إمامة المفضول لا تصح مع وجود الفاضل۔ لكنا وجدنا السلف قالوا بأن الأفضل أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي۔

ترجمہ: ''اور امامت (خلافت) کا ثبوت اگرچہ قطعی ہے مگر وہ افضلیت کے متعلق قطعیت کا فائدہ نہیں دیتا بلکہ اس کا فائدہ و نتیجہ ظن ہے کیسے؟ اس لیے کہ مفضول کی امامت فاضل کی موجودگی میں صحیح نہ ہونے پر کوئی قطعی دلیل نہیں ہے۔ لیکن ہم نے سلف کو یہ فرماتے ہوئے پایا کہ ابوبکر افضل ہیں، پھر عمر، پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان حضرات ائمہ کے ساتھ ہمارا حسن ظن یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر وہ انہیں اس کا اہل نہ جانتے تو ان پر افضلیت کا اطلاق نہ کرتے۔ پس ہمیں اس قول میں ان کی اتباع واجب ہے۔''

شرح المواقف ۸/ ۳۷۲

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ محقق جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسئلہ افضلیت میں ظن بالمعنی واجب ہے۔ اور ان کے نزدیک سلف کا عقیدہ ماننا حجت اور واجب ہے۔ اس لیے وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل مانتے ہیں۔ محقق جرجانی کے نزدیک ظنی دلیل کے بعد سلف صالحین کے قول کا اتباع کرنا واجب ہے۔ اور سلف صالحین کے قول کی اتباع اس مقام پر ایک قوی شاہد اور قرینہ بھی ہے۔ شروع میں یہ بحث بحوالہ کی گئی ہے کہ اصولیین کے نزدیک ظنی مسئلہ میں اگر قرائن یا شواہد ہوتو وہ واجب ہوتی ہے۔ اور عقیدہ کے معاملہ میں واجب العلم ہے۔

۵-امام ابو العباس القرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ افضلیت:

امام ابو العباس القرطبی رحمۃ اللہ علیہ کو مسئلہ افضلیت میں ظنیت کے قائلین میں شمار کرنا فریب ہے کیونکہ امام ابو العباس القرطبی رحمۃ اللہ علیہ تو مسئلہ افضلیت کو قطعی لکھتے ہیں۔

أفضليته بعد رسول الله ﷺ عند اہل السنة و هو الذی يقطع به من الكتاب و السنة۔ابو بكر الصديق رضی اللہ عنہ، ثم عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، و لم يختلف فی ذلک أحد من أئمة السلف و لا الخلف، و لا مبالاة باقوال أهل التشيع، و لا أهل البدع۔

(المفهم لما أشكل من تلخيص صحيح مسلم۔ج ۶ ص ۲۳۸ باب فضائل ابوبکر صدیق،طبعہ دار ابن کثیر،دمشق)

یعنی قرآن وسنت کے روشنی میں اہل سنت کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے بعد افضل قطعی طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔اور اہل تشیع اور اہل بدعت کے اقوال کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جائے گی۔

جہاں تک ان کا مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے کی بات ہے تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ یاد رہے کہ محدثین اور علماء کرام مسئلہ تفضیل میں دو نکات پر کلام کرتے ہیں۔

اول: تفضیل شیخین کا مسئلہ۔جس پر اجماع امت ہوا،اور یہ مسئلہ قطعی ہے۔

دوم: تفضیل ختنین کا مسئلہ۔جس پر ابتداء میں اختلاف ہوا مگر بعد میں جمہور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل ہوئے۔

اسی مسئلہ کو واضح کرتے ہوئے علامہ ابو العباس قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و قد اختلف أئمة أهل السنة فی علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ۔ و قد روی عن مالک أنه توقف فی ذلک و روی عنه أنه رجع الی ما عليه الجمهور۔و هو الأصح ان شاء الله و المسئالة اجتهادية لا قطعية۔

(المفهم لما أشكل من تلخيص صحيح مسلم۔ج ۶ ص ۲۳۸ باب فضائل ابوبکر صدیق،طبعہ دار ابن کثیر،دمشق)

ترجمہ :ائمہ اہل سنت نے تفضیل حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف کیا۔ امام مالک سے ایک روایت ان دونوں کے درمیان تفضیل میں توقف کا قول جبکہ دوسرے قول میں جمہور اہل سنت کے موقف یعنی افضلیت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کا ہے۔ اور صحیح طور پر یہ معاملہ افضلیت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا مسئلہ اجتہادیہ ہے نہ کہ قطعی۔

اس عبارت سے یہ واضح ہوگیا کہ امام قرطبی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مابین مسئلہ افضلیت کو ظنی کہا ہے نہ کہ شیخین کی افضلیت کو۔

لِمَا أَشْكَلَ مِنْ تَلْخِيصِ كِتَابِ مُسْلِمٍ

تأليف

الإمام الحافظ أبي العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم القرطبي

٥٧٨ - ٦٥٦ هجرية

الجُزْءُ السَّادِسُ

فالمقطوعُ بفضله، وأفضليته بعد رسول الله ﷺ عند أهل السُّنَّة ـ وهو الذي يقطعُ به من الكتاب والسُّنَّة ـ أبو بكر الصِّدِّيق ثم عمر الفاروق، ولم يختلفْ في ذلك أحدٌ من أئمة السَّلف، ولا الخلف، ولا مبالاةَ بأقوال أهل الشيع، ولا أهل البِدَع، فإنَّهم بين مُكفَّرٍ تُضرَبُ رقبته، وبين مبتدعٍ مُفسَّق لا تُقبل كلمتُه، وتدحض حُجَّتُه.

وقد اختلف أئمة أهل السُّنَّة[٣] في عليٍّ وعثمان ـ رضي الله عنهما ـ فالجمهورُ منهم على تقديم عثمان، وقد رُوي عن مالكٍ أنه توقَّف في ذلك، ورُوي عنه أنه رجع إلى ما عليه الجمهور، وهو الأصحُّ إن شاء الله، والمسألةُ[٤] اجتهاديةٌ

٦ — امام سیف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ افضلیت :

امام سیف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ کو مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے والوں میں لکھا ہے۔

اگر علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول (کہ مسئلہ افضلیت ظنی ہے) کو مان بھی لیا جائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مسئلہ افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ظن بھی واجب کے درجے میں ہے۔لہٰذا مسئلہ افضلیت کو ظنی کہہ کر بھی تفضیلیہ کو کوئی فائدہ نہیں۔

یہ تحقیق امام سیف الدین آمدی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی نہیں بلکہ اپنے اصحاب کی تحقیق نقل کر رہے ہیں۔تحقیق کا حق یہ ہے کہ علامہ آمدی کے دوسری کتاب میں ان کا واضح عقیدہ بھی دیکھ لیا جائے۔

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب غایۃ المرام صفحہ ٣٢٢ پر لکھتے ہیں کہ تعارض استدلال کو ساقط کر دیتا ہے اور عمل صرف اجماع مسلمین اور مجتہدین کے اتفاق سے استناد ہے۔

وَهَذِه النُصُوص كلهَا إِن لم يتخيل كَونهَا راجحة فَلَا أقل من أَن تكون مُعَارضَة ومساوية وَمَعَ التَعَارُض يجب التساقط وَالْعَمَل بِإِجماع المسلمين و الاستناد إِلَى اتِفَاق المجتَهدين۔ (غایۃ المرام ص ٣٨٠)

مفھوم :اور عمل صرف اجماع مسلمین اور مجتہدین کے اتفاق سے استناد ہے۔

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی افضل ماننے کو واجب لکھا ہے۔

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ویجب مع ذالک أن یعتقد أن أبابکر أفضل من عمر و أن عمر أفضل من عثمان و أن عثمان أفضل من علی و أن الأربعة أفضل من باقی العشرة۔

ترجمہ :یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ سے افضل ہیں۔اور یہ چاروں بزرگ عشرہ مبشرہ کے دیگر نفوس قدسیہ سے افضل ہیں۔

(غایۃ المرام ص ٣٨٩)

تفضیلیہ کو علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کرنا ان کے موقف کو ثابت نہیں کرتا کیونکہ اہل سنت بشمول علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی نے بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو افضل نہیں کہا۔ اہل سنت میں یہ معاملہ اجماعی اور متفقہ ہے۔ عوام الناس کو ظنی اقوال پیش کر کے بھی تفضیلیہ اپنا مدعا ثابت نہیں کر سکتے۔

غَايَةَ المرامِ فی علمِ الكلام

لسيف الدّين الآمِدِى

٥٥١ ٦٣١ هجرية

تحقيق

حسن محمود عبد اللطيف

رتبته ، مثل قوله عليه السلام : خير أمتى أبو بكر ثم عمر[١] » وقوله : « من أفضل من أبي بكر ؟ زوجنى ابنته ، وجهزنى بماله ، وجاهد معى فى ساعة الخوف[٢] » ، وما روى عن على - كرم الله وجهه - أنه قال : « خير الناس بعد النبى أبو بكر ثم عمر ثم الله أعلم[٣] » ، « وهذه النصوص كلها إن لم يتخيل كونها راجحة فلا أقل من أن تكون معارِضة ومساوية[٤] ، ومع التعارض يجب التساقط والعمل بإجماع المسلمين ، والاستناد إلى اتفاق المجتهدين .

ويجب - مع ذلك - أن يُعتقد أن أبا بكر أفضل من عمر ، وأن عمر أفضل من عثمان ، وأن عثمان أفضل من على ، وأن الأربعة أفضل من باقى العشرة ، والعشرة أفضل

مسئلہ افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ظنی اور قطعی کی بحث

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس مسئلہ کو ظنی اور قطعی کی بحث سے تفضیلیہ کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تفضیلیہ اس مسئلہ کو ظنی کہہ کر اپنی جان خلاصی کرانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ تفضیلیہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسئلہ ظنی کی کسی بھی پہلو کو اخذ کرنے والوں پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ جن علماء کرام کے طرف ظنی اقوال کا انتساب کرتے ہیں انھوں نے اس کو ظنی صرف خلفاء اربعہ کے درمیان مقید کرتا ہے۔ ان خلفاء اربعہ کی افضلیت باقی تمام صحابہ کرام پر تو اجماع ہے۔

یہ بحث اس مسئلہ میں سب سے اہم ہے۔ یہ بات تو تفضیلیہ کو بھی مسلم ہے کہ افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک ظنی مسئلہ ہے۔

اب اس مسئلہ کے بارے میں دو نکات بڑے توجہ طلب ہیں۔

اول: یہ کہ مسئلہ افضلیت کو بعض نے قطعی کیوں کہا؟ اور بعض نے اس مسئلہ کو ظنی کیوں کہا؟

دوم: یہ کہ ظنی کہنے والوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو ماننا واجب بھی لکھا ہے جو کہ حوالہ جات سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ یہ بات تفضیلیہ کو سمجھ نہیں آتی کہ چند علماء کرام نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو ظنی کہ کر پھر واجب کیوں کہا؟

اس اہم نکات کے جوابات بالترتیب ملاحظہ کریں:

قطعی اور ظنی کا اختلاف کیوں ہوتا ہے؟

۱۔ مسئلہ افضلیت کو جمہور نے قطعی کہا اور بعض نے اس مسئلہ کو ظنی کہا۔ کسی مسئلہ میں قطعی اور ظنی کا اختلاف کیوں ہوتا ہے اور اس کا جواب کیا ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو مزید واضح انداز میں کچھ یوں بیان کیا ہے:

لا يحصل العلم بصدق الخبر منها الا للعالم بالحديث المتبحر فيه العارف

بأحوال الراوة المطلع على العلل و كون غيره لا يحصل له العلم بصدق ذلک لقصوره عن الأوصاف المذكورة لا ينفى حصول العلم للمتبحر۔

(شرح نخبۃ الفکرص ۶۳)

ترجمہ: یعنی کسی خبر واحد کے صدق کا علم صرف اسی شخص کو ہوسکتا ہے جو فن حدیث کا متبحر عالم ہو، احوال رواۃ کو جانتا ہو اور روایات کے علم وغیرہ سے بھی باخبر ہو، جو شخص ان اوصاف مذکورہ سے تہی دامن ہو اور اس وجہ سے اسے صدق خبر کا علم حاصل نہیں ہوتا ہو تو اس کا عدم علم کسی متبحر عالم کے علم کی نفی نہیں کرسکتا۔

ابن قیم کی تحقیق:

اس مسئلہ کو ابن قیم یوں بیان کرتے ہیں۔

یہ ایسا مسئلہ ہے جس کے متعلق کوئی ذی عقل نزاع نہیں کرسکتا۔ زید کے نزدیک کبھی وہ دلیل قطعی ہوتی ہے جو عمرو کے نزدیک ظنی ہے۔ لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیثیں جوامت میں رائج ہیں علم کا فائدہ نہیں دیتی بلکہ ظنی ہیں۔ تو اس سے وہ اپنی حالت کی خبر دے رہے ہوتے ہیں کہ جب استفادہ علم کے ان منکرین کو ان طریقوں پر دسترس حاصل نہ ہوئی جو محدثین کو حاصل تھی تو انہوں نے اس سے یہ مطلب سمجھا کہ اخبار آحاد مفید علم نہیں ہیں۔ لیکن ان حدیثوں سے علم کا فائدہ نہ اٹھانا اس سلسلہ کی عام نفی کو متلزم نہیں ہے کیونکہ اس کی مثال تو اس شخص جیسی ہی ہوگی جسے کوئی چیز حاصل نہیں ہوئی یا اسے اس چیز کے بارے میں علم نہ تھا تو وہ یہ سمجھ لے کہ کسی کو وہ چیز حاصل نہیں ہوئی یا اس چیز کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ اس کی دوسری مثال اس شخص جیسی بھی ہوسکتی ہے جو تکلیف. محبت. نفرت یا لذت کے احساس سے عاری ہو اور اپنے طبائع کے باعث یہ سمجھ بیٹھے کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جس میں یہ احساسات پائے جاتے ہوں. اس طرح کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جن کی غایت صرف یہ ہوگی کہ جو چیز تم کو حاصل ہوئی ہے وہ مجھے نہیں ملی. اگر وہ

بات اصلاً حق ہوتی تو ہم دونوں کو اس کے حصول میں مشترک ہونا چاہیئے تھا لیکن چونکہ اس کے حصول میں تم منفرد ہو لہٰذا الازماً یہ باطل ہی ہوگی۔ (الصواعق المرسلہ ج ۲ ص ۴۳۲)

ابن قیم ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''اگر افادہ علم کے منکرین یہ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیثیں موجب علم نہیں ہیں تو یہ لوگ دراصل اپنے متعلق اس بات کی اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے ان حدیثوں سے علم حاصل نہیں کیا ہے۔ اپنے متعلق یہ اطلاع دینے میں یقیناً وہ صادق القول ہیں مگر جہاں تک ان کے اس قول کا تعلق ہے کہ یہ احادیث محدثین کے لیے بھی مفید علم نہیں ہوتیں تو اس بارے میں ان کا جھوٹ واضح ہے۔'' (الصواعق المرسلہ ج ۲ ص ۳۷۹)

اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ علماء کرام میں اس مسئلہ کو قطعی اور ظنی کہنے کا اختلاف صرف اور صرف اپنی تحقیق کے مطابق تھا۔ اس تحقیق میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جس نے بھی اس مسئلہ کو ظنی کہا اس نے اس مسئلہ کو قطعی کہنے والوں پر نہ تو رد کیا اور نہ ہی اس کے استدلال کو غلط لکھا۔

۲۔ اب رہا یہ نکتہ کہ مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے والوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی تمام صحابہ سے افضل کیوں کہا؟ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے کو واجب کیوں لکھا؟

تفضیلیہ مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے کے اقوال جن علماء کرام سے نقل کرتے ہیں ان کی دوسری کتابیں عوام الناس کے سامنے لانے سے گریز کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی دیگر تصانیف سے ان کا اپنا موقف سامنے آجاتا ہے۔

کے باوجود سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام سے افضل ماننے کو واجب لکھا ہے ان کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ امام باقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الانصاف صفحہ ۶۱ پر مسئلہ افضلیت پر اعتقاد کو واجب لکھا ہے:

ویجب ان یعلم :ان امام المسلمین و امیر المؤمنین و مقدمُ خلق اللہِ اجمعین منِ الانصار و المھاجرین بعد الانبیاء المرسلین :ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ: ہ جاننا واجب ہے کہ امام المسلمین امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مہاجرین اور انصار سے مقدم ہیں۔ (الانصاف، ص ۶۱)

علامہ باقلانی رحمہ اللہ سے ہی نقل کر دیا جائے۔

ویجب أن یعلم أن خیر الأمة أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم، وأفضل الصحابة العشرة الخلفاء الراشدون الأربعة رضی الله عن الجمیع وأرضاهم، ------- فمن ذکر خلاف ذلك کان فاسقاً مخالفاً للکتاب والسنة نعوذ بالله من ذلك. (الانصاف، ص ۶۵)

ترجمہ: یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تمام امت سے بہترین ہیں۔ اور صحابہ عشرہ مبشرہ میں سے افضل چار خلفاء راشدین ہیں۔۔۔۔۔ اور جو اس کے خلاف بیان کرتا ہے وہ فاسق، اور کتاب وسنت کے مخالف ہے۔ نعوذ باللہ۔

ب۔ علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ویجب مع ذالک أن یعتقد أن أبابکر أفضل من عمر وأن عمر أفضل من عثمان وأن عثمان أفضل من علی وأن الأربعة أفضل من باقی العشرة۔

ترجمہ: یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ سے افضل ہیں۔ اور یہ چاروں بزرگ عشرہ مبشرہ کے دیگر نفوس قدسیہ سے افضل ہیں۔

(غایۃ المرام ص ۳۳۱)

ج۔ محقق شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ شرح المواقف ج ۸ ص ۳۷۲ پر لکھتے ہیں:

"لیکن ہم نے سلف کو یہ فرماتے ہوئے پایا کہ ابو بکر افضل ہیں، پھر عمر، پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان حضرات ائمہ کے ساتھ ہمارا حسنِ ظن یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر وہ انہیں اس کا اہل نہ جانتے تو ان پر افضلیت کا اطلاق نہ کرتے۔ پس ہمیں اس قول میں ان کی اتباع واجب ہے۔"

د۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الخُلفاء الراشدون لما ترتبوا في الإمامة فالظَّاهِر ترتيبهم في الفَضِيلَة فخير النَّاس بعد رَسول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم أَبُو بكر ثمَّ عمر ثمَّ عُثمان ثمَّ علي رَضِي الله عَنْهُم أَجْمَعِين۔ (لمع الادلۃ فی قواعد عقائد اہل السنۃ والجماعۃ، ص ۱۲۸)

ترجمہ: خلفاء راشدین کی امامت یا خلافت میں ترتیب ان کی افضلیت پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول کتاب الارشاد صفحہ ۴۳۱ میں یوں ہے:

"لیکن غالب گمان یہی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے متعلق خیالات پر ہم متعارض ہیں۔ ہمارے لیے مختصراً یہی کافی ہے کہ ملت کے اکابرین اور امت کے علماء کی اکثریت اسی پر متفق ہوئی اور ان کے ساتھ ہمارا حسنِ ظن اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر وہ اس ترتیب کے دلائل اور علامات کو نہ جانتے تو اس پر متفق نہ ہوتے اور تفصیلاً علامات یہ ہیں۔ قرآن، سنت، آثار اور علاماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم۔"

اب ہم اس نکتہ کو واضح کرتے ہیں کہ علماء کرام نے مسئلہ افضلیت کو ظنی کیوں کہا؟ علماء کرام کا مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان علماء کرام کے نزدیک افضلیت کے دلائل یا تو خبر احاد ہیں یا ظنی دلالت ہیں۔ اور خبر احاد اور ظنی دلالت سے علم یقینی اور قطعیت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ مسئلہ افضلیت کے بارے میں اخبار احاد اور ظنی الدلالت ہونا ان علماء کرام کے ہی نزدیک ہے جبکہ جمہور علماء کرام مسئلہ افضلیت کی بابت روایات کو متواتر ثابت کرتے ہیں جو کہ قطعیت کو ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کا دعویٰ ان کے اپنے اپنے علم کے مطابق ہے جیسا کہ ابن قیم نے تصریح کی ہے۔

ظنی مسئلہ، واجب العلم اور قطعی کیسے بنتا ہے؟

سوال : علماء کرام نے مسئلہ افضلیت کو ظنی ثابت کرنے کے باوجود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے کو واجب کیوں کہا؟ یا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی دیگر صحابہ کرام سے افضل کیوں کہا؟

جواب :اس بارے میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

(اول): اخبار احاد (خبر واحد، ظنی) جس کو اہل علم کے ہاں قبولیت حاصل ہو، علم یقینی (قطعی) کا فائدہ دیتی ہے۔

(دوم) :اگر خبر واحد (ظنی) میں قرائن موجود ہوں تو وہ ظن کے درجہ سے ترقی کر کے قطعیت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ان دونوں نکات کے بارے میں محدثین کرام کے اقوال ملاحظہ کریں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

۱- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اخبار اَحاد جو مشہور، عزیز اور غریب میں منقسم ہیں، میں بعض اوقات ایسی صفات واقع ہوتی ہیں کہ جو علی المختار قرائن کے ساتھ علم نظری (وہ علم جو نظر و استدلال سے حاصل ہو۔علم نظری افادہ پر استدلال کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور اس کے حصول کے لیے اہلیت نظر ہونا شرط ہے۔تحفۃ اہل نظر ص ۱۱) کا فائدہ دیتی ہے برخلاف ان علماء کے جنہوں نے اس چیز کا انکار کیا ہے۔حالانکہ یہ اختلاف درحقیقت لفظی ہے کیونکہ جو لوگ اطلاق علم کے جواز کے قائل ہیں وہ اسے علم نظری قرار دیتے ہیں جو کہ استدلال کا ماحصل ہوتا ہے۔جن محدثین نے اخبار احاد کے مفید علم ہونے کا انکار کیا ہے ان کے نزدیک لفظ علم کا اطلاق صرف متواتر کے لیے خاص ہے اور باقی اخبار کو وہ ظن قرار دیتے ہیں لیکن اس اختلاف کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ جس خبر واحد میں قرائن صحت پائے جاتے ہوں وہ اس خبر واحد سے ارجح ہے جو ان قرائن سے خالی ہو۔'' (نزہۃ النظر ص ۲۴، فتح المغیث ج ۱ ص ۶۰)

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

۲- علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

والمختار حصول العلم بخبره اذا احتفت به القرائن و يمتنع ذلک عادة دون القرائن۔ (الأحکام للآمدی ج ۲ ص ۵۰)

ترجمہ: یعنی پسندیدہ اور مختار مذہب یہی ہے کہ اگر قرائن موجود ہوں تو (خبر واحد سے) علم (یقین) حاصل ہوگا لیکن بغیر قرائن کے حصول میں علم (یقین) عادۃً منع ہے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

۳- قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وجود القرائن التی تحف الخبر فترقيه عن الظن الی القطع۔

(فتح الباری ج ۱ ص ۳۸۱)

ترجمہ: یعنی (خبر واحد میں) اگر قرائن موجود ہوں تو وہ ظن کے درجہ سے ترقی پا کر قطعیت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمود الطحان کی تحقیق:

۴- ڈاکٹر محمود الطحان لکھتے ہیں:

"خبر واحد سے علم نظری حاصل ہوتا ہے یعنی ایسا علم جو غور فکر اور استدلال پر موقوف ہوتا ہے۔" (تیسیر مصطلح الحدیث ص ۲۲)

علامہ شوکانی کی تحقیق:

۵- علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

ان الخلاف فی افادة خبر الأحاد الظن او العلم مقيد بما اذا كان خبر الواحد لم ينضم اليه ما يقويه و اما اذا انضم اليه ما يقويه او كان مشهورا او مستفيضا فلا يجزی فيه الخلاف المذكور۔ (ارشاد الفحول ص ۴۹)

ترجمہ :یعنی افادہ اخبار احاد کے بارے میں ظن یا علم کا اختلاف اس چیز سے مقید ہے کہ جب خبر واحد میں کوئی تقویت بخش قرینہ ضم نہ ہو،لیکن اگر کوئی تقویت بخش چیز اس کے ساتھ ضم ہو یا وہ خبر مشہور یا مستفیض ہو تو اس بارے میں افادہ علم یا ظن کا مذکورہ اختلاف نہیں پایا جاتا۔

امام ابو اسحاق فیروز آبادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

۶-امام ابو اسحاق فیروز آبادی شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خبر الواحد الذی تلقته الأمة بالقبول یقطع بصدقة سواء عمل به الکل أو عمل البعض و تأوله البعض۔

(اللمع فی اصول للفیروز آبادی ص ۴۰)

ترجمہ :یعنی وہ خبر واحد (خبر احاد) جس کو امت میں تلقی بالقبول حاصل ہو،وہ قطعی الصدق ہے۔خواہ اس پر تمام لوگ عمل کرتے ہوں یا صرف بعض لوگ اور خواہ بعض اس کی تاویل ہی کرتے ہوں۔

قاضی صدرالدین ابن ابی العز کی تحقیق:

۷- قاضی صدرالدین ابن ابی العز فرماتے ہیں:

و خبر الواحد اذا تلقته الأمة بالقبول عملاً به و تصدیقا له یفید العلم عند جماهیر الأمة و هو أحد قسمی المتواتر۔

(شرح العقیدہ الطحاویہ ص ۳۳۹ طبع مکتبہ السلفیہ،لاہور)

ترجمہ :یعنی خبر واحد کو جب امت نے عملی طور پر قبول کیا ہو اور اس کی تصدیق کی ہو تو جمہور امت کے نزدیک وہ علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے اور یہ بھی متواتر یہ کی ایک قسم ہے۔

علامہ بلقینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

۸- علامہ بلقینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جمہور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر خبر واحد (ظنی روایات) کو امت کے نزدیک تلقی بالقبول حاصل ہو تو یہ اس کے لیے بمعنی تصدیق ہے اور اس پر امت کا عمل ہونا موجب علم ہے۔ اس چیز کو کتب اصول فقہ کے مصنفین نے اصحاب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و مالک رحمۃ اللہ علیہ وشافعی رحمۃ اللہ علیہ واحمد سے نقل کیا ہے۔ صرف متاخرین علماء کے ایک قلیل گروہ نے اہل کلام کی ایک جماعت کی اتباع میں اس چیز کا انکار کیا ہے، حالانکہ اکثر اہل کلام بھی اس بارے میں فقہاء ومحدثین نیز اسلاف کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اکثر اشعریہ مثلاً ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابن فورک رحمۃ اللہ علیہ، ائمہ شافعیہ میں سے ابو اسحاق اسفرائینی، ابو حامد، قاضی ابو طیب، ابو اسحاق فیروز آبادی وغیرھم، ائمہ حنفیہ میں سے شمس الدین سرخسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ، ائمہ حنبلیہ میں سے ابو یعلیٰ الفراء بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حامد رحمۃ اللہ علیہ، ابو الخطاب رحمۃ اللہ علیہ، ابو الحسن الزاغوانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم اور مالکیہ میں سے قاضی عبد الواھاب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے یہی چیز منقول ہے۔" (محاسن الاصلاح للبلقینی ص ۱۰۱)

اور اسی اصول سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ (المحصول ج ۲ ص ۴۰۲)، امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ (الابھاج فی شرح المنھاج، ج ۲ ص ۳۱۲)، امام قرافی (شرح تنقیح الفصول ص ۳۵۴) وغیرھم بھی متفق ہیں.

لہٰذا اس مندرجہ بالا تحقیق سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر خبر واحد (ظنی) کو اگر امت نے قبول کیا ہو تو وہ قطعی بن جاتی ہے یا پھر خبر واحد کے ساتھ کوئی دیگر قرائن موجود ہوں تو پھر بھی اس کو قطعیت کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

اور پھر اس بات کا حل بھی نکل آتا ہے کہ علماء کرام نے آخر کیوں مسئلہ افضلیت کو ظنی کہنے کے باوجود سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام سے افضل ماننے کو واجب لکھا ہے؟۔

علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام سے افضل ماننے کو واجب کہنے کی وجہ بھی بتادی کہ سلف وصالحین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام سے افضل مانا ہے۔ اور ان کے نزدیک یہی قرینہ ہے جو خبر واحد کو ظنیت سے

ماننے کو واجب لکھا۔

اسی نکتہ کی طرف فقیہ الہند شاہ محمد مسعود مجددی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتویٰ مسعودی ص ۹۳ پر اشارہ بھی کیا ہے۔

فقیہ الہند شاہ محمد مسعود مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

فقیہ الہند شاہ محمد مسعود مجددی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اور قائل ظنیت کا یہ مطلب ہے کہ ثبوتِ تفضیل شیخین میں ظن ہے بلکہ یقیناً ان کے نزدیک تفضیل شیخین کی ہے''۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

مسئلہ افضلیت قطعی ہے جس کے دلائل بے شمار ہیں۔شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں۔

نکته اولي: مسئله افضلیت شیخین در ملت اسلامیه قطعي است و اینجا قطع حاصل مي شود به دو وجه یکي تعدد طرق حدیث تا آنکه اصل مسئله متواتر بالمعني شود مانند سخاوت حاتم و شجاعت رستم دیگر حفوف (احاطه ی) قرائن؛ زیرا که خبر واحد به سبب حفوف قرائن به سر حد یقین مي رسد۔۔۔همچنین احادیث افضلیت شیخین محفوف است به قرائن بسیار و این قرائن دو نوع تواند بود یکي ادله ظنیه و خطابیه که موافق باشند در اصل مقصد با این خبر واحد از آن جمله عمومات کتاب الله و سنت رسول الله صلي الله علیه وسلم در فضیلت مهاجرین و مجاهدین۔۔۔۔دیگر فروع افضلیت که امت مرحومه قولاً و فعلاً به آن آشنا شده اند و در هر محل و هر موطن افضل هذه الامة گفته اند۔۔۔۔

نکتهء ثانیه :چون استقرا کنیم احادیث را که در افضلیت شیخین وارد

شده مدار افضلیت چهار خصلت را مي یابیم:

یکي در مرتبه علیا از مراتب امت بودن، صدیقیت و شهیدیت عبارت است از آن.

دوم اعانت آن حضرت صلي الله علیه وسلم و ترویج اسلام در وقت غربت او اَمنّ الناس عليَّ ابوبکر واساني بماله ونفسه. و عزت اسلام که از خصائص عمر است اشاره است به آن.

سوم اتمام کارهاي مطلوب از نبوت بدست این هر دو عزیز رویاء آن حضرت صلي الله علیه وسلم در قصه مقالیدو قصه آب کشیدن از بیر نمائشي است از آن.

چهارم علو درجات ایشان در معاد سیدا کهول اهل الجنة (1) و اقامت در غرف عالیه ــــــ بیاني است از آن و این خصلت هر گز جدا نمي تواند شد از یکي از خصال ثلاثه؛ زیرا که اکثریت ثواب یا به سبب صفات نفساني است یا به سبب اعز از اسلام و نصرت او و یا به سبب اتمام کارهاي نبوت۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ج ا ص ۳۰۱۔ ۳۰۲)

ترجمه:

نکته اولی: مسئلہ افضلیت شیخین، ملت اسلامیہ میں قطعی ہے اور اس جگہ قطع اور یقین دو وجہ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔

ایک وجه : تعدد طرق حدیث یہاں تک کہ اصل مسئلہ متواتر بالمعنی ہو جاتا ہے، سخاوت حاتم اور شجاعت رستم کی مانند۔

دوسری وجه : احاطہ قرائن، اس لئے کہ خبر واحد بسبب احاطہ قرآئن کے یقین کے حد تک پہنچ جاتی ہے۔۔۔ اسی طرح افضلیت شیخین کریمین کی احادیث کا بہت سارے قرائن نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور یہ قرائن دو قسم کے ہو سکتے ہیں۔

ایک قسم :ادلہ ظنیہ وخطابیہ جو اصل مقصد میں اس خبر واحد کے موافق ہوں، انہیں سے ہیں عمومات کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ جو فضیلت مہاجرین ومجاہدین میں ہیں۔۔۔۔

دوسری قسم: فروع افضلیت کے امت میں قولاً وفعلاً ان سے آشنا اور واقف ہو چکی ہے۔ اور امت نے بوقت ضرورت بیان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ہر محل اور مقام میں" افضل هذه الامة و خير هذه الامة" کہ اس امت کے سب سے افضل اور اس امت کے سب سے بہترین فرد کہا ہے۔۔۔۔![1]

نکتہ ثانیہ: جب ہم ان احادیث مبارکہ کا استقراء اور تتبع کرتے ہیں جو افضلیت شیخین کریمین میں وارد ہوئی ہیں تو مدار افضلیت چار خصال کو پاتے ہین۔

اول: مراتب امت میں سے مرتبہ علیا میں ہونا۔ صدیقیت اسی سے عبارت ہے۔

دوم: حضور نبی کریم ﷺ کی اعانت اور ترویج اسلام کے ضرورت کے وقت" امن الناس علی ابو بکر و اسانی بماله و نفسه " مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر ہیں انھوں نے اپنے مال اور جان کے ساتھ میری مدد کی، اور عزت اسلام جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ کے خصائص سے ہے اسی مرتبہ علیا کی طرف اشارہ ہے۔

سوم: نبوت سے جو کام مطلوب ہیں ان کا اتمام پورا کرنا انہیں دونوں حضرات کے ہاتھ

---

[1] ۔اس روایت کی متعدد اسانید ہیں اور یہ حکماً بھی مرفوع ہے۔ ائمہ محدثین کرام وفقہاء نے اس روایت کو حکماً مرفوع کہا ہے۔ فصول البدائع ج 2 ص 275، الشذ اا لفیاح من علوم ابن الصلاح ص 143، المقنع فی علوم الحدیث لابن ملقنص 118، النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح، الزرکشی ص 323، تدریب الراوی، السیوطی ص 186، فتح المغیث، السخاوی ج اص 121۔ اس روایت پر تمام اعتراضات کے جوابات علامہ نذیر احمد سیالوی صاحب نے اپنی کتاب فضائل خلفاء راشدین میں بڑی تفصیل سے دیے ہیں۔

کے ساتھ ہے ۔قصہ مقالید و مفاتیح اور کنویں سے پانی نکالنے والا قصہ کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب اسی کا اظہار ہے ۔

چهارم : معاد میں ان کے درجات کا بلند ہونا، حضرات ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ماسوائے انبیاء المرسلین تمام جنتی بزرگوں کے سردار ہیں ۔اور جنت کے بلند بالاخانوں میں اقامت ۔۔اسی کا بیان ہے ۔اور یہ خصلت خصال ثلثہ مذکورہ میں سے ایک سے ہرگز جدا نہیں ہوسکتی ۔اس لیے کہ اکثریت ثواب یا تو بسب صفات نفسانی کے ہے یا بسبب اعزاز اسلام اور اس کی نصرت کے یا سبب یا اتمام کارہائے نبوت کے ہے ۔

شاہ ولی اللہ دہلوی کی اس کتاب ازالۃ الخفاء سے فاتح قادیانیت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتاب تصفیہ مابین سنی وشیعہ میں متعدد مقامات پر استدلال کیا ہے، جس سے اس کتاب کی اہمیت واضح ہوتی ہے ۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

ا۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا:

فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قطعی ہے ۔جو کچھ بعض علماء نے مثلاً امام رازی اور آمدی وغیرہما بعض متکلمین نے لکھا ہے وہ بھی صحیح ہے اور درست ہے ۔اور تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ ہر ایک دلیل پر جداگانہ جو نظر کی جاتی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفضیل ظنی ہے ۔۔۔لیکن جب سب ادلہ بحیثیت اجتماعی ملاحظہ کی جاتی ہیں تو قطعی طور پر ان سب ادلہ سے فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوتی ہے ۔اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی امر کے لئے چند دلیلیں ہیں اور ہر دلیل جداگانہ فرداً فرداً لحاظ کرنے سے اس امر کے بارے میں صرف ظن حاصل ہوتا ہے اور مجموعہ احاد جب حد تواتر کو پہنچ جائے تو سب احاد پر بحیثیت مجموعی اور اس کے تواتر کے لحاظ کرنے سے وہ امر قطعی طور پر ثابت ہو جاتا

ہے ایسا ہی فضیلت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے۔

(فتاوی عزیزی مترجم ص ۲۴۷)

یہاں یہ بات بہت اہم ہے کہ افضیلت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف خبر احاد یا واحد ہی نہیں بلکہ متواتر اور متواتر معنی بھی روایات موجود ہیں۔ جیسے کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی افضلیت شیخین کی روایات ۳۲ شاگروں سے مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ والی روایات ان کے ۵ شاگردوں سے ۲۵ سے زیادہ اسانید کے ساتھ مروی ہے۔ اس کے علاوہ خلافت راشدہ خاصہ کے وقت افضل ذات کا انتخاب پر بھی اجماع ہے۔

۲۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کبھی اصل مسئلہ قطعی ہوتا ہے اور اس کی کیفیت کی تعین ظنی ہوتی ہے، جیسا کہ باری تعالی کی صفات سبعہ کا اثبات قطعی ہے اور اس امر کا تعین کہ یہ صفات ذات باری تعالی پر زائد ہیں یا عین ذات ہیں یا لا عین ولا غیرہ ہیں، ظنی ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کے غیر مخلوق ہونے کا مسئلہ قطعی ہے اور اس کی کیفیت کی تعیین کہ قدیم، کلام نفسی ہے یا الفاظ کلیہ بلا خصوصیات محل، یہ ظنی ہے۔

یہ مثالیں تو اعتقادیات میں ہیں اور عملیات میں اس کی بہت سے مثالیں ہیں مثلاً حجۃ الوادع کی اصل عبات قطعی ہے اس میں شک کی مجال نہیں ہے اور تعیین کیفیت کے یہ حج قران تھا یا تمتع یا افراد یہ ظنی ہے۔۔۔۔ مسئلہ تفضیل بھی اسی باب سے ہے اس لیے کی اصل تفضیل (حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی باقی امت پر) قطعی ہے لیکن اس معنی کے ساتھ کہ نزاع اور تعارض مرتفع ہو جانے کہ بعد قطعی ہوگئ۔ اس اس تفضیل کی کیفیت کہ کونسی چیز میں تفضیل ہے کثرت ثواب میں یا اسلام میں نفع عظیم ہونے میں یا کسی دوسرے امر میں ،یہ ظنی ہے۔۔۔۔۔ جب ہر دو تمہیدی مقدمے ہو چکے تو میں کہتا ہوں : کہ اصل تفضیل حضرات شیخین کریمین کی حضرت علی المرتضی پر قطعی ہے اور قطعی کہ دوسری قسم ہے اور تعیین

یافتہ تفضیل (جس تفضیل میں وجہ تفضیل کا بھی تعین ہو) ظنی ہے، پس مومن محتاط کو چاہیے کہ اصل تفضیل شیخین کریمین کا عقیدہ ضرور رکھے اور اس کی کیفیت کا تعین اللہ تعالی کے علم کی طرف تفویض شدہ جانے۔ اور اگر دلائل کا تتبع اور ان میں غور وفکر کرنے کے سبب تفضیل کی کوئی وجہ اس کے نزدیک راجح ہو جائے تو مرحباً و اہلاً، ورنہ اس عقیدہ سے کہ قطعی ہے باہر نہ جائے۔ فقط (فتاوی عزیزی ج ۲ ص ۹۳۔۹۴)

۳۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مسئلہ افضلیت پر مستقل رسالہ" السر الجلیل فی مسئلة التفضیل" میں حضرات شیخین کریمین کی افضلیت کی جو وجوہ دلائل میں تتبع اور غور وفکر کرنے کے بعد راجح ہوئی ہیں، کے بارے میں لکھتے ہیں۔

پس مثل آفتاب روشن اور ظاہر ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے لیئے جہاد اور علم اور قرآت اور زہد اور تقوی وخشیہ اور صدقہ اور حسن سیاست خلافت اور خدا و رسول ﷺ کی اطاعت اور محبت دین اور ترویج احکام شریعت میں وہ مرتبہ ہے کہ کسی دوسرے کے لئے ہرگز نہیں ہے۔ اور انہی امور کو شارع نے فضل اور بزرگی کا موقع قرار دیا ہے۔

اور یہ بیان پہلے گذر چکا ہے کہ سیادت اور علویت اور رسول اللہ ﷺ سے قرب قرابت اور بلاغت عبارت اور فصاحت الفاظ اور قوت و جلاوت اور شمشیر بازی اور نیزہ بازی کو اس فضل متنازعہ فیہ کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہے۔ (فتاوی عزیزی ج ۲ ص ۹۲، مطبع مجتبائی، دہلی)

امام المناطقہ حضرت فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:

امام المناطقہ حضرت فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب امتناع النظیر میں ایک مقام پر افضلیت پر گفتگو کرتے ہوئے ایک اہم نکتہ بیان فرماتے ہیں:

اہل سنت وشیعہ کا اس بارے میں اختلاف ہے ہے کہ : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب میں سیدنا ابو بکر صدیق افضل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہما؟ اہل سنت نے فرمایا
کہ: سیدنا ابو بکر صدیق افضل ہیں۔ اور شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی افضل ہیں۔ جب
شیعہ نے یہ دلیل پیش کی کہ:

حضرت علی المرتضی سب سے زیادہ بہادر، دلیر، باقوت، صاحب علم و دانش، قضا کے
ماہر، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرب و اشرب، حسنین کریمین کے والد ماجد اور جگر
گوشہ سیدہ زہرا بتول کے خاوند اور دوسرے بے شمار فضائل و مناقب کے حامل ہیں۔

تو اہل سنت نے یہ جواب دیا کہ: افضل ہونے سے" اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اجرو
ثواب اور کرامت وعزت والا ہونا مراد ہے، فضائل کی تعداد ہونا یا مجموعی فضائل کے اعتبار
سے افضل ہونا مراد نہیں۔ (امتناع النظیر ص ۳۱۵)

مسئلہ افضلیت کی تحقیق پیش کرتے ہوئے امام المنطق علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے
ہیں:

دوسرے یہ کہ: کثرت ثواب کی فضلیت دوسری تمام فضلیتوں سے افضل ہے۔ اور حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کثرت ثواب کی فضلیت (جو دوسری تمام فضلیتوں سے افضل ہے) سے
متصف ہیں۔ اور تمام فضلیتوں میں افضل فضلیت سے متصف ذات، دوسروں سے افضل
ہوتی ہے، اگر چہ وہ اس اعلی فضلیت سے کمتر اور فروتر تمام فضلیتوں سے متصف ہو۔

اہل سنت کے تمام اسلاف و اخلاف کا اس پر اتفاق ہے کہ: حضرات شیخین یعنی سیدنا
صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما، انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے افضل
ہیں۔ (امتناع النظیر ص ۳۱۶)

اس تحقیق کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو سمجھنے میں قارئین کو آسانی ہوگی اور تفضیلیہ کا اس مسئلہ کو
ظنی کہہ کر عوام الناس کو شک میں ڈالنے کی کوششوں کا سد باب ہوگا۔

مسئلہ افضلیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تفضیلیہ کے اشکالات کے مسکت جواب قبلہ محترم

محقق جناب نذیر احمد سیالوی صاحب نے اپنی کتاب "فضائل خلفاء راشدین" میں بھی بڑی وضاحت اور تفصیل سے دیے ہیں۔ محققین کے لئے مسئلہ افضلیت پر اہم کتاب ہے۔

دوران تحقیق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ کی باطنی خلافت پر ہندوستان کے ایک ماہر محقق حضرت ابوالحسین نوری مارہروی رحمہ اللہ کی کتاب دلیل الیقین من کلمات العارفین، آستانہ بدایوں سے ملی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ اس موضوع پر ایک انفرادی اور تحقیقی کتاب ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت باطنی پر مختلف کتابوں میں اقتباسات تو ملتے ہیں مگر جداگانہ طور پر میری تحقیق کے مطابق یہ پہلی تصنیف ہے۔

اس کتاب کے ساتھ ہی حضرت علامہ ابوالحسین نوری مارہروی کے مسئلہ افضلیت پر دیگر تصانیف 'تنبیہ الاشرار' اور 'خزائن برکاتیہ، سوال و جواب'، اور عقیدہ پر انکی تصنیف العسل المصفی بھی شامل کیے گئے ہیں تاکہ مسئلہ افضلیت پر انکی تصانیف کا ایک مجموعہ جمع ہو جائے۔

یہ کتاب اور دیگر تصانیف اس لئے بھی اہم ہیں ان پر آستانہ عالیہ مارہرہ شریف، آستانہ عالیہ بدایوں شریف اور خیر آبادی سلسلہ سے تعلق رکھنے والے اس وقت کے جید اور جلیل القدر علماء و فضلاء کی تقریظات اور تائیدات شامل ہیں۔ جس سے ان تحریر کی تاریخی حیثیت بھی ہے۔

اس کتاب کا تذکرہ اپنے فاضل دوست مولانا حافظ محمد داؤد رضوی صاحب سے کیا تو انھوں نے اس کا ترجمہ کرنے کی حامی بھر لی۔ اور فارسی سے اردو ترجمہ کیا۔ مولانا حافظ محمد داؤد رضوی صاحب ترجمہ کے ساتھ حواشی اور تخریج کا ذمہ بھی لیا اور جلد اسکو بھی مکمل کر دیا۔

میں اپنے عزیز دوست محترم جناب عاطف سلیم نقشبندی صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں، جنہوں نے کتاب کو چھاپنے میں بہت معاونت فرمائی اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ میں محترم ظفر قریشی صاحب کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے کتاب کی کمپوزنگ کی اور اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔

یہ غیر معمولی تفصیل اس لیے لکھ دی کہ عام طور پر قارئین سمجھتے ہیں کہ بس کتاب یونہی منظر عام پر آجاتی ہے، ناشرین کو کچھ کرنا تھوڑی پڑتا ہے، حالانکہ جو اس دشت کی سیاحی کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیسے

جاں کاہ اور صبر آزما مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔قارئین سے استدعا ہے کہ اگر اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع کیجئے گا تاکہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔میں عزیزم جناب چوہدری جواد رسول صاحب کا بے حد ممنون ہوں جن کی دلچسپی کی وجہ سے یہ کتاب شائع ہوئی۔مولیٰ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

فیصل خان

خادم اہل سنت و جماعت

مسئلہ افضلیت پراہم بحث

"لم يفضل أبو بكر الناس بكثرة صومٍ و لا صلاة" کا تحقیقی جائزہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ :حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قثنا غَالِبٌ، يَعْنِي :الْقَطَّانَ، قَالَ :قَالَ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ :إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَفْضُلِ النَّاسَ بِأَنَّهُ كَانَ أَكْثَرَهُمْ صَلَاةً وَصَوْمًا، إِنَّمَا فَضَلَهُمْ بِشَيْءٍ كَانَ فِي قَلْبِهِ.

فضائل الصحابۃ، امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:۱۱۸

ترجمہ : ابوبکر صدیق تم سے زیادہ نماز پڑھنے یا زیادہ روزے رکھنے کی وجہ سے فضیلت نہیں لے گئے بلکہ ان کے سینے میں ایک چیز ڈال دی گئی ہے۔

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے علاوہ حکیم الترمذی صاحب نوادر الاصول نے اپنی کتب میں ۳ مقامات پر ثقہ تابعی بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کیا ہے۔

127- حدثنا المؤمل بن هشامِ اليشكري، قال :أخبرنا إسماعيل بن إبراهيم، عن غالبِ القطان، عن بكر ابن عبد الله المزني، قال :لم يفضل أبو بكر الناس بكثرة صومٍ و لا صلاة، إنما فضلهم بشيء كان في قلبه.

ترجمہ : ابوبکر صدیق تم سے زیادہ روزے رکھنے یا زیادہ نماز پڑھنے کی وجہ سے فضیلت نہیں لے گئے بلکہ ان کے سینے میں ایک چیز ڈال دی گئی ہے۔(نوادر الاصول ۱۲۷:)

1117- حدثنا مؤمل بن هشامٍ، قال :حدثنا إسماعيل ابن إبراهيم، عن غالبِ القطان، عن بكر بن عبدِ الله المزني :أن أبا بكرٍ الصديق -رضي الله تعالى عنه- لم يفضل الناس بكثرة صلاةٍ ولا صوم، وإنما فضلهم بشيء كان في قلبه.

ترجمہ : ابوبکر صدیق تم سے زیادہ نماز پڑھنے یا زیادہ روزے رکھنے کی وجہ سے فضیلت نہیں لے گئے بلکہ ان کے سینے میں ایک چیز ڈال دی گئی ہے۔(نوادر الاصول ۱۱۱۷:)

1269-نامؤمل بن هشام اليشكري، قال :نا إسماعيل بن إبراهيم، عن غالب القطان، عن بكر بن عبد الله المزني :قال :إن أبا بكر لم يفضل الناس بكثرة صوم ولا صلاة، وإنما فضلهم بشيء كان في قلبه.

ترجمہ : ابوبکرصدیق تم سے زیادہ روزے رکھنے یا زیادہ نماز پڑھنے کی وجہ سے فضیلت نہیں لے گئے بلکہ ان کے سینے میں ایک چیز ڈال دی گئی ہے۔(نوادرالاصول ۱۲۶۹:)

سند کی تحقیق

سند کی مختصر توثیق ملاحظہ کریں۔

مؤمل بن ہشام الیشکری	ثقہ	الکاشف، رقم: ۵۷۵۰
إسماعیل بن إبراہیم بن علیۃ	امام حجۃ	الکاشف: ۳۵۰
غالب بن خطاف القطان	صدوق	تقریب التہذیب ۵۳۴۶
بکر بن عبداللہ المزنی	ثقہ امام	الکاشف: ۶۲۸

مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی سند صحیح اور ثابت ہے۔

اس روایت کو ایک قلم کار نے اپنی طرف سے موضوع ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔مگر ایسے اعتراضات علمی میدان میں کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔کیونکہ محدثین کرام نے اس حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کیا ہے نہ کہ تابعی کی صحیح سند والی روایت کا۔

بطور الزام یہ بھی عرض کردوں کہ یہ حدیث مرفوعاً بھی اہل تشیع کی کتب میں موجود ہے۔

فهذا السلطان يقول :إن رسول الله كان يقول في صحابته :ما سبقكم أبو بكر بصوم ولا صلاة، ولكن بشيء وقر في قلبه" ."مجالس المؤمنین" للشوشتری ص 89

مزید یہ کہ اس رویات کا مفہوم محققین کے نزدیک ثابت ہے اور اس پر تفصیلی کلام کتب میں موجود ہے۔اس کو موضوع کہہ کر اپنے دل کا غبار تو نکالا جاسکتا ہے مگر اس کی استنادی حیثیت اور مفہوم متن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ پر چند اعتراضات کا جواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے:

کنا فی زمن النبی ﷺ لانعدل بأبی بکر أحداً ثم شرک اصحاب النبی ﷺ لانفاضل بینھم۔

ترجمہ: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کسی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ، پھر عثمان رضی اللہ عنہ۔ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے، ان کے مابین مفاضلہ نہیں کرتے تھے۔ (مسند احمد 14/2 بخاری رقم 3677,3655 :)

اس حدیث پر تفضیلیہ عوام الناس کے سامنے چند اشکال پیش کر کے علمی خیانت کا مرتکب ہوتے ہیں۔ جب کہ ان کو یہ معلوم ہے کہ یہ حدیث افضلیت پر نص اور واضح دلیل ہے۔

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے اشکال کا تحقیقی جائزہ اور اس کی حقیقت

اعتراض: امام ابن عبدالبر الاستیعاب میں لکھتے ہیں۔

قال أبو عُمَر :من قَالَ بحديث ابن عُمَر :كنانقول على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم :أبو بَكْر، ثُمَّ عُمَر، ثُمَّ عُثْمان ثُمَّ نسكت- يَعْنِي فلا نفاضل- وَهوَ الَّذِي أنكر ابن معين، و تكلم فِيهِ بكلام غليظ، لأن القائل بذلك قد قَالَ بخلاف مَا اجتمع عَلَيهِ أهل السنة من السلف و الخلف من أهل الفقه و الأثر: أن عليا أفضل الناس بعد عُثْمان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهَذَا مما لم يختلفوا فِيهِ، وإنما اختلفوا في تفضيل علي و عثمان. و اختلف السلف أيضا في تفضيل علي و أبى بَكْر، وفي إجماع الجميع الَّذِي وصفنا دليل على أن حديث ابن عُمَر وهم وغلط۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب ج ۳ ص ۱۱۱۶)

جن لوگوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے دلیل لی ہے تو ان پر امام یحییٰ بن معین نے اعتراض فرمایا ہے اور ان کی مذمت میں سخت کلام فرمایا ہے کیونکہ اس قول کا قائل اس اجماع کے خلاف ہے جس پر سلفاً اور خلفاً اہل سنت کے تمام فقہاء اور محدثین کرام قائم ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ حضرت عثمان کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ اس میں انہوں نے کبھی اختلاف نہیں کیا۔ ان کا اختلاف فقط سیدنا علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے مابین تفضیل میں ہے اور اسلاف کرام نے سیدنا علی اور حضرت ابوبکر کی تفضیل میں بھی اختلاف کیا ہے اور ہم نے جو سب کے اجماع کا ذکر کیا ہے یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول وہم اور غلط ہے۔"

ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے جس قول سے استدلال کیا:

وَأَخبرنا أحمدُ بنُ زَكَرِيَا، وَيحيى بنُ عَبدِ الرَحيم، وَعَبدُ الرَحمنِ بنُ يحيى، قالوا :أخبرنا أحمد بن سعيد ابن حَزمٍ، حَدَثَنَا أَحمدُ بنُ خَالِدٍ، حَدَثَنَا مَرَوَانُ بن عبد الملك، قال :سمعت هارون ابن إِسحَاقَ يَقُولُ :سَمِعتُ يحيى بنَ مَعِينٍ يَقُولُ :مَنْ قَالَ أَبو بَكرٍ وَعُمَرُ وَعُثمانُ وَعَلِيٌ رضي الله عنهم، وعرف لعلي سابقته و فضله فهو صَاحِبُ سُنَةٍ، وَمَنْ قَالَ أَبو بَكرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌ وَعُثمانُ وعَرَفَ لِعُثمانَ سَابِقَتَهُ وَفَضلَهُ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَةٍ، فَذَكَرتُ لَهُ هَؤُلاءِ الَذِينَ يقولون :أبو بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم ويسكتون، فتكلم فيهم بكلام غليظ۔ (الاستيعاب 213/2)

راوی ہارون بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے پوچھا کہ جو کہے کہ افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت جانتے تو ابن معین نے کہا کہ وہ صاحب سنت ہے۔ جو یہ کہے کہ افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو پہچانے، تو امام ابن معین نے کہا کہ وہ

بھی صاحب سنت ہے۔ (یہ کلام ابن معین سے ثابت نہیں بلکہ راوی نے غلط نقل کیا ہے جس کی تفصیل امام ابن معین سے آ رہی ہے۔) اس تمام کے ذکر کے بعد پوچھا کہ اگر کوئی کہے کہ افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر سکوت اختیار کرے، تو امام ابن معین نے اس کو کلام غلیظ قرار دیا۔

یعنی امام ابن معین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سکوت کرنے کو غلیظ کلام قرار دیا ہے۔

جواب :ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے اعتراض کی بجائے خود تفضیلیہ کے لیے جواب بن جاتا ہے۔

1- ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اعتراض کیا اور سخت الفاظ میں کلام کیا۔

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اس قول کو نقل کرنے میں ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ سے تسامح ہوا ہے۔ اور ابن معین کی عبارت کو گڈمڈ کر کے غلط نقل کیا ہے۔

اول تو یہ کہ ابن معین سے روایت کرنے والے راوی ہارون بن اسحاق کا سماع ابن معین سے ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہارون بن اسحاق کا شمار ابن معین کے شاگردوں میں کسی نے نہیں کیا۔ اس لیے سماع میں اشکال ہے۔ فتکلم فیهم بکلام غلیظ کے الفاظ یحییٰ بن معین کے نہیں۔ بلکہ امام یحیی بن معین کی طرف غلط منسوب کی اور ابن معین کی عبارت میں گڑھ بڑھ ہوئی ہے۔

دوم یہ کہ ابن عبد البر کے روایت کرنے کے برعکس امام ابن معین سے اپنی کتابوں میں کوئی قول ایسا نقل نہیں۔ اور علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اگر ابن معین کے قول میں راجح معلوم کرنا تو ان کے شاگرد عباس الدوری کے بات کو ترجیح اور فوقیت ہوگی کیونکہ یہ ان کے قدیم شاگرد کے علاوہ ابن معین سے متاخر باتیں بھی نقل کیں۔

بلکہ اس کے برعکس ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے قدیم ترین اور ثقہ شاگرد عباس الدوری اس سے مختلف الفاظ نقل کرتے ہیں۔ اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں کتاب میں روایت کو ترجیح ہوتی ہے۔

امام عباس الدوری تاریخ یحیٰ بن معین رقم 2285 : پر لکھتے ہیں:

قلت لیحیی من قَالَ أَبو بکر وَعمر وَعثمان فقَالَ هوَ مصِیب وَمن قَالَ أَبو بکر وَعمر وَعثمان وَعلي فهوَ مصِیب وَمن قَالَ أَبو بکر وَعمر وَعلي وَعثمان فهوَ شسعي وَمن قَالَ أَبو بکر وَعمر وَعثمان وَسکت فهوَ مصِیب قَالَ یحیی وَأَنا أَقول أَبو بکر وَعمر وَعثمان وَعلي هذَا مذهبنا وَهذَا قولنَا۔

ترجمہ:۔

ا۔عباس الدوری نے اپنے استاد امام یحیٰ بن معین سے پوچھا: جو یہ کہے کہ افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ امام ابن معین نے جواب دیا کہ وہ مصیب صحیح ہے۔

۲۔عباس الدوری نے اپنے استاد ابن معین سے پوچھا: کہ جو یہ کہے کہ افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔تو ابن معین نے کہا کہ وہ صحیح ہے۔

۳۔عباس الدوری نے امام ابن معین سے پھر پوچھا کہ : جو یہ کہے کہ افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔امام ابن معین نے کہا: ایسا شخص شیعہ ہے۔

۴۔پھر شاگرد نے پوچھا : کہ اگر کوئی کہے کہ افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر سکوت اختیار کرے۔تو امام ابن معین نے جواب دیا کہ وہ بھی ٹھیک اور مصیب ہے۔(ابن عبد البر سے نمبر ۳ اور نمبر ۴ نقل میں تسامح ہوا ہے،نمبر ۳ کی عبارت کا حصہ نمبر ۴ کے ساتھ نقل کر دیا۔ابن معین نے غلیظ کلام نمبر ۳ قول کو کہا نہ کہ نمبر ۴ کے قول کو۔مطلب یہ کہ ابن معین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تقدیم کو غلط کہا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تقدیم کو صحیح کہا۔)

۵۔امام یحیی بن معین اور عباس الدوری نے فرمایا کہ ہمارا مذہب اور قول بھی یہ ہی ہے کہ : صحابہ میں افض لحضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بالترتیب ہیں۔

اس تحقیق سے واضح ہوگیا کہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ سے اس کلام کو نقل کرنے میں تسامح یا راوی سے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

امام ابن معین کا اپنا مسلک اور عقیدہ ایک دوسرے مقام پر بھی نقل کیا ہے۔

سَمِعت یحیی یقُول خیر ھٰذِہ الْأمة بعد نبیها أبو بکر ثمَ عمر ثمَ عثمان ثمَ علی ھَذَا قَوْلنَا وَھذَا مَذْھَبنَا۔ (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری، رقم ۱۶۲۰)

ترجمہ: عباس الدوری نے فرمایا کہ میں نے امام یحیی بن معین سے نا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس میں افضل وخیر صحابہ کرام میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بالتریب ہیں اور یہ ہمارا قول اور عقیدہ ہے۔

امام ابن معین کے ایک غیر مستند اور تحریف شدہ قول سے استدلال کرنا اصول کے خلاف ہے۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے اشکال کا تحقیقی جائزہ:

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بعد بڑی اہم بات بیان کی ہے کہ "اس قول کا قائل اس اجماع کے خلاف ہے جس پر سلفاً اور خلفاً اہل سنت کے تمام فقہاء اور محدثین کرام قائم ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

قارئین کرام! ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے چند اہم نکات واضح ہوئے ہیں۔

i- اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے استدلال کرنے والا اجماع کے خلاف ہے۔ جبکہ یا بات غلط ہے کیونکہ یہ نص پر زائد اجماع ہے۔ جیسے حد المفتری حضرت عمر رضی اللہ کے دور کے درمیان تک ۴۰ کوڑے سزا

تھی بعد میں حد المفتری کی سزا ۸۰ کوڑے کر دی۔ تو حدیث ابن عمر اجماع کے خلاف نہیں بلکہ اس حدیث پر اجماع زائد ہوا ہے کہ حضرت عثمان کے بعد حضرت علی افضل ہیں۔

ii- اجماع کن کا ہے؟ اس بارے میں ابن عبد البر لکھتے ہیں:

مَا اجتمع عَلَيْهِ أهل السنة من السلف و الخلف من أهل الفقه و الأثر:

سلفاً اور خلفاً اہل سنت کے تمام فقہاء اور محدثین کرام کا۔

iii- کس بات پر اجماع ہے؟ اس بارے میں ابن عبد البر لکھتے ہیں:

أن عليا أفضل الناس بعد عثمان رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَهَذَا مما لم يختلفوا فيه، وإنما اختلفوا في تفضيل علي و عثمان.

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے سلفاً و خلفاً اہل سنت کے تمام فقہاء کرام اور محدثین کرام کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ جناب ہمارے خلاف جو حوالہ پیش کیا اس نے تو آپ کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تحقیق

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کے منافی تفضیلیہ نے امام مالک کا قول نقل کیا ہے۔

اعتراض: امام مالک کا قول نقل کیا ہے:

وَحَدَّثنَا عَبدُ الوَارِثِ بنُ سفيَانَ قَالَ حَدَّثنَا قَاسِمُ بنُ أَصْبَغَ قَالَ حَدَّثنَا أبو بَكرِ بنُ أبي خيثمة قَالَ حَدَّثنَا أَحمدُ بنُ زهَيرِ بنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثنَا عَبدُ السَّلَامِ بنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثنَا عَبدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يقُولُ لَا أُفَضِّلُ أَحَدًا مِنَ الْعَشْرَةِ وَلَا غَيْرَهُمْ عَلَى صَاحِبِهِ وَكَانَ يَقُولُ هَذَا مِنْ عِلْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُه، قَالَ وَقَالَ مَالِكٌ أَدْرَكْتُ شُيوخَنا بِالمدِينَةِ

وَهٰذَا رَأْيُهُمْ۔ (الاستذکار ج ۵ ص ۱۰۸)

"میں (امام مالک) نہ عشرہ مبشرہ میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت دیتا ہوں اور نہ ہی دوسروں کو ان پر۔ پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے مدینہ مقدسہ میں اپنے مشائخ کو اسی رائے پر پایا ہے۔"

اس پر ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو عُمَرَ قَوْلُ مَالِكٍ هَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عِنْدَهُ حَدِيثُ نافع عن بن عُمَرَ كُنَّا نُقَاتِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ يَسْكُتُ فَلَا يُفَضِّلُ أَحَدًا وَكَانَ أَفْهَمَ النَّاسِ لِنَافِعٍ وَأَعْلَمَهُمْ بِحَدِيثِهِ وَكَانَ نَافِعٌ عِنْدَهُ أَحَدَ الَّذِينَ يُقْتَدَى بِهِمْ فِي دِينِهِ فَلَوْ كَانَ هَذَا الحَدِيثُ عنده صحيحا من حديث نافع عن بن عُمَرَ مَا قَالَ قَوْلَهُ هَذَا۔ (الاستذکار ج ۵ ص ۱۰۸)

امام مالک کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک حضرت ابن عمر سے منقول نافع کی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام مالک سب لوگوں سے زیادہ حضرت نافع اور ان کی حدیث کا علم وفہم رکھتے تھے...... اگر ان کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی نافع کی یہ حدیث صحیح ہوتی تو وہ یہ قول نہ کرتے۔

جواب: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول کو اس مقام پر نقل کر کے دیگر اقوال کو صرف نظر کر کے یہ کہنا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر صحیح نہیں ہے یہ علمی خیانت ہے۔

عرض یہ ہے کہ مذکورہ پیش کردہ قول کی سند میں عبد السلام بن صالح الھروی موجود ہے۔ جو کہ شیعہ اور ضعیف راوی ہے۔ معلوم ہوا کہ امام مالک کے نزدیک نافع کی سند بالکل صحیح ہے۔

امام مالک سے مروی صرف یہ ایک قول ہی نہیں بلکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ تفضیل میں

13اقوال منقول ہیں۔

اول: قول شیخین کریمین کے افضلیت کا ہے۔

قال أبو مصعب :وحدثني عبد العزيز ابن أبي حازم قال. قلت لمالك ابن أنس من خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال أبو بكر وعمر قال ابن أبي حازم، وهو رأيي. قال أبو مصعب :وهو رأيي.

(ترتیب المدارک وتقریب المسالک 3/349)

ترجمه: ابن ابی حازم نے کہا کہ میں امام میں نے امام مالک سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علی وسلم کے بعد سب سے بہترین شخص کون ہیں۔تو امام مالک نے کہا : حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق۔امام ابن ابی حازم نے کہا یہ رائے میری بھی ہے۔اور امام ابومعب نے کہا یہ رائے میری بھی ہے۔

دوم : خلفاء ثلاثہ (حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم) کے بعد توقف کا بھی ہے۔

وفي روايه أبي مصعب سئل مالك من أفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ وقال مالك أبو بكر ثم قال ثم من؟ قال عمر ثم قال ثم من؟ قال عثمان. قيل ثم قال هاهنا وقف الناس.

(ترتیب المدارک وتقریب المسالک 3/349)

ترجمه: اور ایک روایت میں ابی مصعب نے امام مالک سے پوچھا : کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص کون ہے۔تو امام مالک نے کہا: حضرت ابو بکر پھر کہا کہ پھر کون، کہا کہ حضرت عمر فاروق پھر کہا پھر کون؟ تو امام مالک نے کہا حضرت عثمان۔پھر کہا اور اس مقام پر لوگ سکوت کرتے تھے۔

اور یہ موقف بالکل حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کے مطابق ہے۔

اسی موقف کو امام فسوی نے اپنی کتاب میں بھی نقل کیا ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ :وَكَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يَقُولُ :أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ثم يسكت۔ (المعرفۃ والتاریخ 2/806)

ترجمہ: عبدالرزاق نے کہا کہ امام مالک کہتے تھے: کہ صحابہ میں افضل حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان اور پھر چپ رہتے تھے۔

اور یہ بات امام ابن خلال نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔

أَخبرنِي عَلِيُّ بْنُ الحسَنِ بْنِ هَارُونَ، قَالَ :قَرَأْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى قَالَ :حَدَّثَنِي ابْنُ جميلٍ المضرِبُ، قَالَ :حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ الْأَنْدَلُسِيُّ كَهْلًا قَدْ كَتَبَ وَكُتِبَ عَنْهُ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا حَفْصٍ حَرْمَلَةَ بْنَ يَحيَى التُّجِيبِيَّ قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ وَهْبٍ يَقُولُ :سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ :" مَنْ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ :أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، قُلْتُ :ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :أَمْسِكْ، قُلْتُ :يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، إِنَّكَ إِمَامٌ أَقْتَدِي بِكَ فِي دِينِي، قَالَ :أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ" ۔ (السنۃ-الخلال، رقم ۵۸۵:)

ترجمہ: امام عبداللہ بن وھب نے کہا کہ میں نے امام مالک سے پوچھا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (یہاں صحابی اور اہل بیت کی کوئی تخصیص نہیں ہے) سب سے افضل کون ہے۔ تو امام مالک نے کہا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر۔ شاگرد نے پوچھا کہ پھر کون افضل ہے؟ امام مالک نے کہا کہ یہ کافی ہے۔ شاگرد نے کہا کہ اے ابو عبداللہ: کہ آپ امام ہیں اور میں دین میں آپ کی اقتداء کرتا ہوں۔ تو امام مالک نے کہا کہ: حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان افضل ہیں۔

سوم: قول خلفاء اربعہ کی بالترتیب حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا ہے جو کہ امام بیہقی نے اپنی کتاب الاسماء والصفات میں درج کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أَخْبرنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الحافِظُ ,قَالَ :سمِعْتُ أبازكريا يحيى بنَ محمّدِ الْعَنْبريَّ , يَقُولُ :سَمِعْتُ عِمْرَانَ بنَ مُوسَى الجرْجَانِيَّ ,بِنَيْسابُورَ يَقُولُ :سَمِعْتُ سُوَيْدَ بنَ سَعِيدٍ ,يَقُولُ :سَمِعْتُ مَالِكَ بنَ أَنَسٍ۔۔۔۔وَأَفْضَلُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. (الأسماء والصفات للبیہقی ص ۶۰۶ ،رقم ۵۴۲)

ترجمہ: امام سوید بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک اور دیگر جید محدثین کرام سے سنا۔۔۔۔۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس تحقیق کے بعد امام مالک پر ختنین کے توقف کا قول مرجوح ثابت ہوتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے درمیان توقف کا قول تحقیق کے مطابق راجح نہیں ہے۔کیونکہ خود امام مالک بن انس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت وتقدیم حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ثابت ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اصول کے مطابق بالکل صحیح اور اس پر اعتراض اصول وقواعد کی رشنی میں غلط ہے۔

اہل سنت اور ختنین کی افضلیت

اہل سنت کے جلیل القدر محدثین کرام نے ختنین کی تفضیل کے بارے میں اپنی آراء پیش کیں ہیں۔شیخین کے افضلیت قطعی طور پر ثابت ہے مگر ختنین کی تفضیل میں اکابرین کی تصریحات ایک تحقیقی نقطہ ہے۔کیونکہ بعض محدثین کرام نے تو ختنین کے افضلیت کے بارے میں ابتداء میں توقف کیا مگر بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل ہوئے،بعض ابتداء میں ختنین میں سے حضرت علی

المرتضی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل ہوئے مگر تدبر اور تحقیق کے بعد اپنے قول سے رجوع کیا، اور بعض ایسے اکابرین ہیں جن پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی تفضیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر قول کا انتساب ہوا جو کہ تحقیق کی روشنی میں غلط ہیں۔ جنھوں نے رجوع کیا ان میں امام ثوری کا نام شامل ہے کہ وہ آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تفضیل کے قائل ہو گئے تھے۔ مگر جن علماء اور اکابرین کی طرف اقوال منسوب ہوئے ان کی تحقیق پیش خدمت ہے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

عبد الرحمن بن أبي حاتم محمد بن إدريس الرازي الحافظ الثبت ابن الحافظ الثبت. وما ذكرته لولا ذكر أبي الفضل السليماني له، فبئس ما صنع، فإنه قال ذكر أسامي الشيعة من المحدثين الذين يقدمون عليا على عثمان :الأعمش، النعمان بن ثابت، شعبة بن الحجاج.عبد الرزاق، عبيد الله بن موسى، عبدالرحمن بن أبي حاتم.

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔رقم 4970:)

ترجمہ: یہ حافظ اور ثبت ہیں ان کا والد بھی حافظ اور ثبت تھا۔۔۔ان کا تذکرہ نہ کرتا اگر ابو الفضل السلیمانی نے ان کا تذکرہ نہ کیا ہوتا اور انھوں نے ان کا ذکر کر کے بھی برا کیا، شیعہ افراد کے ناموں کا تذکرہ کیا ہے وہ شیعہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مقدم قرار دیتے تھے ان محدثین میں اس نے اعمش، امام ابو حنیفہ، شعبہ بن حجاج، عبدالرزاق، عبید اللہ بن موسی، اور عبدالرحمن ابن ابو حاتم کا بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی چند علماء کی نام کی تصریح کی ہے جن کی طرف حضرت علی المرتضی کی تفضیل حضرت عثمان کا قول منسوب کیا گیا۔

إبراهيم بن عبد العزيز بن الضحاك بن عمر بن قيس بن الزبير أبو إسحاق المديني الأصبهاني ------ فقالوا هذا رافضي فتركوا حديثه

قلت وهذا ظلم بين فان هذا مذهب جماعة من أهل السنة اعني التوقف في تفضيل أحدهما على الآخر وان كان الأكثر على تقديم عثمان بل كان جماعة من أهل السنة يقدمون عليا على عثمان منهم سفيان الثوري وابن خزيمة۔ (لسان المیزان، رقم ۲۱۵)

ترجمہ :اور کہا کہ یہ راوی رافضی ہے اور اسکی حدیث کوترک کر دیا جائے مگر میں کہتا ہوں :یعنی یہ کھلا ظلم ہے، کیونکہ یہ مذہب جماعت اہل سنت سے ہے کہ تفضیل ختنین میں توقف کیا جائے اور اہل سنت میں سے اکثر وجمہور حضرت عثمان کی افضلیت کے قائل ہیں بلکہ اہل سنت میں ایک جماعت ایسی ہے جو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں جن میں سفیان ثوری اور ابن خزیمہ شامل ہیں۔

تحقیق:

علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر کے حوالہ سے اعمش، امام ابو حنیفہ، شعبہ بن حجاج، عبدالرزاق، عبید اللہ بن موسی، عبدالرحمن ابن ابو حاتم، سفیان ثوری اور ابن خزیمہ کے حوالہ جات کی تصریح ہوتی ہے۔ مگر اس فہرست میں چند علماء اہل سنت میں نہیں جیسے کہ عبدالرزاق اور عبید اللہ بن موسی العبسی۔ اور علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر نے خود ان دونوں کے شیعہ لکھا ہے۔ اور یہ دونوں راوی خود شیخین کریمین کے افضلیت کے قائل ہیں مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے علاوہ یہ دونوں راوی صحابہ کرام پر طعن بھی کرتے تھے۔

عبدالرزاق بن ہمام کا مذہب:

علامہ ذہبی عبدالرزاق بن ہمام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

الثِقَةُ الشَيعِيَ. (سیر أعلام النبلاء، رقم ۱۵۳۳)

ترجمہ :یعنی حدیث میں ثقہ مگر شیعہ تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ،عبدالرزاق بن ہمام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

و کان یتشیع۔ (تقریب التہذیب، رقم ۴۳۴۵)

ترجمہ: یعنی شیعہ تھا۔

عبیداللہ بن موسی العبسی کا مذہب:

علامہ ذہبی عبیداللہ بن موسی العبسی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

عبيد الله بن موسى العبسي الكوفي، شيخ البخاري. ثقة في نفسه، لكنه شيعي متحرق۔ (میزان الاعتدال فی نقد الرجال، رقم ۵۴۰۰)

ترجمہ: عبیداللہ بن موسی العبسی اپنی ذات کے اعتبار سے ثقہ لیکن جلا بھنا شیعہ تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ،عبیداللہ بن موسی العبسی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کان یتشیع ۔(تقریب التہذیب، رقم ۴۰۶۴)

ترجمہ: یعنی شیعہ تھا۔

علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر کے حوالہ میں اعمش، امام ابوحنیفہ، شعبہ بن حجاج ،عبدالرحمن ابن ابو حاتم، سفیان ثوری اور ابن خزیمہ کے مسلک وعقیدہ کے تحقیق کی تصریح ملاحظہ کریں۔

تفضیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور امام اعمش:

امام الالکائی روایت کرتے ہیں۔

أنا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أنا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ :نا الحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ :نا أَبُو جَعْفَرٍ المقْرِي، قَالَ :نا مُحَمَّدُ بْنُ الطُّفَيْلِ الْكُوفِيُّ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاشٍ يَقُولُ۔۔۔۔۔وَكَانَ أَبُو إِسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ وَالْأَعْمَشُ يَقُولَانِ :أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ.

(شرح أصول اعتقاد أہل السنۃ والجماعۃ، رقم ۲۶۶۰)

ترجمہ :ابو اسحاق السبیعی اور اعمش دونوں کہتے تھے کہ صحابہ کرام میں افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

تفضیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن ابو حاتم:

امام الالکائی روایت کرتے ہیں۔

أَخبرنَا محمَّدُ بنُ المظفَّرِ المقرِئُ ,قَالَ :حَدَّثنَا الحسَينُ بنُ محمَّدِ بنِ حَبَشٍ المقرِئُ ,قَالَ :حَدَّثنَا أَبو محمَّدٍ عَبدُ الرَّحمنِ بنُ أَبِي حَاتِمٍ ,قَالَ :سَأَلْتُ أَبِي وَأَبَا زُرعَةَ عَنْ مَذَاهِبِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي أُصُولِ الدِّينِ ,وَمَا أَدرَكَا عَلَيْهِ الْعُلَمَاءَ فِي جمِيعِ الْأَمْصَارِ ,وَمَا يَعْتَقِدَانِ مِنْ ذَلِكَ ,فَقَالَا :" أَدرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جمِيعِ الْأَمْصَارِ حِجَازًا وَعِرَاقًا وَشَامًا وَيَمَنًا فَكَانَ مِنْ مَذْهَبِهِمْ: الْإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ ,يَزِيدُ وَيَنْقُصُ ,وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ غَيْرُ مخلُوقٍ بِجَمِيعِ جِهَاتِهِ ,وَالْقَدَرُ خَيْرُهُ وَشرُّهُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ,وَخَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ,ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الخطَّابِ , ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ,ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ,وَهُمُ الخلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ المهْدِيُّونَ. (شرح أصول اعتقاد أہل السنۃ والجماعۃ، ج ا ص ۱۹۸ رقم ۳۲۱)

ترجمہ :امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد اور ابو زرعہ سے اصول دین میں مذاہب اہل سنت کے بارے میں پوچھا، اور ان کا عقیدہ، جن کو ان دونوں نے تمام شہروں میں پایا۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم نے جن علماء کو حجاز، عراق، شام اور یمن کے تمام علاقوں میں پایا ان کا مذہب۔۔۔۔۔۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں بہترین شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس کے بعد امام ابن ابی حاتم ابو محمد اپنے عقیدہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

قَالَ أَبو محمَّدٍ» :وَبِهِ أَقُولُ أَنَا« وَقَالَ أَبو عَلِي بنُ حُبَيْشٍ المقرِئُ» :وَبِهِ أَقُولُ« . قَالَ شَيخُنَا ابنُ المظفَرِ» :وَبِهِ أَقُولُ« . وَقَالَ شَيخُنَا يَعْنِي المصَنِّفَ» :وَبِهِ أَقُولُ« . وَقَالَ الطُّرَيْثِيثِيُّ» :وَبِهِ أَقُولُ« . وَقَالَ شَيخُنَا السِّلَفِيُّ» :وَبِهِ نَقُولُ.

ترجمہ: امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ ان ہی سے مروی قول کے مطابق میرا بھی یہ ہی موقف ہے۔ اور امام ابن ابی حاتم کے شاگرد ابو علی المقری کہتے ہیں کہ میرا بھی یہ ہی قول ہے۔ اور ان کے شاگرد ابن المظفر المقری کا بھی یہ قول ہے۔ کتاب کے مصنف (امام الالکائی) کا بھی یہ قول ہے۔ اور یہ ہی قول مصنف کے شاگرد امام الطریثیثی کا ہے اور یہ قول ان کے شاگرد علامہ السّلفی کا بھی ہے۔ اور ہم بھی یہ ہی کہتے ہیں۔ یعنی افضلیت خلفاء اربعہ بالترتیب۔

(شرح أصول اعتقاد أہل السنة والجماعة، ج ا ص ۲۰۱ رقم ۳۲۲)

تفضیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور امام سفیان ثوری:

خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔

قرأت على محمَّد بْن أَحمدَ بْن رزق عَنْ أَبِي بَكْر الشَّافِعِيِّ. وَأَخبرنا طلحة بْن علي بن الصَّقر حَدَّثَنَا محمَّدُ بْنُ عَبدِ اللهِ الشَّافِعِيُّ - إملاءً - حدّثني أبو العبّاس أحمد ابن إبراهيم الصَّفّار حدّثنا سفيان بن وكيع حَدَّثَنَا حَفص قَالَ سَمِعْتُ سفْيَان يَقُولُ: من قدم عليا على عثمان فقد أزري على اثنى عشر ألفا۔ (تاریخ بغداد و ذیولہ ج ۴ ص ۲۴۹ رقم ۱۹۴۸)

ترجمہ: راوی حفص کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو کہتے سنا: جس نے حضرت علی

المرتضی کو حضرت عثمان پر فوقیت دی تو اس نے ۱۲۰۰۰ صحابہ کرام پر الزام لگایا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے سفیان ثوری کی اس روایت کی سند کو صحیح کہا ہے۔

وثبت عن الثوري فيما أخرجه الخطيب بسنده الصحيح إليه قال :من قدم عليا على عثمان فقد أزرى على اثني عشر ألفا۔

(إصابۃ فی تمییز الصحابۃ ج ۱ ص ۱۲۹۔۱۵۵)

امام یعقوب الفسوی نے اپنی کتاب میں سفیان ثوری کے موقف کے بارے میں لکھا ہے۔

وَقَالَ :كَانَ سفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَقُولُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ثم يسكت.

(المعرفۃ والتاریخ ج ۲ ص ۸۰۶)

ترجمہ :اور سفیان الثوری تفضیل کے بارے میں کہا کرتے تھے، افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد سکوت کرتے تھے۔

اس حوالہ میں تو سفیان ثوری کا مسلک واضح ہے۔

تفضیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ابن خزیمہ:

امام بیہقی روایت بیان کرتے ہیں۔

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال :سمعت أبا بكر محمد بن جعفر المزكي وأبا الطيب محمد بن أحمد الكرابيسي وأبا أحمد بن أبي الحسن الدارمي يقولون :سمعنا أبا بكر محمد بن إسحاق يقول وهو -ابن خزيمة- رحمه الله :خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأولاهم بالخلافة أبو بكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورين ثم علي بن أبي طالب رحمة الله ورضوانه عليهم أجمعين. (لاعتقاد ص ۱۹۶-۱۹۷، رقم ۳۶۴:)

ترجمہ :امام ابو الطیب الکرابیسی اور امام دارمی کہتے ہیں کہ ہم نے امام ابن خزیمہ سے سنا کہ علاقوں میں پایا ان کا مذہب۔۔۔۔۔۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہترین شخص اور خلافت میں اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام ابن خزیمہ کا عقیدہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا تھا۔

تفضیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور امام وکیع بن الجراح:

امام بیہقی روایت کرتے ہیں۔

أَخبرنا أَبو عبدِ اللهِ الحافظُ ،قالَ :سَمِعتُ أَبا زكريّا يحيى بنَ محمّدٍ العَنبريَّ، يَقولُ :سَمِعتُ عِمرانَ بنَ موسى الجرجانيَّ ،بِنَيسابورَ يَقولُ :سَمِعتُ سويدَ بنَ سَعيدٍ ،يَقولُ :سَمِعتُ مَالِكَ بنَ أَنسٍ ،وَحمادَ بنَ زيدٍ ،وَسفيانَ بنَ عُيَينةَ، والفُضيلَ بنَ عياضٍ ،وَشريكَ بنَ عبدِ اللهِ ،وَيحيى بنَ سُلَيمٍ ،وَمسلمَ بنَ خالدٍ، وَهِشامَ بنَ سليمانَ المخزوميَّ ،وَجريرَ بنَ عبدِ الحميدِ ،وَعليَّ بنَ مسهرٍ ،وَعبدةَ، وَعبدَ اللهِ بنَ إِدريسَ ،وَحفصَ بنَ غياثٍ ،وَوَكيعًا ،وَمحمّدَ بنَ فُضيلٍ ،وَعبدَ الرّحيمِ بنَ سليمانَ ،وَعبدَ العزيزِ بنَ أَبي حازمٍ ،وَالدّراورديَّ ،وَإِسماعيلَ بنَ جعفرٍ ،وَحاتمَ بنَ إِسماعيلَ ،وَعبدَ اللهِ بنَ يزيدَ المقرئَ ،وَجميعَ مَنْ حملتُ عنهمُ العِلمَ ،يَقولونَ۔۔۔۔۔۔وَأَفضلُ أَصحابِ رسولِ اللهِ صلى اللهُ عليهِ وَسلّمَ أَبو بكرٍ وَعمرُ وَعثمانُ وَعليٌّ رضيَ اللهُ عنهمْ. (الأسماء والصفات للبیہقی ص ۶۰۶، رقم ۵۴۲)

ترجمہ :امام سوید بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، فضیل بن عیاض، شریک بن عبد الل، یحیی بن سلیم، مسلم بن خالد، ہشام بن سلیمان، جریر بن عبد الحمید، علی بن مسہر، عبدۃ، عبد اللہ بن ادریس، حفص بن غیاث، امام

وکیع بن الجراح، محمد بن فضیل، عبدالرحیم بن سلیمان، عبدالعزیز بن ابی حازم، الدراوردی، اسماعیل بن جعفر، حاتم بن اسماعیل، عبداللہ بن یزید المقری، اور ان تمام اہل علم علماء کرام جن سے علم اخذ کیا جاتا ہے، ان سے سنا یہ تمام اہل علم کہتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حافظ ابن کثیر کی تحقیق:

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

"والعجب أنه قد ذهب بعض أهل الكوفة من أهل السنة إلى تقديم علي على عثمان ويحكى عن سفيان الثورة لكن يقال :إنه رجع عنه ونقل مثله عن وكيع بن الجراح ونصره ابن خزيمة والخطابي وهو ضعيف مردود"

یہ بہت ہی عجیب قول ہے کہ بعض کوفہ کے اہل سنۃ حضرت علی المرتضی کو حضرت عثمان پر فوقیت دیتے تھے، جیسا کہ حکایت کیا گیا سفیان ثوری کے بارے میں، لیکن سفیان ثوری سے اس سے رجوع ثابت ہے۔ اور اسی طرح کا قول وکیع بن الجراح اور ابن خزیمہ اور امام خطابی کے طرف بھی منسوب ہے مگر یہ اقوال ضعیف اور مردود ہیں۔ (الباعث الحثیث ۱۸۳)

علامہ سخاوی کی تحقیق:

علامہ سخاوی نے بھی حافظ ابن کثیر سے ان تمام اقوال کو ضعیف اور مردود کہا ہے۔

قال ابن كثير وهو أي هذا المذهب ضعيف مردود۔ (فتح المغیث ج ۳ ص ۱۲۶)

مذکورہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اہل سنت محدثین کرام کی طرف منسوب قول حضرت علی کی افضلیت کا حضرت عثمان پر، یا تو ضعیف ہے یا مردود۔ جبکہ صحیح حوالہ جات سے ان علماء کرام کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قول ثابت ہے۔

یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ محدثین کرام اور مجتہدین اہل سنت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ پر افضلیت نہ دینے والے کو بدعتی بلکہ احمق اور جاہل بھی کہا۔

اہل سنت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے تفضیل میں چند محدثین کرام کا اختلاف ہوا مگر ان تمام سے رجوع ثابت ہے۔ اس طرح کے اقوال عوام الناس کے سامنے پیش کر کے ان کو گمراہ کرنا بہت عجیب ہے۔

بدعتی راوی سے روایت لینے کے اصول

غماری صاحب نے اپنی کتاب فتح الملک العلی میں اور چند دیگر نام نہاد مصنفین نے بدعتی راوی سے روایت لینے کے بارے میں جمہور علماء کرام کی مخالفت کی ہے۔اگر چہ اس کتاب میں غماری نے بہت سارے اصولوں کی مخالفت کی ہے اور ایک راوی ابو الصلت الھر وی کو اپنے ہی شاذ اصولوں سے ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔اس روایت پر کلام کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کتاب میں جو غلط اصول بنانے کی کوشش کی ہے اس پر کلام کرنا اہم ہے۔غماری صاحب نے جہاں دوسرے غلط اصول وضع کیے وہاں پر ایک اصول" بدعتی راوی سے روایت لینا" پر جمہور محدثین کرام سے ایک الگ اصول کو وضع کرنے کی کوشش کی۔انشاء اللہ اس مقالہ میں اس اصول پر علمی وتحقیق گفتگو کی جائے گی۔

غماری صاحب نے شیعیت کی تعریف کا سہارا لے کر ابو اصلت الھر وی کی روایت کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔فتح الملک العلی ص ۱۹۸ تا ص ۲۸۶،باب چہارم: (نواں مسلک کا جواب) عبد اسلام بن الھر وی پر جروحات کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔اور تمام اصول کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔لہذا اس مسئلہ کو بھی حل کرنا ایک اہم علمی موضوع ہے۔

فتح الملک العلی مترجم ص ۱۹۸ پر لکھتے ہیں۔

پہلے گروہ نے عبد السلام بن صالح (الھر وی) کو دو وجہ سے مجروح قرار دیا ہے :

۱۔تشیع) اس مسئلہ پر بحث فتح الملک ص ۱۹۸ تا ۲۷۲ تک ہے)

۲۔منکر الحدیث) منکر الحدیث کے ضمن میں کذب اور نکارت حدیث پر فتح الملک مترجم ص ۲۷۲ تا ۲۸۶ تک بحث کی ہے۔)

اہل تشیع سے روایت لینے کی تحقیق

غماری صاحب نے فتح الملک ص ۱۹۸ مترجم پر لکھتے ہیں:

تشیع کی وجہ سے عبد السلام الھر وی کو مجروح قرار دینا اور اس کی حدیث کو رد کرنا عقلاً اور نقلاً دو طرح سے باطل ہے۔ عقلی لحاظ سے اس طرح کی حدیث کی صحت کا دارو مدار ۲ چیزوں پر ہی ہے ان کے علاوہ تیسری کوئی چیز نہیں۔

۱۔ **ضبط**: (راوی کا حافظہ مضبوط ہو، وہ بیدار مغز ہو۔ غافل اور کند ذہن نہ ہو کہ اپنے غافل دماغ سے لوگوں میں حدیث بیان نہ کر سکے نہ اس کتاب سے بیان کر سکے کہ جس میں خلل واقع ہو چکا ہو اور اسے علم نہ ہو۔ فتح الملک العلی ص ۱۹۹)

۲۔ **عدالت**: (حقیقت میں راوی کی سچائی مراد ہے اور راوی کا بطور خاص رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں جھوٹ سے پرہیز کرنا مراد ہے۔ اس سے مطلقاً کذب اور دیگر معاصی سے پرہیز مراد کرنا مراد نہیں ہے۔ اس لیے کے عدالت کے کئی مدارج اور جزء ہیں۔ ایس ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ایک چیز میں عادل ہو اور دوسری چیز میں عادل نہ ہو۔ صحت حدیث کے لیے جو عدالت مطلوب ہے وہ راوی کا حدیث کے معاملہ میں عدالت کی صفت سے متصف ہونا اور حدیث کو نقل کرنے میں امین ہونا۔ لیکن چونکہ بالعموم اس کا تحق نہیں ہوتا اور تقویٰ کے التزام اور تمام معاصی سے اجتناب کے بغیر، اس کا انضباط اور اس کی معرفت ممکن نہیں اس لیے محدثین عدالتِ کاملہ کی شرط لگانے پر مجبور ہو گئے۔۔۔ محدثین نے عدالت کاملہ کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ ایک ایسا ملکہ ہے جو انسان کو تقویٰ کے التزام، برے اعمال اور خلاف مروت کاموں سے اجتناب پر ابھارے۔ فتح الملک العلی ص ۱۹۹)

جو راوی ان دونوں صفات سے متصف ہو اس کی روایت کردہ حدیث کا صحیح اور مقبول ہونا ضروری ہے اس لیے کہ ضبط کی صفت خطاء اور خلل سے حدیث کو محفوظ رکھتی ہے اور عدالت کی صفت جھوٹ اور بناوٹ سے حدیث کو محفوظ رکھتی ہے۔

غماری صاحب فتح الملک ص ۲۰۰ پر مزید لکھتے ہیں۔ انہوں (محدثین) نے مروت کے معنی

میں جو توسع ہے اس کے دروازے کو کافی وسیع کر دیا، انہوں نے قیود میں سے ہر اک قید کے تحت ایسے امور کو داخل کر دیا ہے جو ان سے نہیں ہیں۔ مثلاً گھوڑے پر ایڑی لگانا، کثرت کلام۔۔۔۔۔۔ بدعت، اعتقاد میں مخالف ہونا مثلاً ارجاء، قدریہ، نصب، تشیع وغیرہا مکاتب فکر کے عقائد و نظریات کو اپنانا۔ (یہ تمام امور ایسے ہیں جو خلاف مروت امور میں داخل کر دیے گئے ہیں۔) مروت کے معنی کو اس وسعت کو اگر قبول کر لیا جائے تو عدالت کا دروازہ تقریباً بند ہو جائے گا اور مقبول روایات معدوم ہو جائیں گی۔ خاص کر آخری شرط (تشیع) کو اگر وسیع مفہوم میں تسلیم کر لیا جائے۔

جواب:۔

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اہل سنت سے تعلق رکھنے والے احباب اکثر فن اسماء الرجال سے اکتا جاتے ہیں۔ کیوں کہ اس مسئلہ کی وضاحت اہم ہے اس لیے میری کوشش ہوگی کہ مختصراً اس بابت عرض کر سکوں۔

راوی پر جرح یا اسباب ضعف تقریباً ۱۰ ہیں۔ جن میں ۵ کا تعلق عدالت سے اور ۵ کا تعلق ضبط سے ہے۔

عدالت سے متعلق طعن	ضبط سے متعلق طعن
کذب۔ حدیث رسول ﷺ پر جھوٹ۔ (موضوع)	فحش الغلط۔ (منکر یا متروک)
متہم بالکذب۔ عام بول چال میں جھوٹ۔ (متروک)	فحش غفلت۔ (منکر)
فسق۔ گناہ کبیرہ کرنا یا صغیرہ پر اصرار کرنا۔ (منکر)	بکثرت وہم۔ (معلل)
جہالت یا ابہام	ثقاہت کی مخالفت کرنا۔ (مدرج، مقلوب، مضطرب)
بدعت	حافظہ کا خراب ہونا (سوء الحفظ)

مخالفین نے حدیث کے باقی تمام علتوں کو چھوڑ کر صرف کذب کو حدیث کے ترک کرنے یا چھوڑنے کی وجہ گردانی ہے۔ اور عدالت سے متعلق طعن میں بدعت اور فسق کے معاملہ پر انکار کیا ہے۔

غماری صاحب نے عدالت کے معاملے میں بدعت اور فسق کے ایک ہی درجہ میں رکھا۔ غماری صاحب کا موقف ہے کہ فاسق اور بدعتی کی روایت (اگر راوی ثقہ ہو) تو قبول کی جائے گی۔ مگر خود اس اصول کے سخت مخالفت کی ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ غماری صاحب نے یہ سب اہل سنت کے بغض میں لکھا وگرنہ یہ بات مسلمہ ہے کہ کسی بھی فن کے امام کی باتیں حجت ہوتی ہیں اور اصولوں کو ترجیح ہوتی ہے۔ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ ثقہ بدعتی کی روایت اگر اس کے بدعت کی موئید ہو تو وہ قابل قبول نہ ہوگی۔

خوارم مروت:

غماری صاحب فسق اور بدعت کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ بات غلط ہے کیونکہ ایک شخص فاسق ہوسکتا ہے مگر بدعتی نہیں ہوتا۔ اور ہر بدعتی ضرور بہ ضرور فاسق ہوتا ہے مگر ہر فاسق بدعتی نہیں ہوتا۔

غماری صاحب نے فتح الملک العلی ص ۲۰۰ پر مروت کے معنی میں : تفرد، گھوڑے پر ایڑی لگانا، کثرت کلام، کھڑے ہو کر پیشاپ کرنا، اکھیڑے ہوئے بالوں کو فروخت کرنا، یتیموں کے مال کی تولیت اور ذمہ داری لینا، الحان کے ساتھ قرات کرنا، سماع پر اجرت لینا، قیاس اور رائے میں مشغول ہونا، علم کلام اور تصوف میں مصروف ہونا، واقفہ کی مصاحبت اختیار کرنا، ان احادیث کو روایت کرنا جو جرح کرنے وا ے کی خواہش کے خلاف ہوں یا بعض فروع میں اس کے مخالفت کرنے والے کے موافق ہوں ، تطفیل، اجازہ کے صیغوں کو اخبار کے صیغوں سے بدلنا (یہ خوارم مروت ہیں) کو داخل کیا ہے۔

اور اسکے ساتھ ساتھ بدعت کو بھی اسباب مروت میں داخل کیا ہے۔ اس لیے وہ آگے ص

۲۰۰ پر لکھتے ہیں:

بدعت، اعتقاد میں مخالف ہونا۔ مثلاً ارجاء، قدریہ، نصب، تشیع وغیرہا مکاتب فکر کے عقائد و نظریات کو اپنانا (یہ تمام امور ایسے ہیں جو خلاف مروت امور میں داخل کر دیے گئے ہیں۔)

حالانکہ موخر الذکر امور خلاف مروت امور ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو بدعت میں داخل ہیں۔ لہذا یہ انکی غلط بیانی ہے کہ مروت امور میں بدعت کو بھی داخل کر دیا۔

مزید یہ کہ غماری صاحب نے خلاف مروت جو امور ذکر کیے ہیں جمہور محدثین نے اس کو قبول نہیں کیا بلکہ ایسی تمام جروحات کو ترک کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ جرح او مفسر جرح یا علت قادحہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ ہر جرح پر محدثین اعتبار نہیں کرتے بلکہ اسکی علتوں پر اعتبار کرتے ہیں جو قابل اعتبار ہوتی ہیں۔

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ بُكَيْرٍ، أنا عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَمْعَانَ الرَّزَّازُ، ثنا هَيْثَمُ بْنُ خَلَفٍ، ثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ,قَالَ :قَالَ شُعْبَةُ» :أَتَيْتُ مَنْزِلَ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو فَسَمِعْتُ فِيهِ صَوْتَ الطُّنْبُورِ۔ (الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۱۲)

مثلاً شعبہ نے ذاذان راوی پر جرح کی اور اس سے روایت لینے کو ترک کر دیا۔ مگر جب شعبہ کے شاگرد نے پوچھا کہ اس زاذان سے روایت کیوں نہیں لیتے تو جواب دیا کہ اس کے گھر سے طنبور کی آوازیں سنیں تھیں۔ لہذا محدثین نے امام شعبہ کی اس جرح کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

تفضیلیہ کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ متفقہ اصول کو ترک کر کے شاذ اقوال سے استدلال کرتا ہے۔ محدثین نے جرح میں ایسے اسباب کا سہارا لینا جو مجروح کرنے کے لیے کافی نہ ہوں، ان سے جرح نہ ثابت ہونا کا لکھا ہے۔

مثلاً بعض راویوں پر اس لیے جرح کی گئی ہے کہ وہ بادشاہوں اور امراء کی مجلسوں میں شریک

ہوتے تھے۔علی بن عامر پر اسلئے جرح کی گیا کہ وہ چھوٹے بڑے ہر ایک سے روایت کرتے تھے،حالانکہ اپنے سے چھوٹے آدمی سے روایت کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

أَخبرنَا عَلِيُّ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ المقْرِئِ، ثنا أَبُو الْفَتْحِ محمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الطَّرَسوسيُّ، أنا محمَّدُ بْنُ محمَّدِ بْنِ دَاوُدَ الكَرْخِيُّ، ثنا عَبْدُ الرَّحمنِ بْنُ يُوسفَ بْنِ خِرَاشٍ، ثنا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثنا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ ,عَنْ شُعْبَةَ ,قَالَ :قُلْتُ لِلْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ :لِمَ لَمْ تَرْوِ عَنْ زَاذَانَ؟ قَالَ :كَانَ كَثِيرَ الْكَلَامِ "۔(الکفایہ فی علم الرویہ ص ۱۱۲)

حکم بن عتیبہ سے پوچھا گیا کہ زاذان سے کیوں روایت نہیں کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ کان کثیر الکلام یعنی بہت زیادہ بولتے تھے۔

مَا أَخبرنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يحيى السُّكَّرِيُّ، أنا محمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الشَّافِعِيُّ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ محمَّدِ بْنِ الْأَزْهَرِ، أنا ابْنُ الْغَلَابِي ,قَالَ» :وَسُئِلَ يحيى يَعْنِي ابْنَ مَعِينٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ الشَّاعِرِ ,فَبَزَقَ لما سُئِلَ عَنْهُ۔

(الکفایہ فی علم الرویہ ص ۱۱۳)

صالح المری کا ذکر حماد بن سلمہ کے سامنے اور حجاج الشاعر کا ذکر ابن معینؒ کے سامنے آیا تو تھوکنے لگے (یعنی اظہار ناپسندیدگی کیا)۔

أَخبرنَا أَحمدُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، أنا أَبُو بَكْرٍ محمَّدُ بْنُ عَدِيِّ بْنِ زَحْرٍ الْبِصرِيُّ فِي كِتَابِهِ إِلَيْنَا، ثنا أَبُو عُبَيْدٍ محمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْآجُرِيُّ، ثنا أَبُو دَاوُدَ سلَيمانُ بْنُ الْأَشْعَثِ، ثنا الحسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ,عَنْ شَبَابَةَ ,قَالَ :"قُلْتُ۔أَوْ قِيلَ۔لِشُعْبَةَ: مَا شَأْنُ حُسَامِ بْنِ مِصَكٍّ؟ قَالَ :رَأَيْتُهُ يَبُولُ مُستَقْبِلَ الْقِبْلَةِ" قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ يحيى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ :تَرَكَ شُعْبَةُ أَبَا غَالِبٍ أَنَّهُ رَآهُ يحدِّثُ فِي الشَّمْسِ ,وَضَعَهُ شُعْبَةُ عَلى أَنَّهُ تَغَيَّرَ عَقْلُهُ۔(الکفایہ فی علم الرویہ ص ۱۱۳)

امام شعبہ نے ابو غالب سے روایت نہیں کیا اس لئے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ان کو دیکھا کہ وہ دھوپ میں حدیث بیان کرتے تھے۔

اس طرح کی دیگر بہت ساری مثالیں کتب جرح وتعدیل میں موجود ہیں کہ جب محدث سے کسی کے جرح کے بارے میں استفسار کیا گیا تو اس طرح کی کمزور بات انہوں نے ذکر کی۔ اور یہ بات مسلمہ ہے کہ اس طرح کے اسباب راوی کو مجروح کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں۔

اختلاف مشرب یا اختلاف عقیدہ :

محدثین نے بدعتی روایت کے قبول اور عدم قبول کے سلسلے میں اصول وضع کیے ہیں اگر عقائد میں اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے پر جرح غیر مقبول ہے تو اس ضابطہ کو متقدمین علماء کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بلکہ کچھ فرقے تو ایسے ہیں جنھوں نے اپنے مذہب کی تائید کے لیے جھوٹ کو جائز سمجھا اور اسی وجہ سے امام شافعی نے خطابیہ کی شہادت کو ناقابل قبول قرار دیا ہے۔

(اختصار علوم الحدیث ص ۹۹)

یہ بات یاد رہے کہ جارح کی ہر جرح معتبر نہیں ہوتی، بلکہ جرح کے کچھ اصول بھی ہیں۔

وَقَدْ ذُكِرَ أَنَّ الشَّافِعِيَّ إِنَّمَا أَوْجَبَ الْكَشْفَ عَنْ ذَلِكَ ,لِأَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ إِنْسَانًا جَرَحَ رَجُلًا فَسُئِلَ عَمَّا جَرَحَهُ بِهِ ,فَقَالَ :رَأَيْتُهُ يَبُولُ قَائِمًا ,فَقِيلَ لَهُ :وَمَا فِي ذَلِكَ مَا يُوجِبُ جَرْحَهُ؟ فَقَالَ :لِأَنَّهُ يَقَعُ الرَّشَشُ عَلَيْهِ وَعَلَى ثَوْبِهِ ,ثُمَّ يُصَلِّي ,فَقِيلَ لَهُ :رَأَيْتَهُ صَلَّى كَذَلِكَ؟ فَقَالَ :لَا ,فَهَذَا وَنَحْوُهُ جَرْحٌ بِالتَّأْوِيلِ، وَالْعَالِمُ لَا يَجْرَحُ أَحَدًا بِهَذَا وَأَمْثَالِهِ فَوَجَبَ بِذَلِكَ مَا قُلْنَاهُ۔ (الکفایہ فی علم الروایہ ص ۱۰۸)

امام شافعی فرماتے ہیں :اسباب جرح کو بیان کرنا ضروری ہے اس لیے کہ بسا اوقات جرح کرنے والا ایسی چیز کو جرح کا سبب قرار دیتا ہے جو موجب جرح نہیں ہوتی۔ مجھے ایک

شخص پر جرح کی خبر پہنچی تو میں نے ناقد سے اُس کا سبب دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میں نے اس کو کھڑے ہو کر پیشاپ کرتے ہوئے دیکھا ہے اب س کے کپڑے ناپاک ہوئے ہوں گے اور اس حالت میں اس نے نماز پڑھی ہوگی تو صدوق کہاں رہا؟
میں نے اس سے کہا کہ تم نے اسے اُن کپڑوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ اُس نے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا اس طرح کی جرح فن مطلع الحدیث سے ناواقفی پر مبنی ہے ۔کوئی علم کسی کو اس طرح کی جرح سے مجروح قرار نہیں دیتا۔

عرض صرف اتنی ہے کہ اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے ائمہ سلف کے اصولوں سے روگردانی کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟ غماری صاحب نے جگہ جگہ علماء اور محدثین کو مطعون کیا ہے۔ اور ان ہستیوں کے نشانہ بنانے کی ناکام کوشش کی ہے جنھوں نے ساری زندگی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات محفوظ کرنے کی کوششیں کیں۔

غماری صاحب نے جو جو باتیں امور مروت میں ذکر کیں ہیں ان تمام باتوں کا محدثین کرام نے رد کیا ہے۔ اور اس کو ناقابل قبول سمجھا ہے۔ مگر اہل سنت کو دھوکہ دینے کی خاطر ایسی شاذ اور مردود باتیں اصول میں داخل کرنے کو کوشش کی ہے۔ اگر کسی کو یقین نہیں آتا تو خود الکفایہ فی علم الرویہ کا متعلقہ باب پڑھ کر دیکھ لے، حقیقت آشکار ہو جائے گی۔

بدعتی کی روایت کے بارے میں اصول یہ ہے کہ بدعت مکفرہ کی روایت قابل قبول نہیں اور بدعت مفسقہ ہے اس کی روایت چند شرائط کے ساتھ مقبول ہے۔

بدعتی راوی کو ثقہ قرار دینے کی تحقیق:

سید غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۲۰۳ پر امام ذہبیؒ کا کلام (بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعت صغریٰ کی روایت قابل قبول، بدعت کبریٰ کی روایت ناقابل قبول) کو نقل کرنے کا بعد لکھا:

اس مقام کی وضاحت یہ ہے کہ خبر کو رد صرف اور صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس کا راوی

فی حد ذاتہ جھوٹا ہو۔کسی دوسری شئی کی وجہ سے رد نہیں کیا جاتا کہ جو جھوٹ کی طرف منسوب ہو جیسا کہ کسی خبر کو قبول صرف اور صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس کا راوی فی حد ذاتہ سچا ہو کسی دوسری شئی کی وجہ سے خبر کو قبول نہیں کیا جتا کہ جو سچائی کی طرف منسوب ہو۔لہذا اگر کوئی ثقہ سنی راوی جھوٹی روایت بیان کرے تو وہ اس پر رد کر دی جائے گی۔راوی کا عدالت اور سنیت سے متصف ہونا اس کے جھوٹ کو سچ نہیں بنا سکتا۔اسی طرح ایک جھوٹا بدعتی جب کسی سچی خبر کو بیان کرے تو اس کی خبر مقبول ہوگی اور اس کا جھوٹ اور بدعت سے متصف ہونا اس کی سچی خبر کو جھوٹ نہیں بنا سکتا بلکہ یہ بات عقلی طور پر بھی محال ہے۔

جواب:۔

عرض یہ ہے کہ غماری صاحب کی یہ بات صحیح نہیں کہ روایت کی تصحیح اور قبول کا دارومدار اس کے سچے ہونے پر ہے۔شاید غماری صاحب بھول گئے ہیں کہ بدعتی کی روایت صرف اسکی بدعت کی وجہ سے رد نہیں ہوتی بلکہ اس کی وہ روایت رد ہوتی ہے جو کہ اس کی بدعت کو تقویت دے۔

غماری صاحب نے علامہ ذہبیؒ کا کلام نقل تو کر دیا مگر حافظ ابن حجرؒ کے کلام کو نظر انداز کر دیا۔حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

بدعت مفسقہ (بدعت صغریٰ) سے متصف راوی کی روایت دو شرطوں سے مقبول ہوتی ہے۔

اول ۔راوی اپنی بدعت کی طرف داعی نہ ہو۔

دوم:۔اپنی بدعت کی مؤید اور اس کو رواج دینی والی کسی حدیث کی روایت نہ کرے۔

(شرح نخبۃ الفکر ص ۱۰۱)

لہذا بدعتی (مفسق) راوی کی روایت مشروط قابل قبول ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً رد ہوتی ہے اور نہ ہی مطلقاً قبول کی جاتی ہے۔

اب مقام تحقیق یہ ہے کہ بدعتی راوی کو ثقہ کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ تو ان مذکورہ شرائط کے بعد یہ

بات ثابت ہوئی کہ ثقہ کی تعریف میں عدالت و اتقان میں فسق جبکہ بدعت میں بدعت مفسقہ کی تخصیص ہوگئی یعنی بدعت اور فسق سے بدعت صغریٰ یا بدعت مفسقہ خارج ہو جاتی ہے اور وہ بھی دو شرائط کے ساتھ جو حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیں ہیں۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ کسی بدعتی کو مطلقاً کبھی بھی ثقہ کے الفاظ سے متصف نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ محدثین بدعتی راوی کی ثقاہت کے ساتھ اسکی بدعت بھی وضاحت کر دیتے ہیں۔ جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ روایت کرنے کی شرائط پر پورا اترتا ہے مگر اسکا مذہب بدعت ہے۔

فاسق کی خبر سے صدق کا ظن حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟ کا تحقیقی جائزہ

احمد غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۲۰۵ مترجم پر لکھتے ہیں۔

اگر یہاں پر یہ سوال کیا جائے کہ شرط اس لیے عائد کی جاتی ہے کہ راوی ان عقائد کی بنا پر فاسق ہو جاتا ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ فاسق کی خبر سے صدق کا ظن حاصل نہی ہوتا۔ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ نقطہ نظر بھی باطل ہے۔ اس لیے فسق نام ہے اللہ تعالیٰ کی حدود کی مخالفت اور اس کے محارم کو پامال کرتے ہوئے احکام الٰہیہ سے نکلنے کا۔ جبکہ ایک بدعتی اللہ تعالیٰ کی حدود کی مخالفت نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنے عقیدے کے لحاظ سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے خارج سمجھتا ہے کہ وہ فاسق قرار پائے بلکہ وہ تو اپنے اس عقیدے کے ساتھ تعلق اور وابستگی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی مرضی کو حاصل کرنے کے ذریعہ سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی نظر اور اجتہاد میں اسی حق ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے۔ خواہ وہ اپنے اس عقیدے اور نظریے میں غلطی پر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے وہ اپنی غلطی کی وجہ سے گمراہ تو ہو سکتا ہے لیکن فاسق نہیں ہو سکتا۔ گمراہ اور فاسق کے درمیان میں بڑا فرق ہے۔

احمد غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۲۰۷ مترجم پر لکھتے ہیں۔

بدعتیوں میں تو بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کو کفر سمجھتے ہیں اور

اس کے مرتکب کو ہمیشہ کے لیے جہنمی خیال کرتے ہیں۔یہ ایک وہ غلطی ہے کہ جس کی وجہ
سے ایک بدعتی فاسق ہوگیا اور تم نے اس کی خبر کو اس کے اس فسق کی وجہ سے رد کرنے کا
حکم لگا دیا جو کسی حدیث کو ثابت کرنے میں اعلیٰ طور پر مطلوب ہوتا ہے۔جیسا کہ دوسرے
بدعتی گروہوں میں بہت سے افراد ایسے ہیں جو دین، ورع، خشیت اور تقویٰ میں انتہا کو
پہنچے ہوئے ہیں۔ایسے افراد کی بدعت کو فسق کا نام دے کر ان کی خبر کو رد کرنا اس اصول
کے خلاف ہے جو آپ نے ان اوصاف کے حامل افراد کی حدیث کو قبول کرنے کے
لیے مقرر کیا ہے۔

جواب:۔

عرض یہ ہے کہ اول مقام پر جو بات احمد غماری نے کی وہ بہت ہی رکیک اور کمزور
ہے۔کیونکہ اگر ہر شخص کو راہ راست پر سمجھنا شروع کر دیں تو پھر صحیح اور غلط کا فیصلہ کیسے ہوگا؟ احمد غماری
نے تو دہریت، لا مذہبی کو دعوت دی ہے۔کیونکہ ایک لا مذہب شخص بھی تو سچا ہو سکتا ہے تو کیا آپ
اس کی بات کو ماننا شروع کر دیں گئے۔بہت سارے عیسائی سچائی میں متصف تھے تو کیا ان کی ہر
بات کو تسلیم کر لیا جائے؟ اور اس کے عقائد کو صحیح سمجھ لیا جائے؟۔

اور دوسرے مقام پر جو دیگر بدعتی فرقوں کے سچائی سے متصف کیا ہے تو شاید احمد غماری صاحب یہ
لکھنا بھول گئے کہ وہ فرقہ خارجی تھا۔اور احمد غماری تو خود فرقہ خارجی کے سخت خلاف ہیں۔اور عمران بن
حطان سے روایت لینے پر امام بخاری ؒ پر سخت سیخ پہ ہیں۔اگر عمران بن حطان میں بقول احمد غماری
میں وہ تمام شرائط موجود تھیں جن کو حدیث کو قبول کرنے کے لیے مقرر کیا، تو پھر امام بخاری ؒ پر
اعتراض کیسا؟ حیرانگی تو یہ ہے کہ جب اس حدیث کو ثابت کرنا مقصود ہے تو محدثین کے قائم کردہ
اصولوں کی بیخ کنی کی جا رہی ہے۔مگر جب فضائل میں مروی حدیث پر کوئی اعتراض کر دے تو اسے
ناصبی کہہ دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے تعصب سے دور رکھے۔

مزید یہ کہ اہل سنت نے بدعتی کی ہر روایت کو نہ رد کیا ہے اور نہ ہی اس کو مطلقاً قبول کیا ہے۔لہذا

مطلقاً بدعتی کی روایت رد کرنے کاالزام غلط ہے اور بدعتی کی روایت کو مطلقاً قبول کرنے کاالزام بھی غلط ہے۔

بدعتی کی روایت مقبول ہیں اگروہ جھوٹ کو حلال نہ سمجھیں کی تحقیق

سید احمد غماری صاحب نے فتح الملک العلی ص ۲۲۸ پر لکھتے ہیں۔

محدثین اور متکلمین کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ تمام اہل ہوا (بدعتیوں) کی اخبار مقبول ہیں خواہ وہ کافر یا تاویل کے ساتھ فاسق ہوں جیسا کہ خطیب بغدادی نے الکفایہ میں ذکر کیا ہے۔

(الکفایہ للخطیب ص ۱۲۱)

اس کے بعد سید غماری صاحب نے ص ۲۲۹ تا ۲۳۸ تک مختلف محدثین و متکلمین (امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، ابن ابی لیلیٰ، امام ثوری، امام رازی) کے حوالہ جات دیے ہیں جن کا مقصد یہ تھا کہ بدعتی کی روایت مقبول ہوتی ہے۔

جواب:۔

غماری صاحب کے تمام حوالہ جات میں یہ بات واضح موجود ہے کہ اگر راوی بدعت کا داعی ہو تو اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

مزید یہ کہ فسق اور بدعتِ فسق میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ احمد غماری کا فسق کو بدعت فسق کے ساتھ ذکر کرنا اصول کے خلاف ہے کیونکہ پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ہر فاسق بدعتی نہیں ہوتا جبکہ ہر بدعتی فاسق ضرور ہوتا ہے۔ لہٰذا اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

سید احمد غماری صاحب نے خود فتح الملک العلی ص ۲۴۰ تا ص ۲۴۲ تک اس بات کا اقرار کیا ہے کہ محدثین نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ بدعتی اگر اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہے تو روایت نا قابل اعتبار ہوگی ورنہ اس کا اعتبار کیا جائے گا بلکہ خود ص ۲۴۴ مترجم پر عنوان "اکثر محدثین تیسرے

قول کے قائل ہیں" کے تحت لکھتے ہیں۔

تیسرے قول میں جو تفصیل ہے اکثر محدثین اسی کے قائل ہیں۔بلکہ ان حبان نے اس پر محدثین کا اجماع نقل کیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بدعتی جب اپنی بدعت کا داعی ہو تو اس کے پاس ایک محرک موجود ہوتا ہے جو اسے ایسی روایت بیان کرنے پر آمادہ کرتا ہے جو اس کی بدعت کو تقویت دینے والی ہو۔(مقدمہ اللسان ص ۱۰۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

سید احمد غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۲۵۰ پر لکھتے ہیں کہ:

بدعتیوں کی توثیق اور ان کی روایت کے قبول کرنے پر محدثین کا اتفاق ہے۔

جب خود احمد غماری صاحب نے داعی الی بدعت کی تخصیص کو محدثین سے ثابت کیا ہے۔مگر پھر بھی بدعتیوں کی روایت کو مطلقاً قبول کرنے کا لکھا ہے۔عجب تضاد ہے۔

دراصل احمد غماری صاحب نے یہاں دیانت سے کام نہیں لیا ہے اور محدثین کے اقوال کو گڈمڈ کرنے کی کوشش کی ہے۔محدثین کرام نے بدعتی کے روایات کو قبول کرنے کے چند بنیاد باتیں وضع کیں ہیں۔

۱۔ بدعت مکفر کی روایت ہرگز قبول نہ ہوگی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں :

من کفر ببدعة لم یحتج به بالاتفاق۔

علمائے حدیث وفقہا واصحاب اصول کا قول ہے کہ مکفر بدعت کی روایات بالاتفاق قبول نہ کی جائے گی۔(شرح مسلم ج ۱ ص ۶۰ تقریب النووی ج ۱ ص ۳۲۴)

علامہ جمال الدین قاسمی فرماتے ہیں:

جمہور اس طرف گئے ہیں کہ مکفر بدعت کی روایت قبول نہ کی جائے گی۔

(قواعد التحدیث للقاسمی ص ۱۹۴)

عزالدین بلیق لکھے ہیں:

اگر صاحب بدعت اپنی بدعت کے سبب کفر کا مرتکب ہو تو اس کی حدیث قبول نہ کرنے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ (مقدمہ منھاج الصالحین ص ۳۵)

دکتور محمود الطحان لکھتے ہیں:

إن كانت بدعته مكفرة :ترد روايته.

راوی حدیث اگر بدعت مکفرہ کا مرتکب ہے تو اس کی روایت رد کر دی جائے گی۔ (تیسیر مصطلح الحدیث ص ۱۲۳)

حاصل کلام یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک بالاتفاق مکفر بدعت کی روایت مطلقاً ناقابل قبول ہے۔ اور غماری نے جو حوالہ جات تمام اہل بدعت کی روایات کو بلا امتیاز بدعت مکفرہ و بدعت مفسقہ قابل قبول بتایا ہے ان کا تعلق محدثین کی جماعت سے نہیں بلکہ متکلمین اور بعض اہل نقل کے گروہ سے ہے جیسا کہ خطیب بغدادی کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جناب غماری صاحب کا یہ دعویٰ قطعی طور پر غلط اور لاعلمی پر مبنی ہے کہ محدثین نے اہل بدعت سے بلا امتیاز روایات قبول کرنے میں کسی قسم کی چشم پوشی یا مسامحت برتی ہے یا وہ لوگ ہر اہل بدعت سے ہر طرح کی روایات لینے میں کوئی قباحت خیال نہیں کرتے تھے۔ غماری نے نے جتنے حوالے دیے اس کا تعلق بدعت مکفر سے ہر گز نہیں ہے۔ جبکہ جو حوالہ جات دیے ان کا تعلق بدعت مفسق سے ہے۔ جس کی تفصیل آ رہی ہے۔

۲۔ بدعت مفسق (بدعت صغریٰ) کی روایت لینے پر اختلاف۔

خطیب بغدادی نے بدعتی اور اہل ہوا کی روایات سننے پر اختلاف بھی نقل کیا ہے۔

اختلف أهل العلم في السماع من أهل البدع او الاهواء۔ (الکفایہ ص ۱۲۰)

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

محدثین کے دوسرے گروہ نے مفسق بدعتی کی روایت کو مطلقاً قبول کیا ہے بشرطیکہ وہ جھوٹ کے حلال ہونے کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔اور اس گروہ کے سرخیل امام شافعیؒ ہیں۔امام ابن لیلی،امام ثوریؒ،امام ابوحنیفہؒ،قاضی ابویوسف اور یزید بن حارون وغیرھم بھی اسی اصول کے قائلین میں نظر آتے ہیں۔

(ملاحظہ کریں ۱۲۵،تدریب الراوی ج ۱ ص ۳۲۵،فتح المغیث للعراقی ص ۲۶۳)اس موقف کے قائلین میں مزید امام حاکم (المدخل ص ۱۶) امام فخر الدین الرازی (المحصول) اور ابن دقیق العید (الاقتراح ص ۲۳۶) بھی نظر آتے ہیں۔

مگر اس اصول کو بھی حافظ ابن حجر او جمہور محدثین کرام نے قبول نہ کیا۔

(تعلیق علی اختصار علوم الحدیث ص ۱۱۰)

فریق سوم : مفسق بدعتی اپنی بدعت کی تبلیغ نہ کرتا ہوں تو مقبول ہے ورنہ نا قابل قبول ہے۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔

وقال كثير من العلماء يقبل أخبار غير الدعاة من أهل الأهواء فأما الدعاة فلا يحتج بأخبارهم وممن ذهب الى ذلك أبو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل۔

محدثین کا تیسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اگر مفسق بدعتی اپنی بدعت کی تبلیغ نہ کرتا ہوں تو مقبول ہے ورنہ نا قابل قبول ہے۔کیونکہ بدعتی اپنی بدعت کو خوشنما بنانے کا خیال اسے روایت میں تحریف کرنے اور انہیں اپنے مسلک کے مطابق بنانے کی تحریک پیدا کرسکتا ہے۔اس مسلک کے سرخیل امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔امام ابن حبان کا شمار بھی اسی گروہ سے ہوتا ہے۔(الکفایہ ص ۱۲۱)

حافظ عراقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وَحَكَى الخطيبُ هَذَا القَوْلَ، لَكِنْ عَنْ كَثِيرِينَ، وَتَرَدَّدَ ابنُ الصَّلَاحِ في عَزْوِهِ بَيْنَ الكَثِيرِ أَوِ الأَكْثَرِ.(فتح المغیث ج ۲ ص ۶۴)

ترجمہ: خطیب بغدادی اس قول کو عن کثیرین اور حافظ ابن صلاح نے کثیر یا اکثر

سے نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی فرماتے ہیں:

هذا المذہب هو الاعدل و صارت علی طائفة من الائمة۔

یعنی یہ مذہب معتدل ہے اور جس کی طرف ائمہ حدیث کی ایک جماعت گئی ہے۔

(مقدمہ ابن صلاح ص ۳۸۵)

حافظ ابن کثیر بالجزم فرماتے ہیں:

انه قول الاکثرین یعنی یہ قول اکثر علماء کرام کا ہے۔(الباعث الحثیث ص ۹۹)

حافظ ابن صلاح اس موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وهذَا المذْهَبُ الثالِثُ أعْدَلها وأوْلاهَا، والأوّل بعِيدٌ مُبَاعِدٌ للشَّائعِ عَنْ أئمَةِ الحديثِ، فإنَّ كتُبَهُمْ طافِحَةٌ بالروايَةِ عَنِ المبْتَدِعَةِ غيْرِ الدّعَاةِ.

ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اگر مبتدع داعی بدعت نہ ہو تو اس کی روایت قبول کی جائے اور جو داعی بدعت ہو اس کی روایت قبول نہ کی جائے۔ یہ مذہب کثیر یا اکثر علماء کرام کا ہے۔

(مقدمہ ابن صلاح ص ۱۲۷ و ۲۳۱)

امام ابو یعلی لکھتے ہیں۔

حدثنا أحمد بن حنبل حدثنا أبو معاوية يعني الضرير قال :قلت :له يا أبا عبد الله تحدث عن أبي معاوية وهو مرجیء قال :لم يكن داعية.

عبداللہ بن احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے ابو معاویہ الضریر سے روایت تو کی ہے جب کہ وہ مرجئی تھا لیکن شبابہ بن سوار سے روایت کیوں نہیں کی جبکہ وہ قدری ہے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: اس لیے کہ ابو معاویہ ارجاء کا داعی نہ تھا جب کہ شباب قدر کا داعی تھا۔(طبقات الحنابلہ ج ۱ ص ۱۲۵۔ ۱۸۰)

خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔

أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن محمد بن جعفر قال انا محمد بن العباس الخزاز قال انا احمد بن سعيد بن مرابة السوسي قال ثنا عباس بن محمد قال سمعت يحيى بن معين يقول ما كتبت------- قلت ليحيى هكذا تقول في كل داعية لا يكتب حديثه ان كان قدريا أو رافضيا و كان غير ذلك من الأهواء ممن هو داعية قال لا نكتب عنهم الا ان يكونوا ممن يظن به ذلك ولا يدعو اليه كهشام الدستوائی و غیره ممن یری القدر ولا یدعو الیه۔ (الکفایہ ص ۱۲۷)

عباس بن محمد الدوری نے امام یحیی بن معین سے سوال کیا کہ آپ اہل الاحواء میں سے ہر داعی بدعت کی متعلق یہی حکم فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے خواہ ہو قدری ہو یا رافضی یا کوئی اور؟ امام ابن معین ؒ نے جواب دیا: ہم ان کی روایت نہیں لکھتے مگر اس وقت جب کہ ہمیں اس بات کا غالب گمان ہو جائے کہ وہ اپنی بدعت کا داعی نہیں ۔مثال کے طور پر ہشام الدستوائی وغیرہ کہ جو قدری ہونے کے باوجود اس کی طرف دعوت نہ دیتے تھے۔

علامہ رضی الدین بن حنبلی حنفی ؒ فرماتے ہیں:

وعندنا إن أدت إلى الكفر لم تقبل رواية صاحبها وفاقا لأكثر الأصوليين وإن أدت إلى الفسق فقيل قبلت رواية صاحبها إذا كان عدلا ثقة غير داعية وقيل إذا كان فسقه مظنونا أو مقطوعا به ولم يتدين الكذب۔ (قفو الاثر ص ۲۱۔۸۷)

ہمارے (احناف) کے نزدیک بھی اکثر اصولیین کے مطابق مکفر بدعتی کی روایت غیر مقبول ہے لیکن اگر وہ مفسق ہو تو اس بارے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس مبتدع کی روایت مقبول ہے بشرطیہ کہ وہ عدل، ثقہ اور غیر مبلغ بدعت ہو۔

امیر ابن الحاج حنفیؒ، امام حاکم سے نقل کرتے ہیں:

الداعی الی الضلال متفق علی ترک الاخذ منه

یعنی ضلالت کی طرف داعی کی روایت متفقہ طور پر ترک کردی جائے گی۔

(التقریر والتحبیر ج ۲ ص ۲۴۰۔۲۴۱)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

قلت أما التشيع فقد قدمنا أنه إذا كان ثبت الأخذ والأداء لا يضره لا سيما ولم يكن داعية إلى رأيه۔

اگر راوی اخذ و ادا میں ثابت ہو اور اپنی رائے کا داعی نہ تو تشیع باعث ضرر نہیں ہے۔ یعنی داعی الی بدعت کی روایت قبول نہ ہوگی۔ (ہدی الساری ص ۳۹۸)

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبو الْقَاسِمِ خَلَفُ بْنُ الْقَاسِمِ قِرَاءَةً مِنِّي عَلَيْهِ أَنَّ أَبا الطاهر محمد ابن أَحمدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يحيى الْقَاضِي بمصر حدثهم قال حدثنا جعفر بن محمد ابن الحسَيْنِ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الحزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى وَمحمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ أَحَدُهما أَوْ كِلَاهما قَالَا كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ يقول لَا يُؤْخَذُ الْعِلْمُ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَيُؤْخَذُ مِنْ سِوَى ذَلِكَ لَا يوخذ مِنْ سَفِيهٍ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْ صَاحِبِ هَوًى يَدْعُو النَّاسَ إِلَى هَوَاهُ وَلَا مِنْ كَذَّابٍ يَكْذِبُ فِي أَحَادِيثِ النَّاسِ .وَإِنْ كَانَ لَا يتَّهَمُ عَلَى أَحَادِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ شَيْخٍ لَهُ فَضْلٌ وَصَلَاحٌ وَعِبَادَةٌ إِذا كَانَ لَا يَعْرِفُ مَا يحدِّثُ.

امام مالکؒ کا قول ہے: چار قسم کے لوگوں سے حدیث نہ لکھی جائے ا۔ وہ شخص جو سفاہت میں مشہور ہو، ۲۔ مبتدع جو داعی بدعت ہو، ۳۔ ایسا صالح شخص جسے علم نہ ہو کہ وہ کیا بیان کر رہا ہے، ۴۔ اور ایس شخص جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں دروغ گوئی کرتا

ہو۔(التمھید لابن عبدالبرج ا ص ٦٦)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں:

بدعتی کے بارے میں مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ بدعت کا داعی اور اس کے رائج کرنے والا ہو تو مردود ہے ورنہ مقبول، بشرطیکہ وہ ایسی چیز روایت نہ کرتا ہو جس سے اس کی بدعت کو تقویت پہنچتی ہو کیونکہ اس صورت میں تو وہ قطعاً مردود ہے۔

(مقدمہ در مطلحات حدیث مع مشکوۃ ص ٦۔٧)

دکتور محمود الطحان لکھتے ہیں:

اگر مبتدع مفسقہ کا مرتکب ہے تو جمہور کے نزدیک جو صحیح بات ہے وہ یہ ہے کہ اس کی روایت دو شرطوں کے ساتھ قبول کرلی جائے گی ا:۔وہ اپنی بدعت کی طرف داعی نہ ہو،٢۔ ایسی بات کی روایت نہ کرے جو اس کی بدعت کی ترویج کا سبب بنے۔

امام نووی ؒ نے اسی مذہب کو پسندیدہ اور صحیح اور اعدل لکھا ہے۔

چناچہ امام نووی ؒ لکھتے ہیں:

وھذا مذہب کثیرین او الاکثر من العلماء وھو الاعدل الصحیح

یعنی یہ مذہب (مفسق بدعت کی روایت ٢ شراط کے ساتھ قبول ہوتی ہے۔) اکثر علماء کا ہے اور یہ معتدل اور صحیح ہے۔(شفاء العلیل ٤ ص ٣٨٨)

حافظ ابن حجرؒ اس مذہب کے بارے میں لکھتے ہیں:

وھذا فی الاصح یعنی یہ مذہب صحیح ترین ہے۔(شرح نخبۃ الفکر ص ٥٢۔٥٣)

حافظ سیوطی ؒ فرماتے ہیں:

وھذا فی الاصح یعنی یہ صحیح تر مذہب ہے۔(تدریب الراوی ج ا ص ٣٢٤)

اس مذہب پر حافظ زین الدین العراقی ؒ نے ایک یہ اعتراض کیا ہے کہ

وقد اعترض علیہ بأنھما احتجا أیضا بالدعاۃ فاحتج البخاری بعمران

بن حطان وهو من دعاة الشراة واحتج الشيخان بعبد الحميد بن عبد الرحمن الحماني وكان داعية إلى الإرجاء۔

جن لوگوں نے مفسق بدعتی کی روایت قبول کرنے میں داعی الی بدعت کی شرط لگائی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔اس بارے میں حافظ عراقیؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے داعی الی البدعت راویوں سے بھی احتجاج کیا ہے جیسے عمران بن حطان السدوسی جو کہ خارجیت کی داعی تھا اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی جو کہ ارجاء کی طرف داعی تھا۔

(شرح مقدمۃ ابن صلاح للعراقی ص ۱۲۸)

مگر حافظ عراقیؒ کے اس اشکال کو جواب حافظ سخاویؒ نے کچھ یوں دیتے ہیں:

فَقَدْ أُجِيبَ عَنِ التَّخْرِيجِ لِأَوَّلِهِمَا بِأَجْوِبَةٍ:

أَحَدُهَا: أَنَّهُ إِنَّمَا خَرَّجَ لَهُ مَا حُمِلَ عَنْهُ قَبْلَ ابْتِدَاعِهِ.

ثَانِيهَا: أَنَّهُ رَجَعَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ عَنْ هَذَا الرَّأْيِ. وَكَذَا أُجِيبَ بِهَذَا عَنْ تَخْرِيجِ الشَّيْخَيْنِ مَعًا لِشَبَابَةَ بْنِ سَوَّارٍ مَعَ كَوْنِهِ دَاعِيَةً.

ثَالِثُهَا: وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ، أَنَّهُ لَمْ يُخَرِّجْ لَهُ سِوَى حَدِيثٍ وَاحِدٍ مَعَ كَوْنِهِ فِي الْمُتَابَعَاتِ، وَلَا يَضُرُّ فِيهَا التَّخْرِيجُ لِمِثْلِهِ.

امام بخاریؒ نے عمران بن حطان السدوسی سے جو روایت کی ہے تو وہ اس کے بدعت سے قبل کی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے آخر عمر میں اپنی بدعت سے توبہ کر لی ہو اور یہ روایت اس کے رجوع کے بعد کی ہو۔پھر امام بخاریؒ نے اس سے صرف ایک ہی حدیث (کتاب التوحید میں) تخریج کی ہے اور وہ بھی متابعات میں سے ہے۔پس یہ تخریج متابعات میں مضر نہیں ہے۔

(فتح المغیث سخاوی ج ۱ ص ۷۰۔۶۸، فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۶۰)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صحیح ...

مفسق بدعتی کی روایت ۲ شرائط کے ساتھ قبول کی جائیں گی جن کا تذکرہ وہ چکا ہے۔ لہذا سید غماری صاحب نے جو اس مسئلہ خلط مبحث کر کے لوگوں کو ہیجان میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے اس کا تحقیق کی میدان میں کوئی اثر نہیں۔

بدعتی کی روایت قابل قبول کے لیے "غیر داعی کی شرط" کا جائزہ

سید احمد غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۲۵۹ پر لکھتے ہیں:
اسی طرح بدعتی کی روایت کے قابل قبول ہونے کے لیے محدثین نے جو یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی بدعت کی طرف دعوت دینے والا نہ ہو فی نفسہ باطل ہے اور ان کے لیے اپنے تصرف کے خلاف ہے۔ پھر ص ۲۶۰ پر لکھتے ہیں: حالانکہ امام بخاری، امام مسلم اور جمہور جن کے بارے میں ابن حبان اور امام حاکم نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے، نے ان بدعتیوں کی روایت کردہ احادیث سے حجت پکڑی ہے جو اپنی بدعت کے داعی ہیں جیسے حریز بن عثمان، عمران بن حطان، شبابہ بن سوار، عبد الحمید الحمانی اور ان جیسے بہت سارے راوی ہیں۔

مزید فتح الملک العلی ص ۲۶۱ پر اس اصول کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
وہ بدعتی جو اپنی بدعت کا داعی ہے وہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ دیندار اور متقی ہوگا یا فاسق وفاجر۔ اگر وہ دیندار اور متقی ہو تو اس کی دینداری اور اسکا تقویٰ اسے جھوٹ بولنے سے منع کرے گا اور اگر وہ فاسق وفاجر ہو تو اس کی خبر اس کے فسق وفجور کی وجہ سے مردود ہوگی نہ کہ اس کے بدعت کا داعی ہونے کی وجہ سے لہذا یہ شرط اپنے اصل کے اعتبار سے باطل ہے۔

[illegible]: غرض یہ ہے کہ سید احمد غماری صاحب نے جو لکھا وہ اصول کے خلاف ہے امام بخاری اور امام مسلم کا داعی اہل بدعت راویوں سے احتجاج کرنا تو اس بارے میں امام

سخاویؒ لکھتے ہیں:

فَقَدْ أُجِيبَ عَنِ التَّخْرِيجِ لِأَوَّلِهِما بِأَجْوِبَةٍ:

أَحَدُهَا: أَنَّهُ إِنَّمَا خَرَّجَ لَهُ مَا حَمَلَ عَنْهُ قَبْلَ ابْتِدَاعِهِ.

ثَانِيهَا: أَنَّهُ رَجَعَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ عَنْ هَذَا الرَّأْيِ. وَكَذَا أُجِيبَ بِهَذَا عَنْ تَخْرِيجِ الشَّيْخَيْنِ مَعًا لِشَبَابَةَ بْنِ سِوَارٍ مَعَ كَوْنِهِ دَاعِيَةً.

ثَالِثُهَا: وَهُوَ المُعْتَمَدُ المُعَوَّلُ عَلَيْهِ، أَنَّهُ لَمْ يُخَرِّجْ لَهُ سِوَى حَدِيثٍ وَاحِدٍ مَعَ كَوْنِهِ فِي المُتَابَعَاتِ، وَلَا يَضُرُّ فِيهَا التَّخْرِيجُ لِمِثْلِهِ.

امام بخاریؒ نے عمران بن حطان السدوسی سے جو روایت کی ہے تو وہ اس کے بدعت سے قبل کی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے آخر عمر میں اپنی بدعت سے توبہ کر لی ہو اور یہ روایت اس کے رجوع کے بعد کی ہو۔ پھر امام بخاریؒ نے اس سے صرف ایک ہی حدیث (کتاب التوحید میں) تخریج کی ہے اور وہ بھی متابعات میں سے ہے۔ پس یہ تخریج متابعات میں مضر نہیں ہے۔

(فتح المغیث للسخاوی ج ۲ ص ۶۸. فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۹۰)

اب غماری صاحب نے جن راویان کے نام لیے ہیں انکے بارے میں تحقیق پیش خدمت ہے۔

۱۔حریز بن عثمان : حریز بن عثمان پر جرح یہ ہے کہ وہ ناصبی تھا (غماری صاحب یا محشی ص ۲۶۰ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: یہ وہ ملعون شخص ہے جو سفر و حضر اور ہر نماز کے بعد مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰؓ پر لعن طعن کرتا تھا بعض علماء نے اس کے کفر پر فتویٰ دیا ہے۔تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۶۵) اور ناصبیت کا داعی بھی تھا پھر بھی امام بخاری نے اس سے استدلال کیا۔

جواب نمبر ۱: عرض یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنے استاد ابوالیمان حکم بن نافع الحمصی (یہ حریز بن عثمان کے شاگرد بھی تھے۔) سے نقل کیا ہے کہ حریز بن عثمان نے ناصبیت سے رجوع کر لیا تھا۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ص ۲۳۸)

بلکہ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا :انہ رجع عن النصب یعنی حریز بن عثمان نے ناصبیت سے توبہ کرلی تھی۔(تہذیب التہذیب ج ۲ص ۲۴۰)

۲۔عمران بن حطان: احمد غماری صاحب یا محشی کتاب فتح الملک العلی ص ۲۶۰ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :یہ وہ بد بخت انسان ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے قاتل عبدالرحمن ابن ملجم کے قصیدے پڑھتا تھا۔(تہذیب التہذیب ج ۴ص ۳۹۷)

اس کے باوجود بھی امام بخاری نے اس سے احتجاج کیا۔

جواب:۔ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ عمران بن حطان السدوسی نے خارجیت سے آخری عمر میں توبہ کرلی تھی۔

حافظ ابن حجرؒ تقریب میں لکھتے ہیں :

رجع عن ذلک یعنی اس نے خارجیت سے رجوع کرلیا تھا۔(تقریب التہذیب ص ۴۲۹)

حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب ج ۸ص ۱۱۴ لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ ابوزکریا الموصلی نے اپنی تاریخ موصل میں بروایت محمد بن بشر العبدی بیان کیا ہے کہ عمران بن حطان نے اپنی آخر عمر میں موت سے قبل اس رائے سے خوارج سے رجوع کرلیا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

امام بخاری نے عمران بن حطان کے خارجی ہونے سے قبل روایت کیا ہو۔

(ھدی الساری ص ۴۳۳)

۳۔شبابہ بن سوار: شباب بن سوار پر یہ اعتراض ہے کہ وہ ارجاء کی طرف داعی تھا یعنی بدعت کی طرف داعی تھا پھر بھی امام بخاری نے اپنے اصول کے برعکس اس سے احتجاج کیا۔

جواب:۔ عرض یہ ہے کہ احمد بن صدیق الغماری یا تو حقیقت حال معلوم نہیں ہے یا پھر اس مسئلہ کو الجھا کر عوام الناس کے ذہن میں احتمالات ڈالنا چاہتے ہیں ۔مگر ان کی یہ کوشش فضول ہے۔ کیونکہ شبابہ بن سوار پر ارجاء کی داعی ہونے کا اعتراض صحیح نہیں کیونکہ شبابہ بن سوار نے ارجاء والے عقیدے سے رجوع کرلیا تھا۔

امام ابوزرعہ الرازی ؒ لکھتے ہیں:

رجع شبابه عن الارجاء یعنی شبابہ نے ارجاء سے رجوع کیا اور تائب ہو گئے تھے۔

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۶۱، الضعفاء لابی زرعہ ج ۲ ص ۴۰۷، ہدی الساری ص ۴۰۹)

۴۔عبدالحمید بن عبدالرحمن الحمانی :اس پر اعتراض ہے کہ یہ راوی ارجاء کی طرف دعوت دیتا تھا اور پھر بھی امام بخاری نے احتجاج کیا۔

جواب:۔ عرض یہ ہے کہ اس راوی کے بارے میں علامہ ذہبی ؒ لکھتے ہیں:

لعلهم تابوا یعنی پس ممکن ہے کہ عبدالحمید نے بھی توبہ کرلی ہوں۔

(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۱۵)

مزید یہ کہ اس کی صرف ایک روایت صحیح بخاری ۵۰۴۸: پر موجود ہے اور یہ روایت دوسری سند کے ساتھ صحیح مسلم ۷۹۳: پر بھی موجود ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ احمد بن محمد الصدیق الغماری نے العتب الجمیل نامی کتاب سے جو اعتراضات اٹھانے کی کوشش کی ہے وہ تمام کے تمام اعتراضات مردود اور خلاف تحقیق ہیں۔ العتب الجمیل کتاب جو کہ محدثین پر افتراء اور جھوٹ کا پلندہ ہے کا جواب زیر ترتیب ہے، انشاء اللہ عنقریب جواب شائع ہوگا۔

مزید یہ کہ بدعتی کی روایت کو ترک کرنا اس کے فسق کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کا وہ جذبہ ترویج بدعت

ہے جس کی وجہ سے وہ بدعت کو حسین الفاظ میں بتانے کوشش میں مصروف ہوتا ہے۔کیونکہ بدعتی اپنی بدعت کو خوشنما بنانے کا خیال اسے روایت میں تحریف کرنے اور انہیں اپنے مسلک کے مطابق بنانے کی تحریک پیدا کرسکتا ہے۔لہذا غماری صاحب کا یہ کہنا کہ بدعتی کے فسق کی وجہ سے روایت رد کردی جاتی ہیں، ایسا حقیقت میں نہیں ہوتا بلکہ بدعتی کے اندر وہ چھپا ہوا خیال ہوتا ہے جو روایت میں تحریف کرنے کا خیال پیدا کرسکتا ہے۔لہذا ہم اس کی روایت کو احتیاط کے پیش نظر چند شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔یہ نہیں ہوسکتا کہ غماری صاحب کی خواہش پر ہم محدثین کے اصولوں سے انحراف کریں اور تمام ضوابط کو رد کردیں۔اللہ تعالیٰ کی ہزار نعمتیں اور انعامات ان جلیل القدر ہستیوں پر جنھوں نے اپنی ساری زندگی آقا و جہاں ﷺ کی احادیث کو محفوظ کرنے کی لیے خرچ کردی۔

بدعتی کی روایت کے قابل قبول ہونے کے لئے مویدبدعت نہ ہونے کی شرط کا تحقیقی جائزہ

احمد غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۲۶۱ پر لکھتے ہیں:

بدعت کی روایت کے قابل قبول ہونے کے لئے یہ شرط لگانا کہ وہ ایسی روایت ہو جو اس کی بدعت کے لیے موید نہ ہو۔یہ ناصبیوں کی خفیہ عداوت اور سازش ہے جسے انہوں نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے محدثین کو مغالطہ دینے کے لیئے لگائی ہے تاکہ وہ اس شرط کے ذریعے ان تمام روایات کو باطل قرار دے سکیں جو حضرت علیؓ کی فضیلت میں وارد ہیں۔اور یہ بات اس لیے ہے کہ ناصبیوں نے تشیع اور اس کے بدعتی ہونے کی علامت یہ قرار دے رکھی ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے فضائل میں روایت بیان کرنے والا ہو۔۔۔ص ۲۶۲ پر لکھتے ہیں۔پھر ناصبیوں نے یہ اصول مقرر کیا کہ بدعتی کی ہر وہ روایت جو اس کی

بدعت کی تائید کر رہی ہو وہ مردود ہے۔ اگرچہ وہ راوی ثقہ ہی کیوں نہ ہو۔ جس روایت سے تشیع کی تائید ہوتی ہے وہ ناصبیوں کی نظر میں حضرت علیؓ کی فضیلت اور انکی تفضیل میں روایت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت علیؓ کی فضیلت میں کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہوگی۔ جیسا کہ غالی قسم کے ناصبیوں نے اپنے چہرے سے شرم وحیا کی چادر اٹھا کر یہ بات کہہ ڈالی۔ جیسے ابن تیمیہ اور اس جیسے ناصبی۔

جواب:۔

عرض یہ ہے کہ غماری صاحب نے جو کچھ لکھا وہ غلط ہے۔ کیونکہ بدعتی کی روایت کے قابل عمل ہونے کی شرائط ابن تیمیہ نے نہیں بلکہ ابن تیمیہ سے صدیوں پہلے کے محدثین اور علماء کرام کے وضع کردہ ہیں جن کی تفصیل بحوالہ پیش کر دیں ہیں۔ لہذا ساری غصہ ابن تیمیہ پر نکالنا فضول ہے۔ ہم ابن تیمیہ کے مقلد نہیں کہ جو وہ کہے گا ہم من وعن مان لیں گئے۔ بلکہ اہل سنت تو ایک اصول اور ضبوابط کے تابع ہیں جبکہ احمد غماری کو غور کرنا چاہئیے بلکہ ان کے حواریوں کو ان کی اس ظاہریت پسندی کا جائزہ لے کر اس کا سدباب کرنا چاہئیے۔ کیونکہ غماری صاحب نے تشیع اور اسکی بدعت کی بات کی ہے لہذا مناسب ہے کہ اس مقام پر تشیعہ کی تعریف کا جائزہ بھی لیا جاسکے تا کہ لفظ شیعہ سے یہ لوگ اور خاص طور پر فرقہ تفضیلیہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اسکی وضاحت ہو سکے۔

اہل سنۃ کے نزدیک شیعہ کی اصطلاحی تعریف اور اقسام:

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

والتشیع محبة علی رضی الله عنه وتقدیمه علی الصاحبة فمن قدمه علی أبی بکر و عمر رضی الله عنهما فهو غال فی تشیعه ویطلق علیه رافضی والا فشیعی فان انضاف الی ذلک السب أو التصریح بالبغض فغال فی الرفض [illegible]

ترجمہ: سیدنا علیؓ سے محبت اور انہیں دوسرے صحابہ سے افضل جاننا تشیع ہے، جو شیعہ انہیں شیخین پر فوقیت دیتے ہیں وہ غالی شیعہ ہیں، ان کو رافضی بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ اگر یہی شیعہ و رافضی دوسرے صحابہ کو سب و شتم کرتے اور ان سے دشمنی رکھتے ہیں تو رفض میں غالی ہیں۔ اور اگر ان کا عقیدہ یہ ہو کہ سیدنا علیؓ دنیا واپس آئیں گے تو غلوِ رفض میں اشد ہیں۔

نتائج: ۔حافظ ابن حجرؒ کے اس قول سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔

ا۔سیدنا علیؓ سے محبت اور انکی دیگر صحابہ پر تفضیل و تقدیم شیعیت ہے۔

اس مقال پر مطلقاً صحابہ کا ذکر کیا ہے، جبکہ اس کی تفصیل آگے بیان کر رہے ہیں۔

۲۔اگر جو شیعہ حضرت علی المرتضیٰ کو شیخین کریمینؓ (حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ) پر فوقیت دے تو ایسے شیعہ کو غالی شیعہ یا رافضی کہا جاتا ہے۔

اس مقام پر شیعہ کی دو اقسام کر دیں۔

ا۔شیعہ

ب۔غالی شیعہ (رافضی)

تو معلوم ہوا کہ صرف شیعہ حضرت علی المرتضیٰ کو دیگر صحابہ کرام پر تقدیم دے ماسوائے شیخین کریمین کے۔ اور جو شیعہ حضرت علی المرتضیٰؓ کو شیخین کریمین پر تقدیم دے تو ایسے شیعہ کو غالی شیعہ یا رافضی کہا جائے گا۔

۳۔غالی شیعہ یا رافضی دوسرے صحابہ کو سب و شتم کرے اور ان سے دشمنی رکھے تو وہ اپنے رفض میں غالی ہے۔

۴۔اگر غالی شیعہ یا رافضی سیدنا علی المرتضیٰؓ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے تو وہ غلوِ رفض میں اشد ہے۔

اب اس مقال پر غالی شیعہ (رافضی) کی چند اقسام کیں:

ا۔رافضی (غالی شیعہ)

ب ۔غلو رفض

ج ۔اشد فی غلو رفض

اس تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ شیعہ کے متعدد اقسام ہیں لہذا ہر ایک کو ایک ہی قسم کا شیعہ قرار دینا بہت سارے لوگوں کی غلطی ہے ۔لہذا جب بھی کسی راوی کے بارے میں تحقیق کرنی ہو تو ان تمام امور جو مندرجہ بالا بیان ہوئے ہیں ان کو ذہن میں رکھے ۔آج کل تفضیلی اسی شیعت (حضرت علیؓ سے محبت اور صحابہ پر تقدیم) کی تعریف کو لے کر لوگوں کو بہکاتی ہے ۔حالانکہ حافظ ابن حجر نے صحابہ میں سے شیخینؓ اور غیر شیخین کی واضح فرق کر دیا ہے ۔کیونکہ شیخین پر تقدیم کو غلو فی تشیع اور رفض کہا ہے اور شیخین کے علاوہ دیگر صحابہ پر تقدیم کو صرف شیعت قرار دیا ہے ۔لہذا شیعت کو صرف تفضیل علیؓ کے اندر منحصر کرنا علمی جہالت اور شیعیت کو سنیت میں داخل کرنے کا غلط ہے ۔

ثقہ شیعہ کی روایت اور اہل سنت کا اس سے احتجاج کا تحقیقی جائزہ

احمد غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۱۷۲ پر لکھتے ہیں:

محدثین نے اس شرط (داعی الی بدعت) کا اعتبار نہیں کیا اور نہ ہی اپنے تصرفات میں اسے زینہ بنایا ہے بلکہ ثقہ شیعہ راویوں نے اپنے مذہب کی تائید مس جو بیان کی ہیں ان سے حجت پکڑی ہے ۔حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے شیعہ راویوں سے حضرت علیؓ کے فضائل میں روایت نقل کیں ہیں ۔ جیسے انت منی و انا منک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہو ۔(صحیح بخاری ،کتاب المغازی باب عمرۃ القضاۃ ،رقم الحدیث ۴۰۰۵:)

اس حدیث کو امام بخاری نے عبید اللہ بن موسیٰ العبسی سے نقل کیا ہے .جس کے بارے میں خود امام بخاری نے کہا ہے :انہ کان شدیدا لتشیع کہ وہ تشیع میں سخت تھا ۔

(التہذیب : ترجمہ عبید اللہ بن موسیٰ العبسی : ج ۲ ص ۳۵)

اسی طرح حدیث :لا یحبک الا مومن و لا یبغضک الا منافق ۔(صحیح مسلم ،کتاب

الایمان باب الدلیل علی ان حب الانصار علی من الایمان الخ رقم الحدیث ۱۱۳:) ترجمہ:
تجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور تجھ سے منافق یہ بغض کرے گا۔ اس حدیث کو امام مسلم
نے عدی بن ثابت کی روایت سے نقل کیا ہے حالانکہ وہ ایک غالی اور اپنے مذہب کا
داعی شیعہ ہے۔ (التھذیب ترجمہ عدی بن ثابت ج ۴ ص ۱۰۷)

غماری صاحب یہ مثالیں دینے کے بعد آگے ص ۲۷۲ پر لکھتے ہیں:
یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شرط (لگانا کہ وہ روایت بدعتی کے مذہب کی تائید نہ
کر رہی ہو) باطل ہے اور روایت کی صحت اور قبول میں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اعتبار
صرف راوی کے ضبط اور اتقان کا ہے۔

جواب:

عرض یہ ہے کہ محدثین نے جو شیعہ راوی سے استدلال کے قواعد بنائے ہیں وہ بالکل صحیح
ہیں بلکہ اس کو تشیع کے ساتھ مخصوص کرنا ہی جہالت ہے کیونکہ یہ اصول، بدعتی کی روایت کے بارے میں
ہے نہ کہ صرف ایک فرقہ سے مختص ہیں۔
رہی یہ بات کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے شیعہ راویوں سے فضائل حضرت علیؓ میں روایات
لیں ہیں۔ جو ان کے مذہب کو تقویت دیتی ہیں۔

تحقیق:

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ یہ اعتراض اصول سے بے خبری اور جہالت کا نتیجہ ہے۔ سطحی
قسم کا مطالعہ ہی ایسے سوالات اٹھانے میں کافی معاون ثابت ہوتا ہے، غلطی تسلیم کرنے کی بجائے محدثین
کرام پر اعتراضات اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔ اس بارے میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔
بدعتی (شیعہ وغیرہ) اگر سچا اور صدوق ہو اور روایت اسکے مذہب کی داعی ہو یا اس کے
مذہب کو تقویت پہنچا رہی ہو۔ تو پھر اس شیعہ کا مذہب دو قسموں پر مشتمل ہوگا۔

۱۔شیعہ کا وہ عقیدہ جو مذہب اہل سنت کے خلاف نہیں۔(کیونکہ اہل سنت فضائل حضرت علیؓ کے قائل اور ماننے والے ہیں۔)

۲۔شیعہ کا وہ عقیدہ جو مذہب اہل سنت کے خلاف ہے۔(اہل سنت فضیلت حضرت علیؓ تو مانتے ہیں مگر ساتھ عظمت صحابہ کے بھی قائل ہیں۔)

اگر شیعہ ایسی باتیں نقل کرے جو کہ شیعہ مذہب کے تائید میں ہو مگر اہل سنت کے اصولوں کے خلاف نہ وہ تو وہ قابل قبول ہوتی ہے۔اور اگر شیعہ ایس باتیں نقل کرے جس کے مخالف اہل سنت میں موجود ہو تو ایسی روایت شاذ اور نکارت ہوگی، جس کو رد کر دیا جائے گا اور احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

اہم نکتہ:

اکثر یہ ہوتا ہے کہ بدعتی کی روایت اس کے مذہب کے موافق بظاہر نظر آتی ہے۔یہ بات سامنے آتی ہے کہ فلاں راوی شیعہ ہے اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی فضیلت میں روایت کرتا ہے۔جیسے انت منی و انا منک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی باب عمرۃ القضاۃ، رقم الحدیث ۴۰۰۵:)

اسی طرح حدیث: لا یحبک الا مومن و لا یبغضک الا منافق

(صحیح مسلم، کتاب الایمان باب الدلیل علی ان حب الانصار علی من الایمان الخ رقم الحدیث ۱۱۳:)

ترجمہ: تجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور تجھ سے منافق یہ بغض کرے گا۔جیسا کہ احمد غماری نے اعتراض کیا ہے۔

مگر غرض یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں ایک واضح فرق موجود ہوتا ہے۔اور وہ فرق یہ ہے کہ اہل سنت کی روایات میں جو حضرت علی المرتضیٰؓ کے فضائل وارد ہوئے ہیں ان میں شیخین کریمینؓ یا صحابہؓ کی شان میں تنقیص نہیں ہوتی۔اور نہ ہی اس میں غلو ہوتا ہے اور نہ ہی الفاظ رکیک ہوتے ہیں اور معانی میں ضعف نہیں ہوتا۔جیسا کہ مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہو رہا ہے۔اس لیے اس کو قبول کیا جاتا ہے۔کیونکہ محدثین سند کے ساتھ متن کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔

جبکہ شیعہ راویوں کی مذہب کی تقویت والی روایت میں یہ دیکھا گیا ہے کہ اس میں اکثر حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے شان میں غلو اور صحابہ کرام ؓ کی شان میں تنقیص ہوتی ہے۔ان کے معانی بڑے ہی ضعیف ہوتے ہیں اور الفاظ رکیک ہوتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جب کوئی شیعہ راوی حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں کوئی روایت بیان کرے تو اہل سنت اس کی صرف وہ روایت تسلیم کرتے ہیں جو قواعد اہل سنت کے موافق ہوں۔(اور قاعدہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی شان بہت بلند اور اعلیٰ ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہیں مگر دیگر صحابہ کرام ؓ کی تنقیص اس سے ثابت نہ ہو۔)

جو ان قواعد کے دائرہ کار میں ہوں تو ہم اس شیعہ (مفسق بدعتی) کی روایت قبول کرتے ہیں اور اس کی بدعت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کیونکہ فضائل (نہ کہ افضلیت) حضرت علی المرتضیٰ ؓ کا اعتقاد بدعت ہرگز نہیں ہے اور جو شیعہ یا رافضی اس قواعد کے خلاف روایت کرے تو ہم اس کو رد کرتے ہیں اور اس کو قبول نہیں کیا جاتا۔

(اسکی مزید تفضیل عرب محقق کی کتاب اتحاف النبیل ابی الحسن السلیمانی ص ۲۴۷ میں ملاحظہ فرمائیں)

لہذا غماری صاحب نے جو مثالیں (فضائل حضرت علی المرتضیٰ ؓ) پیش کیں ہم ان روایات کو ماننا اپنا دین اور مذہب سمجھتے ہیں۔مگر ان روایات کے ذریعے جو احتمالات اور شکوک لوگوں کے ذہنوں میں ڈالنے کی کوشش کی وہ صحیح نہیں ہے۔یہ بھی یاد رہے کہ محدثین کرام صرف سند پر ہی نہیں بلکہ متن پر بھی کڑی شرائط عائد کر کے اس کو قبول کرتے تھے۔

اس کے برعکس روایات مذکورہ (فضائل حضرت علی المرتضیٰ ؓ) غماری صاحب نے اہل سنت کے اصولوں کے رد پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے وہ تو خود ان کا رد کر رہی ہیں۔کیونکہ ان روایات سے تو اہل سنت کی محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔اور غماری صاحب کا محدثین کرام پر یہ الزام (کہ وہ بدعتی اور غیر بدعتی کے تقسیم اس لیے کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل کا انکار کرسکیں) بھی غلط ثابت ہو جاتا ہے۔محدثین نے جس شاندار طریقے سے عظمت اہل بیت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان بیان کی وہ قابل تحسین ہے اللہ تعالیٰ محدثین کرام کو

جزاء خیر عطا فرمائے۔

''چند قابل تنبیہ امور'' پر بحث

احمد غماری نے اپنی کتاب فتح الملک العلی کے ص ۳۷۵ پر ایک فصل بنام'' چند قابل تنبیہ امور '' قائم کیا ہے جو کہ ص ۳۸۴ تک ہے۔

ا۔غماری صاحب ص ۳۷۵ پر لکھتے ہیں : دار قطنی کا خیال ہے کہ عبدالسلام بن صالح رافضی اور خبیث انسان تھا۔دار قطنی کا یہ خیال غلو اور زیادتی پر مبنی ہے اس لیے کہ رافضی وہ ہوتا ہے جو ابو بکرؓ و عمرؓ کے مقام کو گرائے جیسا کہ امام ذہبیؒ نے المیزان اور حافظ ابن حجر نے التہذیب میں لکھا ہے ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی یہی لکھا ہے۔عبدالسلام بن صالح ایسے انسان نہیں تھے ان کے بارے میں یہ بات گذر چکی ہے کہ وہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو مقدم رکھتے اور علیؓ و عثمانؓ کے لیے دعائے خیر کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کا تذکرہ اچھے الفاظ میں کرتے تھے اور انہوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہی میرا مذہب ہے جس کی میں پاسداری کرتا ہوں۔(التہذیب ج ۳ ص ۴۵۰ و المیزان اللذہبی ج ۲ ص ۴۷۵) پھر وہ رافضی کیسے ہو سکتا ہے۔

جواب:۔

عرض یہ ہے کہ اگر عبدالسلام بن صالح الھری شیخین کریمین کو بھی متقدم رکھتا تھا، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے لیے دعاء خیر کرتا تھا اور صحابہ کرام کا احترام اور انکا تذکرہ اچھے الفاظ میں کرتا تھا تو اگر اس عقیدے سے رفض ثابت نہیں ہوتا تو اس عقیدے سے تو اس کا شیعہ ہونے بھی ثابت نہیں ہوتا۔جبکہ اسکے شیعہ ہونے پر تو محدثین کا اتفاق اور تقریباً اجماع ہے۔حالانکہ ابن معینؒ نے بھی اسے تشیع سے متصف کیا ہے۔مگر احمد بن صدیق الغماری نے جو تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال

کے حوارین سے سوال ہے کہ وہ کون سی بات الھروی میں تھی جس کی وجہ سے محدثین بالشمول امام ابن معین جو اسکی توثیق کی طرف مائل ہیں انھوں نے بھی اس کو شیعہ لکھا؟

اور یہ بات کہ عبد السلام بن صالح الھروی صحابہ کرام کی تذکرہ اچھے الفاظ میں کرتا تھا یہ بھی غلط ہے کیونکہ الھروی سے تو مثالب صحابہ اور حضرت معاویہؓ پر طعن ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ قول علامہ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کا قول نہیں ہے بلکہ یہ قول تو احمد بن سیار کا ہے. جسے حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ اس قول کی نسبت علامہ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی طرف کرنا تسامح ہے۔

سوم یہ کہ اس عبد السلام بن صالح کو رافضی کہنے میں امام دارقطنیؒ ہی منفرد نہیں بلکہ امام نسائیؒ نے بھی اپنی کتاب مشیخۃ النسائی ۱۱۲: پر الھروی کو رافضی خبیث لیس بثقه و لا مامون لکھا ہے۔ یعنی الھروی رافضی خبیث نہ ہی ثقہ اور نہ ہی مامون ہے۔

اس حوالہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ الھروی کو لیس بثقه و لا مامون کہنے میں علامہ ذہبی منفرد نہیں جس کی وجہ سے احمد غماری نے علامہ ذہبی پر سخت اعتراض کیا ہے بلکہ ان سے قبل یہ جرح امام نسائی نے بھی کی ہے۔ اگر ہمت ہے تو امام نسائیؒ پر بھی ناصبی ہونے کا اعتراض کر کے دکھاؤ۔ امام نسائی کی رافضی خبیث لیس بثقه و لا مامون جرح کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ امام نسائیؒ نے عبد السلام بن الھروی کا زمانہ پایا ہے اور ان کی یہ جرح مفسر ہے نہ کہ مبہم. جس کو ماننے سے انکار کیا جائے۔

۲۔ احمد غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۷۷ ۳ پر لکھتے ہیں:

لوگوں کا خیال ہے کہ عبد السلام بن صالح مثالب کے بارے میں احادیث روایت کرتا تھا۔ یہ جرح نہیں ہے اس قسم کی جرح لوگوں نے فضیل بن عیاض پر بھی کی ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بعض ایسی روایات بیان کی ہیں جس سے حضرت عثمانؓ پر عیب زنی لازم آتی ہے۔ غماری صاحب

نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے" کہ مثالب صحابہ کرامؓ بیان کرنا جرح نہیں ہے" اگر جرح ہوتی تو امام احمد بن حنبلؒ کی حضرت معاویہؓ کے بارے میں وعید، امام مالکؒ اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ وغیرھم کی حدیث حوض سے ان محدثین پر بھی اعتراض ہو سکتا ہے۔

جواب:۔

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اگر مثالب بیان کرنا بھی جرح نہیں ہے اور صحابہ کی عیب جوئی کرنا بھی الھروی میں علت نہیں تھی تو پھر جناب ولا اس کا رفض تو ایک طرف اسکی تشیع بھی ثابت نہیں ہوتی جبکہ امام ابن معینؒ نے اس کو تشیع کی طرف متصف کیا ہے اور امام نسائی نے اسکو رافضی خبیث کہا ہے۔

اور اگر غماری صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حب اہل بیت اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی روایات بیان کرنے کی وجہ سے محدثین الھروی پر تشیع کا الزام لگاتے تھے تو یہ اعتراض کافی سطحی قسم کا ہے۔ کیونکہ حدیث کی حفاظت اور راویوں کی چھان پھٹک جس طرح محدثین کی ہے ان پر اعتراض کرنا مردود ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ کسی محدث سے سہو یا تسامح ہوا ہو مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اس تسامح اور غلطی پر ان کو انتباہ نہ کیا گیا ہوں۔ ایک طرف محدثین کا اس کو شیعہ اور رافضی کہنا اور دوسری طرف ایک حوالہ یہ کہ یہ شیخین کریمینؓ کو مقدم کرتا تھا اور صحابہ کرام کی تعظیم کرتا تھا۔ اس تعارض سے تو یہ ثابت ہوا کہ الھروی بہت بڑا تقیہ باز شیعہ تھا جو اہل سنت میں تقیہ کر کے صحابہ کرام کی تعظیم کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ثابت ہوتا۔

اور یہ کہ سید احمد غماری صاحب نے جو مسند امام احمد بن حنبل کا حوالہ دیا اس میں کسی صحابی یا حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کا نام نہیں بلکہ دیگر روایات میں تو منافقین کے نام ذکر ہیں اگر کسی کو شوق ہو تو حافظ سیوطی کی کتاب التعقبات علی الموضوعات پڑھ لیں۔ اور موطاء امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم

کی روایات پر جو علماء حدیث نے جوابات دیے ہیں وہ کسی پر بھی مخفی نہیں، اور ان روایات سے مثالب صحابہ کی محدثین نے نفی کی ہے۔

۳۔احمد غماری صاحب فتح الملک العلی ص ۳۸۳ پر لکھتے ہیں:

عبدالسلام بن صالح الھروی کے بارے میں بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

کلب العلویہ خیر من بنی امیہ۔

ترجمہ: علوی خاندان کا ایک کتا، بنی امیہ سے بہتر ہے۔اس سے کہا گیا کہ حضرت عثمانؓ بھی تو بنی امیہ میں سے تھے۔اس نے کہا : ہاں حضرت عثمان بنو امیہ میں سے تھے۔(المیزان۔التہذیب: ترجمہ عبدالسلام بن صالح الھروی)

اگر یہ روایت صحیح ہو تو مبالغہ پر معمول ہے اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حدیث کے معاملے میں بھی ضعیف ہے۔بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اس طرح کے جملے جدال، مناظرہ اور غصہ کی حالت میں اپنی زبان سے نکال دیتا ہے بعض اوقات مناظر اس سے کہیں زیادہ سخت جملے کہہ دیتا ہے۔بہر حال اگر یہ عبدالسلام بن صالح کا جرم ہے تو حریز بن عثمان کے بارے میں کیا کہیں گے جو حضرت علیؓ پر ستر مرتبہ صبح اور ستر مرتبہ شام کے وقت لعنت کرتا تھا۔(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۶۵، میزان الاعتدال ج ۱ ص ۴۷۲)۔۔۔ایسی صورت میں جو جواب حریز بن عثمان کی طرف سے ہوگا وہی جواب عبدالسلام بن صالح الھروی کا ہوگا۔

جواب:۔

عرض یہ ہے کہ اگر عبدالسلام بن صالح الھروی کا حضرت عثمان غنیؓ پر طعن کرنا قابل مواخذہ نہیں ہے تو پھر غماری صاحب اور انکی تمام جماعت ناصبیوں سے کیوں چڑتے ہیں؟۔ایک طرف تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بدعتی اگر ثقہ ہو تو روایت قابل قبول ہوتی ہے۔مگر جب کوئی روایت کسی ناصبی سے

مروی ہوتو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں ۔اگر یہی معیار احمد غماری صاحب اور انکے حواریوں کے ہیں تو اصول حدیث کس چیز کا نام ہے؟ اللہ جانے ۔اگر ناصبی کوئی بھی روایت گستاخی کی بیان کرے تو کیا صرف ثقاہت کی وجہ سے آپ اس کی مرویات کو لے لیں گئے؟ ہر گز نہیں ۔

اگر ناصبی کی وہ روایت جس میں گستاخیِ اہل بیت مروی ہو تو وہ روایت مردود اور نا قابل قبول ہوگی مگر جب کوئی شیعہ راوی وہ روایت بیان کرے جس میں تنقیصِ صحابہؓ مروی ہو تو ایسی روایت کیسے قبول ہو سکتی ہے؟

مزید کہ امام بخاریؒ نے اپنے استاد ابوالیمان حکم بن نافع الحمصی (یہ حریز بن عثمان کے شاگرد بھی تھے ۔) سے نقل کیا ہے کہ حریز بن عثمان نے ناصبیت سے رجوع کر لیا تھا۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۳۸)

بلکہ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا:

انہ رجع عن النصب

یعنی حریز بن عثمان نے ناصبیت سے توبہ کر لی تھی۔

(تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۴۰)

اگر عبد السلام بن صالح الھر وی کا رجوع محدثین نے لکھا ہے تو حوالہ پیش کریں ۔ وگرنہ عبد السلام بن صالح الھر وی کی اس گستاخی کا رد کریں اور اس کی مذمت کریں ۔

عجب تضاد ہے کہ جب صحابی رسول ﷺ کی گستاخی والی روایت کوئی پیش کرے تو آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس اگر اہل بیت کی شان میں کوئی مردود بات کر دے تو آپ شور مچا دیتے ہیں ۔ناصبی ناصبی کی رٹ شروع کر دیتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے تضاد سے محفوظ فرمائے اور حب اہل بیت اور صحابہ کرام عطا فرمائے ۔

غماری صاحب نے عبد السلام بن صالح الھر وی پر شیعت ، منکر الحدیث اور کذاب ہونے کے الزام کا

دفاع کیا ہے۔جس کی حقیقیت واضح کر دی گئی ہے۔مگر الھر وی پر جو متر وک اور واہی ہونے کے الزامات ہیں اسے نظر انداز کر دیا۔ متھم بالکذب اور متر وک راویوں کی روایت متابعت میں بھی نا قابل قبول ہوتی ہے۔

نکتہ:

اگر کوئی معترض بضد ہے کہ عبد السلام بن صالح الھر وی ثقہ ہے تو پھر نماز میں بسم اللہ جہر کے ساتھ پڑھا کرے۔کیونکہ نماز میں ابتداء میں بسم اللہ جہر سے پڑھنے والی روایات اسی ابو الصلت الھر وی سے ہی مروی ہیں۔اور اس روایت پر بھی محدثین کرام نے اس الھر وی کا تعاقب کر کے اس کو ضعیف جداًو متر وک جرح کی ہے۔لہذا یہ کہنا کہ الھر وی پر جرح صرف اور صرف اس کے موالات بیان کرنے یہ محب اہل بیت ہونے کی وجہ سے ہے یہ بات باطل اور مردود ہے۔احمد غماری کا تمام جروحات کا تعلق صرف اس کے تشیع اور اہل بیت کی شان بیان کرنے سے جوڑنا غلط اور خلاف حقیقت ہے۔محدثین نے الھر وی پر تشیع، رفض، ضعیف جدا، متر وک، روی مناکیر وغیرہ کی متعدد جروحات کی ہیں اور ان تمام جروحات کا پس منظر مختلف اور جدا ہے نہ کہ محب اہل بیت ہونے کی وجہ سے جرح کیں ہیں۔جمہور محدثین کرام نے الھر وی پر جرح نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھنے والی روایت بیان کرنے کی وجہ سے کی ہے۔لہذا حقائق کو پھیرنا مناسب نہیں۔

حدیث کی تصحیح میں بعض متاخرین کے اقوال کا تحقیقی جائزہ

احمد غماری صاحب نے نے ص ۴۱۲ تا۴۱۶ تک انا مدینۃ العلم کی تحسین پر پر حافظ سیوطیؒ کی کتاب جامع الکبیر بحوالہ کنزی العمال، رقم الحدیث ۳۶۴۶۴: جلد ۲ ص ۱۳۴۵، حافظ علائی کا قول الالی المصنوعہ ج ۱ ص ۳۳۲، حافظ ابن حجرؒ کا قول الالی المصنوعہ ج ۱ ص ۳۳۴ اور حافظ سخاویؒ کا قول مقاصد الحسنہ سے پیش کیا ہے۔

جواب:۔

عرض یہ ہے کہ احمد غماری صاحب علامہ سیوطیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی تحسین اور تصحیح پر جتنا اعتبار کرتے ہیں اس کی حقیقت ان کی کتاب سے ملاحظہ کریں:

حافظ ابن حجرؒ کی تصحیح کی حیثیت:

ا۔احمد غماری صاحب لکھتے ہیں :

قال الحافظ فی زهر الفردوس فیه ضعف و انقطاع :قلت :بل فیه كذاب وضاع وهو نهشل بن سعید فالحدیث موضوع و الحافظ (ابن حجر) و شیخه العراقی متساهلان فی الحكم الحدیث ولا یكادان یصرحان بوضع الحدیث الا اذا كان الشمس فی رابعة النهار۔ (المغیر علی الاحادیث الموضوع فی جامع الصغیر ص ۱۰)

یعنی حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب زہرالفردوس میں حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں ضعف اور انقطاع ہے ۔میں (غماری) کہتا ہوں لیکین اسمیں کذاب اور گھڑنے والا راوی نہشل بن سعید ہے اور یہ حدیث موضوع ہے ۔اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور انکے استاد حافظ عراقی حدیث پر حکم لگانے میں متساہل ہیں ۔ان کی صراحت حدیث کے موضوع سے بچانے کے لیے کفایت نہیں کرتی جبکہ وہ سورج سے بھی روشن ہو۔

لہذا معلوم ہوا کہ احمد صدیق غماری صاحب کے نزدیک حافظ ابن حجرؒ اور حافظ عراقی حدیث کے حکم میں متساہل ہیں ۔اگر حافظ ابن حجر متساہل ہیں تو پھر ان کی روایت کی تحسین کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟

حافظ سیوطی کی تصحیح کی حیثیت:

۲۔حافظ سیوطیؒ کے بارے میں احمد غماری صاحب لکھتے ہیں :

و منها احادیث لم یظن هو انها موضوعة، لانه متساہل فی ذلک غایه

المتساہل، فلا یکاد یحکم علی حدیث بالوضح۔

(المغیر علی الاحادیث الموضوعۃ فی جامع الصغیر ص ص ٦)

اور ان میں احادیث ہے جس کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ موضوع ہے، اور انکی

حد درجہ تساہل کی وجہ سے۔ اور حافظ سیوطی کا حکم موضوع حدیث کے بارے میں کفایت

نہیں کرتا (موضوع ہونے سے خارج نہیں کرسکتا۔)

اس کے بعد احمد غماری صاحب حدیث اول ما خلق اللہ نور نبیک یا جابر کے بارے میں

المغیر ص ٦۔٧ پر لکھتے ہیں:

الحافظ سیوطی انه اخذ من کتابه الخصائص کما هو معروف

وغیره، وقال عقبها :الحدیث۔ و هو حدیث الموضوع لو ذکره بتمامه لما

شک الواقف علیه فی وضعه۔

یعنی حافظ سیوطی نے یہ روایت اپنی کتاب خصائص الکبری میں نقل کی جو معروف ہے اور

اسکے بعد اس حدیث لکھا ہے۔ مگر یہ حدیث موضوع ہے جس کا ذکر اتہمام کے ساتھ کیا ہے

اور کوئی شک نہیں جاننے والوں پر کہ یہ جعلی اور بناوٹی روایت ہے۔

اس تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سید احمد غماری کے نزدیک بھی علامہ سیوطیؒ موضوع روایت کی تحسین

اور تصیح کرنے میں متساہل ہیں۔ لہذا جمہور محدثین کے برخلاف ان کا قول تساہل کی بنا پر کیسے قبول کیا

جاسکتا ہے؟

مخالفین اہل سنت کو حدیث نور نہ ماننے پر رد کیا اور جب احمد غماری نے اس کا رد کیا اور اس پر

پوری کتاب لکھی تو اس کے بارے میں انھوں نے چپ سادھ رکھی ہے۔ جہاں ضرورت پڑے تو احمد

غماری کا دامن تھام لیتے ہیں اور اسے بڑا محدث گردانتے ہیں۔ اور دوسری طرف جب اپنے موقف پر

[illegible]

واہ کیا بات ہے، کسی کو بھی اپنے غرض اور مطلب نکالنے کے لیے بڑا محقق ثابت کرتے ہیں اور جب کام نکل جائے تو اسے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔

حافظ سخاویؒ کی تصحیح کی حیثیت:

۳۔حافظ سخاویؒ کا حدیث حضرت ابن عباسؓ کو حسن کہنا تو عرض یہ ہے حافظ سخاویؒ نے اس حدیث کے الفاظ رکیک ہونے کی تصریح بھی کی ہے۔جس سے اس حدیث کے سخت ضعیف ہونے میں عمل دخل ہے۔مزید حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم کے بارے میں علامہ سخاوی کی تحسین آپ کو قبول نہیں۔

حافظ علائیؒ کی تصحیح کی حیثیت:

۴۔حافظ علائیؒ سے اس حدیث کی تحسین نقل کرنا بھی تحقیقی معاملہ ہے کیونکہ خود حافظ علائی نے اپنی دوسری کتاب اجمال الصحابہ ص ۵۵ پر اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں :

فی اسناده ضعف یعنی اس کی اسناد میں ضعف ہے۔

نکتہ:

اہم بات یہ ہے کہ متاخرین کے اقوال احمد غماری صاحب نے اس مقام پر جو پیش کیے ہیں، کیا وہ خود بھی ان محدثین کی تصحیح کو مانتے ہیں کہ یا نہیں؟ مگر ان کی کتابوں سے ان کا تضاد واضح ہوتا ہے۔

اس حدیث کو ثابت کرنے کے لئے متاخرین کے اقوال کو پیش کیا، مگر جب اپنے کسی دعوی یا موقف کے خلاف کوئی بات ہو تو متاخرین کے اقوال کو نظر انداز کر دیا۔جس مثال پیش خدمت ہے۔

اپنی کتاب المسهم فی بیان حال حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم ص ۳ پر لکھتے ہیں:

ابن قطان، صاحب ابن ماجہ، حافظ سخاویؒ، حافظ وسیوطی نے اس حدیث کے بعض طرق کو

حسن کہا ہے۔اور حافظ عراقی نے بعض ائمہ سے اس روایت کی صحت بیان کی ہے۔

مزید اپنی کتاب المسھم فی بیان حال حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم ص ۴ پر لکھتے ہیں :

واغرب الحافظ السیوطی فاشار الی انہ بلغ حد التواتر۔

یعنی حافظ سیوطیؒ نے غریب بات کی ہے اور اشارہ کیا ہے کہ یہ روایت حد تواتر تک جاتی ہے۔

ان حوالہ جات کے باوجود علامہ غماری حدیث" طلب العلم فریضة علی کل مسلم" کی تصحیح و تحسین تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس حدیث کے رد میں کتاب لکھی ہے۔

جناب حدیث" طلب العلم فریضة علی کل مسلم" کے بارے میں حافظ سیوطیؒ اور حافظ سخاویؒ کا کلام کیوں قبول نہیں کیا جاتا؟ اس تضاد پر ردعمل قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

اس مقالہ کا مقصد اس حدیث پر کلام کرنا نہیں کیونکہ اگر یہ روایت ضعیف ہو بھی جائے تو فضائل میں قبول ہوگی۔ یہ تحقیق صرف غماری صاحب کی اصول اہل سنت کے خلاف لکھنے پر پیش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات کہنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلکی تعصب سے پناہ دے۔آمین

ہندوستان میں تفضیلیت کی تاریخ

مفتی داود رضوی

اس زمانے میں شیعیت کے فروغ کے ساتھ ''تفضیلیت'' کا بھی باقاعدہ پرچار ہوا بلکہ شیعیت کا پہلا زینہ تفضیلیت ہی ہے یہ لوگ حضرت علیؓ کو شیخین السیدین حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر من حیث الوجوہ فضیلت دیتے ہیں۔ پنجتن پاک اور چہاردہ معصوم کا عقیدہ رکھتے ہیں، ائمہ طاہرین کا دم بھرتے اور محرم میں عزّداری کرتے ہیں۔ متصوفین کے ذریعے تفضیلیت کی تبلیغ و اشاعت ہوئی ہے۔ اکبر کے زمانے کے مشہور صوفی شیخ میر عبدالواحد بلگرامی (۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء) نے اپنی معرکتہ آراء سبع سنابل کا پہلا سنبلہ (باب) تفضیلی عقائد اور مفضلہ سادات ہی کے رد میں لکھا ہے شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں تفضیلی عقائد کی نشر و اشاعت میں حضرت شاہ فخر الدین دہلوی (ف ۱۱۹۹ھ/ ۱۷۸۴ء) نے سب سے زیادہ حصہ لیا وہ باقاعدہ شیعہ حضرات کو بیعت کرتے تھے امام باڑے جاتے) ایک روپیہ نذر کرتے اور پانی کی سبیل لگاتے بلکہ شیعہ لوگ ان کو شیعہ اور سُنّی ان کو سُنّی سمجھتے تھے۔[1]

ایک مرتبہ شاہ عبدالعزیز نے شیعوں کے بیعت کرنے پر شاہ فخر صاحب پر اعتراض کیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ شیعہ اس طرح دبیعت کرنے سے (سب وشتم اور تبرّا سے باز آجاتے ہیں۔[2]

اگرچہ یہ بات کسی حد تک درست ہو لیکن شیعوں کے دوسرے معتقدات کی اشاعت بھی عام سُنیوں میں اسی اختلاط کی وجہ سے ہوئی اور عوام اہل سنت میں پنجتن پاک، ائمہ معصومین، چہاردہ معصومین، بارہ امام، امام ضامن، بی بی کی صحنک اور دوسرے شیعہ معتقدات و معمولات نے جڑ

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۷۹

[2] ...... ملفوظات شا...

مشہور تفضیلی بزرگ گزرے ہیں۔ [1] انہوں نے روہیل کھنڈ میں سب سے پہلے علی کرم اللہ وجہہ کا میلاد شریف و میلاد مصطفوی و مرتضوی'' لکھا اور مروج کیا اسی طرح حضرت علیؓ کا ایک سہرا لکھا جو اکثر شادی کے موقع پر گایا جاتا ہے اس سہرے کا پہلا شعر ہے ۔

علی نوشہ بنا سہرا بندھا مشکل کشائی کا

ملا خلعت نبی سے خلق کی حاجت روائی کا

اودھ میں تفضیلیت کی اشاعت تکیۂ کاکوری کے مشہور قلندریہ مشائخ کے ذریعہ ہوئی، اُنہوں نے یہ صور اتنی بلند آہنگی سے پھونکا کہ جس کی صدائے بازگشت آج تک سنائی دیتی ہے۔(اضلاع سہارن پور، میرٹھ، مظفر نگر اور بلند شہر میں بھی تفضیلی عقائد تیزی سے پھیلے ان میں بعض تو شیعہ ہو گئے [2]۔

دیو بند میں تو (تمام شیخ عثمانی) تفضیلی تھے [3]۔ نانوتہ کے صدیقی شیخ زادگان میں شیخ زادگاں میں شیخ تفضّل حسین بن شیخ علی محمد شیعہ ہو گئے تھے [4]۔ شیعہ اور سنی حضرات میں آپس میں شادی بیاہ ہوتے تھے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔ [5]

"رشتہ و رابط قرابت طرفین رابطرفین محکم و مستحکم است"۔

دیو بند کے ایک عثمانی شیخ زادے شیخ احمد بن مولوی محمد وجیہہ الدین عثمانی نے تفضیلیت کے بعد مسلک اختیار کیا اور اس کی تبلیغ کے لئے ایک کتاب انوار الہدیٰ لکھی اس کتاب کے آغاز میں

---

[1] ت:...... شاہ دِلدار علی مذاقؔ کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ الواصلین، از رضی الدین بدایونی صفحہ ۲۶۲۔۲۶۴ (نظامی پریس بدایوں سنہ ۱۹۴۵ء)

[2] ت:...... حکایات اولیاء صفحہ ۱۴۱۔

[3] ت:...... سوانح قاسمی جلد، از مولانا مناظر احسن گیلانی صفحہ ۶۱

[4] ت:...... سوانح قاسمی جلد اول۔ صفحہ ۶۲، ۶۳

[5] ت:...... فیض [illegible]

وہ خود لکھتے ہیں۔[1]

"خاکسار ذرۂ بے مقدار شیخ احمد بن جناب مولانا مولوی محمد وجیہہ الدین صاحب عثمانی ساکن دیوبند ضلع سہارن پور مضاف صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد خدمت ارباب تحقیق میں عرض کرتا ہے کہ سن شعور سے ازروئے عقیدۂ آبائی یہ عاجز متمسک طریقہ اہل سنت و جماعت کا تھا اور اس مذہب کے حق ہونے پر نہایت درجہ غلو رکھتا تھا اور فرقہ شیعہ سے بالخصوص ایک قسم کی نفرت تھی مگر خارج از مذہب ایک یہ عقیدہ کہ جناب علی مرتضیٰ جمیع صحابہ سے افضل ہیں درحقیقت ورثہ پدری میں پہنچا تھا اور اگرچہ متمسکان طریقہ امامیہ سے ایک کاوش تھی لیکن اس عقیدہ پر نہایت مستقل طور سے قائم تھا اب اس عقیدہ کا نتیجہ کیا نکلا وہ ملاحظہ ہو۔[2]

"اب بالکل یقین اس بات کا ہو گیا کہ مذہب اہل سنت والجماعت کسی طرح مذہب حق نہیں ہے بلکہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ برحق ہے اور معلوم ہوا کہ میاں جعفر زٹلی کا یہ قول صحیح ہے کہ "السنی متمسک مذہب ناحق بزور مجادلہ۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں بعض مشہور مشائخ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے، اوپر ہم نے حضرت فخر الدین دہلویؒ اور شاہ نیاز احمد بریلوی وغیرہ کا ذکر کیا ہے، یہاں ہم ایک واقعہ مجالس رنگین سے نقل کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ پیری مریدی کے ذریعہ سے بھی اثنا عشری مسلک کس خوبی سے پروان چڑھا، سعادت یار خاں رنگیں لکھتے ہیں۔[3]

"سہارن پور کے قریب ایک اشرافوں کا شہر ہے اس کو منہاروں کا رام پور کہتے ہیں اس میں ایک جدی آدھے سنی آدھے شیعہ آباد ہیں، مگر ہمیشہ ان سب میں باعث دین کے نزاع رہتی ہے پر ہر ایک اپنے مذہب سے دِل شاد ہیں، ہر گاہ فرقہ سنیوں کا کچھ لکھنؤ میں زیادتی شیعوں کی سُنیوں پر

۱۔۲:...... انوار الہدیٰ از شیخ محمد بن مولوی وجیہہ الدین عثمانی صفحہ ۲۔ (مطبع اثناء عشری دہلی سنہ ۱۳۰۹ھ)

۳۔...... انوار الہدیٰ۔ صفحہ ۴

سنتے ہیں تو باہم نہایت غم کرتے ہیں اور آزردہ ہوتے ہیں اور جب شیعوں کا کچھ رام پور جو افغانوں کا ہے اس میں کچھ زیادتی سنیوں کی شیعوں پر سنتے ہیں تو باہم مل کر ماتم کر کے روتے ہیں۔ قصہ کوتاہ اب کی سال جو فرقہ شیعوں نے سُنا کہ میاں صابر بخش پیرزادے نے امام باڑہ بنا کر تعزیہ داری اختیار کی اور پیر محمدی صاحب کو جو بڑے مشائخ سُنیوں کے تھے اُنہوں نے محرم میں سر بازار بھُس اُڑا کر اور سینہ زنی اور ماتم کر کرا اپنی ماتم داری اظہار کی تو اُنہوں نے کمال اس بات کی شادی کی کہ سبحان اللہ ایسے دو مشائخ زبردست گردہ سُنیوں میں سے اس مذہب کو اچھا جان کر داخل ہو کر ظاہر ہوئے اور فرقہ سنی یہ سمجھ کر نہایت خوش ہوئے کہ الحمد للہ کو جو چور ہم میں چھپے ہوئے لوگوں کو مرید کر کر گمراہ کرتے تھے ہم اُن سے باہر ہوئے۔"

شاہ میر محمدی (ف ۱۲۱۰ھ / ۱۸۲۰ء) حضرت شاہ فخر الدین دہلوی کے خلیفہ ہیں،[1]۔ صابر بخش (ف ۱۲۳۷ھ / ۱۸۲۰ء) چشتی صابری سلسلہ کے دہلی کے مشہور بزرگ ہیں[2]۔ حضرت شاہ فخر الدین دہلوی کے ایک مرید و خلیفہ مشہور شاعر مرزا قمر الدین منت (ف ۱۲۰۸ھ / ۱۷۹۳ء) تھے[3]۔ اُنہوں نے کھلم کھلا شیعہ مسلک اختیار کر لیا، قمر الدین منت کے متعلق مولوی

---

[1]:...... میر محمدی بیدار کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو (۱) مقدمہ دیوان بیدار از جلیل احمد قدوائی صفحہ ۲۔۴) ہندوستان اکیڈمی آگرہ آباد ۱۹۳۷ء، مجموعہ نغز ا، از قدرت اللہ قاسم (مرتبہ پروفیسر محمود شیرانی صفحہ ۱۱،۱۸) (لاہور سنہ ۱۹۳۳ء)

[2]۔ ملاحظہ ہو علم و عمل (وقائع عبد القادر خانی) صفحہ ۲۶۲، ۲۶۳۔ آثار انصاریہ صفحہ ۲۳، ۳۴ (باب چہارم لکھنؤ۔ سنہ ۱۸۷۶ء)

[3]۔ قمر الدین منت کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو (۱) علم و عمل وقائع عبد القادر خانی) جلد دوم صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱۔ (۲) لکھنؤ کا دبستان شاعری از ابو اللیث صدیقی صفحہ ۱۲۹، ۱۳۲ لاہور سنہ ۱۹۵۵ء۔ (۳) مجموعہ نغز جلد دوم، صفحہ ۲۱۵ (۴) فخر الطالبین (ملفوظات شاہ فخر الدین دہلوی) مرتبہ نور الدین حسینی صفحہ ۱۹۔ ۲۰، (مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۲۱۵ھ)

عبدالقادر رام پوری لکھتے ہیں [1]

"میر قمر الدین منت جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں اور یگانہ آفاق جناب مولوی فخر الدین اورنگ آبادی مولداً و دہلوی مرقداً طاب ثراہ کے مرید ہوئے۔ اور ایک عالم کے مرشد ہو گئے۔ قمر الدین منت نے کچھ عرصہ کے بعد لکھنؤ میں نواب حسن رضا خان اور حیدر بیگ خاں کا تقرب حاصل کر لیا اور اپنے کو اثنا عشری ظاہری کیا، اور اس راہ (مذہب اہل سنت) سے پھر گیا' حیدر بیگ خاں کی رفاقت میں کلکتہ آیا اور مر گیا۔"

قمر الدین منت شاہ ولی اللہ کے پرورش یافتہ اور شاہ عبدالعزیز کے عزیز اور شاگرد تھے [2] شاہ صاحب نے اُصول حدیث کی مشہور کتاب عجالہ نافعہ ان ہی کے لئے قلم بند فرمائی۔ [3]

تعزیہ داری اور مرثیہ خوانی وغیرہ کے زور شور کو دیکھ کر شاہ غلام علی مجددی (ف ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۴ء) اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں [4]

"درویشاں ایں شہر اسماء می خوانند و تعویذ ہامی نویسند برائے تسخیر و رجوع خلق و تفضیل جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و بر خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم می نہانید و تعزیہ ہامی سازند و مرثیہ شنوند و امر می کنند بایں دو کار و شنیدن طنبور و سارنگی و بدعتہا طریقہ دارند۔"

ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ [5]

---

[1] ..... ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۷۹

[2] ..... قمر الدین منت کے شیعہ ہونے کا اشارہ۔ ملفوظات عزیزی میں بھی ملتا ہے، ملاحظہ ہو ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۹۲

[3] ..... عجالہ نافعہ از شاہ عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۳، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۸ھ

[4] ..... مکاتیب شریعہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مرتبہ رؤف احمد مجددی صفحہ ۱۶۱، لاہور ۱۳۷۱ھ

"تعزیہ ساختن و مرثیہ خواندن و تصویر پیش خود داشتن و تراشیدہ نام قدم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر آں نہادہ خلق را سنگ پرست ساختن و قصر ریش کردن، و نماز تبرک قومہ و جلسہ و طمانیت ضائع نمودن و لہو باو مرغ جنگا نیدن و نغمئہ تار طنبور و اعمال جوگیاں و انواع افکار کہ از قدما مروی نیست معمول داشتن طریقہ صحابہ نیست"

ایک اور خط میں لکھتے ہیں کہ [1]

"شنیدن تار و نغمہ و تعزیہ باد مرثیہ ہا و صور تصاویر معاذ اللہ اکابر چشتیہ و قادریہ رحمۃ اللہ علیہم ما مریداں را بایں بدعتہا نفر مودہ اند۔"

یہ حضرات بعض اوقات امام مسجد اور پیش نماز بن کر بھی جمہور اہل سنت کی مساجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے اور اس طرح اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ ایک مشہور شیعہ مشنری لقاء علی حیدری بدایونی (ف ۱۹۶۴ء) اپنی خودنوشت حالات میں لکھتے ہیں [2]

"رنگون کہ مجالس کے سلسلہ میں بات قابل ذکر ہے کہ پہلے دن چاند وصاحب (مہتمم مجالس) نے فرمایا کہ بنگالی مسجد کے امام چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر سے قبل کچھ بیان کریں میں نے منظور تو کرلیا لیکن یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اُنہوں نے کچھ ہمارے عقیدے (شیعی مسلک) کے خلاف بیان کیا تو مجبوراً جواب دینا پڑے گا بہر حال وہ جناب مجلس میں تشریف لائے ان کا حلیہ یہ تھا۔ بہت لا بنی داڑھی، عبا و قبا و جبہ دستار سے مزین، لانبا عصاء، ہاتھ میں متعدد رنگ برنگ کی تسبیحیں گلے میں ڈالے، لوگ تعظیم کو کھڑے ہوئے میں نے بھی تعظیم کی، دعا دی چند منٹ کے بعد منبر پر تشریف لے گئے، پہلے ایک فارسی قصیدہ حضرت امیر المومنین کی شان میں شمس تبریز یا کسی دوسرے نامی صوفی کا پڑھا پھر چند منٹ کچھ فضائل اہل بیت اور خاتمہ پر جناب علی اصغر کی شہادت بیان کی،

---

[1] ...... ایضاً صفحہ ۱۴۹

[2] ......سرگذشت۔ از لقاء علی حیدری۔ صفحہ ۳۶، ۳۷ (کراچی ۱۹۶۳ء)

تقریر کے بعد کہنے لگے، میں تقریر کرنے نہیں آیا تھا صرف حیدری صاحب کا بیان سننے آیا ہوں، وہ منبر سے اُترے اور میں نے ایک گھنٹے کے قریب فضائل و مصائب حضرات اہل بیت اطہار بیان کئے۔ لوگ بے حد متاثر ہوئے۔ ختم تقریر کے بعد مجھ سے گلے ملے اور میرے کان میں کہا۔ ... "نجم الحسن [1] اُسے کہہ دینا کہ علی حسین ملا تھا" جب میں نے لکھنؤ پہنچ کر قبلہ و کعبہ سے یہ سارا واقعہ بیان کیا بے ساختہ کھل کھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا یہ مفتی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کے شاگرد ہیں۔"

اس دور میں جو غیر مسلم داخل اسلام ہوتے تھے وہ اثنا عشری... مسلک کے متبع نظر آتے تھے اس سلسلہ میں محمد حسین قتیل فریدآباد (ف ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء) اور مکندر رام فدوی لاہور کی مثالیں موجود ہیں کہ یہ دونوں نومسلم عقیدتاً شیعہ تھے اور اس مسلک کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہندو مصنفین بھی حمد و نعت کے بعد منقبت علیؑ یا ائمہ اطہار لکھنی ضرور سمجھتے تھے، وقائع عالم شاہی کا مؤلف کنور پریم کشور فراقی لکھتا ہے: [2]

"صلحات بے غایات و نیاز بے نہایات بر ابن عم و وصی اعظم او که مظهر العجائب و اسد الله الغالب و صاحب ذو الفقار قیم الجنة دان راست۔"

دیاشنکر نسیم مثنوی گلزار نسیم میں لکھتے ہیں:

پانچ أنگلیوں میں یه حرف زن ہے
یعنی که مطیع پنج تن ہے

راجا رتن سنگھ زخمی (ف ۱۲۶۷ھ) ایک "قصیدہ ہفت بند" حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں (۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء) لکھا ہے اس کے آخری بند کے تین شعر درج ذیل ہیں [3]

تاب و بر دو غم ندارو پیش ازیں زخمی دگر

---

[1] ...... نجم الحسن مشہور مجتہد و مہتمم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

[2] : وقائع عالم شاہی، از کنور پریم کشور فراقی۔ (مرتبہ امتیاز علی خاں عرشی۔ صفحہ ۲۰، رام پور۔ ۱۹۴۹ء)

[illegible] دیکھئے مصنف علی گڑھ، بابت ماہ اپریل ۱۹۴۶ء۔

زود رحمے کن بحالش اے شہ والا مقام

تابکے ایں درد غربت تا کے ایں رنج سفر

در بریلی باز کے بینم دل خود را بکام

بر تو شاہا صد سلام و بر تو شاہا صد درود

زخمیؔ غم دیدہ را بہر خدا دریاب زود [1]

اس دور میں امارت و وزارت، جاگیرداری و منصب داری کے عہدوں پر شیعہ حضرات فائز تھے اور رفاہ معیشت بھی ان کو حاصل تھی اسی لئے فریقین اہل سنت و اہل تشیع میں مناکحت و مصاہرت کے رشتہ بھی ہوتے تھے اور اس طرح بھی ان کے مسلک کی اشاعت ہوتی تھی۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) اپنے وصیت نامہ میں ان اُمور کی طرف خاص طور سے نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"از جملہ تقدیم مصلحت دینی بر مصلحت دنیوی آنست کہ در مناکحت دینداری کا منظور دار و وچوں دریں زمانہ دریں شہر مذہب روافض بسیار شیوع یافتہ است و شرفا بیشتر بر علو نسب یا رفاہِ معیشت نظر می دارند اول رعایت ایں باید کرد دختر بکسے رافضی یا متہم بر فض اگرچہ صاحب دولت عالی نسب باشد نباید داد روز قیامت سوائے دین و تقویٰ ہیچ بکار نخواہد آمد و نسب را نخواہند پرسید۔" [2]

قاضی صاحب اپنی معرکۃ الآراء تصنیف السیف المسلول کے آغاز میں مذہب روافض

---

[1] ...... بعض حضرات کا خیال ہے کہ مزاقی اور زخمی مسلمان ہو گئے تھے اگر ایسا ہے تو وہ فدوی اور قتیل کے ساتھ محشور ہوں گے۔

[2] ...... مجموعہ وصایا اربعہ مرتبہ محمد ایوب قادری صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹ (شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد۔ ۱۹۶۴ء)

بسیار شیوع یافته است" کی تشریف اس طرح کرتے ہیں [1]

"روافض خصوصاً اثناء عشریه و زیدیه دریں کرده و بسبب جهل و حمق اکثر اہل زماں خصوص بعض از اہل بلدہ پانی پت کہ آباء و اجداد شاں اہل سنت و ایماں بودند گمره شدند فقیر خواست که کتاب بعبارت فارسی آسان در رد روافض نویسد تا ہر عامی از آں نفع گیرد و شاید کہ کسے براہ ہدایت آید و اجر و ثواب براقم عاید گرور۔"

قاضی صاحب نے عبدالرحیم شیعی ملتانی کے رد میں ایک اور رسالہ "شہات ثاقب لروا لروافض الشیاطین الماروین" تصنیف کیا جو مطبع محمدی دہلی میں طبع ہو چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعیت و تفضیلیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو اس دور میں اکابر مشائخ نقشبندیہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ، حضرت شاہ غلام علی نقشبندیؒ، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ وغیرہم نے بڑی پامردی اور ہمت سے روکا اور ان حضرات کے بعد سب سے زیادہ کوشش اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے کی۔ نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ یہ سیلاب بڑھتے بڑھتے خود ان کے خاندان میں داخل ہو چکا تھا۔ [2]

ان کے شاگرد اور رشتہ دار قمرالدین منت شیعہ ہو چکے تھے ان حالات میں شاہ عبدالعزیز نے قلمی جہاد فرمایا اس سلسلہ میں ان کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی دو معرکۃ آرا تصانیف ازالۃ الخلفاء اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین نے مشعل راہ کا کام دیا ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد کے مشن کو جاری رکھا اور "ہر چہ پدر تمام نہ کند پسر تمام کند" کے مقولہ کو ثابت کر دِکھایا۔

شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثناء عشریہ کے خاتمہ کے طور پر ایک رسالہ "سر الجلیل فی

۱۔۲:...... السیف المسلول از قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ صفحہ ۲ (مطبع احمدی دہلی۔ ۱۲۶۸ھ)

مسئلۃ التفضیل'' لکھا ہے جس میں اُنہوں نے عقلی و نقلی دلائل سے فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما کو ''کا شمس فی النہار'' کی طرح واضح کیا ہے یہ رسالہ گیارہ مقدمات پر مشتمل ہے شاہ صاحب اس رسالہ کے سبب تالیف میں لکھتے ہیں:

''چوں از تسوید و تبئیض تحفہ اثناء عشریہ بعون عنایت الٰہی فراغت حاصل شد بعضے از دوستان صادق و ریاران موافق بآرزوئے تمام اشتیاق لاکلام استدعائے نمودند کہ مسئلہ تفضیل را نیز تفضیلے لائق دادہ شود تادریں مباحث کہ نقل ہر مجلس و مشغلہ ہر محفل اند تعطشی باقی نماند برآں ایں رسالہ مختصر کہ مالا یدرک کلمہ لا یترک کلہ سیمتہا بالسر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل''

رسالہ کے خاتمہ میں لکھتے ہیں:...

چوں ایں مقدمات احدی عشر تمام شد

خاتمہ کتاب تحفہ اثناء عشریہ تمام شد

رسالہ سر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل، فتاویٰ عزیزی کی جلد دوم میں شامل ہے۔ اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ مولانا رشید احمد گنگوہی (ف ۱۹۰۵ء) کے کتب خانہ سے مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب کو دستیاب ہوا تھا، مفتی صاحب نے مولوی عتیق احمد دیوبندی مدیر قاسم العلوم (دیوبندی) کی فرمائش پر اس کا اُردو ترجمہ ۱۳۴۹ھ میں رسالہ قاسم العلوم کی مختلف اشاعتوں میں شائع کیا تھا۔ پھر یہ رسالہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہوا۔

شاہ عبد العزیز نے ایک دوسرا رسالہ عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس تحریر فرمایا اس میں شاہ صاحب نے وہ احادیث جمع فرمائی ہیں جو خلفائے اربعہ کے فضائل میں مروی ہیں۔ اس رسالہ کا آخری حصہ ان احادیث پر مشتمل ہے جو اہل بیت کے فضائل میں ہیں اس کا فارسی ترجمہ مرزا حسن علی لکھنوی نے کیا تھا۔ ۱۹۰۴ء میں یہ رسالہ ظہیر الدین۔۔سید احمد ولی اللہی کی سعی سے اُردو

ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔ ترجمہ اور تحشیہ کے فرائض مولوی نظام الدین کیرانوی نے انجام دیئے ہیں۔ اس پر نظر ثانی حکیم عبدالغفور مرحوم نے فرمائی ہے۔

اس موضوع پر شاہ صاحب کا ایک اور رسالہ ''وسیلۃ النجات'' ہے جس میں شاہ صاحب نے کسی شخص کے سوال کے جواب میں دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ فرقہ ناجیہ ''اہل سنت و جماعت'' ہے اور اس رسالہ میں شاہ صاحب نے بڑی حد تک نصوص قرآنی ہی کو بنیاد بنایا ہے اور صحابہ کرام کے مرتبہ کو بڑے موثر کن انداز میں بیان کیا ہے یہ رسالہ بھی فتاویٰ عزیزی جلد اوّل میں شامل ہے اور علیحدہ بھی متعدد بار چھپ چکا ہے۔ اُردو ترجمہ پر نظر ثانی کے فرائض مولوی حکیم عبدالغفور (ف ۱۴: اگست ۱۹۶۴ء) نے انجام دیئے ہیں۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم.

الحمدللہ ! اہل سنت و جماعت کثرھم اللہ تعالیٰ کے عقاید ونظریات افراط وتفریط کی ہر طرح کی آمیزش سے پاک ہیں، ان میں رافضیت ہے اور نہ ہی خارجیت، اس لیے کہ رافضیت حضراتِ خلفائے ثلاثہ و دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ بغض وعداوت کا نام ہے۔اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خلافت حقہ کا انکار واُن کے ساتھ اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان سے بغض و عداوت رکھنے کا نام خارجیت ہے (کمافی دلیل الیقین)

جب کہ حضرات صحابہ کبار واہل بیت اطہار میں سے ہر ہر فرد کو اپنے اپنے مرتبہ میں رکھ کر اُن سے الفت ومحبت رکھنے کا نام سنیت ہے۔حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لکل شیء اساس واساس الاسلام حب اصحاب رسول اللہ وحب اھل بیت'' ہر شی کی ایک بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام واھل بیت عظام کی محبت ہے۔

(کشف الخفاء رقم الحدیث ۲۰۶۶ ص ۲۷ اج ۲ المکتبۃ المصریہ۔درمنثور تحت الآیۃ قل لا اسئلکم الآیۃ، ص ۳۵۰، ج ۷ دارالفکر بیروت)

الحمدللہ کہ کتاب مستطاب دلیل الیقین من کلمات العارفین، تصنیف لطیف حضرت سراج السالکین تاج العارفین سیدنا ومولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری المقلب بہ میاں صاحب زیب سجادہ قادریہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ ترجمہ وحواشی کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے جو کہ تفضیل شیخین کے عقیدے پر بے مثال اپنی نوعیت کی منفرد تصنیف مبارکہ ہے۔اس میں حضرت تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے شیخین کریمین کی تمام صحابہ کرام پر قرب الٰہی ولایت باطنی میں تفضیل تفصیلی اقوال و دلائل سے بیان فرمائی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین کریمین پر افضل کہنے والے کو تفضیلی قرار دیا۔

فقیر رضوی عفی عنہ یہاں کتاب ھذا و دیگر کتب علماء اہل سنت سے عقیدہ اہل سنت در بارہ

افضلیت صحابہ کرام کو خلاصۃً بیان کرتا ہے۔

(۱) اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ قطعی و اجماعی عقیدہ ہے کہ بشر میں حضرات انبیاء کرام b کے بعد تمام لوگوں سے علی الاطلاق (جس کو افضلیت مطلقہ و فضل کلی سے تعبیر کرتے ہیں) شیخین کریمین افضل ہیں۔ (دلیل الیقین فصل اول)

(۲) اس پر بھی تمام مسلمانان اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس طرح حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت ظاہری میں خلیفہ بلا فصل ہیں اسی طرح خلافت باطنی (ولایت روحانیت) میں بھی بلا کسی تخصیص و استثناء کے آپ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہیں۔ حضرات خلفائے اربعہ بالترتیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے ظاہر و باطن تھے ان کو دونوں خلافتیں (ظاہری و باطنی) حاصل تھیں۔

(کمافی دلیل الیقین فصل سوم۔ فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۹ بیروت رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۶۵ مکتبہ محمودیہ کوئٹہ)

(۳) حضرات شیخین کریمین z کے بعد جمہور اہل سنت کے نزدیک تمام صحابہ کرام سے افضل حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ (کمافی شرح الفقہ الاکبر ص ۱۱۹، لاہور)

(۴) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی افضلیت بر جمیع صحابہ کا منکر ضال و مضل، اہل سنت سے خارج تفضیلی ہے۔

(کمافی شرح الفقہ الاکبر ص ۶۳، ۶۴۔ دلیل الایقین فصل اول)

(۵) خلافت کی ظاہری و باطنی تقسیم کر کے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صرف سیاسی خلیفہ بلا فصل کہنے اور سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو علی الاطلاق خلیفہ بلا فصل فی الروحانیۃ والولایۃ قرار دینے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ولایت باطنی و قرب الٰہی میں مطلقاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دینے والا بھی تفضیلی، اہل سنت سے خارج ہے۔

(کمافی المستند المعتمد لامام اہل السنۃ ص ۲۴۰ دار العرفان لاہور، دلیل الیقین آخر فصل اول، الفتاوی الرضویہ امور عشرین ج ۲۹، ص ۶۱۵)

(۶) حضرات شیخین کریمین ولایت میں مرتبہ کاملیت (دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے مقامات فنا اور وہاں سے بقا کی طرف فائز ہو کر جب سیر فی اللہ اور قربت معارج کے مقام پر قدم رکھتا ہے تو اس

وقت اس کو ولی کامل اور عارف بھی کہتے ہیں جو شخص اس سیر میں جتنی ترقی کرے گا اس کا اتنا زیادہ اونچا مقام ہوگا۔ اس ولایت کو ولایت ذاتی اور کمال نفسانی سے بھی تعبیر کرتے ہیں) پر فائز تھے۔ (کمافی دلیل الیقین، فصل دوم)

(۷) جب کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جمہور مشائخ کرام کے نزدیک ولایت سے جو فیضان و ہدایت مخلوق کو پہنچی اور جو فیضان پہنچے گا اس ہدایت و فیضان کے آپ h پیشوا ہیں کیونکہ آپ (ولایت) میں خود بھی کمال تک پہنچے دوسروں کو پہنچایا، پہنچا رہے ہیں اور پہنچاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس فیضان ولایت کی تقسیم آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہے یہ آپ کی خصوصیت اور تمام صحابہ کرام پر جزوی فضیلت ہے جو کہ حضرات شیخین کی افضلیت مطلقہ کے منافی نہیں۔ اور کوئی دوسرا شخص اس مرتبہ (مکملیت و تعدیہ ولایت) میں آپ کے ساتھ شریک نہیں۔ اور اس مرتبہ میں آپ رضی اللہ عنہ بلاواسطہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہیں اور تمام اولیاء آپ ہی سے فیض پاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اکثر سلاسل اولیاء (قادری، چشتی وغیرہ) مشائخ کی انتہاء آپ کی ذات پاک پر ہوتی ہے۔ اس مرتبہ کو مرتبہ مکملیت، ولایت تعدیہ (فیضان رسانی) اور مرتبہ تکمیل وارشاد سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ یہ مرتبہ اگرچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل تھا لیکن قلت و ندرت کے ساتھ کیونکہ آپ سے صرف ایک سلسلہ نقشبندیہ جاری ہوا باقی اکثر سلاسل حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاری ہوئے۔

(کمافی دلیل الیقین فصل چہارم)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس مرتبہ ولایت، تکمیل وارشاد و قاسم فیضان ولایت ہونے کو کئی علماء کرام نے اپنی اپنی کتب میں بیان کیا۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری آیت مبارکہ "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کے تحت اور "السیف المسلول" میں، علامہ محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں اور امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ جلد نہم (جدید) اور برادر اعلیٰ مولانا حسن رضا خان نے "تزک مرتضوی" میں کہا ہے جس سے اکثر تفضیلی زمانہ مسلمانان اہل

سنت کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو جی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین سے خلافت باطنی عقرب الٰہی میں افضل ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو صرف سیاسی خلیفہ تھے۔ان کا یہ قول کئی وجوہ کی بنا پر باطل و مردود ہے۔کیونکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک جب حضرات شیخین کی فضیلت کلی و افضلیت مطلقہ کا عقیدہ قطعی و اجماعی ہے (کماذکر) تو اس اجماعی و قطعی عقیدہ کے مقابل و معارض کوئی ظنی دلیل نہیں ہوسکتی تو چہ جائے کسی عالم وصوفی کا قول اور وہ بھی موول کیسے معارض ہوسکتا ہے؟۔

امام قسطلانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

"إجماع أهل السنة والجماعة على أفضليته، وهو قطعي فلا يعارضه ظني"

(کمافی ارشاد الساری)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

انصافاً اگر تفضیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے اور اگر بفرض باطل صالح تاویل نہ ہو تو واجب الرد کہ تفضیل شیخین متواتر اجماعی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۰۹)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس خصوصیت مرتبہ تکمیل و ارشاد کو لے کر حضرات شیخین پر افضلیت کا قول کرنا اس وجہ سے باطل ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جزوی فضیلت و خاصہ ہے جو کہ شیخین کی افضلیت مطلقہ و فضل کلی کی بالکل منافی نہیں کیونکہ جزوی فضیلت اور چیز ہے اور افضلیت مطلقہ اور چیز ہے۔(کماذکرہ فی حاشیہ ھذاالکتاب) ففھم وتدبر

اہل سنت و جماعت کا یہ قطعی و اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام کے بعد تمام لوگوں سے ولایت باطنی و خلافت ظاہری میں افضل ہستی اور خلیفہ بلافصل علی الاطلاق امام الاولیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ہیں۔گیارھویں صدی کے عظیم مجدد و محدث صدہا کتب کے مصنف حضرت سیدنا سلطان بن علی المعروف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۱۴ھ کی زبانی اہل سنت کا عقیدہ سنئے:

"فهو افضل الاولياء من الاولين والآخرين وحكى الاجماع على ذالك ولا

عبرۃ بمخالفۃ الروافض ھنالک"۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولین وآخرین سے افضل ہیں اس پر پوری امت کا اجماع ہے اور یہاں روافض کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(شرح الفقہ اکبر ص ۶۱ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، تحفہ الاتقیاء ص ۶۷ مطبوعہ آسی پریس محمود نگر لکھنو)

۱۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز اور باطل سوز عبارت نے اعتبار سے روافض زمانہ کے مذمومہ ومزعومہ نظریات کو جڑ سے کاٹ کر رکھ دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اولین وآخرین تمام اولیاء سے افضل ہیں اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

۲۔ افضل الاولیاء من الاولین والآخرین اس بات کی بھی وضاحت ہوگئی کہ امم سابقہ وسالفہ اور امت مرحومہ کے تمام اولیاء سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہیں اس منکر بھی رافضی ہے افضل اولیاء کے کلمات نے روافض کے نظریات فاسدہ وعقائد کاسدہ کو ہباء منثورا کر کے رکھ دیا۔

۳۔ خلافت کو ظاہر اور ولایت کو باطن کی طرف تقسیم کر کے افضلیت ابوبکر کا انکار کرنا بھی خارج از اہل سنت ہونے کی علامت ونشانی ہے

"کما صرح شیخنا الامام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فی المعتمد المستند و سجیء توضیحہ"۔

۴۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا فضلیت پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا تھا تو اس کے بعد مخالف کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

جبکہ امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت نے المعتمد المستند میں امام المتکلمین علامہ پرہاروی نے مرام الکلام میں اسے اہل تشیع کا عقیدہ ونظریہ قرار دیا۔

بحر حال تحریر ہذا میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیا ہونے اور خلیفہ بلافصل فی الروحانیۃ کو بیان کیا جائے گا ویسے تو ولایت کے بہت سارے مراتب ہیں مثلاً قطب، ابدال، نجباء، اوتاد، غوث، صدیق وغیرہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان میں سے بہت سارے مراتب حاصل تھے ولایت کا سب سے اعلیٰ درجہ وہ صدیقیت کا بھی آپ کو حاصل تھا نبوت سے نیچے سب سے

اعلیٰ یہی درجہ ہے مفسر قرآن شیخ احمد بن محمد صاوی قدس سرہ السامی متوفی ۱۲۴۱ھ اس آیت کریمہ "اولئک ھم الصدیقون" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"لان الصدیقیہ مرتبۃ تحت مرتبۃ النبوۃ"

اس لئے کہ صدیقیت نبوت کے نیچے مرتبہ ہے۔

(صاوی علی الجلالین ج ۶ ص ۲۰۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت، حاشیہ تفسیر جلالین الارشاد حسین رامپوری ص ۵۱۷ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

امام المحدثین علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ القوی متوفی ۹۷۴ھ اس آیت کریمہ میں "فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین الایہ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"و لا شک ان راس الصدیقین و رئیسھم ابو بکر رضی اللہ عنہ"۔

کوئی شک نہیں صدیقین کے سردار اور رئیس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(الصوعق المحرقہ ص ۳۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

منقولہ اقوال سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ نبوۃ کے بعد ولایت کا سب سے اعلیٰ درجہ صدیقیت کا ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صرف صدیق نہیں بلکہ صدیقوں کے بھی سردار صدیق اکبر ہیں تو پھر آپ تمام اولیاء کے سردار ہوئے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے کی وجہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے قلب اطہر میں معرفتہ الٰہی کے ایسے اسرار و رموز القاء فرما دیئے گئے کہ جن کی وجہ سے آپ کے سر افضل الاولیاء ہونے کا تمغہ سج گیا۔ اس کے ثبوت کیلئے جوامع الکلم میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو فرمودات عالیہ پیش خدمت ہیں جن سے یہ حقیقت بالکل نکھر کر سامنے آجائے گی کہ واقعۃً حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولیاء کرام سے اکمل و افضل اعلم اور اعظم اولیاء امت جیسے منصب رفیع پر فائز تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ما فضلکم ابو بکر بکثرۃ الصیام و الصلوۃ ولکن فضلکم بشی ء و قر فی قلبه و الحدیث صحیح الیو اقیت ما فضلکم ابو بکر بکثرۃ صوم ولا صیام ولکن بشی ء و قر فی صدرہ اخرجه الحکم الترمذی فی النور ادر الاصول"

اے میرے صحابہ ابو بکر صدیق تم سے زیادہ روزے رکھنے یا زیادہ نماز پڑھنے کی وجہ سے فضیلت نہیں لے گئے بلکہ ان کے سینے میں ایک چیز ڈال دی گئی ہے۔

(نوادر الا صول ج ۳ ص ۵۵، الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، تبصرۃ الادلۃ فی اصول الدین للامام النسفی ج ۲ ص ۱۱۸۸، مطبوعہ الازہریہ مصر، التمہید للسالمی ص ۱۸۰ مطبوعہ اسلامیہ پشاور، کبریت احمدلا بن عربی ج ۲ ص ۴۳۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، المقاصد الحسنہ للسخاوی ص ۴۲۴ مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا، مراۃ الجنان ملیاخی ج ۱ ص ۶۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لسان العرب لابن منظور ج ۱۵ ص ۳۶۴ داراحیاء التراث العربی بیروت، کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۲۴۸ مطبوعہ بیروت، حضرات القدس للسرہندی ج ۱ ص ۳۸ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور، یازدہ رسائل از سید محمد گیسو دراز ص ۱۲۰ مطبوعہ بیروت فاؤنڈیشن لاہور، سبع سنابل ص ۱۰ مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور، النبراس لعبد العزیز ص ۴۸۴ متوسسۃ الشرف لاہور، شرح وصیۃ الامام ابی حنیفۃ لاکمل الدین ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الفتح اکبر دین عمان المقدمۃ السنیۃ ص ۱۷ مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول رسائل مجدد الف ثانی ص ۱۵۰ قادری رضوی کتب خانہ لاہور، تحفۃ الاتقیاء ص ۴۶ آسی پریس لکھنو)

اسی مفہوم کی دوسری حدیث مبارکہ :

"ما صبه الله شیاء فی صدری الا وقد صببته فی صدر ابی بکر رواہ الحاکم فی المستدرک"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈال دیا۔

(عمدۃ التحقیق للشیخ ابراھیم عبدی مکی ص ۱۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت، المقدمۃ السنیۃ ص ۱۷ مکتبۃ الحقیقۃ استنبول. فوائد رکنی الشرف الدین یحی منیری ص ۵۷ مطبوعہ سیرت فاؤنڈیشن لاہور. خاتمہ آداب المریدین ص ۹۶ سیر

ت فاؤنڈیشن لاہور، تحفہ اثناء عشریہ ص ۲۱۲ کتب خانہ اشاعت اسلام دہلی، تحفۃ الا تقیاء ص ۴۶ آسی پریس لکھنو، سبع سنابل ص ۱۶ نوریہ مطبوعہ لاہور رسائل مجدد الف ثانی ص ۱۴۹ قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

اجلہ محدثین بالخصوص پہلی حدیث مبارکہ کو افضلیت ابو بکر کی دلیل قرار دیا۔ صرف عارف باللہ امام الصوفیاء حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۷۳ھ کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

امام شعرانی قدس سرہٗ النورانی عنوان کے طور پر لکھتے ہیں:

"فی بیان ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء والمرسلین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم"۔

اس بیان میں کہ محمدی اولیاء میں ابنیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عثمان پھر علی ہیں۔ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام شعرانی کی عبارت کا مفہوم ہوا خلفاء اربعہ میں جو ترتیب خلافت میں ہے وہی ترتیب ولایت میں بھی ہے لہذا جس طرح سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بلافصل ہیں اسی طرح ولایت باطنی میں بھی آپ ہی خلیفہ بلافصل ہیں اور یہی جمیع اہل سنت کا عقیدہ ہے سنی ہونے کی علامت و نشانی ہے۔

امام شعرانی مذکورہ حدیث مبارکہ کو اہل سنت کی دلیل قرار دیتے ہیں لکھتے ہیں:

و دلیل اہل السنۃ فی تفضیل ابی بکر رضی اللہ عنہ عن علی رضی اللہ عنہ الحدیث الصحیح ما فضلکم ابو بکر الحدیث"

اہل سنت کی دلیل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت بر علی پر حدیث صحیح "ما فضلکم ابو بکر الحدیث" ہے۔

امام شعرانی اس حدیث مبارکہ سے افضلیت ابو بکر پر تمسک کرتے ہوئے آپ کی روحانیت و ولایت پر اس انداز میں صفحہ قرطاس کو مزین کرتے ہیں:

"فابو بکر افضل الاولیاء المحدیین و قالت الشیعۃ و کثیر من المعتزلۃ الا فضل بعد النبی ﷺ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و دخل فی قولنا ان

ان ابا بکر افضل الاولیاء المحمدیین اولیاء الامم السالفة فابو بکر افضل منهم بناء علی عموم رسالة ﷺ فی حق من تقدیمه و فی حق من تاخر عنه بالزمان"

پس حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اولیاء محمدیین سے افضل ہیں اہل تشیع اور کثیر معتزلہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

امام شعرانی فرماتے ہیں ہمارے قول"ان ابا بکرا فضل الاولیاء المحمدیین" میں پہلی امتوں کے اولیاء بھی داخل ہیں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان اولیاء سے بھی افضل ہیں بنا کرتے ہوئے اس بات پر کہ سرکار کی رسالت عام ہے اس کے حق میں جو آپ سے پہلے گزر چکا اور جو آپ کے بعد زمانہ میں۔

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۲۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

ذکر کردہ اقتباسات سے واضح ہوا کہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اولین و آخرین اولیاء سے افضل ہیں۔ ذکر کردہ عبارت سے یہ بھی مفہوم ہو رہا ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا فضل الاولیاء ہونے کا انکار اہل تشیع اور معتزلہ کا عقیدہ ہے آج بھی اہل تشیع اور معتزلہ کی معنوی ذریت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے کا انکار کرنے والے اپنے آباء کے مشن کو عام کر رہے ہیں۔

صدیقیت کبریٰ اور صدیق"اکبر" کی وضاحت:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک شرف یہ بھی حاصل تھا کہ آپ صدیق اکبر تھے اور صدیقیت کبریٰ کے مقام پر فائز تھے جلیل القدر ائمہ دین نے اس حقیقت کو بیان فرمایا:

۱۔ امام فخر الدین رازی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں۔

الْأَوَّل :أَنَّ كُلَّ مَنْ صَدَّقَ بِكُلِّ الدِّينِ لَا يَتخالجهٔ فِيهِ شَكٌّ فَهُوَ صِدِّيقٌ، وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى :وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ [الحديد19 :] .الثَّانِي :قَالَ قَوْمٌ :الصِّدِّيقُونَ أَفَاضِلُ

أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ. الثَّالِثُ :أَنَّ الصِّدِّيقَ اسْمٌ لِمَنْ سَبَقَ إِلَى تَصْدِيقِ الرَّسُولِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَصَارَ فِي ذَلِكَ قُدْوَةً لِسَائِرِ النَّاسِ، وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَوْلَى الْخَلْقِ بِهَذَا الْوَصْفِ۔

اول: ہر وہ شخص جو مکمل دین کے تصدیق کرے اور اسے اس میں بالکل ذرہ بھر کبھی شک نہ رہے تو وہ صدیق ہے۔اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلیل ہے۔وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ [الحدید19 :] اور وہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔

ثانی: اور علماء کرام کی ایک جماعت نے کہا کہ صدیقین سے مراد نبی کریم ﷺ کے اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

ثالث: بے شک صدیق اس شخص کا نام ہے جو رسول اللہ ﷺ کی تصدیق میں سبقت لے گیا۔پس یہ شخص تمام لوگوں کے لئے قائد اور رہبر بن گیا ہو۔جب صدیق کا یہ معنی و مفہوم ہے تو حضرت ابو بکر صدیق سب لوگوں میں سے اس لقب وصف کے زیادہ حق دار ہیں۔

(التفسیر الکبیر ص ۱۳۴ ج ۱۰)

۲۔علامہ زین الدین حافظ ابن رجب حنبلی قدس سرہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام صدیقیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

لم يبق على وجه الأرض أكمل من درجة الصديقية وأبو بكر رأس الصديقين فلهذا استحق خلافة الرسول والقيام مقامه۔

(لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف، المجلس الثالث ص ۱۰۴، دار ابن حزم، بیروت)

رسول اللہ ﷺ کے بعد روئے زمین پر درجہ صدیقیت سے افضل و اکمل کوئی باقی نہ رہا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ صدیقین کے سردار تھے اس لئے وہ نبی کریم ﷺ کی خلافت و نیابت کے مستحق اور قائم مقام ہوئے۔

ذکر کردہ عبارات سے واضح ہوا اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدیقین تھے اور سب صدیقین کے سردار و تاجدار اور "صدیق اکبر" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۔ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ القوی لکھتے ہیں۔

واكبر الصديقين بعد الأنبياء اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا سيما الخواص منهم قال رضى الله عنه انا الصديق الأكبر لا يقولها بعدي الا كاذب يعنى بعدي من حيث الرتبة دون الزمان وأكبرهم جميعا أبو بكر سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم صديقا وعليه انعقد الإجماع۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے بڑے صدیقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ بالخصوص ان میں سے وہ ہستی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم جس نے فرمایا: میں صدیق اکبر، میرے بعد یہ دعوی نہیں کرے گا مگر جھوٹا یعنی میرے مرتبہ کے بعد زمانے کے بعد اور ان صدیقین میں سب سے بڑے صدیق ابوبکر [صدیق اکبر] ہیں۔ اور ان کا نام "صدیق" رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا اور اس پر اجماع منعقد ہوا۔

(التفسیر المظہری ج ۴ ص ۳۸ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشاد "انا الصدیق الاکبر" کی تشریح بہترین پیرائے میں کردی ہے جس سے چند معترضین زمانہ کے شکوک وشبہات کا بھی ازالہ ہوجائے گا۔

۴۔ علامہ شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ "انا الصدیق الاکبر" کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

لا يقولها أي جملة انا الصديق الأكبر بعد الا كذاب الظاهر والله اعلم أنه استثنى بقوله بعد أبا بكر الصديق رضي لا الى صديقيه الكبرى حصلت لهما لأنهما رضي آمنا برسول اله صلى الله عليه و سلم بمجرد

نزول الوحي لكن الصديق كان عاقلا بالغاء وعلي كان صبيان۔
یعنی میرے بعد یہ جملہ" انا الصديق الاكبر" نہیں کہے مگر نرا جھوٹا شخص واللہ اعلم
حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس ارشاد سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ کے بعد کا استثناء کیا نہ کہ" صدیقیت کبری" کیونکہ صدیقیت کبری کو دونوں حضرات کو
حاصل تھی۔اس لیئے کہ وہ اپنی مرضی سے محض نزول کے ساتھ نبی کریم ﷺ پر ایمان لے
آئے تھے۔لیکن اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عاقل بالغ تھے اور حضرت علی کرم
اللہ وجہہ الکریم ابھی بچے تھے۔

(انجاح الحاجۃ شرح سنن ابن ماجہ، باب اتباع السنہ ص ۱۲ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

۵۔علامہ سید محمود آلوسی قدس سرہ حضرت علامہ مولانا شیخ خالد نقشبندی رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے
لکھتے ہیں۔

» أنه قرر يوما أن مراتب الكمل أربعة :نبوة وقطب مدارها نبينا صلى
الله عليه وسلّم، ثم صديقية وقطب مدارها أبو بكر الصديق رضي الله
تعالى عنه، ثم شهادة وقطب مدارها عمر الفاروق رضي الله تعالى
عنه، ثم ولاية وقطب مدارها علي كرم الله تعالى وجهه، وأن الصلاح في
الآية إشارة إلى الولاية فسأله بعض الحاضرين عن عثمان رضي الله
تعالى عنه في أي مرتبة هو من مراتب الثلاثة بعد النبوة فقال :إنه رضي
الله تعالى عنه قد نال حظا من رتبة الشهادة، وحظا من رتبة الولاية، وأن
معنى كونه ذا النورين هو ذلك عند العارفين انتهى.

(روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی ج ۲ ص ۱۶۱، بیروت)

حضرت شیخ کے بعض تلامذہ سے منقول ہے کہ حضرت نے یوں تقریر فرمائی کہ کاملین کے
چار مراتب ہیں۔پہلا مرتبہ نبوت ہے اور اس کے قطب مدار ہمارے نبی کریم ﷺ
ہیں۔دوسرا مرتبہ صدیقیت ہے اور اس کے قطب مدار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

ہیں۔تیسرا مرتبہ شہادت ہے اور اسے کے قطب مدار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، چوتھا مرتبہ ولائیت ہے اور س کے قطب مدار حضرت علی المرتضی کرم اللہ و جہہ الکریم ہیں۔اور آیت کریمہ میں مذکورہ صلاح سے اسی مقام ولایت کی طرف اشارہ ہے۔حاضرین مجلس میں سے بعض نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا کہ نبوت کے بعد والے تینوں مراتب مین سے ان کا مرتبہ کون سا ہے؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: کہ انہوں نے مرتبہ شہادۃ سے بھی ایک حصہ حاصل کیا اور مرتبہ ولایت سے بھی ایک حصہ حاصل کیا ہے۔اور عارفین کے نزدیک ان کے ذالنورین ہونے کا یہی معنی ہے۔

۶۔سید امکاشفین شیخ اکبر حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ القوی متوفی ۶۳۸ھ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:

"بالسر الذی وقر فی صدر ابی بکر فحصل به الصدیقین اذ حصل له ما لبس فی شرط الصدیقة و لا من لوازمها فلیس بین ابی بکر و بین رسول الله ﷺ رجل لانه صاحب الصدیقة و صاحب سر"

(اس کی طرف اس راز سے اشارہ ہے) جوسینہ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے ان کے قلوب میں راز بھی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم کی تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی شخص نہیں وہ تو صدیق میں سے ہیں اور صاحب راز بھی۔

(الفتوحات المکیہ ج ا ص ۲۵، دار احیاء التراث العربی بیروت، فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۸۱ مطبوعہ لاہور)

۷۔برادر اعلی حضرت مولانا حسن رضا خان قادری برکاتی رضوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۶ھ شارح مواہب علامہ الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ قدس سرہ النورانی کا قول نقل کرتے ہوئے اپنے نظریہ کی بھی وضاحت فرماتے ہیں:

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

"حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر ہیں اور علی صدیق اصغر ہیں"

(الرائحۃ العنبریہ المعروف بہ ترک مرتضوی ص ۲۴ مطبوعہ دار الکتاب لاہور)

۸۔شہاب الملۃ والدین شارح شفا علامہ شہاب الدین خفاجی قدس سرہ السامی متوفی ۱۰۶۹ھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام صدیقیت کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ عنہ الاکبر الذی سبق الناس کلھم لتصدیقہ ﷺ ولم یصدر منہ غیرہ قط و کذا علی کرم اللہ وجہ فانہ یسمی الصدیق الاصغر الذی لم یلتبس بکفر قط ولم یسجد لغیر اللہ مع صغرۃ"

لیکن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لئے کہ وہ صدیق اکبر ہیں جو تمام لوگوں میں آگے ہیں کیونکہ انہوں نے جو حضور ﷺ کی تصدیق وہ کسی کو حاصل نہیں یونہی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا نام صدیق اصغر ہے جو ہرگز کفر سے متلبس نہ ہوئے اور نہ ہی انہوں نے غیر اللہ کو سجدہ کیا وہ باوجودیکہ نابالغ تھے۔

(نسیم الریاض ج ۱ ص ۲ ۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت، فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۸۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

۹۔ اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت سیدی الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ بنور الجلی والخفی متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں :

"قال العلماء ان ابا بکر صدیق الاکبر و اما علی فھو صدیق الاصغر فمنزلۃ الصدیق وارفع من الصدیقیۃ"۔

علماء فرماتے ہیں ابوبکر صدیق اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیق اصغر صدیق کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔

(محمد خاتم النبیین ص ۸۷ مطبوعہ مکتبہ قادریہ برطانیہ، فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۸۰ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ضمنیت کبریٰ :

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ضمنیت کبریٰ کا مقام حاصل تھا۔ ضمنیت کبریٰ کی وضاحت غلام :

ا یحییٰ انجم بستوی ... کے قلم سے ملاحظہ ہو :

نقشبندی بزرگان، نقشبندی بہ نسبت صدیقی کا ظہور ہے لہذا یہ طریقہ اقرب الطریق اور سہل الوصول ہے. حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت ابراہیم تھی اور ضمنیت کبریٰ حاصل تھی کہ

"ماصب اللہ فی صدری شینا الا صببتہ فی صدر ابی بکر" لہذا القائی سینہ بہ سینہ حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے شائع ہوا اور نسبت معیت کی روشن ہوئی۔

(فرزند حضرت غوث اعظم قطب الہند عبدالوہاب جیلانی ص ۲۵ شبیر برادرز لاہور)

۲۔عارف باللہ مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ القوی متوفی ۱۲۲۵ھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت باطنی اور ضمنیت کبریٰ کی بحث کرتے ہوئے اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں :

آپ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ آپ کو ضمنیت کبریٰ حاصل تھی ضمنیت سے مراد یہ ہے کہ ایک ولی دوسرے کے ضمن میں ہو پس جو کمال پہلے کو حاصل ہوتا ہے دوسرا بے اختیار اس میں شریک ہوتا ہے دوسرا بے اختیار اس میں شریک ہوتا ہے جس طرح ایک بڑی مچھلی کو اپنے پیٹ میں لے لیتی ہے جس جگہ سیر کرتی ہے چھوٹی بے اختیار اس سیر میں شریک ہوتی ہے اگر ایک ولی کی ضمنیت دوسرے ولی کو حاصل ہو تو اسے ضمنیت صغریٰ کہتے ہیں۔

جس ولی کو حضور سید عالم ﷺ کی ضمنیت حاصل ہو اسے ضمنیت کبریٰ کہتے ہیں چنانچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ضمنیت کبریٰ حاصل تھی اس لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا "ماصب اللہ فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر" یعنی حقائق معارف سے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میری پسند میں ڈالا ہے وہی میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینہ میں ڈال دیا ہے۔

(مکتوبات قاضی ثناء اللہ، تاریخ مشائخ نقشبند ص ۳۶ مطبوع وزاویہ پبلشرز لاہور)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا افضل الاولیاء ہونا اکابرین امت کی نظر میں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت باطنی اور آپ کے افضل الاولیاء بعد الانبیاء ہونے کے حوالے سے چند اکابرین ملت اسلامیہ کے فرمودات عالیہ سے محظوظ ہوں۔

حضرت عثمان بن المعروف بہ داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کا ارشاد

ا۔ برصغیر پاک وہند میں علم اسلام گاڑنے والی عظیم ہستی جن کے دست حق پرست پر سیکڑوں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور لاکھوں تشنگان علم وحکمت نے پیاس بجھائی۔ حضرت عثمان بن المعروف بہ داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ النورانی متوفی ۴۶۱ یوں صفحہ قرطاس پر موتی بکھیرتے ہیں:

"صفا را اصلی و فرعی است اصلش انقطاع دل است از غبار و فرعش خلوت دل است از دنیا غدار و ایں ہر دو صفت اکبر است ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ از آنچہ امام اہل ایں طریقت او بود"

صفا ایک اصلی اور ایک فرعی ہے اہل صفا سے اغیار سے دل کا انقطاع اور فرع غدار (دھوکہ باز) دنیا سے دل کا خالی ہونا ہے اور یہ دونوں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل تھیں اسی وجہ سے وہ اہل طریقت کے امام تھے۔

(کشف المحجوب ص ۳۲ نوائے وقت پرنٹر لاہور)

مزید فرماتے ہیں اگر سچا پکا صوفی درکار ہے تو صفائے کامل تو صدیق پر نثار ہے کہ وہ تمام اولیاء کے امام وسردار پیشوا ہیں ان کے بعد بہر باب میں عمر رضی اللہ عنہ تمام جہان کے سید وسردار ومقتدا ہیں۔ (الرائحۃ العنبریہ المعروف تزک مرتضوی ص ۲۴ مطبوعہ دار الکتاب لاہور)

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی قدس سرہ کا ارشاد

۲۔ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی قدس سرہ النورانی متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں :

''ابو بکر و عمر کی شہرت تو خلافت و سیاست میں ہے اور ان کی افضلیت معرفت و لایت میں''

(احیاء العلوم ج ا ص ۸۸ پروگریسو بکس لاہور، الرائحہ العنبریہ ص ۲۲ مطبوعہ لاہور)

اور فرماتے ہیں:

''جس کی قدر معرفت زیادہ اسی قدر اس پر تجلی الٰہی افزوں اسی لئے ابو بکر پر خاص تجلی ہوگی اور اوروں پر عام''۔ (الرائحہ العنبریہ ص ۲۲ مطبوعہ لاہور)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کا ارشاد

۳۔ سید المکاشفین محی الملۃ والدین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ القوی متوفی ۶۳۸ھ خلفاء اربعہ کی ولایت باطنی کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان کو خلافت ظاہری بھی حاصل ہوئی آپ فرماتے ہیں :

'' ومنهم من يكون ظاهر الحكم ويجوز الخلافة الظاهر كما احاز الخلافة الباطنة من جهة المقام كابى بكر وعمر وعثمان وعلى والحسن الخ''

ان میں سے بعض اولیاء ایسے ہوتے ہیں جن کی حکومت ظاہر ہوتی ہے انہیں مقام و مرتبہ کے لحاظ جس طرح خلافت باطنی حاصل ہوتی ہے اسی طرح خلافت ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان و علی المرتضیٰ و امام حسن رضی اللہ عنہم ہیں''

(فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۹ مطبوعہ بیروت، رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۶۵ مطبوعہ مکتبہ محمودیہ کوئٹہ)

بحر الحقائق حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے اس فرمودہ مبارکہ سے تو واضح ہو رہا ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو خلافت ظاہری اور باطنی دونوں حاصل تھیں لہذا اس کا انکار کرنا سوائے ہٹ دھرمی اور رفض کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

خلافت ظاہری کو جو ترتیب ہے وہی خلافت باطنی کی بھی ترتیب ہے جیسا کہ شیخ اکبر نے ترتیب

سے ذکر فرمایا۔

علامہ سید یوسف حسینی علیہ الرحمہ کا ارشاد

۴۔ قدوۃ السالکین محمود نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کے تربیت یافتہ اور مرید خاص اور خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کے والد ماجد علامہ سید یوسف حسینی راجہ چشتی قدس سرہ القوی لکھتے ہیں۔

ہر گز نباشد ہیچ کس پس انبیاء بوبکر چوں

از بعد او می داں عمر، پس بعد ازاں عثمان نگر

وز بعد او حیدر بداں، کو بود شاہے در جہان

مسلم شوی مخلص ہمیں از رفض گردی پاک تر

(تحفہ نصائح ، باب سوم۔ص ۱۳ عبد التواب اکیڈمی ملتان)

ابنیاء کرام کے بعد کوئی شخص ابو بکر صدیق جیسا نہیں ۔اس کے بعد عمر کو ایسا جان ۔اس کے بعد عثمان کو یوں ہی دیکھ، اور اس کے بعد حیدر کو ویسا ہی جان جو کہ جہان کا بادشاہ تھا۔اس طرح تو سچا اور کھرا مسلمان بن جائے گا اور رفض سے خوب پاک ہو جائے گا۔

خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۵۔ شہنشاہ نقشبند قطب العباد، غوث البلاد، بہاء الملۃ والدین حضرت خواجہ محمد بن محمد المعروف بہ خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۹۱ ھ فرماتے ہیں:

اکابر اولیاء کا اجماع ہے کہ معرفت وولایت میں صدیق کو کوئی نہیں پہنچتا۔

(الراحۃ العنبریہ المعروف بہ تزک مرتضوی ص ۲۵ مطبوعہ الکتاب لاہور)

جب تمام اکابر اولیاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام اولیاء کے سردار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں تو اس کا انکار تو کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے۔حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں رہکر قصر عافاں میں روحانی تربیت حاصل کرنے والی شخصیت۔

خواجہ محمد پارسا نقشبندی قدس سرہ کا ارشاد

۶۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم چشم و چراغ حضرت خواجہ محمد بن محمد بن محمود الحافظی المعروف بہ خواجہ محمد پارسا نقشبندی قدس سرہ العزیز متوفی ۸۲۲ھ، ۸۲۵ھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اولیاء کا سردار قرار دیتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام محمود پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور اسی کمال کے درجات متعین ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر اس مقام خاص میں میرے ساتھ کسی کو شرکت حاصل ہوتی تو وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوتے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ولایت اور علم باطن جسے علم باللہ کہا جاتا ہے میں اکمل افضل اعلم اور اعظم اولیاء امت ہیں بلکہ تمام صدیقوں سے اکمل اور انبیاء علیھم السلام کے بعد آپ کا ہی مقام ہے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اکبر ہیں اور اہل بصیرت کے اکابر میں سے افضل ہیں (قدس سرھم) اس بات پر اجماع ہے اور یہ بات ان لوگوں کے خیالات اور خدشات کو دور کرنے کے لئے کافی ہے جو اس نظریہ کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں اور آپ کی افضلیت کو دوسری وجوہات کی بناء پر تاویل کرتے ہے۔

(رسائل نقشبندیہ، رسالہ قدسیہ ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

شیخ ابراھیم بن عامر مکی عبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۷۔ شیخ ابراھیم بن عامر مکی عبیدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۹۱ھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں استاد محمد بکری کا قول نقل کرتے ہیں:

"وکل ولی بعد طه وعارف فنقطه ماء من بحار ابی"

استاد محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا حضرت طہٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر ولی اور عارف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سمندر سے پانی کا ایک قطرہ ہے۔

(عمدۃ التحقیق ص ۱۲۰ مطبوعہ دار الکتب بیروت)

حضرت علامہ رومی برکلی آفندی رحمہ اللہ علیہ کا ارشاد

۸۔حضرت علامہ محمد بن بیر علی المعروف بہ محمد رومی برکلی آفندی رحمہ اللہ علیہ متوفی ۹۸۱ھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل الاولیاء قرار دیتے۔

تمام اولیاء میں سے افضل ولی ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور ان کی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے۔

(طریقہ محمدیہ ج ۱ ص ۸۴ مطبوعہ مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، الرائحۃ العنبریہ ص ۲۳۳ مطبوعہ دار کتاب لاہور)

علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ کا ارشاد

۹۔علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القوی متوفی ۱۱۴۳ھ فرماتے ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں جو ان کے سینے میں متمکن ہے جس کے سبب انہیں اس قسم کا قرب الٰہی ملا کہ قیامت تک کسی صدیق کو نہ ملے گا پھر اگر بعض اولیاء مرتبہ تکمیل میں ان سے بڑھ جائیں اور طریقہ ہدایت و ارشاد انسے زیادہ جانیں تو کچھ حرج لازم نہیں آتا (مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے وضاحت ملاحظہ ہو) اقول الحمد للہ کہ امام اجل ولی اکمل کے ارشاد نے حق خوب واضح کر دیا اور مخالفین کے سارے شکوک مٹا دیئے یہی عقیدہ ہے ہمارا کہ حضرت جناب شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مرتبہ ارشاد و تکمیل میں وہ رجحان روشن حاصل کہ صدیق کو ہرگز نہیں اس لئے سلاسل اولیاء اس جناب تک منتہی ہوتے ہیں اور وصول الی اللہ ان کے دامن سے وابستہ ہے مگر اس سے صدیق کے قرب ربانی اور معرفت نفسانی میں پیشی و بیشی نہیں مٹتی وھو المقصود والحمد للہ۔(الرائحۃ العنبریہ ۲۳۔۲۴ مطبوعہ لاہور)

حضرت مخدوم قاضی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۱۰۔قاضی القضاء حضرت مخدوم قاضی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سید السادات میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۰۱۷ھ کی مقبول بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کتا

ب سبع سنابل کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"مخدوم قاضی شہاب الدین در تیسر الاحکام نبشت کہ ہیچ ولی بدرجہ پیغمبری نرسد زیرا کہ امیر المؤمنین ابو بکر بحکم حدیث بعد پیغمبران از ہمہ اولیاء برتر ست و او بدرجہ ہیچ پیغامبری نرسد"۔

مخدوم قاضی شہاب الدین نے تیسر الاحکام میں لکھا کہ کوئی بھی ولی پیغمبر کے درجہ کو نہیں پہنچا جبکہ امیر المؤمنین ابو بکر بحکم حدیث انبیاء کے بعد تمام اولیاء سے افضل ہیں لیکن وہ بھی پیغمبر (نبی) کے درجہ کو نہیں پہنچے۔ (سبع سنابل فارسی ص ۱۰ مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور)

اس عبارت سے ایک تو قاسم نانوتوی کا بھی رد ہوگیا کہ جس نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تحذیر الناس میں لکھا نبی صرف علوم میں امت سے ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو بعض دفعہ امتی عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے معاذ اللہ حالانکہ تمام اصول (عقائد) کی کتب میں یہ عقیدہ مرقوم ہے ولی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔ (شرح عقائد، نبراس، المعتمد وغیرہ)

تفضیلیوں کا رد بھی ہوگیا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے برتر (افضل) ہیں قاضی القضاۃ مخدوم شیخ شہاب الدین دولت آبادی فرماتے ہیں ابو بکر افضل الاولیاء ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی جو مولا علی کو ابو بکر و عمر سے بہتر بتائے وہ رافضی ہے۔

(الرائحۃ العنبریہ ص ۲۵ مطبوعہ لاہور)

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری مخدوم بہادر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۱۱۔ شرف الملۃ والدین حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری مخدوم بہادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب تک جہان ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا پیر ہوگا نہ صدیق اکبر سا مرید۔

اور شرح آداب المریدین میں فرماتے ہیں:

عظمت و جلال الٰہی جیسا ابو بکر کے دل میں تھا کسی کے دل میں تھا عمر و عثمان و علی اور تمام صحابہ کیلئے مقامات عالیہ ہیں مگر جو کچھ ان سب سے وراء او مقامات سے برتر و بالا ہے

وہ خاص صدیق اکبر کا حصہ ہے ۔(الرحمۃ العنبریہ ص ۲۵ مطبوعہ لاہور)

حضرت علامہ بدر الدین سرہندی قدس سرہ کا ارشاد

۱۲۔خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی حضرت علامہ بدر الدین سرہندی قدس سرہ القوی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام محمود کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اگر کوئی شخص اس مقام خاص میں میرا شریک ہوتا تو ابو بکر ہوتا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علم باطن میں علم باللہ کی وجہسے اولیاء امت میں اکمل و افضل اور سب سے زیادہ عالم ہیں بلکہ پیغمبروں کے بعد تمام صدیقوں سے زیادہ کامل اور صدیق اکبر ہیں اکابر اہل بصیرت قدس اللہ تعالی ارواحہم کا اس بات پر اتفاق ہے۔''

(حضرات القدس ج ا ص ۳۸ دفتر اول مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

خواجہ محمد پارسا اور علامہ بدر الدین سرہندی رحمہما اللہ کی عبارات سے معلوم ہوا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے اعلم ہیں اور صدیق اکبر ہیں یہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

بحر العلوم ملک العلماء علامہ عبد العلی رامپوری قدس سرہ کا ارشاد

۱۳۔امام المتکلمین بحر العلوم ملک العلماء علامہ عبد العلی رامپوری قدس سرہ العزیز متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں:

''محمد رسو ل اللہ ﷺ خا تم النبیین و ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل الاصحاب والاولیاء و معانان القضیتان ممایطلب با بر معان فی علم الکلام و الیقین والمتعلق بھما یقین ثابت ضروری باق الی الابد ولیس الحکم فیھما تناول ھذا الحکم لغیر ھذین الشخصین و انکار ھذا مکابرۃ و کفر''

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں ان

دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے ابد الآباد تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کیلئے ثابت نہیں ہے کہ عقل ان دونوں ذات پاک کے سوا کسی اور کیلئے اس کا ثبوت ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی اور کفر ہے۔

اعلی حضرت سرکار فرماتے ہیں:

"فیه لف و نشر بالقلب یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن وسنت واجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے اور سید عالم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کفر" والعیاذ باللہ رب العالمین۔

(شرح سلم لعبد العلی ص ۲۶۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی، فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۲۸۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، محمد خاتم النبیین ص ۱۲۵ مطبوعہ مکتبہ قادریہ برطانیہ)

ملک العلماء بحر العلوم وشرح مثنوی مولوی معنوی میں فرماتے ہیں:

"ابو بکر و عمر ولایت و معرفت میں سب سے افضل ہیں مولی علی کو ولایت کی رو سے افضل امت کہنا مذہب روافض پر درست ہو سکتا ہے"۔ (الرائحۃ العنبریہ ص ۲۵ لاہور)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے متعلق لکھتے ہیں۔

الاجماع علی خلافة امیر المومنین امام الصدیقین بعد المرسلین افضل الاولیاء المکرمین ابی بکر الصدیق رضی الله عنه۔

امیر المومنین، رسولوں کے بعد صدیقین کے امام، حضرات اولیاء کرام سے افضل، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہے۔

(فواتح الرحموت۔ الاصل الثالث۔ الاجماع ج ۲ ص ۲۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

دوسری جگہ پر شیخ اکبر کی فتوحات مکیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

افضل الصدیقین بعد الانبیاء علیهم السلام و سید المتقین، امام الاولیاء بالتحقیق امیر المومنین ابی بکر رضی الله عنه۔

حضرات انبیاء کرام علیھم السلام کے بعد تمام صدیقین سے افضل، متقیوں کے سردار، بالتحقیق امام الاولیاء امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(فواتح الرحموت۔ الاجتھاد والتقلید ج ۲ ص ۴۳۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان عبارات پر تبصرہ کئے بغیر بھی یہ حقیقت نصف النہار کی طرح روشن ہو جاتا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار کرنا قرآن وسنت اجماع سے مکابرہ (جھگڑا) ہے۔

شیخ الاسلام امام احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ کا ارشاد

۱۴۔ شیخ الاسلام امام احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وابو بکر اکبر اولیاء المومنین۔

حضرت ابو بکر اولیاء مومنین میں سب سے بڑے ہیں۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۳۶۳ النوریہ الرضویہ لاہور)

تاج الفحول علامہ شاہ عبد القادر بدایونی رحمہ اللہ علیہ کا ارشاد

۱۵۔ تاج الفحول علامہ شاہ عبد القادر بدایونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے ہر ہر فرد کثرت ثواب، عظمت و بزرگی تقرب الی اللہ کی رو سے تمام اولیاء کرام سے افضل واعلی ہے۔ ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ معنی مذکورہ کے اعتبار سے عند اللہ اور عند المسلمین اولیاء کرام میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذوالنورین پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

(احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام ص ۴۰، انوار الاسلام چشتیاں)

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۱۶۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت بحر العلوم ایک ہزار سے زائد کتب تصنیف فرما کر مسلمانان عالم پہ احسان فرمانے کی شخصیت سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ

کے قلم سے ذرا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قلم کے افضل الاولیاء ہونے کی جھلک ملاحظہ ہو:

"ولذا عبر عن المسئلة فی الطریقة المحمدیة وغیرها فی بیان عقائد السنة بان افضل الاولیاء المحمدیین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم"۔

اس لئے طریقہ محمدیہ وغیرہ کتابوں میں اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیر یوں فرمائی کہ اولیاء محمدیین (محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کے اولیاء) میں سب افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(المستند المعتمد عربی ۲۴۰ مطبوعہ دار العرفان لاہور، المستند اردو ص ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ کراچی)

حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۱۷۔خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"حضرت افضل اولیاء العالمین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(حیات اعلیٰ حضرت ج ۳ ص ۷۸ کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز لاہور)

شیر بیشہ اہل سنت خلیفہ اعلی حضرت مولانا مفتی حشمت علی خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

بعد سرور عالم ﷺ سید الاولیاء و الخلفاء امام الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق افضل الامت ہیں۔آپ کے بعد حضرت عمر فاروق اکبر، عثمان ذی النورین و مولی المومنین رضی اللہ عنھم بترتیب خلافت، افضل ہیں۔

(عقائد اہل سنت و جماعت ص ۱۷ جمعیت اشاعت پاکستان)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت کے بارے میں اختصار کے پیش نظر بزرگان دین کے چند ارشادات نقل کر دیئے گئے ہیں۔

تاج الفحول علامہ شاہ عبد القادر بدایونی رحمہ اللہ سے یہ سوال ہوا حضرت شیخین کی تفضیل

حضرت علی پر حق ہے یا بالعکس اور تفضیل شیخین سے کیا مراد تقرب باطنی و کرامت اخروی میں عند اللہ تفضیل اس کا کیا حکم ہے؟

تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ تفضیل شیخین کی حضرت جناب مرتضوی اور جملہ اہل بیت و صحابہ و تمام امت پر حق ہے۔ جو اس کا منکر ہے وہ گمراہ ہے اور مراد تفضیل سے اکرمیت عند اللہ و زیادت تقرب باطن و کثرت ثواب اخروی میں نہ صرف امور دنیویہ مثل منصب خلاف و حکومت کے۔

(شیعوں کے عقائد ص ۱۱۴ مکتبہ برکات المدینہ کراچی)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منصب قطبیت و غوثیت

ولایت کے مراتب میں سے سب سے افضل و اعلی اور اکمل مرتبہ غوثیت و قطبیت کا ہے۔ اور یہ مقام و مرتبہ امت میں سب سے پہلے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا، اور اسی پر جمہور علماء و صلحاء امت کا اتفاق ہے۔ اور اس کے ماسواء اگر کسی شخصیت کے متعلق کسی عالم و صوفی کا کوئی قول نظر آئے تو وہ اجماع علماء اہل سنت و صلحاء امت کی آراء کے خلاف ہونے کی وجہ سے موول و متروک ہوگا۔

غوث و قطب کا اصطلاحی معنیٰ

پہلے غوث و قطب کا اصطلاحی معنیٰ ذہن نشین کرلیں تاکہ مضمون کلام سمجھنے میں آسانی ہو۔

۱- علامہ سید شریف جرجانی لکھتے ہیں۔

القطب: وقد يسمى غوثا باعتبار التجاء الملهوف إليه، وهو عبارة عن الواحد الذي هو موضوع نظر الله في كل زمان أعطاه الطلسم الأعظم من لدنه، وهو يسري في الكون وأعيانه الباطنة والظاهرة سريان الروح في الجسد، بيده قسطاس الفيض الأعم، وزنه يتبع علمه، وعلمه يتبع علم الحق، وعلم الحق يتبع الماهيات الغير المجعولة، فهو يفيض روح

الحیاة علی الکون الأعلی والأسفل۔

(کتاب التعریفات ص ۱۲۵ مطبوعہ کتبہ اعزازیہ، پشاور)

قطب کو اس اعتبار سے کہ پریشان اس کی پناہ لیتا اور اس سے فریاد کرتا ہے۔غوث کہا جاتا ہے۔اور وہ قطب غوث فرد واحد سے عبارت ہے جو ہر زمانے میں اللہ تعالی کی نگاہ عنایت کا مرکز ہوتا ہے۔اللہ تعالی نے اس پانی طرف سے طلسم اعظم [روحانی طاقت] عطا فرمایا ہوتا ہے کہ وہ کائنات اور موجودات باطنہ مظاہرہ میں اس طرح سرائیت کرتا ہے کہ جسطرح روح بدن میں سرائیت ہوتی ہے۔اور اسکے قبضے میں عام فیض کا ترازو ہوتا ہے۔اس ترازو کا وزن قطب کے علم کے تابع ہوتا ہے۔اور قطب کا علم، علمِ حق کے تابع ہوتا ہے۔اور علم حق ماہیات غیر مجعولہ کے اور قطب روح حیات کو کونی اعلی و اسفل میں فیضان پہنچاتا ہے۔

۲۔اور یہ ہی بات علامہ مناوی نے اپنی کتاب التوقیف علی مہمات التعاریف ج۱ ص ۵۸۶ دار الفکر بیروت میں بھی اس طرح نقل کی ہے۔

فصل الطاء:

القطب :وقد یسمی غوثا باعتبار التجاء الملهوف إلیه، عبارة عن الواحد الذي هو موضع نظر الله تعالی في کل زمان، أعطاه الطلسم الأعظم من لدنه، وهو یسري في الکون وأعیانه الباطنة والظاهرة سریان الروح في الجسد، بیده قسطاس الفیض الأعم، وزنه یتبع علمه، وعلمه یتبع علم الحق، وعلم الحق یتبع الماهیات غیر المجعولة، فهو یفیض روح الحیاة علی الکون الأعلی والأسفل۔

۳۔علامہ جرجانی قدس سرہ نے دوسری جگہ قطبیت کبری کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

القطبیة الکبری:هي مرتبة قطب الأقطاب، وهو باطن نبوة محمد علیه السلام، فلا یکون إلا لورثته، لاختصاصه علیه بالأکملیة، فلا یکون

خاتم الولایة، وقطب الأقطاب الأعلی باطن خاتم النبوة.

(کتاب التعریفات ص ۱۲۵ مطبوعہ کتبہ اعزازیہ، پشاور)

قطبیت کبری: وہ قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے۔ اور وہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا باطن ہے۔ اس لئے یہ مرتبہ صرف رسول اللہ ﷺ کے وارثوں کو حاصل ہے۔ کیونکہ اکملیت کی بناء پر یہ مرتبہ آپ ﷺ سے مختص ہے۔ لہذا خاتم ولایت اور قطب الاقطاب صرف خاتم النبوۃ ہی کے باطن پر ہوگا۔

۴۔ ملا علی قاری رحمہ الباری قطب وغوث کی وضاحت شیخ زکریا انصاری کے حوالہ سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الْقُطْبُ، وَيُقَالُ لَهُ الْغَوْثُ هُوَ الْوَاحِدُ الَّذِي هُوَ مَحَلُّ نَظَرِ اللهِ تَعَالَى مِنَ الْعَالَمِ فِي كُلِّ زَمَانٍ، أَيْ :نَظَرًا خَاصًّا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ إِفَاضَةُ الْفَيْضِ وَاسْتِفَاضَتُهُ، فَهُوَ الْوَاسِطَةُ فِي ذَلِكَ بَيْنَ اللهِ تَعَالَى وَبَيْنَ عِبَادِهِ، فَيَقْسِمُ الْفَيْضَ الْمَعْنَوِيَّ عَلَى أَهْلِ بِلَادِهِ بِحَسَبِ تَقْدِيرِهِ وَمُرَادِهِ، ثُمَّ قَالَ :الْأَوْتَادُ أَرْبَعَةٌ :مَنَازِلُهُمْ عَلَى مَنَازِلِ الْأَرْكَانِ مِنَ الْعَالَمِ، شَرْقٌ وَغَرْبٌ وَشَمَالٌ وَجَنُوبٌ، مَقَامُ كُلٍّ مِنْهُمْ مَقَامُ تِلْكَ الْجِهَةِ.

قُلْتُ :فَهُمُ الْأَقْطَابُ فِي الْأَقْطَارِ، يَأْخُذُونَ الْفَيْضَ مِنْ قُطْبِ الْأَقْطَابِ الْمُسَمَّى بِالْغَوْثِ الْأَعْظَمِ، فَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوُزَرَاءِ تَحْتَ حُكْمِ الْوَزِيرِ الْأَعْظَمِ، فَإِذَا مَاتَ الْقُطْبُ الْأَفْخَمُ، أُبْدِلَ مِنْ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ أَحَدٌ بَدَلَهُ غَالِبًا، ثُمَّ قَالَ :الْأَبْدَالُ قَوْمٌ صَالِحُونَ لَا تَخْلُو الدُّنْيَا مِنْهُمْ، إِذَا مَاتَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ أَبْدَلَ اللهُ مَكَانَهُ آخَرَ، وَهُمْ سَبْعَةٌ.

قطب کو غوث کہا جاتا ہے اور غوث لوگوں میں سے وہ فرد واحد ہے جو جہان والوں میں سے ہر وقت اللہ تعالی کی خاص نگاہ کا مرکز ہوتا ہے۔ فیض کے افاضہ واستفاضہ کا اس پر دارومدار ہوتا ہے۔ اوہ اس [افاضہ اور استفاضہ] اللہ تعالی اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ

ہوتا ہے۔پس وہ دنیا والوں پر فیض معنوی، منشاء و تقدیر الہی کے مطابق تقسیم کرتا ہے۔[پھر شیخ زکریا انصاری نے فرمایا] کہ اوتاد چار ہیں۔اور ان کا مسکن جہاں کے چاروں کونے ومشرق، مغرب، شمال، جنوب ہیں۔اور ان میں سے ہر ایک اپنی طرف سپرد ہے۔ملا علی قاری قدس سرہ فرماتے ہیں۔یہ ہی چار قطب ہیں جو قطب الاقطاب یعنی غوث اعظم سے فیض لیتے ہیں۔اور ان چاروں اقطاب کا مرتبہ ایسا ہے، جیسے وزیر اعظم کے ماتحت وزراء کا مرتبہ ہوتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفتن ج ۱۰ ص ۹۵ مکتبہ عثمانیہ، کوئٹہ)

۵۔محقق علامہ سید ابن عابدین شامی قدس سرہ النوارنی قطب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فالاقطاب جمع قطب وزان قفل وھو اصطلاحھم الخلیفۃ الباطن وھو سید اہل زمانہ سمی قطبا لجمعہ لجمیع المقامات والاحوال و دورانھا علی ماخوذ من قطب الرحی الحدیدہ التی تدور علیھا۔

اقطاب، قطب کی جمع ہے اور قفل کا ہم وزن ہے۔اور وہ صوفیاء کرام کے اصطلاح میں خلیفہ باطن کو کہا جاتا ہے اور وہ اپنے زمانے والوں کا سردار ہوتا ہے۔اور اس قطب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ولایت کے تمام مقامات و احوال کا جامع ہوتا ہے۔اور تمام مقامات احوال اس پر دائر ہوتے ہیں۔اور یہ لفظ قطب الرحی سے ماخوذ ہے۔یعنی قطب الرحی چکی کی لوہے والی اس کیل کو کہتے ہیں جس پر چکی گھومتی ہے۔

(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۶۴، مکتبہ محمودیہ کوئٹہ)

۶۔اس طرح کا قول علامہ زرقانی نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

الأقطاب جمع قطب وھو الخلیفۃ الباطن وسید أھل زمانہ سمي قطبًا لجمعہ جمیع المقامات والأحوال ودورانھا علیہ مأخوذ من القطب، وھو الحدیدۃ التي تدور علیھا الرحی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ ج ۷ ص ۴۷۹)

ذکر کردہ عبارات کا ما حصل یہ ہوا کہ قطبیت وغوثیت میں کچھ فرق نہیں ہے۔[اگرچہ بعض نے فرق بھی بیان کیا ہے۔] اور غوث وقطب ہر ایک اللہ تعالیٰ کی نگاہ عنایت کا خاص مرکزہ ہوتے ہیں اور بقیہ سبھی مراتب ولایت سے فائق، افضل، اعلیٰ واکمل اور اپنے زمانے کے تمام اولیاء کرام سے اعلیٰ وانچے منصب پر فائز ہوتے ہیں۔ علماء ذوی الاحترام، صوفیاء کرام اور حضرات ائمہ متکلمین وسادات کرام علیہم نے اس مسئلہ پر اتفاق واجماع نقل فرمایا ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے سب سے پہلے قطب وغوث، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے ہیں اور سلف وخلف کا اسی پر اجماع ہوا۔ اور اس کے خلاف پر قول اجماع وسواد اعظم کے اتفاق کے معارضی ہونے کی وجہ سے متروک اور واجب التاویل قرار پایا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قطبیت اور غوثیت کے حوالہ سے بزرگان دین کے چند ارشادات عالیہ پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔

شیخ حضرت علی الخواص رحمہ اللہ کا ارشاد

ا۔علامہ شامی رحمہ اللہ علیہ ایک جگہ عارف باللہ امام عبد الوھاب شعرانی رحمہ اللہ کے حوالے سے ان کے شیخ حضرت علی الخواص رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

وقد اقام صلی اللہ علیہ وسلم فی قطبیة الکبری مدة رسالة وھی ثلث وعشرون سنة علی الاصح و اتفقوا علی انه لیس بعده احد افضل من ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وقد اقام فی خلافة عن رسول اللہ رضی اللہ عنہ سنتین ونحو اربعة اشھر و ھو اول اقطاب ھذہ الامة و کذلک مدة خلافة عمر و عثمان و علی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت کے بعد قطبیت کبریٰ کے منصب پر متمکن رہے جو کہ صحیح ترین روایت کے مطابق ۲۳ سال کی مدت ہے۔ اور امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق سے افضل کوئی نہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرف سے ملنے والی خلافت میں دو سال اور تقریباً چار ماہ نائب رہے اور آپ رضی اللہ عنہ

اس امت کے اقطاب میں سے سب سے پہلے قطب [غوث] ہوئے ہیں۔اور اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ بھی اپنی اپنی مدت خلافت میں مرتبہ قطبیت سے مشرف رہے۔

(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۷۵ ،مکتبہ محمودیہ کوئٹہ)

حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ القوی کا ارشاد

۲۔امام شعرانی رحمہ اللہ علیہ،حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ القوی کے حوالے سے دوسرے مقام پر مرتبہ قطبیت پر متمکن ہونے کی مدت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

ومنهم كما يئويد ذلك مدة خلافة ابی بكر و عمر و عثمان و علی فانهم كانوا اقطابا بلا شک۔

اوران میں بعض وہ ہیں جیسا کہ اس بات کی اس سے تائید ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر وعمر و عثمان و علی رضی اللہ عنھم بھی اپنی مدت خلافت میں بغیر کسی شک کے یقینا اقطاب [غوث] تھے۔

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۴۰ دارالکتب العلمیہ،بیروت)

ذکر کردہ عبارت سے واضح ہوا کہ امت میں یہ مسلمہ و اجماعی نظریہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت میں سب سے پہلے مرتبہ قطبیت وغوثیت سے مشرف ہونے والی شخصیت خلیفہ بلا فصل فی الخلافۃ الظاہرہ و الباطنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔اور آپ رضی اللہ عنہ کے مابعد بالترتیب بقیہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالی اجمعین غوثیت وقطبیت کبری کا تعلق ہے چونکہ ولایت و روحانیت کے ساتھ ہے لہذا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا روحانیت وولایت کے اندر امت میں سب سے افضل و انچا مقام ہوا۔اور صلحاء واولیاء امت کا بھی اس پر اتفاق واجماع ہے۔

شیخ امام محمد عبد الرؤوف مناوی قدس سرہ کا ارشاد

۳۔شیخ امام محمد عبد الرؤوف مناوی قدس سرہ مقام قطبیت کی وضاحت کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وهو الغوث، وهو سيد أهل زمنه وإمامهم، وقد يحوز الخلافة الظاهرة

کما حاز الباطنة، کالشیخین والمرتضی والحسن وابن عبد العزیز رضي الله عنهم۔

قطب وہ غوث ہی ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے زمانے کے اولیاء کا سردار اور امام ہوتا ہے، اور کبھی وہ خلافت ظاہری بھی حاصل کر لیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے خلافت باطنی حاصل کی ہوتی ہے۔ جیسے حضرت شیخین کریمین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو خلافت باطنی کے ساتھ خلافت ظاہری بھی حاصل ہوئی۔

(التوقیف علی مہمات التعاریف ج ا ص ۵۸۶ دار الفکر بیروت)

شیخ اکبر ابن عربی رحمہ اللہ کا ارشاد

۴۔ امام مناوی علیہ الرحمہ اپنی دوسری کتاب میں شیخ اکبر ابن عربی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

من الاقطاب میں یکون ظاہر الحکم ویجوز الخلافۃ الباطنۃ من جھۃ المقام کابی بکر و عمر و عثمان و علی او ابن عبدالعزیز۔

اور اقطاب میں سے کچھ وہ ہیں جنہیں ظاہری حکومت بھی حاصل ہوئی ہے اور مقام ولایت کے لحاظ سے انہیں خلافت باطنی بھی حاصل ہوئی جیسے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ہیں۔

(الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ ج ا ص ۵۱۱، الطبقۃ الثالثۃ، دار الکتب العلمیہ)

ان عبارات سے معلوم ہوا قطبیت و غوثیت کا تعلق ولایت باطنی و خلافتی و نیابت باطنی کے ساتھ ہے۔ اور جس طرح قاسم ولایت شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت ظاہری حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ولایت باطنی، قطبیت و غوثیت کبری جیسا منصب عالی حاصل، ایسے ہی حضرت سید المتقین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت ظاہری کے ساتھ ساتھ ولایت باطنی، قطبیت و غوثیت کبری جیسا منصب جلیل حاصل تھا۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ القوی کا ارشاد

۵۔ نقشبندیوں کے امام حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ القوی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی اجمعین چاروں ہی ترتیب وار قطاب مطلق تھے۔

(مکتوبات خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی ص ۵۷ نذیر سنز، لاہور)

خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ قطب ہوئے، قطب وہ ہوتا ہے جو اپنے وقت میں واحد اور یگانہ ہوتا ہے، جس کو غوث کہتے ہیں۔ وہ اپنے زمانے کا سردار اور وقت کا امام ہوتا ہے۔ ان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم جو شہر علم کے دروازہ ہیں یکے بعد دیگرے قطب ہوئے اور انہی پر خلافت کا خاتمہ ہوگیا۔ ان کے بعد حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی دونوں قطبیت کے مقام میں کامل واکمل ہوئے ہیں۔

(مکتوبات خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی ص ۱۱۲ نذیر سنز، لاہور)

علامہ شہاب الدین خفاجی قدس سرہ کا ارشاد

۶۔ علامہ شہاب الدین خفاجی قدس سرہ تفضیلیہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان ھذا متفق علیه بین اہل الشرع و الحکماء کام قال صاحب حکمة الاشراق فی کتابة لا بد الله من خلیفة فی ارضه و انه قد یکون متصرفاً ظاہراً کا سلاطین و باطنا کالاقطاب و قد یجمع بین الخلافتین کالخلفاء الرشدین کابی بکر و عمر بن عبدالعزیز قدانکره بعض الجھلة فی زماننا۔

یہ بات اہل شرع و حکماء کے نزدیک متفق علیہ ہے جیسے کہ صاحب حکمۃ الاشراق نے اپنی

کتاب میں کہا ہے کہ اللہ تعالی کا اس کی زمین میں خلیفہ پایا جانا ضروری ہے۔اور وہ کبھی صرف ظاہر میں متصرف ہوتا ہے۔جیسے سلاطین بادشاہ یا صرف باطن میں جیسے کہ اقطاب [غوث] اور کبھی دونوں خلافتوں کا جامع ہوتا ہے۔جیسے خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن عبد العزیز۔لیکن ہمارے زمانے کے بعض جاہلوں نے اس کا انکار کیا ہے۔

(نسیم الریاض فی شرح شفا القاضی عیاض ج ۲ ص ۲۱۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

امام محمد عبد الباقی زرقانی قدس سرہ کا ارشاد

۷۔امام محمد عبد الباقی زرقانی قدس سرہ قطب کی وضاحت کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وأول من تقطب بعد النبي صلى الله عليه وسلم الخلفاء الأربعة على ترتيبهم في الخلافة، ثم الحسن هذا ما عليه الجمهور۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ ج ۷ ص ۴۷۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلے خلفاء اربعہ رضی اللہ عنھم کی ترتیب پر مرتبہ قطبیت سے مشرف ہوئے پھر ان کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور اسی پر جمہور اولیاء کا اتفاق ہے۔

حضرت امام ابوطالب مکی قدس سرہ کا ارشاد

۸۔امام الصوفیاء حضرت امام ابوطالب مکی قدس سرہ القوی صدیق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

صدیق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف درجہ نبوت کا فرق ہے اور آج کا قطب وہ ہے جو جماعت ثلاثہ اوتاد سبعہ اور چالیس اور ستر سے لے کر تین سو تک ابدال کا امام ہے یہ سب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے میزان میں ہیں۔

(قوت القلوب ج ۳ ص ۱۹۰ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

حضرت خواجہ محمد پارسا نقشبندی قدس سرہ کا ارشاد

۹۔ خواجہ نقشبند حضرت خواجہ محمد پارسا نقشبندی قدس سرہ القوی متوفی ۸۲۲ کا ایک ارشاد پیش کیا جارہا ہے جو فائدہ سے خالی نہ ہوگا آپ فرماتے ہیں۔

اہل تحقیق اس بات پر متفق ہیں کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو آپ سے پہلے تھے نسبت باطنی میں تربیت حاصل کی تھی شیخ الطریقہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں کہ قیامت تک ہر زمانہ میں ایک قطب زماں موجود رہے گا اور یہ قطب زماں اپنے مرتبہ اور مقام میں نائب مناب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوگا وہ تینوں اوتاد جو قطب کے ماتحت ہوتے ہیں ہر زمانے ان تین خلفاء کے نائب مناب ہوں گے۔

(رسائل نقشبندیہ رسالہ قدسیہ ص ۲۹ مکتبہ نبویہ لاہور)

شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی قدس سرہ کا ارشاد

۱۰۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد عارف کامل شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۱۳۱ھ کے قلم سے امام ابو طالب مکی کے کلام کا خلاصہ ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں:

حضرت شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ القوی نے قوت القلوب میں فرمایا کہ قیامت تک ہر زمانہ میں قطب زمانہ کے مقام و مرتبہ پر فائز المرام امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نائب مناب ہوں گے اور تین دوسرے اوتاد جو قطب زماں سے نیچے ہیں وہ دوسرے تین خلفاء راشدین امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وہ نائب مناب ہیں اور علاوہ ازیں چھ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے نائب مناب ہیں۔

(رسائل حضرت شاہ عبد الرحیم محدث دہلوی ص ۲۶ مطبوعہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ میانوالی)

حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ کا ارشاد

۱۱۔ بحر الحقائق امام المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ القوی متوفی ۶۳۸ھ فرماتے ہیں:

غوث ہر دور میں ایک ہوتا ہے وہ اپنے وقت کے تمام اولیاء کا سردار ہے اور چاروں خلیفہ اپنے اپنے وقت کے غوث تھے۔ (الراحۃ العنبریہ ص ۲۳ مطبوعہ دار الکتاب لاہور)

امام المحدثین علامہ عبد الباقی زرقانی قدس سرہ کا ارشاد

۱۲۔ امام المحدثین علامہ عبد الباقی زرقانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۱۲۲ھ فرماتے ہیں:

''قطب تمام مقامات ولایت کا جامع ومدار اور اپنے زمانہ میں سب اولیاء سردار ہوتا ہے اور جمہور اولیاء کے نزدیک پہلے قطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق ہیں پھر فاروق پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم''۔ (الراحۃ العنبریہ ص ۲۴ مطبوعہ لاہور)

علامہ سید ابن عابدین شامی قدس سرہ کا ارشاد

۱۳۔ سید الفقہاء حضرت علامہ سید ابن عابدین شامی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۲۵۲ھ قطب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فالاقطاب جمع قطب وزن قفل وھو فی اصطلاحھم الخلیفۃ الباطن وھو سید اھل ھذہ"

اقطاب قطب کی جمع ہے قطب قفل کے وزن پر ہے اور صوفیاء کی اصطلاح میں وہ خلیفہ باطن ہے اور وہ زمانے والوں کا سردار ہے۔

(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۶۴ مطبوعہ محمودیہ کوئٹہ)

آگے لکھتے ہیں:

"واتفقوا علی انہ لیس بعدہ احد افضل من ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وقد اقام فی خلافتہ عن رسول اللہ ﷺ سنیتین ونحو اربعۃ اشھر و

هو اول اقطاب لهذه الامة الخ"

مسلمان نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ سرکار ﷺ کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی افضل نہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے دو سال چار ماہ خلیفہ رہے اور وہ اس امت کے پہلے قطب ہیں۔ (رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۶۴ مطبوعہ مکتبہ محمودیہ کوئٹہ)

فاتح قادیانیت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کا ارشاد

۱۴۔ فاتح قادیانیت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ہم اہل سنت کے نزدیک چاروں خلفاء راشدین ہر دو خلافتوں کے جامع تھے۔ (فتاوی مہریہ ص ۱۴۵)

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ کا ارشاد

۱۵۔ اعلی حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ القوی کا فرمودہ مبارک شہزادۂ اعلی حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان اور علامہ ظفر الدین بہادری رحمہما اللہ کے قلم ملاحظہ ہو:

اعلی حضرت سرکار غوث کے متعلق بحث کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے اور امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و امام حسن رضی اللہ عنہ وزیر ہوئے مولیٰ علی کو اور امامین محرمین رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے الخ''۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۱۰۶ مطبوعہ احمد رضا کتب خانہ کراچی حیات اعلیٰ حضرت ج ۳ ص ۱۱۲ مطبوعہ کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز لاہور)

ذکر کردہ عبارات کا ماحصل یہ ہے کہ امت میں سب سے پہلے منصب قطبیت و غوثیت پر فائز ہو

نے والی شخصیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے اس پر تمام بزرگوں کا اتفاق ہے لہذا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت کے انکار کرنے والی سنی نہیں ہوسکتا ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا فصل خلیفہ ہیں لہذا موجودہ دور میں بعض لوگوں نے خلافت کو باطن اور سیاست کی طرف تقسیم کر کے اہل سنت کے قطعی واجماعی عقیدہ میں رخنہ اندازی کی ہے۔

آخر میں امام اہل سنت مجدد دین ملت الشاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی صرف ایک عبارت پر اکتفاء کیا جارہا ہے جس میں اعلیٰ حضرت سرکار نے خلافت کی ایسی تقسیم کرنے والوں کو رافضی اور ان کے قول مردود کو خبیث قرار دیا ہے۔

امام اہل سنت فرماتے ہیں :

"وفیها رد علی مفضلة الزمان المدعین السنة با الزور والبهتان حیث اولو امسئلة ترتیب الفضیلة بان المعنی الاولویة للخلافة الدنیویه وهی عن کا ن اعرف بسا سة المدن و تجهیر العساکر وغیر ذالک من الامور المحتاج الیها فی السلطنة وهذا قول با طل خبیث مخالف لا جماع الصحابة والتابعین رضی الله عنه بل الافضلیة فی کثرة الثواب و قرب رب الارباب والکرامة عندالله تعالیٰ"۔

اس میں زمانے کے تفضیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پر سنی ہونے کے مدعی ہیں اس لئے کہ انہوں نے فضیلت میں تربیت کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولیت (خلافت میں زیادہ حقدار ہونے) کا معنی دنیوی خلافت کا زیادہ جاننے والا ہو اور یہ باطل خبیث قول ہے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ افضلیت ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب اللہ تعالیٰ کی نزدیکی میں اور (اللہ تعالیٰ) کے نزدیک بزرگی میں ہے۔

(المستند المعتمد ص ۲۴۰ دار العرفان لاہور، المستند ص ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ کراچی)

کتاب مستطاب دلیل الیقین من کلمات العارفین (فارسی) مصنفہ شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کرنے کی رہنمائی کثیر التصانیف شخصیت محب اعلیٰ حضرت جناب محمد فیصل خان رضوی زید علمہ نے کی ہے فقیر رضوی غفرلہ کو اپنی کم علمی، بے بضاعتی کا مکمل اعتراف ہے لیکن جناب محمد فیصل خان رضوی صاحب کے پیہم اصرار کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی توفیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت، اساتذہ ومشائخ کرام کی دعاؤں سے اس کتاب کے ترجمہ کا آغاز کیا تو نصف کتاب کے ترجمہ وتحشیہ مع تخریج کرنے کی سعادت مولانا محمد حارث چشتی زید علمہ وفضلہ نے ترجمہ تکمیل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ترجمہ کے دوران فقیر کے پاس ۱۲۹۸ھ مطبوعہ انڈیا کا نسخہ موجود رہا۔ یہ کتاب مسئلہ تفضیل پر اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت مصنف m نے ہر طبقے کے علماء عرفاء صوفیا قدست اسرارھم کے اقوال مبارکہ سے تفضیل شیخین کلی کو ثابت کیا ہے۔ اور خاص کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ولایت و روحانیت میں حضرات شیخین پر تفضیل دینے والے تفضیلیہ وروافض کے شبہات کا ازالہ بھی فرمایا ہے۔ اسکتاب کے بعض مقامات پر سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بے نظیر حاشیہ بھی لگایا ہے۔ فقیر کے پاس چونکہ کتاب کی فوٹو کاپی تھی اس وجہ سے کئی مقامات پر حروف مٹنے کی وجہ سے متن کو سمجھنے میں اور ترجمہ کرنے میں دقت کا سامنا ہوا اور حاشیہ کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ ترجمہ میں اگر کسی صاحب علم کو کوئی سقم نظر آئے تو براہ کرم اطلاع کریں تاکہ اس کی اصلاح کر دی جائے۔

آخر میں فقیر رضوی نہایت عاجزی وانکساری سے دعا گو ہے کہ مولائے کریم اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر اس کے ذریعے مسلمانان اہل سنت کو نفع پہنچائے اور روافض زمانہ کی ہدایت کا سبب بنائے اور فقیر کے لیے خاتمہ بالخیر کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر حافظ محمد داؤد رضوی عفی عنہ

(فتح جنگ برج اٹک)

تذکرۂ نوری

ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدّیقی بدایونی

سادات حسینیہ زیدیہ کا ایک خاندان عراق کے شہر واسط سے ہجرت کر کے ہندوستان آیا اور پورب کے قصبے بلگرام کو اپنا وطن ثانی بنایا۔ اس خاندان میں جلیل القدر علما، عظیم المرتبت صوفیہ، حاملین شریعت وطریقت اور رہ نمایانِ دین وملت ہر دور میں پیدا ہوتے رہے۔ مخدوم میر سیّد محمد معروف بہ دعوۃ الصغریٰ، حضرت سیّد میر عبد الواحد بلگرامی اور میر غلام علی آزاد بلگرامی اسی خاندان عالی شان کے چشم و چراغ ہیں۔

حضرت میر عبد الواحد بلگرامی کے صاحب زادے میر عبد الجلیل بلگرامی جامع شریعت وطریقت تھے، آپ بلگرام سے مارہرہ تشریف لائے، آپ کے صاحب زادے حضرت سید شاہ اویس بلگرامی اپنے زمانے کے مشائخ کرام میں نمایاں مقام کے حامل تھے، حضرت سید شاہ اویس بلگرامی کے صاحب زادے صاحب البرکات حضرت سیّد شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ علم شریعت وطریقت کے ماہر، قادریت اور چشتیت دونوں سلاسل کے فیض و برکات کے جامع اور مارہرہ مطہرہ کی مشہور خانقاہ برکاتیہ، کے مؤسس اور بانی ہیں۔

صاحب البرکات کے سلسلۂ اولاد امجاد کو "خانوادۂ برکاتیہ" اور آپ کے سلسلہ فیض و برکت کو "سلسلۂ برکاتیہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس خاندان عالی شان پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خصوصی انعام فرمایا کہ یہ خاندان برصغیر کے علمی اور روحانی خانوادوں میں ایک خاص شرف و امتیاز کا حامل ہوا۔ حضرت سیّد شاہ آل محمد مارہروی، اسد العارفین حضرت سیّد شاہ حمزہ عینیؔ مارہروی، شمس مارہرہ حضرت سیّد شاہ ابو الفضل آل احمد اچھے میاں اور حضرت خاتم الاکابر سیّد شاہ آل رسول مارہروی، حضرت سیّد شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ، مجددِ برکاتیت حضرت سیّد شاہ اسماعیل حسن مارہروی، حضور تاج العلما، حضور سیّد العلما، حضور احسن العلما قدست اسرارہم اس خانوادے کے وہ جلیل القدر اصحابِ ولایت و روحانیت ہیں کہ جو اپنے احوال و مقامات. ریاضات ومجاہدات، منازل سیر وسلوک اور مقامِ ولایت وتقرب کے باعث اپنے معاصرین میں ممتاز و فائق

ہوئے اور ان نفوسِ قدسیہ نے ایک جہان کو اپنے ظاہری و باطنی کمالات سے فیض یاب فرمایا۔

صاحب تذکرہ نورُ العارفین حضرت سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی اسی دودمان عالی شان کے چشم و چراغ اور اسی سلسلۂ خیر و برکت کی روشن و تاب ناک کڑی ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹ر شوال المکرم ۱۲۵۵ھ/ ۲۶ر دسمبر ۱۸۳۹ء مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔ حضرت سیّد شاہ ظہور حسن قادری برکاتی مارہروی آپ کے والد ماجد اور خاتم الاکابر سید شاہ آلِ رسول احمدی رضی اللہ عنہ آپ کے جد محترم ہیں۔ بانی خانقاہِ برکاتیہ صاحب البرکات حضرت سیّد شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ تک آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح پہنچتا ہے : سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری بن سید شاہ ظہور حسن مارہروی بن سید شاہ آل رسول احمدی بن سید شاہ آلِ برکات ستھرے میاں بن سید شاہ حمزہ عینی مارہروی بن شاہ آل محمد مارہروی بن سیّد شاہ برکت اللہ مارہروی قدست اسرارہم۔ والدہ ماجدہ سیدہ اکرام فاطمہ، حضرت سیّد شاہ دلدار حیدر کی صاحب زادی اور حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نواسی تھیں۔

حضرت کا نام نامی اسم گرامی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری اور لقب "میاں صاحب" حضرت کے دادا اور مرشد خاتم الاکابر کا مرحمت فرمایا ہوا تھا اور ساتھ ہی تاریخی نام "مظہر علی" قرار پایا۔

حضور نوری میاں صاحب قدس سرہٗ کی تعلیم کے ابتدائی مراحل میاں جی رحمت اللہ صاحب و میاں جی الٰہی خیر، میاں جی اشرف علی صاحب وغیرہم نے طے کرائے۔ قران کریم قاری محمد فیاض صاحب رام پوری سے پڑھا۔ صرف ونحو کی تعلیم مولانا محمد سعید بدایونی اور مولانا فضل احمد جالیسری (تلمیذ حضرت تاج الفحول) سے حاصل کی۔ مولانا نور احمد عثمانی بدایونی (تلمیذ علامہ فضل حق خیر آبادی) سے معقولات کی تکمیل فرمائی۔

علم تصوف وسلوک کی تعلیم اپنے جد کریم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے ساتھ ساتھ مولانا احمد حسن صوفی مرادآبادی اور مفتی عین الحسن بلگرامی سے حاصل فرمائی، اصولِ فقہ وحدیث مولانا تراب علی امروہوی، مولانا محمد حسین بخاری کشمیری اور مولانا حسین شاہ محدث ولایتی سے تحصیل فرمائے، علومِ دعوت وتکسیر حضرت شاہ شمس الحق قادری عرف تنکا شاہ تعلیم فرماتے تھے، اکثر مسائل دینی میں حضور تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ فرمایا۔

آپ کو بیعت وخلافت اپنے جدِ کریم حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی قدس سرہٗ سے حاصل تھی۔ جس وقت سرکارِ نور کو ان کے جدِّ امجد رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت وخلافت کی نعمتِ عظمیٰ سے نوازا اُس وقت حضرت میاں صاحب قدس سرہٗ کی عمر شریف صرف ۱۲/ برس کی تھی۔

آپ کا پہلا عقد دختر حضرت سید شاہ ظہور حسین عرف چھٹو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔ ان بی بی صاحبہ کا وصال ۱۷/ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۶ھ میں بہ مقام مارہرہ شریف ہوا۔ آپ کا دوسرا عقد حضرت سید شاہ حسین حیدر حسینی میاں رحمۃ اللہ علیہ (حقیقی نواسۂ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ) کی حقیقی بہن یعنی دختر سید محمد حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۲۸۷ھ میں ہوا۔ ان کے بطن سے ایک صاحب زادے سید محی الدین جیلانی ۱۲۸۸ھ میں تولّد ہوئے، لیکن ان صاحب زادے کا وصال ایک سال ۷ ماہ کی عمر میں بہ مقام مارہرہ شریف ہوا۔

آپ کا وصال ۱۱/ رجب المرجب شنبہ ۱۳۲۴ھ/ اگست ۱۹۰۶ء میں مارہرہ شریف میں ہوا۔ درگاہِ برکاتیہ کے جنوبی برآمدے میں دفن ہوئے۔

آپ کی بعض تصانیف حسب ذیل ہیں:

(۱) لطائف طریقت کشف القلوب (اُردو)

(۲) النور والبہا فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیا (عربی)

(۳) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف (فارسی)

(۴) اسرارِ اکابر برکاتیہ

(۵) تخییلِ نوری (مجموعۂ کلام)

(۶) عقیدۂ اہل سنت نسبت محاربین جمل وصفین ونہروان (غیر مطبوعہ)

(۷) العسل المصفّٰی فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ (اردو)

(۷) رسالہ سوال وجواب

(۸) اِشتہار نوری

(۹) تحقیق التراویح (عربی)

(۱۰) دلیل الیقین من کلمات العارفین

(۱۱) رسالہ الجفر

(۱۲) صلوٰۃ غوثیہ وصلوٰۃ معینیہ (عربی)

آپ کے بعض خلفا کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ مکمل فہرست مولانا غلام شبر قادری بدایونی نے ''تذکرۂ نوری'' میں درج کی ہے۔

(۱) مجددِ برکاتیت بقیۃ السلف سیّد شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن قادری برکاتی قدس سرہ العزیز

(۲) حضرت سیّد شاہ مہدی حسن عرف مہدی میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ

(۳) حضرت سیّد شاہ غلام محی الدین فقیر عالم قادری مارہروی قدس سرہٗ

(۴) حضرت تاج العلما سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ

(۵) حضرت سیّد شاہ حامد حسن قادری برکاتی مارہروی قدس سرہٗ

(۶) حضرت سیّد شاہ ظہور حیدر قادری برکاتی مارہروی قدس سرہٗ

(۷) حضرت سیّد شاہ ارتضا حسین صاحب پیر میاں قدس سرہٗ

(۸) حضرت تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبد القادر قادری بدایونی قدس سرہٗ

(۹) اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ

(۱۰) حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہٗ

(۱۱) مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی قدس سرہٗ

(۱۲) مولانا قاضی مبشر الاسلام عباسی بدایونی قدس سرہٗ

(۱۳) مولانا حکیم عبد القیوم شہید قادری ابوالحسینی بدایونی قدس سرہٗ

(۱۴) مولانا غلام حسنین صدیقی بدایونی قدس سرہٗ

(۱۵) مولانا قاضی غلام قنبر صدیقی بدایونی قدس سرہٗ

(۱۶) مولانا قاضی غلام شبر صدیقی قادری نوری بدایونی قدس سرہٗ

حضور اقدس قدس سرہٗ کی تصنیف و تالیف

تصنیف اور اس کی شہرت سے حضور اقدس قدس سرہٗ کو خاص دلچسپی نہ تھی، نہ مثل علمائے ظاہر مکالمہ ومباحثہ پسند فرماتے۔ لیکن ضرورت کے موقع پر مفصل مکاتیب (جن سے حل شبہات مخاطب ہو جاتا) تحریر فرماتے۔ جو عجب حقائق پر شامل ہوتے تاہم بعض تحریرات بطور رسالہ بھی خدام کے التماس پر مرتب ہوئے اور بعض طبع ہو کر شائع بھی ہو گئے:

[۱] **العسل المصفّٰی فی عقائد ارباب سنة المصطفی:** یہ بزبان اردو عقائد حقہ اہل سنت کے بیان میں نہایت مختصر اور مفید بچوں کی تعلیم کے مناسب بلکہ ضروری رسالہ ہے۔ ابتدا میں جب بچے عقائد سے واقف ہو جاتے ہیں بدمذہبوں کا قابو نہیں رہتا، ان کے فریب وشبہات سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ یہ رسالہ طبع ہو کر شائع اور تقسیم ہو گیا۔

[۲] **سوال وجواب:** یہ بھی اردو زبان میں مختصر مسئلہ تفضیل کا فیصلہ ہے اور حق یہ ہے کہ عجب تحقیق سے مالامال ہے۔ آج تک باوجود کوشش اور اجتماع حضرات تفضیلیہ سے اس کا جواب نہ ہو سکا۔ یہ طبع ہو گیا ہے۔

[۳] **اشتہار نوری:** یہ ایک مفید مختصر تحریر ہے، جو وقت شیوع ندوۂ مخذولہ جس وقت بعض علمائے اہل سنت مکائد اہل ندوہ سے دھوکا کھا کر شامل ندوہ ہو گئے تھے ان کی تنبیہ اور اکثر فوائد جلیلہ پر شامل ہے۔ طبع ہو کر شائع ہو گیا۔

[۴] **تحقیق التراویح:** یہ دفع فتنۂ بعض غیر مقلدین میں اثبات بست رکعت تراویح اقوال جلیلہ فقہائے حنفیہ کرام مکمل ومرتب فرما کر شائع ہو گیا۔

تراویح میں اختلاف ہوا، حضور اقدس قدس سرہٗ نے اقوال حنفیہ کرام سے ایک رسالہ مرتب فرمایا جس کا نام تحقیق التراویح ہے۔ {فتنۂ ندویہ میں بعض مجالس کے صدر حضور قرار پائے اور آپ نے بوجہ حمایت مذہب اہل سنت منظور فرمایا۔ باوجود خلق عام ومشرب فقر بدمذہبوں سے احتراز فرماتے، ان کی صحبت سے اجتناب کا حکم دیتے۔} 'سراج العوارف فی الوصایا والمعارف' کا لمعہ ثانیہ عقائد اہل سنت قابل زیارت وحفظ ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

واجب اول تصحیح عقائد مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کہ حق منحصر در آں است بہ عزت و جلال خداوندی کہ ماو مشائخ ماو سائر اولیائے کرام در ظاہر و باطن و خلوت و جلوت بر مذہب اہل سنت و جماعت بودہ اند و ہستند و خواہند بود ہم بریں زیم و ہم بریں میریم و ہم بریں برانگیختہ شویم ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (ملخصاً)

[۵] دلیل الیقین من کلمات العارفین: تفضیل کلی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا اثبات، حضرات تفضیلیہ کے شبہات کا ازالہ نہایت ضروری وضاحت سے فرمایا۔ بڑا معتمد اور مفید رسالہ ہے، خصوصاً ان حضرات تفضیلیہ پر جو کہتے تھے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما صرف فقہا اور علمائے ظاہر کا مسلک ہے، عرفائے اہل طریقت تفضیل حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائل ہیں حجۃ اللہ ہے۔ ہر طبقے کے عرفا و صوفیا قدست اسرارہم کے اقوال سے ثابت فرمایا گیا ہے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما مسئلہ مسلمہ اہل سنت ہے۔ عام اکابر عرفا خصوصاً تاجداران مارہرہ قدست اسرارہم کی محققانہ تصریحیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ مفضلہ شیعی ہیں اور اہل سنت سے خارج۔ جو کچھ گفت وشنید ہے وہ علمائے ظاہر میں ہے یہ حضرات بلا اختلاف اسی مسلک کے سالک ہیں۔ قابل زیارت رسالہ ہے۔ بزبان فارسی ہے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ لاجواب تھا لہٰذا لاجواب ہے۔

[۶] عقیدہ اہل سنت نسبت محاربین جمل وصفین ونہروان: یہ رسالہ بزبان اردو ہے اور حسب الحکم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ تصنیف ہوا ہے۔ نہایت مفید رسالہ ہے۔ ہنوز طبع نہیں ہوا ہے۔

مذہب اہل سنت و جماعت کا اعتقاد

مسائل اعتقادیں حضور اقدس قدس سرہٗ کے رسائل موجود ہیں ''العسل المصفی فی عقائد ارباب التقی'' خاص اعتقادات ضروریہ اہل سنت میں تصنیف فرما کر طبع و تقسیم فرمایا۔

جس وقت بدایوں و بریلی کے بعض خدام سلسلہ عالیہ برکاتیہ میں تفضیل مرتضوی کا فتنہ اٹھا حضور اقدس قدس سرہٗ نے علاوہ ہدایات زبانی و بعض مختصر تحریرات کے ایک رسالہ نافعہ دلیل الیقین من کلمات العارفین تصنیف فرما کر طبع و مشتہر فرمایا اور اقوالِ عقائد حضرات مشائخ جمع فرما کر دکھایا کہ تمام صوفیہ صافیہ مذہب اہل سنت کے پابند ہیں اور یہ غلط ہے کہ صوفیہ کرام کا مسلک خلاف علمائے ظاہر ہے۔

بعض حضرات کے اس افترا پر کہ آپ کا عقیدہ آپ کے اسلاف کرام قدست اسرارہم کے خلاف ہے، حضور اقدس قدس سرہٗ نے ایک اعلان شائع فرمایا جو بعض رسائل کے آخر میں اُس وقت بھی شائع ہوا اور یہاں بھی اس کی نقل کی جاتی ہے:

اعلان نوری

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علٰی رسولہ سیدنا محمد و علٰی اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔ أما بعد

فقیر حقیر سید ابو الحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی بخدمت کافۂ انام اہل اسلام و خصوص مریدان خاندان و مریدان ذات خاص یہ خطاب کرتا ہے کہ عقیدہ اِس فقیر کا اور اسلافِ فقیر کا اور اساتذۂ فقیر کا وہی ہے جس کو فقیر بے سر و پا 'عسل مصفی' اور 'دلیل الیقین' میں ظاہر کر چکا۔ اب جو صاحب کہ خلاف اس کے ہوں ان سے فقیر بری ہے۔ و ما علینا الا البلاغ

تحریر ۳ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ [۱۸۸۶ء] من مقام گجرات بڑودہ۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قطعی افضلیت پر صوفیہ و عرفا کے اقوال

دلیل الیقین
من کلمات العارفین

تصنیف نور العارفین سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علّامہ مفتی محمّد داؤد رضوی

مولانا محمّد حارث

الحمد لله و کفی و الصلاۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی سید الاکارم الشرفاء الذي فاق العالمین فضلا و شرفا سیدنا و مولانا محمدن المصطفی و علی آلہ و صحبہ الأطائب اللطفا خصوصا علی النواب الأربعة الخلفاء أمراء المسلمین و سادات الحنفاء و علی جمیع من تابعهم في الصدق و الصفا من الاولیاء الکرام البررۃ العرفا و العلماء العظام معادن الوفا الذین راسوا الامة و بذلوا الهمة فکشفوا الغمة و أقاموا الحجة فاوضحوا المحجة و ازالوا الخفا فزادوا الکفرۃ و الضالة الفجرۃ حسرۃ و أسفا و علینا معهم صلاۃ و سلاما فیهما من کل داء شفاء.

تمام تعریفیں اللہ جل شانہ کی جو کافی ہے اور درود و سلام ہوں اس کے چُنے ہوئے بندوں پر خصوصاً شرافت و بزرگی والے سخیوں کے اس سردار پر جو فضل و بزرگی میں تمام جہانوں والوں سے فوقیت لے گئے ہمارے سردار، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی طیب و طاہر محسن و مہربان آل و صحابہ پر اور خصوصاً آپ کی نیابت کرنے والے چاروں خلفا مسلمانوں کے بادشاہوں اور ہر دین باطل کو چھوڑ کر دین اسلام کی طرف مائل ہونے والے سرداروں اور پیشواؤں پر اور صدق و وفا میں ان کی اتباع کرنے والے تمام اولیاء کرام شاسان حق صلحاء اور ایسے بزرگ علما پر جو وفا کے معادن امت (مرحومہ) کے سردار ہوئے، جنھوں نے (استخراج مسائل میں) اپنی کوشش خرچ کی اور دقائق (باریک باتیں) کھولیں اور دلائل قائم کیے اور صراط مستقیم کو روشن و واضح کیا اور پنہائیوں (مخفی رازوں) کو دور کر کے کافروں، بدکاروں کے افسوس و پشیمانی کو دُگنا کیا اور ان کی معیت میں ہم پر بھی رحمتیں برکتیں ہوں ان دونوں میں ہر بیماری سے شفا۔

امابعد!

تقصیر وکمی کا اقرار کرنے والے سید ابوالحسین احمد نوری معروف بہ میاں صاحب بن سید ظہور حسن قادری برکاتی احمد رسولی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ تعالیٰ اسے یقین والوں کا راستہ چلائے اور (یقین) والی جنتی نہر تک پہنچائے اور اسے موت تک اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے اور پرہیزگاروں کی جماعت میں اس کا حشر فرمائے اور اسے اولین میں حق کو قبول کرنے والا اور بعد کے آنے والوں میں اس کا ذکر خیر جاری فرمائے۔ اپنے تمام اصحاب (مشائخ ومریدین) کے ساتھ۔ آمین!

اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے رسولوں کے سردار حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی آل پاک اور تمام صحابہ کرام پر۔

سردست، یہ مختصر سا (لیکن نافع اور دل چسپ) رسالہ حاضر ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل کے ساتھ مسئلہ تفضیل کو ظاہر کرے گا اس طرح نقاب کشائی کرے گا اور جہان کو روشن کرنے والے آئینہ سے ادھر اُدھر کی غبار کے زنگ کو دور کر کے درمیانہ راستہ (صراط مستقیم افراط وتفریط سے پاکی والا) دکھائے گا۔

اس نظم لطیف وسخن منیف کی تالیف وتصنیف کا سبب دو مختلف فرقوں کی بے جا شورش بنی ہے جو کہ عصبیت (بے جا طرف داری) کے نشہ میں صحیح راستہ (اھل سنت وجماعت) کو ہاتھ سے کھو بیٹھے اور مقصود (غرض فاسد) کی طلب میں کہاں سے کہاں بڑھ گئے۔

ایک فرقہ حضرات شیخین کی تمام وجوہ سے تفضیل ثابت کرتا ہے اور نجاۃ الہالکین امام السالکین اسد اللہ الغالب سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے فضائل جمیلہ کو اور خصائص جلیلہ کو یک لخت (معاً) بھلا دیتا ہے۔

اے پروردگار! شاید ان کی غلطی کا منشا لفظ فضل کلی ہو جو کہ انہوں نے علماء کے کلمات میں دیکھا اور اس سے فضل من جمیع الوجوہ سمجھ بیٹھے۔(۱)

اور دوسرا فرقہ (تفضیلی) تفریط جیسے ہلاکت والے مقام میں جا پڑا۔ اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی تفضیل کو بے جا محل پر منطبق کرتا ہے اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ظاہر و باہر فضل و

بزرگی اور شرف کو ہوائے نفس (نفسانی خواہش) کی بنا پر ایک دوسری قسم پر محمول کرتا ہے۔(۲)

شاید وہ نہیں جانتا کہ حضرت صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) کی تفضیل (افضلیت) موثوق (مضبوط بدلائل) کتاب (اللہ) کی آیات اور جناب رسالت مآب (علیہ التحیۃ والسلام) کی احادیث صحابہ (کرام) کے اجماع اور (جناب) ابوتراب حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی تصریحات جلیلہ اور بارگاہ خداوندی میں مقبول بندوں کے کلمات طیبات (رب الارباب جل جلالہ وصلی اللہ علی النبی الاکرم وعلیہم اجمعین و بارک وسلم) سے بنا محکم اور اساس مستحکم کی طرح مضبوط ہے۔

پس سوائے مخالف کے اختلاف کا نقصان کس پر لگائے، ان حوادث کا چارہ (علاج وتدبیر) اور مباحث کی تنقیح علما کے کلمات سے ظاہر کرتا ہے۔ فقیر کو اس عجالہ میں انہی فرقوں کے ساتھ کام پڑا ہے (ان سے چند باتیں کرنی ہیں) جو جہالت کی بنا پر یا تجاہلاً، حضرات صوفیہ صافیہ کو اس مسئلہ میں اپنا ہم زبان اور تفضیل شیخین کے (عقیدہ) سے دور کہہ دیتے ہیں۔ حاشا وکلا ہرگز یہ ایسا نہیں۔ (وہ علماو صوفیہ کرام اس باطل عقیدہ سے پاک ہیں)

تصوف تو صرف قرآن وسنت کی اتباع کا نام ہے اور جو کوئی اس کے (قرآن وسنت) کے خلاف راستہ نکالتا ہے تو وہ شیطانی وسوسہ ہے، جو ابلیس خبیث کی تلبیس کی وجہ سے (پیدا) ہوا ہے۔ اعاذنا اللہ منه (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے)

آخر (کیا) تو نے نہیں سنا؟ کہ حضرت مولی المسلمین امام الواصلین (حضرت سیدنا علی) کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے تفضیل شیخین کو کس قدر رواضح رنگ میں رنگا (صراحتاً بیان کیا)۔ اور اس (عقیدہ) کے منکرین کو کیفر کرادرتک پہنچایا۔

پس حضرات صوفیہ (کرام) تو ان کی غلامی کے سوا سانس بھی نہیں لیتے اور ان کی غلامی (اتباع فرماں برداری) سے گردن بھی نہیں پھیرتے۔) چہ چرا وغیرہ سوال تک نہیں کرتے) لہٰذا ان اکابر کی براءت اور اظہار حق کی تجدید کو ظاہر کرنے کے لئے یہ چند ورقے صرف ان عظما کے کلام سے میں جمع کر رہا ہوں اور حضرات خلفا کی مبارک عدد کی نسبت سے تبرک کے طور پر چار فصل پر تقسیم (کرتا ہوں

ر) دلیل الیقین من کلمات العارفین (1298ھ) کے تاریخی نام سے موسوم کرتا ہوں۔

فصل اول : شیخین کی تفضیل یعنی فضل کلی اجمال کے طریقہ پر

دوسری فصل : شیخین کی بالتعیین تفضیل ذاتی ولایت و مرتبہ کاملیت میں

تیسری فصل : حضرت مولیٰ علی کی تفضیل تعدیہ ولایت اور مرتبہ مکملیت میں

چوتھی فصل : خلاصہ کلام اور کتاب کے لب لباب میں

وما توفیقی الا باللہ علیہ التوکل وبہ الاعتصام.

پہلی فصل:

شیخین کی افضلیت کلی کے اجمالی بیان میں

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

عرفاء کے سرتاج ہمارے آقا و مولیٰ جناب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے چند ارشادات صحیح بخاری شریف میں سے جو کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے۔

۱- حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کی:

أي الناس خير بعد النبي صلى الله عليه وسلم؟ قال أبو بكر. قال: قلت: ثم من؟ قال: عمر.

(الجامع الصحیح للبخاری، مناقب اصحاب النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ج ۱ ص ۵۱۸ مطبوعہ کراچی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر۔ میں نے عرض کی: پھر کون؟ تو فرمایا: حضرت عمر۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

۲- وہ (حضرت محمد بن حنفیہ) منبع ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بطریقہ تواتر روایت کرتے ہیں:[1] (کہ آپ نے فرمایا:)

افضل هذه الأمة بعد نبيها صلى الله عليه وسلم أبو بكر و بعد أبي بكر

---

[1] - یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے 32 شاگردوں نے بیان کی ہے۔

عمر۔

اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر ہیں اور حضرت ابو بکر کے بعد سب سے افضل حضرت عمر ہیں۔ (۳)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند شریف میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا:

إن عليا كرم الله تعالى وجهه صعد المنبر فحمد الله تعالى و أثنى عليه و صلى على النبي صلى الله عليه وسلم، فقال :خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر و الثاني عمر۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ا ص ۱۰۶، رقم الحدیث :۸۳۶، مؤسسۃ قرطبۃ-القاہرۃ)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجا لانے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے اور آپ پر درود شریف بھیجنے کے بعد فرمایا :اس امت میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب لوگوں سے بہتر (افضل) حضرت ابو بکر ہیں۔ان کے بعد دوسرا مرتبہ حضرت عمر کا ہے (افضلیت میں)۔

امام دارقطنی عبد بن حمید اور ابو ذر ہروی مختلف طرق سے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (کہ آپ نے فرمایا:)

دخلت على علي في بيته، فقلت :يا خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم! فقال :مهلا أبا جحيفة ألا أخبرك بخير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم أبو بكر ثم عمر إلى آخره۔

(الصواعق المحرقۃ، الباب الثالث الفصل الاول ص ۸۵ مطبوعہ مکتبۃ النوریۃ الرضویہ لاہور۔الفتح المبین، ص ۶۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اپنے دولت خانہ میں تشریف فرما تھے۔میں نے کہا :رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد تمام لوگوں سے بہترین۔تو آپ نے ارشاد

فرمایا :ابوجحیفہ!۔۔۔(صبر سے کام لو) خبردار! میں تجھے بتاتا ہوں کہ رسول اللہ (ﷺ) کے بعد تمام لوگوں سے بہتر (افضل) حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔الیٰ آخرہ

امام دار قطنی نے حضرت ابوجحیفہ سے روایت کی ہے:

أنه كان يرى أن عليا أفضل الأمة فسمع أقواما يخالفونه فحزن حزنا شديدا فقال له بعد أن أخذ يده وأدخله بيته ما أحزنك يا أبا جحيفة فذكر له فقال له ألا أخبرك بخير الأمة خيرها أبو بكر ثم عمر قال أبو جحيفة فأعطيت الله تعالى عهدا لا أكتم هذا الحديث بعد أن شافهني به على ما بقيت.

ان کا خیال تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے افضل ہیں تو انہوں نے لوگوں کو اس کی مخالفت کرتے ہوئے سنا تو سخت رنجیدہ (پریشان) ہوئے۔حضرت مولی علی ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے گھر لے گئے اور فرمایا کس چیز نے تجھے پریشان کیا ہے؟ تو انھوں نے اپنی (مذکورہ) رائے کے ساتھ لوگوں کی مخالفت کا ذکر کیا تو حضرت مولائے کائنات نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ امت میں سب سے بہتر (افضل) کون ہے۔(پھر فرمایا) سب سے بہتر (افضل) ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہما)۔حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرلیا ہے (قسم اٹھالی ہے) جب تک زندہ رہوں گا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا، بعد اس کے حضرت علی نے بالمشافہ مجھے ایسا فرمایا ہے۔

(الصواعق المحرقہ، الباب الثانی ص ۱۷۸، السنۃ لعبد اللہ بن احمد حنبل رقم الحدیث ۱۳۷۸ دار ابن القیم الدمام، تاریخ ابن عساکر، باب اخبرنا ابوسعد احمد ص ۲۰۴ تا ۲۴۴ دار الفکر بیروت)

نیز امام دار قطنی نے سنن میں اور امام ابوعمر بن عبد البر نے استیعاب میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ

وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

لا أجد أحدا فضلني على أبي بكر وعمر إلا جلدته حد المفتري۔

میں جسے پاؤں کہ وہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہو تو میں اس کو الزام تراشی کی سزا ۸۰ کوڑے ماروں گا۔

(فضائل الصحابۃ لامام احمد، رقم الحدیث ۴۹۰، ص ۲۴۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، المؤتلف والمختلف للدارقطنی، ج ۳ ص ۹۲ بیروت، الصواعق المحرقہ ص ۹۱ دار الکتب العلمیہ بیروت، کنز العمال فضائل الصحابہ، ج ۱۳، ص ۱۴، رقم الحدیث ۳۶۱۵۲ دار الکتب العلمیہ بیروت، الفتح المبین ص ۶۳ دار الفکر بیروت)

فائدہ: امام ابو عبد اللہ ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ (۴)

امام ابو القاسم طلحی کتاب السنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ آپ کو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر افضل بتاتے ہیں (یہ سن کر) آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجالائے اور ارشاد فرمایا:

يا أيها الناس أنه بلغني أن أقواما يفضلوني على ابي بكر وعمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر عليه حد المفتري۔

اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتے ہیں۔ اس بارے میں اگر میں نے پہلے حکم سنا دیا ہوتا تو یقیناً میں سزا دیتا (لیکن) آج کے بعد جسے ایسا کہتا ہوا سنوں گا وہ افترا پرداز ہوگا اس پر ۸۰ کوڑوں کی سزا ہوگی۔

(کنز العمال فضائل الصحابہ، ج ۱۳ ص ۱۱، رقم الحدیث ۳۶۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت، جامع الاحادیث، ج ۱۶ ص ۲۲۲، رقم الحدیث ۷۷۳۵ دار الفکر بیروت، ازالۃ الخفاء، ج ۱ ص ۶۸ مطبوعہ لاہور، الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸ ص ۴۸۱ طبع لاہور، الفتح المبین ص ۶۳ دار الفکر بیروت، الاعتقاد والهدایہ للبیہقی، ج ۱، ۳۶۱ مطبوعہ دار الافاق الحدیدہ بیروت، شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ رقم الاثر ۲۶۷۸، ج ۲ ص ۳۴۴ دار الحدیث قاہرہ، السنۃ لابن ابی عاصم رقم الحدیث ۹۹۳، ج ۲ ص ۱۳۷۹ المکتبۃ الاسلامی بیروت)

حیاۃ السالکین میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے افضلیت شیخین کے بارے میں آپ کا خطبہ روایت کرتے ہیں (کہ آپ نے ارشاد فرمایا)

اعلموا أن خير الناس في هذه الأمة بعد نبيها صلى الله تعالى عليه وسلم ابو بكر الصديق رضى الله تعالى عنه ولم يكن احد اولى بالاسلام ولا احب الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا اكرم علي الله عز وجل في هذه الأمة بعد نبيها صلى الله تعالى عليه وسلم منه ولا خير منه ولا أفضل في الدنيا والأخرة منه ثم أن خير الناس في هذه الأمة بعد نبيها صلى الله عليه وسلم وبعد أبي بكر الصديق عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورين ثم انا وقد رميت بها فى رقابكم وراء ظهوركم فلا حجة لكم على الله عز وجل وانا استغفر الله تعالى لى ولكم ولجميع اخواننا و بلغ ثم عليا رضي الله تعالى عنهم أن عبد الله بن سبا يفضله على أبي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فقال والله لهممت بقتله فقيل له رجل أحبك اتقتله فقال لا جرم والله لا يساكنني في بلدة أنا فيها فنفاه۔

جان لو! اور آگاہ ہو جاؤ (اے لوگو!) اس امت میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد سب لوگوں سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان سے زیادہ اسلام کے نزدیک کوئی نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی محبوب ہے اور اس اُمت میں ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عزت و بزرگی والا نہیں اور اس اُمت میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کوئی اُن سے بہتر بھی نہیں اور نہ دنیا و آخرت میں اُن سے کوئی افضل ہے پھر اس اُمت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل و بہتر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں اور پھر میں ہوں میں نے مار دیا اور اسی بات کا تیر تمہاری گردنوں (کی طرف) میں پھینک دیا اور تمہارے پیچھے بھی۔ (تمہارے بعد آنے والوں کے لیے)

(یعنی اس مسئلہ کو میں نے بہت وضاحت کے ساتھ تو آشکارا کر دیا ہے اور تمہارے ہر حاضر و غائب کے لئے ہر اعتبار سے مسئلہ کو ظاہر اور روشن کر دیا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے میں یہ (مسئلہ افضلیت خلفاء) نہیں جانتا یا مجھے اس کا علم نہیں یا مجھے مبہم معلوم تھا کہ سمجھنے میں غلطی لگ گئی)۔ پس اللہ تعالیٰ کے ہاں افضلیت کی اس ترتیب کے انکار میں تمہارے پاس کوئی حجت (بہانہ) نہ رہے۔ پھر فرمایا: میں اپنے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتا ہوں اور تم سب اپنے بھائیوں کے لیے بھی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن سبا آپ کو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر افضلیت دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ کسی شخص نے عرض کی۔ (یا حضرت) وہ تو آپ سے محبت کرتا ہے اور آپ اس کو قتل کریں گے؟! آپ نے فرمایا: اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ قسم بخدا وہ اس شہر میں نہیں رہ سکتا جس میں ہوں (تو راوی کہتے ہیں) کہ آپ نے اس کو شہر بدر کر دیا۔ (۵)

(الفتح المبین، ص ۶۹ دار الفکر بیروت۔ یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ ان کتب میں بھی موجود ہے۔ الریاض النضرۃ ص ۲۶۲ تا ۲۶۵، ج ۱ مطبوعہ لاہور، کشف الاستار وغیرہ)

امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء کاملین میں سے اکمل تھے۔ معرفت الٰہی اور قرب ذات باری تعالیٰ سے ایک وافر حصہ رکھتے ہیں۔ آپ (رضی اللہ عنہ) فقہ اکبر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

أفضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم أبو بكر الصديق، ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفان، ثم علي بن أبي طالب رضي الله تعالي عنهم اجمعين.

(فقہ اکبر، ص ۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں، پھر حضرت

عمر ابن الخطاب، پھر حضرت عثمان بن عفان، پھر حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (۶)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غنیۃ الطالبین شریف جو کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہے، اس میں مذکور ہے کہ

أفضل أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم.

تمام لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور اسی میں روافض کے عقائد کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ

و من ذلك تفضيلهم عليا على جميع الصحابة.

ان کے عقائد میں یہ بھی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام پر افضلیت دیتے ہیں۔

اور اسی میں یہ بھی ہے کہ

إنما قيل لها الشيعة لأنها تشيعت عليا و فضلوه على سائر الصحابة.

(رافضیوں کو) شیعہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے وہ اپنے آپ کو بہ تکلف حضرت علی کے گروہ میں داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حضرت علی کو تمام صحابہ پر افضلیت دیتے ہیں۔ (۷)

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ

حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ العالی اکابر عارفین میں سے تھے (وہ) نصف النہار اور روز روشن کی طرح اپنی کتاب قواعد العقائد میں فرماتے ہیں کہ

افضل الناس بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أبو بكر ثم عمر ثم

عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم.
نبی کریم (ﷺ) کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں۔ پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور حضرت علی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

فمن اعتقد جميع ذلك موقنا به كان من أهل الحق وعصابة السنة وفارق رهط الضلال وحزب البدعة.

پس جس شخص نے بھی اس سب پر اعتقاد رکھا یقین کے ساتھ وہ اہل حق اور اہل سنت و جماعت سے ہوگیا۔ اور گمراہ گروہ اور بدمذہبوں کی جماعت سے علیحدہ ہوگیا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب قواعد العقائد، ج ا، ص ۱۲۶، دارالحدیث قاہرہ، مجموعہ رسائل الامام الغزالی، ص ۱۶۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

فائدہ: امام غزالی کے اس کلام سے یہ بات ظاہر ہے کہ وہ تفضیل شیخین کی قطعیت کی طرف راہ دکھاتا ہے اور یہی امام اہل سنت ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا مختار مذہب ہے (کہ تفضیل شیخین کا عقیدہ قطعی ہے) کہ اہل سنت نے ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا ہے اور وہ اشاعرہ کہلاتے ہیں۔ (۸)

اور امام مدینہ مالک بن انس کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور اس عقیدہ پر ہمارے مشائخ بھی تھے۔ اور ہمارے نزدیک بھی یہی مقبول و پسندیدہ ہے۔

سیدنا آل الرسول الاحمدی قدس سرہ العزیز

حضرت والا جدی و شیخی و مرشدی سیدنا آل الرسول الاحمدی قدس سرہ العزیز کے متعلق میں نے سنا کہ وہ اپنے استاد جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے:
تفضیل شیخین قطعی ہے یا فرمایا کہ قطعی کے قریب ہے شک فقیر کی جانب سے ہے اور فقیر کے دوسرے اقربا میں سے ثقاہت کے ساتھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت والا سے سو سے

زائد بار سنا ہے کہ آپ بغیر کسی تردد کے فرماتے تھے۔ تفضیل شیخین قطعی ہے۔(۹)

فقیر مؤلف عفی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا ہے: اگر تفضیل شیخین ظنی بھی ہو تب مفضلہ (تفضیلیہ) کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیا جو چیز قطعی نہیں ہوتی اس کا انکار جائز ہو جاتا ہے۔

اے عزیز! اگر تفضیل قطعی ہو تو فرض کے مرتبہ میں ہے اور اگر تو ظنی فرض کر لے تو (بھی) وجوب کے مرتبہ (جگہ) میں ہے۔ فرض و واجب ہر دو کا ترک استحقاق عذاب بندہ کے گناہ گار ہونے کے اندر دونوں برابر ہیں۔(۱۰)

اس طرح مسئلہ کا اصول دین سے نہ ہونے کا کیا نقصان ہے؛ کیونکہ واجبات بھی تو اصول دین سے نہیں کیا اسی بنا پر تو ان کے ترک کو جائز سمجھے گا۔ بات بڑھتی جارہی ہے پھر جس بحث میں ہم پہلے تھے اسی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہ

حضرت شیخ اکبر محی الملۃ والدین ابن عربی رسالہ "تذکرۃ الخواص وعقیدہ اہل الاختصاص" میں فرماتے ہیں:

پس روشن ہو گیا اس کی وجہ سے جو ہم نے مسلسل کہا اور پے در پے (لگاتار) بیان کیا یعنی روشن دلیلوں سے اختصار کے طور پر اور اجمال یہ ہے کہ حضرت ابو بکر بزرگ (افضل) ہیں اور صحابہ کرام میں سے مطلقاً افضل و بزرگ تر ہیں۔ اور سب سابقہ لوگوں سے افضل ہیں (امتیوں میں سے) اور تمام آنے والے لوگوں سے (بھی) انبیاء پیغمبروں f کے بعد۔

(تذکرۃ الخواص وعقیدہ اہل الاختصاص،ص ۶۱ مخطوطہ)

اور اسی رسالہ میں ہے:

یعنی تحقیق کے ساتھ ہم نے پہلے ابو بکر h کی بزرگی (افضلیت) کو بیان کیا ہے اور آپ کی سرداری و فضیلت کو تمام صحابہ پر بیان کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ h رائے میں تمام

صحابہ سے وافر ترین ہیں اور فضل (بزرگی) میں ان سے کامل ترین ہیں اور نظر و رعایت میں ان سے بہت عمدہ ہیں۔ دین و اُمت کے لیے اور انتظام و تدبیر میں ان سب سے دانا ترین ہیں اور ہر اس چیز میں کہ جس میں مسلمانوں کی بھلائی ہے سب سے بہتر (افضل) ہیں۔ اور ہم نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آپ کے مقام و مرتبہ کو اور اکثر حالات میں نبی پاک ﷺ کا آپ کے قبول فرمانے کو اور آپ کی شریعت کی عمدہ پاسداری اس صورت پر ہے کہ جو یہاں پر ذکر کیے جانے سے مستغنی ہے۔ اور وہ ایسے امام (مقتدا) ہیں کہ جن کی امامت پر اجماع منعقد ہے اہل سبقت (صحابہ کرام) کی قبولیت اور اُن کے اجماع اُن پر راضی ہونے اور اُن کی فرماں برداری کرنے کی وجہ سے۔

حضرت شیخ ابونجیب سہروردی قدس سرہ

حضرت شیخ ابونجیب سہروردی قدس سرہ کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر زادہ و مرید سلسلہ کے مالک ہیں، آداب المریدین میں عقائد صوفیہ کے بیان میں فرماتے ہیں:
نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل البشر ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ

مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے:

ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین والمرسلین علی ذی البهجة خیر من ابی بکر۔

انبیاء و مرسلین کے بعد حضرت ابو بکر سے بہتر کسی ذات پر آفتاب نہ ہی طلوع ہوا اور نہ ہی غروب۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل ذکر صحابہ و فضلهم، ج ۱۱، ص ۲۵۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، فضائل الصحابہ، ص ۴۲ رقم

۱۳۵دارالکتب العلمیہ بیروت)

لم یفضلکم ابو بکر بکثرہ صیام و لا صلوٰۃ وانما فضلکم بشئ ءٍ وقر فی صدرہ۔

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تم سے کثرت روزوں اور نماز کی وجہ سے فضیلت نہیں لے گئے بے شک وہ فضیلت لے گئے (ایک چیز سے) جو اُن کے سینے میں ڈال دی گئی وہ تعظیم خداوند تعالیٰ ہے۔

(نوادرالاصول، ج ۳،ص ۵۵ مطبوعہ بیروت، احیاء العلوم، ج ا،ص ۷ ۳دارالحدیث قاھرہ، الاجوبہ امرضیۃ ،ج ۳،ص ۷ ۱۰۴ مطبوعہ ریاض)

پہلا وہ شخص کہ جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ہے اور اُن پر ایمان لایا ہے وہ حضرت ابوبکر ہیں پس یہ سنت حسنہ (اچھے طریقے کی بنیاد) آپ نے رکھی ہے پس جو کوئی پیغمبر a پر ایمان رکھتا ہے اور آپ کی تصدیق کرتا ہے تو وہ حضرت صدیق کی سنت پر عمل کرتا ہے۔ پس اس تصدیق اور ایمان لانے کے ساتھ جو ثواب تمام اُمت کو دیا جاتا ہے تنہا آپ کو بھی (اس سے حصہ) ملتا ہے کیونکہ یہ آپ کی سنت ہے پس اسی وجہ سے انبیاء ورسل f کے بعد یقیناً تمام اُمت پر فضیلت آپ ہی کو حاصل ہے۔

"قولہ ثم عمر" پس حضرت ابوبکر کے بعد تمام لوگوں سے بہتر (افضل) حضرت عمر ہیں "قولہ ثم عثمان" پس حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد تمام لوگوں میں بہتر (افضل) حضرت عثمان ہیں "قولہ ثم علی" پس حضرت ابوبکر وعمر وعثمان ذی النورین (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب سے بہترین (افضل) حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (انتہی ملخص)

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات معدن معانی کے دس ویں باب در ذکر فضل صحابہ برجملہ امم (صحابہ کی تمام اُمتیوں پر فضیلت) فصل ذکر درمناقب ام المومنین عائشہ k و عمارت روضہ متبرکہ میں ہے:

اور رسول پاک کے صحابہ کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے بس فقیر نے عرض کی کہ صحابہ کرام کی فضیلت تمام مومنین پر اسی صحبت (صحابیت) کی فضیلت ہے اور پس یہی کافی ہے۔
یا دوسری صفات میں ہے؟ جیسے علم، عبادت، زہد و تقوی و توکل اور ان صفات کے علاوہ بندگی۔ مخدوم عظمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس مسئلہ کا مکمل جواب یہ ہے کہ تمام مخلوق سے افضل تر مطلقاً حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کے بعد ساری مخلوق میں سے افضل انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم ہیں اور انبیاء و رسولوں کے بعد سب بنی آدم میں سے افضل اُمت محمدیہ ہے اور اُمت محمدیہ میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں آپ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔
اور دوسرا یہ بھی جاننا چاہیے کہ خواص بنی آدم یعنی انبیاء و رسل f خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور خواص ملائکہ جیسا کہ حضرت جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل عوام بنی آدم سے افضل ہیں اور عوام بنی آدم عوام ملائکہ سے افضل ہیں یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔
اب ہم اس مطلب کو بیان کرتے ہیں جو پوچھا گیا کہ تمام مومنین پر صحابہ کرام کی فضیلت ہی صحبت کی فضیلت ہے پس کافی ہے یا دوسری صفات میں جیسا کہ علم تقوی، زہد؟
جب حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہے:
"اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم."
میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، پس تم نے جس کی پیروی کی ہدایت پا گئے۔
یہ عموم پر ہے جیسے کہ تمام صحابہ پر خلفاء اربعہ کی اقتداء واقع ہوئی۔ پس دوسروں کی ہدایت ان کی اقتداء کے ساتھ مقید آئی۔ اور بہرصورت مقتدا مقتدی سے افضل ہوتا ہے اور تمام معانی میں تقاضا کرتا ہے پس صحابہ کرام کو جیسا کہ صحبت کی فضیلت حاصل ہے تمام معانی میں بھی فضیلت حاصل ہے اگرچہ صحابہ کرام تمام معانی کے ساتھ موصوف ہیں جیسا علم تقوی

زہد و ورع و توکل اور ان کی مثل دیگر صفات میں لیکن صحبت کا اثر اور اس کے فوائد دوسری تمام صفات سے بالا و برتر ہیں۔ صحابہ کرام کو صحبت کی طرف صرف منسوب کرتے ہیں نہ کہ دوسری صفات کی طرف جیسا کہ کہتے ہیں صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس اولیاء اللہ میں سے دوسروں کو صحبت کی صفت کے علاوہ دوسری صفات میں موصوف کرنا ممکن اور جائز ہے۔ البتہ جو دولت اور نعمت صحبت میں ہے خاص اسی صحبت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ عبادت اس کو کیسے حاصل کر سکتی ہے (یعنی شرف صحابیت کو)

مخدوم عظمہ اللہ جب اس حرف پر پہنچے یہ شعر زبان مبارک سے پڑھا

ماہ من گر تو مرا کس نہ کنی من چہ کنم

سنگ بے تربیت لعل شدن نتواند

اے میرے محبوب اگر تو مجھ کو کوئی چیز نہیں بنائے گا تو میں کیا کر سکتا ہوں کیونکہ بغیر تربیت کے پتھر کو لعل (ہیرا) بنانا ناممکن ہے۔

حضرت سلطان نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز

حضرت سلطان نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز اپنے ملفوظات قدسی صفات افضل الفوائد میں ذکر کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق کیوں کہتے ہیں؟ اور یہ بھی مبارک جملہ ذکر کرتے ہیں کہ

(حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ (یاروں) سے افضل تھے۔ نیز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے تو جو کچھ فرمایا حضرت صدیق نے اس کی تصدیق کی اور اسے (سب لوگوں کے سامنے) درست کہا اور آپ کی سچائی کی بہت سی باتیں (مشہور) تھیں۔ انتہی ملخصاً

حضرت سید عبد الواحد بن سید ابراہیم بلگرامی قدس سرہ

حضرت سیدنا مقتدائے شریعت و طریقت راس الاکابر والاماجد حضرت سید عبد الواحد بن سید

ابراہیم بلگرامی قدس سرہ السامی کہ فقیر کے بزرگوں اور مشائخ سے ہیں اپنی کتاب سبع سنابل شریف میں اس مسئلہ (افضلیت) کو تنقیح بلیغ و توضیح بدیع کے ساتھ ظاہر (بیان) کرتے ہیں۔ یہ کتاب ہمارے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور خطیرۃ القدس سے خزانہ ہے۔ اور اس کے اعلیٰ حروف میں (ہر) حرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہو چکا ہے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی اس دربار میں بڑی قدر و منزلت اور بلند مقام ہے۔

حضرت سیدی و جدی تاج العاشقین حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہ الشریف کاشف الاستار شریف میں حضرت مولائے موصوف (عبدالواحد بلگرامی) کے ذکر میں فرماتے ہیں:

سلوک و عقائد میں آپ کی مشہور تصنیف کتاب سنابل حاجی حرمین سید غلام آزاد سلمہ اللہ مآثر الکلام میں لکھتے ہیں:

جس وقت ۱۱۳۵ھ میں رمضان المبارک میں مؤلف اوراق نے دارالخلافہ شاہ جہاں آباد میں شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت کی۔ میر عبد الواحد کا ذکر درمیان کلام میں آگیا، حضرت شیخ نے کافی دیر میر صاحب کے فضائل و مناقب کہے اور فرمایا کہ ایک رات میں مدینہ منورہ میں اپنے بستر پر لیٹا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں اور شاہ وجیہ الدین گجراتی کے سید صبغت اللہ بروجی اکٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس اقدس میں حاضر ہیں آپ کی مجلس اقدس میں ایک شخص حاضر موجود ہے اور آپ اس کی طرف نظر کرم کرتے ہوئے مسکرا رہے ہیں اور اس سے باتیں کر رہے ہیں اور اس کی طرف بھرپور توجہ فرما رہے ہیں جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا یہ شخص کون ہے جس کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر توجہ فرماتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ میر عبد الواحد بلگرامی ہیں اور ان کی اس قدر احترام کی وجہ یہ ہے کہ کتاب سنابل (ان کی تصنیف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہوئی ہے۔ انتہی۔ ہمارے سردار کا کلام ختم ہوا۔

(کاشف الاستار، ص ۴۲، اصح التواریخ، ج ۱، ص ۱۶۸، مآثر الکلام، ص ۲۹ بحوالہ الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸، ص ۶۸۶ رضا

فاؤنڈیشن لاہور)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مصنف نے اپنی بزرگی والی کتاب اور اس عظیم سفر میں تفضیل شیخین کے مسئلہ کو ایسی تفصیل کا رنگ دیا ہے کہ مخالف منصف کے لیے توبہ ور جوع کا رجز پڑھنے کے ماسوا کوئی راستہ ہی نہیں چھوڑا۔ فقیر مولف (شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ) چیدہ چیدہ عبارتیں ذکر کرتا ہے:

(میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ نے) فرمایا کہ

اسی پر اجماع ہے کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں افضل ابو بکر صدیق ان کے بعد عمر فاروق ان کے بعد عثمان ذون النورین اور ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(سبع سنابل سنبلہ اول در عقائد و مذاہب، ص ۷ مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور)

انہوں نے فرمایا:

امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ سے مذہب اہل سنت و جماعت کی نشانی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

و تفضیل الشیخین و تحب الختنین و تری المسح علی الخفین۔

شیخین کو افضل جاننا، ختنین کے ساتھ محبت رکھنی اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا۔ (۱۱)

(سبع سنابل، ص ۹، ۱۰ مکتبہ النوریہ الرضویہ لاہور)

یعنی ختنین (حضرت عثمان و علی) کی فضیلت شیخین کی فضیلت سے کم تر ہے بے کسی نقصان و کمی کے اور شیخین کی محبت ختنین کی محبت کے ساتھ برابر ہے، بغیر کسی فرق و نقصان کے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علمائے امت کا اسی عقیدہ پر اجماع واقع ہو چکا ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ

مخدوم قاضی شہاب الدین نے تیسیر الاحکام میں لکھا کہ جو شخص امیر المومنین علی (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ (برحق) نہیں جانتا وہ خارجیوں میں سے ہے۔ (۱۲)

اور جو کوئی ان کو (حضرت علی) امیر المؤمنین ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہ) پر افضلیت دیتا ہے وہ رافضیوں میں سے ہے۔ انتھی ملخصاً و باقی تکملاً۔

(سبع سنابل، ص ۱۰ مکتبہ النوریہ الرضویہ لاہور)

انہوں نے فرمایا کہ

میں کیا ہوں کہ اس جگہ دخل دوں۔ بہر حال مذہب اہل سنت و جماعت کو بیان کرتا ہوں کہ شیخین کو ختنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ) اور تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔

اور فرمایا:

اے عزیز! اگر چہ شیخین کی فضیلت کاملہ ختنین پر بہت زیادہ سمجھنی چاہیے مگر اس طرح نہیں کے تیرے دل میں ختنین کی فضیلت کاملہ کے قاصر و ناقص ہونے کا خیال گزرے بلکہ ان کے اور تمام صحابہ کے فضائل عقول بشریہ اور افکار انسانیہ سے بہت بلند ہیں۔

اور فرمایا:

پس جب انبیاء جیسی صفات کے حامل صحابہ کرام کا اجماع واقع ہو گیا کہ شیخین کریمین افضل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) بھی اس اجماع میں شامل اور متفق تھے۔ تو فرقہ تفضیلیہ نے خود اپنے اعتقاد میں غلطی کھائی ہے۔ میرا گھربار حضرت مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے نام پر فدا اور میرے جان و دل آپ کے قدموں پر قربان ہوں۔ کون ازلی بد بخت ہے۔ جس کے دل میں محبت مرتضیٰ نہیں ہے اور کون ہے بارگاہ خداوندی کا دھتکارا ہوا۔ جو توہین مرتضیٰ کو روا رکھتا ہو مفضلہ (گروہ تفضیلیہ) نے گمان کیا ہے کہ محبت مرتضیٰ کا تقاضا آپ کو شیخین پر فضیلت دینا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ آپ کی محبت کا ثمرہ آپ کے ساتھ موافقت ہے نہ کہ مخالفت۔ (۱۳) (سبع سنابل، سنبلہ اول، ص ۱۷ مطبوعہ لاہور)

مفضلہ (فرقہ تفضیلیہ) کیا گمان کرتے ہیں کہ حضرت مولا مرتضیٰ اور تمام صحابہ (کرام) حق کو چھپاتے رہے اور اظہار حق سے خاموش رہے؟

(سبع سنابل، ص ۱۷ مطبوعہ لاہور)

اور فرمایا:
جب مفضلہ (تفضیلی گروپ) دیکھتے ہیں شیخین کی فضیلت (افضلیت) کتاب (قرآن مجید) احادیث، اجماع صحابہ اور علماء امت کے اتفاق سے مستحکم (مضبوط) ہے تو اپنے فاسد (گم راہ کن نظریات) عقائد کو چھپا دیتے ہیں۔ (سنیت کا لیبل لگا لیتے ہیں اور ہر جگہ اس کو ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور جس جگہ (رافضیت پھیلانے کا) اختیار و طاقت پاتے ہیں تو ایمانی عقائد کو بگاڑنے کی کوشش کے ساتھ مسلمانی قواعد کی تخریب کی (اساس و بنیاد اور ادلہ شرعیہ میں بگاڑ پیدا کرنے کی) بنیاد رکھ دیتے ہیں۔ (۱۴)

(سبع سنابل ص ۱۹ مطبوعہ لاہور)

اور فرمایا:
(پیری و مریدی) کے چودہ سلسلے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تک پہنچتے ہیں۔ یہ سلسلے اور خلفاء تک نہیں پہنچتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان خلفا نے کسی شخص کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی جگہ بٹھاتے۔ اس لیے کہ جب رسول اللہ (ﷺ) کے خلفاء موجود ہیں تو خلیفہ کے خلیفہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسول کی جگہ بیٹھے اور جبکہ خلافت علی المرتضیٰ (h) پر ختم ہوئی تو انہوں نے مجبوراً حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور اپنی جگہ پر بٹھایا پھر ان سے یہ سلسلے پیدا ہوئے جو سب مولیٰ علی تک پہنچتے ہیں۔ تو علی المرتضیٰ (h) کی خلافت کی باری کا مؤخر ہونا یہ سبب بنا ہو۔ تمام سلسلوں کے آپ کی طرف لوٹنے کا اور اگر ان خلفا میں سے کوئی اور متاخر ہوتا تو تمام سلسلوں کا مرجع وہی ٹھہرتا یہاں سے تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ یہ تفضیلی روافض اس قسم کی بے شمار بے ہودگیاں بکتے ہیں۔ لیکن ان کے (روافض) کے بعض بڑے (پیشوا) یہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ ہمارے دادا ہیں۔ اس وجہ سے ہم انہیں تمام خلفاء سے افضل سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کو ان پر فضیلت نہیں دیتے۔ لیکن میرے بھائی! فضل دینے کی فضیلت ان سادات کے ہاتھ میں نہیں کہ جس کو چاہیں فضل دے دیں۔ اور جس کو چاہیں ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیں بلکہ ''ذٰلک فضل اللہ

یو تیہ من یشاءُ"۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔اے عزیز! تو ان کے فضائل کیا جانے پہچانے؟۔(۱۵)

(سبع سنابل ص ۱۹۔۲۰، مطبوعہ لاہور)

نزہتہ الارواح

چند باتیں نزہتہ الارواح سے:

اس ہستی کے خلوص و تخصیص پر جو ثانی اثنین اِذ ہما فی الغار (صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے) ہیں۔وہ تمام مہاجرین وانصار کے سردار ہیں۔

نبوی اسرار کے خزانہ اور مصطفوی انوار کے اترنے (وارد ہونے) کی جگہ ہیں وہی قد أفلح المؤمنون (بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے) (جیسی صفات کے مالک) قافلے کے سردار ہیں۔اور اس لشکر کے ساتھ شریک ہیں۔(واِن جندنا لهم لغالبون) (اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا۔(کنزالایمان)

وہ تجرید کے کمبل میں کلیم صفت ہیں۔وہ خلیل سیرت اور گوشہ نشینی میں فرید یگانہ ہیں۔وہ آسمانی راز کے روشناس ہیں۔وہ معانی کے کعبہ کے محرم (واقف ہیں) آپ ثانی اثنین کے خاص ساتھی ہیں۔آپ کونین کے چاروں گوشوں کے سردار ہیں۔اور حکم (فیصلہ) کی مسند میں عادل امیر ہیں۔آخری زمانہ میں (نبی کریم (ﷺ) کے بعد) پہلے امام (پیشوا) ہیں۔استقامت کے راستہ کے صدیق ہیں اور کرامتوں کی بلندیوں کے سردار۔ مقام تجرید (گوشہ نشینی) میں ثابت قدم ہیں۔تمام اہل توحید کے دفتر کے سردار ہیں آپ کو یقین سے ثابت قدمی حاصل تھی۔

انہیں میں سے ایک حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) دین کے سپاہی تھے۔سب مقربین میں سچے تھے۔ حق تعالیٰ کی قسم! ان کی طرح سبقت لے جانے والا کوئی نہ تھا اور آپ ہی عرب و عجم کی تعریف ہیں۔(آپ کی عدالت کی وجہ سے عربیوں اور عجمی مسلمانوں کو فخر حاصل ہے) اور (اہل) بطحا و حرم کا چین و آرام ہیں۔آپ صدق (سچائی) وصیانت (حفاظت و نگہبانی) کے

کلمہ کے مظہر ہیں۔ آپ شریعت و دیانت کے محلات کے معمار (آباد کرنے والے) ہیں۔ آپ جیسا جہاں بانی (بادشاہت) کے قاعدہ کے بانی ہیں اور خلافت کے تخت کے سلیمان ثانی ہیں۔

اور ان میں سے ایک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو امام معصوم (بغیر کسی جرم کے آپ شہید کر دیئے گئے اور محفوظ عن الخطاء تھے) محترم (معزز) اور مرحوم (رحم کیے ہوئے) ہیں۔ وہ جیش عسرت (غزوہ تبوک پہ جانے والے لشکر) کا انتظام و انصرام کرنے والے اور عیش نصرت کے واسطہ و ذریعہ ہیں اور وہی ارباب حلم بردباروں کے قبلہ وکعبہ ہیں۔

اور ان کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ) مطلبی سردار اور نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا زاد (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کے بیٹے) ہیں۔ اور شجرہ ولایت کی اصل بنیاد کہ آپ رضی اللہ عنہ سے پیری مریدی کے سلسلے چلے ہیں۔ آپ ہی شجرہ نہایت کی فرع (شاخ) ہیں۔

حضرت میر عبد الواحد قدس سرہ

حضرت میر عبد الواحد قدس سرہ الماجد اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

تمام اولاد پاک، ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور متبعین (پیروکاروں) پر اجمالی تحفہ تحیات پیش کرنے کے بعد چار یاروں کا تفصیل کے ساتھ بالترتیب ذکر کیا اور ایسے (عمدہ) طریقے سے کیا (علی الترتیب افضلیت خلفاء اربعہ کو بیان کیا) ان گم راہوں (تفضیلیوں) کو اس میں کلام (اعتراض) ہے۔

حالاں کہ مصنف قدس سرہ نے خلفاء اربعہ کی ترتیب کو مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق ذکر کیا ہے۔ اور دو گم راہ مذہبوں کا صراحتاً ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک تو تفضیلی ہیں جو کہ رافضی ہیں اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر و عمر پر افضل قرار دیتے ہیں۔ اور خارجی ہیں جو کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے منکر ہیں۔ (١٦)

اور اسی میں ہے:

جاننا چاہیے کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے (۱۷) اس بات پر کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا یأتل أولوا الفضل منکم والسعة،

اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم پر فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں۔ (کنز الایمان)

جمہور مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی اسد اللہ (الغالب) رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام پر فضیلت کے بیان میں ہے۔

اور حکیم سنائی نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے:

بود چندان کرامت و فضلش

که اولوا الفضل خواند ذوالفضلش

صورت و سیرتش همه جان بود

زان ز چشم عوام پنهان بود

روز و شب ماه و سال در همه کار

ثانی اثنین إذ هما فی الغار

یعنی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) ایسی بزرگی و فضل کے مالک ہیں کہ انہیں علم و دانش کی برتری اور فضل والا کہا جاتا ہے ان کی مکمل صورت و سیرت طیبہ اور ان کی ذات پاک کا مقام لوگوں کی نگاہ سے چھپا ہوا ہے۔ دن ہو یا رات مہینہ ہو یا سال وہ تمام کاموں میں ''ثانی اثنین اذ هما فی الغار'' ہیں۔

اسی میں ہے کہ

اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابو بکر کے بعد تمام صحابہ سے افضل حضرت عمر ہیں (رضی اللہ عنہما) جاننا چاہیے کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت کے بغیر دین کی محبت (کا دعویٰ) درست نہیں۔ (۱۸)

لیکن آپ کے ساتھ ایسی محبت نہ ہو کہ باقی خلفاء راشدین کی محبت کے اندر کمی واقع ہو۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی قدس سرہ

فقیہ ابو اللیث (سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب بستان العارفین میں ہے:

قال علي رضی اللہ تعالی عنه يهلك في اثنان محب مفرط و مبغض۔

(بستان العارفین، الباب الثامن والعشرون بعد اعانتہ فی الرفض، ص ۱۳۰ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ فضائل الصحابہ، ص ۲۵۷، رقم الحدیث ۱۱۴۹، ص ۲۱۴، رقم الحدیث ۹۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، السنۃ لابن خلال، ج ۳، رقم الحدیث ۴۹۶، رقم الحدیث ۷۹۰ دار الرایۃ ریاض)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یعنی میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے۔ ایک تو وہ (جو میری) محبت میں حد سے تجاوز کرنے والا اور دوسرا (وہ جو) مجھ سے بے حد بغض رکھنے والا۔

پھر جس طرح امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت اسلام کی درستی کے لیے شرط ہے اسی طرح بقیہ خلفاء راشدین سے محبت رکھنا بھی اسلام کی درستگی کی شرط میں سے (ضروری) ہے۔ **(۱۹)**

خلفائے راشدین کی خلافت فضیلت کی ترتیب میں اختلاف کرنے والا گم راہ وزندیق

سید محمد گیسو دراز قدس سرہ

خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، سید محمد گیسو دراز قدس سرہما فرماتے ہیں:
ہمارا سچا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ (کرام) سے افضل ابوبکر ہیں۔ پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
اسی بات کو شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے "اخبار الاخیار شریف" میں بیان کیا ہے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر چشتی سمنانی قدس سرہ

حضرت سید اشرف جہانگیر چشتی سمنانی قدس سرہ رسالہ بشارۃ المریدین میں فرماتے ہیں:
تمام صحابہ (کرام) سے افضل اور سب سے بڑھ کر خلافت کے حق دار ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (میرے) فرزندوں بھائیوں ہم عقیدہ مریدوں اور محبت کرنے والوں کو معلوم ہونے چاہیے کہ میں اسی عقیدہ پر تھا اسی پر ہوں اور ہمیشہ ہمیشہ اسی پر رہنا (پسند کروں) گا۔ اس وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون و کما تموتون تحشرون۔
(روح البیان: سورہ طٰہٰ آیت ۵۳ ج ۵ صفحہ ۳۰۵ دار احیاء التراث العربی بیروت)
جیسے تم جیو (زندہ رہو) گے (ویسے ہی) مرو گے اور جیسے تم مرو گے (ویسے ہی) اٹھائے جاؤ گے اور (جیسے تم) مرو گے۔ (ویسے) ہی جمع کیے جاؤ گے (تمہارا حشر ہوگا)
اور جو شخص (اس مذکورہ ترتیب پر) عقیدہ نہیں رکھتا وہ گم راہ اور زندیق (بے دین) ہے

اور میں اسی سے بے زار ہوں اور خدا عزوجل بھی اس سے راضی نہیں۔

حضرت مولانا سید احمد بن سید محمد حسینی قدست اسرارہما

کالپی شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید احمد بن سید محمد حسینی قدست اسرارہما جو کہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ہمارے خاندان کے مشائخ میں سے ہیں وہ عقائد امام عمر نسفی کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں:

(امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد سب سے افضل بشر (بعد انبیاء علیہم السلام) (من العقائد النسفیہ ص ۲۶۲، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

میں کہتا ہوں کہ افضلیت سے یہاں مراد ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب کی زیادتی ہے۔ (۲۰) جو آپ نے اعمال خیر سے کمایا نہ یہ کہ افضلیت کا مفہوم علم اور نسب میں ان کا زیادہ ہونا ہے۔ اس لئے کہ اسم تفضیل کا صیغہ معنی مصدری میں زیادتی کے لئے وضع کیا گیا ہے اس صورت پر کہ عام ازیں وہ جمیع وجوہ سے ہو یا تمام فضائل کے اعتبار سے من حیث المجموع اختلاف اس معنیٰ میں ہوا جو ابھی آنے والا ہے۔ یہ ایک کے دوسرے پر راجح (فضیلت) والے ہونے کے لحاظ سے جزوی فضائل منافی نہیں۔ (افضلیت کا مذکورہ مفہوم)۔

(امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعد انبیاء علیہم السلام افضل البشر) حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

(العقائد النسفیہ ص ۲۶۲ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

میں کہتا ہوں کہ روافض حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی تمام صحابہ کرام پر فضیلت کے قائل ہیں یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے۔ اس لیے کہ حضرت علی نے حضرت ابو بکر وعمر کی بیعت کی تھی۔ (۲۱)

اور وہ بیعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رضا و خوشنودی کے لئے تھی نہ کہ دنیاوی کسی کام کی خاطر (اسی طرح) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخین کریمین کی اتباع و پیروی کی اور

وہ بھی دین کے معاملہ کی خاطر نہ کہ دنیا کے کسی کام کے لیے ہے اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع و پیروی نہ کی کیونکہ حق انہوں (حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ) نے اپنی طرف دیکھا (اسی وجہ سے) آپ نے انھیں ملک سے دور کر دیا۔ جبکہ یہ مخالفت والی صورت حال حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے حق میں آپ سے ظاہر نہ ہوئی۔

(امام نسفی نے فرمایا) اوران کی خلافت (نیابت) تو میں کہتا ہوں کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلفا (نائب) بھی اسی خاص افضلیت کی ترتیب پر تھے۔

(النبراس مع شرح العقائد، ص ۴۹۲، ۴۹۳ موسستہ الشرف لاہور)

فائدہ:

فقیر عفی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا ہے کہ یہ کلام بلاغت نظام تھوڑے الفاظ اور جلیل القدر معانی کے ساتھ تفضیل شیخین پر دلالت کرتا ہے اور چند دوسرے فوائد بھی وضوح (وضاحت) کے مقامات کی جلوہ گری ثابت ہوئی۔

پہلا وہ کہ تفضیل شیخین من جمیع الوجوہ اہل سنت کا مذہب نہیں اسی کے اندر نزاع واقع ہوا ہے۔ (۲۲)

دوسری بات یہ کہ تفضیل حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مذہب رافضیوں کا ہے بخلاف اہل سنت کے۔ پس جو شخص اس عقیدہ (تفضیل علی بر شیخین کریمین) کا قائل ہو اس کو سُنی نہیں کہا جاسکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرات شیخین کریمین کی حضرت مولیٰ علی i پر افضلیت دینی معاملہ ہے نہ امور دنیا سے (اور اس میں) سرکش و مغرور (رافضیوں) کی ذلت و رسوائی بھی ہے؛ کیوں کہ وہ حضرات شیخین کی فضیلت ملک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ کی تاویل کرتے ہیں اور ولایت و بزرگی کو حضرت مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے خاص جانتے ہیں۔ (۲۳)

چوتھی بات یہ ہے کہ مسئلہ افضلیت، مسئلہ خلافت سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے علمائے کرام اس کو الگ لے کر آتے ہیں (ذکر کرتے ہیں) اور وہ یہ کہتے ہیں کہ خلافت بھی افضلیت کی ترتیب

پر ہے۔(۲۴) یہ گذشتہ بیان پر محض حوالہ کے طور پر ہے۔جیسے تو کہے زید میرے پاس آیا پھر عمرو اور میرے ان دونوں کی یہی ترتیب ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں شیخین امور خلافت کے ماسوا کچھ نہیں جانتے تھے اور اصل کا (افضلیت کا دار مدار) قرب خداوندی اور عند اللہ کرامت و بزرگی ہے۔اس زمانہ ایسے نافہموں کو راہ دکھانے کے لیے (بار بار) یاد دلاتے ہیں۔

پانچویں بات یہ ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک خلافت حضرت امیر معاویہ میں حق حضرت مولیٰ علی شیر خدا حق پرست کی طرف تھا۔رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔(۲۵)

بہر حال حق واضح ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا اجتہادی تھی۔اس لیے آپ مغفور ہیں اور خطا عنادی نہ تھی کہ آپ کو فسق (گناہ) تک پہنچاتی۔اور آپ پر طعن و تشنیع کو جائز قرار دیتی۔ (۲۶)

اسی وجہ سے (علماء کرام نے) آپ کے نام نامی پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعائیہ کلمہ ذکر فرمایا۔ (۲۷)

جس طرح بقیہ تمام صحابہ کرام کے مبارک ناموں پر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دعائیہ کلمہ) کہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ صحابی بھی ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سسرالی رشتہ کا امتیاز بھی رکھتا ہو۔) کوئی شخص) سُنی بھی کہلائے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ میں سے کسی کے ساتھ بغض وعداون رکھے (کیونکہ سنیت میں یہ بات نہیں ہوسکتی) صحابہ کو بُرا بھلا اور فاسق کہا جائے؟ پیشوایان اہل سنت نے تو صاف کہا ہے کہ

"الصحابة کلھم خیار عدول لا نتکلم فیھم إلا بخیر"

تمام صحابہ بہترین لوگ اور عادل ہیں،ہم ان کا ذکر صرف خیر ہی سے کرتے ہیں۔

تو کون ہے اور تجھے کیا ہوگیا کہ صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی فضیلت پر تو انگلی اٹھاتا ہے یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے سے تو زبان بند کرتا ہے اور ہزاروں تیرے جیسے نہ کہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔(سورۃ البینۃ)

اے عزیز! آخر یہ تمام بے شمار آیات کریمہ اور ہزاروں احادیث مبارکہ جو کہ صحابہ کرام کی فضیلت اور ان کے طعنہ زنوں کی مذمت پر عموم کے طریقہ سے وارد ہوئی ہیں کسی جگہ تو نے دیکھا ہے یا سنا ہے کہ اس جگہ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے لیے یا صحابہ میں سے کسی دوسرے کے لئے استثنا فرمایا ہو اور جب ایسا نہیں ہے بس پُرمسرت ہو جا اور خوش خبری لے کہ قرآن و حدیث تیرے باطل استثنا کو جو تو نے اپنی طرف سے خدا اور رسول کے کلام میں تصرف کیا ہے تیرے منہ پر مارتے ہیں۔ (قرآن حدیث تیرا رد کرتے ہیں)

اور اس ہول ناک وعید اور جاں گداز تہدید جو ان لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہے جو صحابہ کو بُرا کہتے ہیں تیرے لیے بھی وعید کافی وافی ہے۔

فوائد الفواد شریف تالیف کردہ امیر نجم الدین حسن بن علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ میں جو کہ حضرت سلطان اولیاء مولانا نظام الملۃ والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات میں سے ہے۔[1]

(فوائد الفوائد شریف ص ۱۹۰ طبع لاہور)

سلطان اولیاء مولانا نظام الملۃ والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز

اس میں فرماتے ہیں کہ

بندہ نے عرض کی کہ حضرت امیر معاویہ کے حق میں کس طرح عقیدہ رکھنا چاہیے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ مسلمان تھے اور صحابہ کرام سے تھے اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خسر کے بیٹے تھے اور آپ کی بہن تھیں جن کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں وہ حضرت رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حرم اقدس میں تھیں۔ فقط، انتہی۔ (۲۸)

اے غافل! آنکھ کھول اور پاک نگاہ سے دیکھ کہ یہ ہے مردان خدا کا عقیدہ حضرت امیر معاویہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں (ہے)۔

---

[1] ۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ اور دیگر محققین نے موجودہ نسخوں کی صحت اور اس کی چند عبارات پر اعتراضات نقل کیے ہیں۔ ان تحریف شدہ عبارات کی معلومات اہم ہیں۔

اور ایسا ہرگز نہیں چاہیے کہ تو ان کے ان فضائل سے اپنی آنکھ کو سی لے (بند کر لے)۔
اور آتش دان جیسے سینہ میں تو کینہ کی آگ کو سلگائے۔ یقین کر کہ ایک دن خود کو تو آگ میں جلائے گا:

نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

أجرؤكم على أصحابي اجرائكم على النار۔

تمہارا میرے یاروں پر دلیری کرنا۔ تمہارا آگ دوزخ پر دلیری کرنا ہے۔

اور نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

اللہ کی لعنت ہو اس پر جو میرے صحابہ کو سب وشتم کرے۔

(فضائل الصحابة ص ۱۶، رقم الحدیث ۸۔ ۱۰ ادارالکتب العلمیہ بیروت)

اور نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

جس وقت میرے صحابہ کرام کا ذکر ہو تو خاموش ہو جاؤ اور صحابہ کی حرمت کو ملحوظ رکھو اور ان کے حال پاک میں بے جا غور وخوض مت کرو۔

پس ہلاک ہو گئے غور وخوض کرنے والے۔

اسی مناسبت پر اس مقام میں چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں جو کہ کسی مسلمان کے لئے سود مند ہوں گی پھر ہم اپنے مطلب کی طرف آئیں گے۔

امام ابراہیم بن اسماعیل بن محمد البخاری

شرح التعرف لابراہیم بن اسماعیل بن محمد البخاری فی باب التمہید میں ہے:

پس جب پیغمبروں پر وحی نازل ہوتی ہے تو اس کو وہ قبول کرتے ہیں اور اس کا ثواب پاتے ہیں اور ان کے بعد جو بھی اس پر عمل کرتا ہے تو جتنا ثواب یہ عمل کرنے والا پاتا ہے اتنا ثواب وہ پیغمبر بھی پاتے ہیں پس وہ پیغمبر تمام میں سے افضل ترین بن گئے ہیں۔ اسی وجہ سے علماء اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ ابو بکر صدیق h تمام اُمت سے افضل اسی وجہ سے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلے ایمان لانے والے حضرت ابو بکر صدیق ہیں اور

اس اچھی سنت کی بنیاد انھوں نے رکھی اور تا قیامت جو شخص بھی اس سنت پر چلا تو جتنا ثواب وہ خود پائے گا اتنا ہی ثواب حضرت ابو بکر صدیق کو ہو گا، یہاں تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبین والمرسلین علی ذی البھجۃ افضل من ابی بکر۔

نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا انبیاء علیہم السلام کے بعد کسی ایسے شخص پر جو ابو بکر سے افضل ہو۔[1]

مولانا جامی قدس سرہ

مولانا جامی ''شواہد النبوۃ'' میں ذکر کرتے ہیں کہ

جب حنین کے دن جنگ سخت ہوئی حضرت جندب رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے اور کہا: یارسول اللہ جنگ گھمسان کی ہوگئی ہے ہم کو خبر دیجئے کہ آپ کے صحابہ میں سے سب سے بڑا کون ہے تا کہ اگر ضرورت پڑ جائے تو ہم اس کو قبول کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ یہ ابو بکر صدیق میرا وزیر اور قائم مقام ہو گا اس کے بعد عمر بن خطاب میرا دوست ہے۔ اور عثمان بن عفان مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور علی میرا بھائی ہے اور قیامت کے دن میرا ساتھی ہے۔

شاہ غلام شرف الدین قادری منیری قدس سرہ

شاہ غلام شرف الدین قادری منیری قدس سرہ اپنے شیخ و مرشد کے ملفوظات مسمی بہ ''گنج فیاضی''

---

[1]۔ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ج ۲، صفحہ ۱۲۵۷، رقم الحدیث ۲۴۳۳، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۳۵ بیروت)

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تمام لوگوں سے افضل پیغمبر ہیں اور پیغمبروں کے بعد سب سے افضل لوگوں میں حضرت ابو بکر ہیں۔ (رضوی)

بمطابق ۲۲ محرم الحرام بروز جمعہ ۱۱۴۷ھ میں فرماتے ہیں کہ

مرید اہل سنت و جماعت کے طریقے پر قائم رہے یعنی خلافت ظاہری اور باطنی پر خلافت نبی پاک سے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کو پہنچی ان کے بعد حضرت عمر فاروق کو ان کے بعد حضرت عثمان کو اور ان کے بعد حضرت علی کو اور اعتقاد کو مکمل درست کرے اور اہل بیت کی محبت کو ایمان کا جز جانے اور شریعت کے طریقہ پر مستقیم رہے۔

سید آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہ

کتاب آئین محمدی جو کہ قدماء اور متاخرین کے اقوال سے بحسب حکم حضور پرنور سیدنا و مولانا و ملجانا و ماونا امام الکاملین والواصلین حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ من معجزات سید المرسلین ﷺ حضور آقائے نعمت و دریائے رحمت سیدی وسندی و ذخیرتی لیومی حضور سید آل احمد اچھے میاں مارہروی h ارضاہ اللہ وافاض علینا من الآلہ ونعمائہ جمع ہوئی ہے، اس کتاب کی عقائد اور سلاسل کی جلد میں جو کہ حضور پرنور کی اصلاح اور نظر شریف سے مشرف ہوئی ہے میں فرمایا ہے کہ

صحابہ میں سے افضل ترین حضرت ابو بکر صدیق ہیں اور شیعہ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ ہیں اور اسی کتاب میں ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی h نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے افضل ہیں اور ان کے بعد ائمہ معصومین ہیں۔

صاحب شمس العقائد

اور اسی کتاب میں شمس العقائد سے منقول ہے کہ:

الخلفاء الاربعة افضل الاصحاب و فضلهم على ترتيب الخلافة و المراد بالافضليت اكثرية الثواب.

چار یار باصفاء جو کہ خلفاء راشدین اور جانشین مصطفیٰ ہیں نبی پاک کے اصحاب میں سے افضل اور قریب ترین ہیں اور ان کی افضلیت خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے اور افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے۔

ان چار میں سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق پھر عمر پھر عثمان پھر حضرت علی ؓ ہیں۔ یہ مسئلہ اہل سنت کے نزدیک یقینیات میں سے ہے۔

اور اس کتاب میں ہے:

جاننا چاہیے کہ اہل سنت و جماعت کی تین علامتیں ہیں:

تفضیل الشیخین و حب الختنین و المسح علی الخفین

یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو افضل جاننا اور حضرت علی اور حضرت عثمان کو محبوب رکھنا اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا۔

(شرح فقہ اکبر فارسی ص ۷۵ مطبوعہ الرحیم اکیڈمی کراچی ،التمہید الابی شکور سالمی ص ۱۷۹ ،مکتبہ اسلامیہ پشاور)

اور اسی کتاب میں محبوب السالکین سے منقول ہے:

تو جان لے کہ ان تمام سلسلوں (یعنی سلسلہ طریقت) کی ابتداء بھی اسی ترتیب پر ہے، رسول الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین جد السبطین شفیع من فی الدارین محمد رسول اللہ ﷺ سے خلافت حضرت ابو بکر صدیق خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق کو پہنچی اور پھر حضور رسالت پناہ ﷺ سے حضرت عمر بن الخطاب فاروق بین الحق والباطل رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور پھر حضرت عثمان ذوالنورین جامع القرآن کو پہنچی اور پھر حضرت علی وجہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ کو پہنچی اور امیر المومنین حضرت علی سے امام حسن اور امام حسین کو پہنچی اور پھر ان سے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ تابعی کو پہنچی ۔۔الخ۔

صاحب رموز الوالہین

اور اسی کتاب میں رسالہ "رموز الوالہین" کے حوالہ سے ہے:

الولایۃ افضل من النبوۃ ای بعد النبوۃ.

یعنی ولایت نبوت کے بعد فضیلت رکھتی ہے اور اس جگہ "من" "بعد" کے معنی میں ہے۔ (۲۶)

اور اس بات پر دلیل ارشاد ربانی ہے:

"اطعمہم من جوع ای بعد جوع"

اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" واللہ ما طلعت الشمس و لا غربت علی احد بعد النبین افضل من ابی بکر۔ "

(فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم رقم الحدیث ۹،ص ۳۸ مطبوعہ دار البخاری مدینہ منورہ، الشریعۃ الآجری، رقم الحدیث ۱۳۰۹، ج ۵،ص ۱۸۴۴ مطبوعہ ریاض)

اللہ تعالیٰ کی قسم نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب، انبیاء کے بعد کسی ایسے شخص پر جو حضرت ابوبکر سے افضل ہو۔

تیسیر الکلام

اور اسی کتاب میں ہے کہ کتاب "تیسیر الکلام" میں لکھا ہے:

ومن الروافض من قال ان حب علی واہل البیت اولی من غیرہم ومنہم من قال وجب اللعن علی من خرج علی علی رضی اللہ عنہ من الصحابۃ مثل معاویۃ و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ہذا بدعۃ سیئۃ والاصح انہا کفر۔ انتہی

یعنی وہ شخص رافضیوں میں سے ہے جس نے کہا کہ حضرت علی اور اہل بیت کی محبت دوسروں سے اولیٰ ہے اور وہ بھی انہی میں سے ہے جس نے کہا کہ وہ صحابہ جنھوں نے حضرت علی کے ساتھ جنگ کی مثل حضرت معاویہ اور زبیر اور طلحہ اور عائشہ ان تمام پر لعنت واجب ہے اور یہ قبیح بدعت ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ بات کفر ہے۔

رسالہ رد روافض

اور اسی کتاب میں ہے کہ رسالہ رد روافض میں محبت میں فضیلت دینے کے بارے میں لکھا ہے:

حافظ موسیٰ نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حافظ عبد الرحمن بن مہدی انفزاری سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص حضرت صدیق اور فاروق کو حضرت ذی النورین اور حضرت علی پر فضیلت

دیتا ہے اور حضرت علی کو ان پر فضیلت نہیں دیتا البتہ حضرت علی کو ان سے زیادہ دوست رکھتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے جواب عطا فرمایا کہ اس شخص کے دل میں کوئی چیز ہے اور وہ چیز قبولیت کی رو سے نہیں ہے اور حضرت حمزہ بن مغیرہ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت سفیان ثوری سے کہا کہ میں گمان نہیں رکھتا کہ حضرت علی افضل ہیں البتہ حضرت علی کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ حضرت سفیان نے کہا تو رافضی ہے۔

شیخ الاسلام عبید بصری مالکی

اور اسی کتاب میں ہے شیخ الاسلام عبید بصری مالکی کہ جن کا تصوف اور معرفت اور نسبت مشہور ہے انھوں نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ

مشرق اور مغرب کے فقہاء مسلمین اور ائمہ دین اور اسلاف اور اخلاف نے سنت اور توحید کی اصل بات پر اجماع کیا ہے وہ یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ چودہ خصلت پر مشتمل ہے اور یہاں تک فرمایا کہ جو ان میں سے کسی چیز کی مخالفت کرے گا گویا اس نے اہل سنت و جماعت کی مخالفت کی۔

امام ابوشکور سالمی

اور اسی کتاب میں تمہید ابوشکور سالمی کے حوالہ سے ہے:

"قال اهل السنة والجماعة ان افضل الخلق بعد الانبياء والرسل والملائكة ابو بكر رضى الله عنه ثم عمر رضى الله عنه ثم عثمان رضى الله عنه ثم على رضى الله عنه.

(تمہید شریف ص ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ پشاور)

اہل سنت و جماعت نے یہ کہا ہے کہ انبیاء اور رسل اور ملائکہ کے بعد حضرت ابو بکر افضل ہیں اور پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی۔

یہاں تک فرمایا کہ

لما روی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ کان علی المنبر بالکوفۃ فقال ابنہ محمد بن حنفیۃ من خیر ھذاالامۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال ابو بکر فقال ثم من فقال عمر فقال ثم من فقال عثمان فقال ثم من فسکت علی عن ثم علی فقال لو شئت انباتکم بالرابع وسکت فقال محمد انت فقال ابوک امرء من المسلمین الخ۔انتھی ملخصاً

(تمہید شریف ص ۱۷۹ مکتبہ اسلامیہ پشاور)

یعنی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کوفہ میں منبر پر موجود تھے کہ آپ کے فرزند ارجمند محمد بن حنفیہ نے پوچھا اس اُمت میں پیغمبر ﷺ کے بعد کون افضل ہے آپ نے فرمایا ابوبکر انھوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون آپ نے فرمایا حضرت عمر انھوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون آپ نے فرمایا عثمان انھوں نے پھر پوچھا پھر اس کے بعد کون تو حضرت علی خاموش رہ گئے اس بات کے کہنے سے کہ اس کے بعد افضل علی ہے اور حضرت علی نے فرمایا اگر میں چاہوں تو چوتھے کے بارے میں تم کو خبر دوں یہ کہہ کر خاموش ہو گئے محمد بن حنفیہ نے پھر عرض کی چوتھے آپ ہو آپ نے فرمایا آپ کا باپ مسلمانوں سے ایک مرد ہے۔(۲۸)

مولانا صاحب البرکات شاہ برکت اللہ قدس اللہ سرہ

سلسلہ طیبہ برکاتیہ کے سردار سیدنا مولانا صاحب البرکات شاہ برکت اللہ قدس اللہ سرہ الشریف سے سنیوں اور رافضیوں اور خارجیوں کے مذہب کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے سنیوں کے مذہب کی تصدیق کا جواب ارشاد فرمایا:

اگر چہ اس جواب میں فضیلت کی ترتیب کی طرف تصریح نہیں کی گئی ہے البتہ اسماء مبارکہ کو آپ نے اسی ترتیب پر یاد فرمایا اور یہ ترتیب ذکر کرنے سے اسی افضلیت کی ترتیب کی یاد دہانی ہوتی ہے۔

لہٰذا رسالہ کو صاحب البرکات کے فیوض و برکات اور کلام برکت نظام سے بطور تبرک آراستہ کرنا بجا

ٹھہرا۔

سوال : ان عقائد و مذاہب کے بارے میں کہ لوگ جن کے بارے آپس میں مکابرہ کرتے ہیں کوئی سنی ہے اور کوئی رافضی ہے اور ایک خارجی تو دوسرا شیعہ ہے اور ہر شخص اپنے دلائل سے کسی نہ کسی طرف چلا جاتا ہے تو ان تمام میں سے سچائی اور صفائی کو کس مذہب پر محمول کرنا ممکن ہے۔

جواب : یہ عاجز کتب عقائد و مذہب پر (تفصیلی) آگاہی نہیں رکھتا اور کبھی اکتساب علم نہیں کیا کہ اس سے جواب دیا جائے لیکن وہ توجہ کہ جو دل نے نیازمندی سے حاصل کی ہے اور اسی پر کاربند ہے یہ ہے کہ چاروں بڑے یار سرور کونین ﷺ پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے تمام عادات و اطوار کو اپنے اندر مضبوط رکھا۔

الحاصل یہ کہ صدق محمد ﷺ نے صورت پکڑی اس کو صدیق اکبر کہتے ہیں اور عدل محمد صورت میں جلوہ گر ہوا اس کو عمر کہتے ہیں اور حیاء محمد نے شخصیت اپنائی اس کو عثمان کا نام دیتے ہیں اور محمد کے جود و علم نے جلوہ گری کی اس کو علی جانا جاتا ہے پس حقیقت میں وہی ہے کہ چار صفات میں نمودار ہوا کیونکہ اس سے پہلے یہ چاروں یار ایسے نہ تھے جیسا کہ ایمان لانے کے بعد ہوئے۔ اب تو خوب جان لے کہ ان چاروں میں سے ایک کے ساتھ نفرت نبی پاک ﷺ کے ساتھ نفرت ہے اور نبی پاک ﷺ سے نفرت خود خدا تعالیٰ عزوجل سے نفرت ہے اور یہ کفر ہے۔

اور پھر سن لے کہ اگر صدق و عدل و حیاء و علم ان چاروں میں سے کسی ایک صفت کو تو چھوڑے گا تو انسان نہیں بن پائے گا جو شخص صدق کو چھوڑتا ہے اس کو آدمی نہیں کہا جاتا اور اگر عدل سے عدول کرتا ہے تو وہ کوئی چیز شمار نہیں ہوتا اور اگر حیاء کو چھوڑتا ہے تو اس کی زندگی پر افسوس ہے اور اگر علم سے کنارہ کرتا ہے تو وہ حیوان ہے۔

پھر سن لے کہ وہ صاحب دل کہ جنھوں نے مراقبہ اور تصور کی رہبری کی ہے۔ انھوں نے کان اور آنکھ اور ناک اور منہ کو چار کتابوں چار فرشتوں اور خصوصاً چار یار کبار کے ساتھ نسبت

کی ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ آدمی اگر شغل کی حالت میں دل آنکھ کو چھوڑتا ہے تو دل کا اندھا ہے اور کان کو کھلا چھوڑ دینا دل کو گنگا کرنا ہے اور منہ کو لگام نہ دینا دل کی زبان کو گنگا کرنا ہے اور ناک کو موقوف رکھنا دل کے مشام کو اس دولت ریاحین سے محروم رکھنا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ چاہے گفتگو ظاہر کے راستہ سے ہو کہ جس کو مذہب کہتے ہیں اور چاہے باطنی جستجو کی راہ سے کہ جس کو مشرب کہتے ہیں انکار اور مخالفت والا کچھ گنجائش نہیں پاتا۔

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کے بھی دامن کرم سے وابستہ ہو جاؤ گے کامرانی و فلاح کی ڈور آپ کے ہاتھ میں آجائے گی۔ اور یہ ستارے اس ماہ تاباں سے وابستہ ہیں کہ جس نے قوت درخشندگی خورشید حقیقی سے حاصل کی ہے۔

(مشکوۃ المصابیح مع الطیبی، کتاب المناقب، ج ۱۱، ص ۲۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جستجو یم ز کجا تا کجا راہے یافت

جلوہ مہر ز سارہ و زاں ماہے یافت

میری جستجو نے کہاں سے کہاں تک راستہ کو پالیا۔ خورشید کے جلوہ سے سیارہ کو اور سیارہ سے مہ پارہ کو پالیا۔

صلوا علیه و آله و صحبه اجمعین۔ انتهی کلامه الشریف. اللهم صلی علی سیدنا محمد و علی آله و صحبه اجمعین۔

شیخ عبد القدوس گنگوہی چشتی قدس سرہ

مکتوبات قدوسیہ میں تفضیل مذاہب کے بارے میں مرقوم ہے کہ

علی کو تمام صحابہ پر فضیلت دینا رافضیت ہے۔

(مکتوبات قدوسیہ، مکتوب نمبر ۱۶۳، ص ۴۰۷ مطبوعہ لاہور)

نیز شیخ عبد القدوس گنگوہی چشتی اپنے مکتوبات میں رقم طراز ہیں:

من علامات السنة و الجماعة تفضيل الشيخين و حب الختنين فمن فضل

علی الشیخین فر شیئا کان او عرشیئا ولیا کان او عالما فھو من اھل الضلالۃ والخارج من اھل الھدایۃ واصرار العصیان یورث سلب الایمان ولعیاذ باللہ من ذالک فاین المقام و الحال فمن انکر تفضیل الشیخین ان کان انکارہ فی حد المعصیۃ فھو عاص و تجب علیہ التوبۃ وان کان انکارہ فی حد الکفر فلا عذر لہ فی الآخرۃ ولا کلام ولا بحث فیہ فانہ مردود. انتھی.

یعنی شیخین کو افضل جاننا اور ختنین سے محبت کرنا یہ اہل سنت کی نشانیوں میں سے ہے پس جس نے کسی کو شیخین پر فضیلت دی چاہے وہ عرشی ہو یا فرشی ہو چاہے ولی ہو یا عالم ہو پس وہ فضیلت دینے والا گمراہوں میں سے ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں سے خارج ہے اور گناہ پر اصرار کرنا ایمان کے سلب ہونے تک پہنچا دیتا ہے اللہ کی پناہ اس سے۔ پس اس کا کیا حال اور مقام ہوگا جو تفضیل شیخین کا انکار کرتا ہے اگر تو اس کا انکار گناہ کی حد تک ہے تو وہ گناہ گار ہے اور اس پر توبہ فرض ہے اور اس کا انکار کفر کی حد تک ہے پس اس کے لیے آخرت میں کوئی عذر نہیں ہے اور اس کے بارے کوئی کلام اور بحث نہیں ہے کیونکہ وہ مردود ہے۔

حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی قدس سرہ

حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی قدس سرہ الشریف جو کہ حضرت والا شاہ عبد الرزاق ہانسوی کے بڑے خلفا میں سے ہیں نفعنا اللہ ببرکاتہ اور آپ جیسا کوئی فاضل ہندوستان کی سرزمین سے کم ہی نکلا ہوگا۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ فقہ اکبر کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

تفضیل شیخین پر تمام اہل سنت اتفاق رکھتے ہیں اور جو قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ

لا افضل احدا علی بضعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

یعنی میں نبی پاک کے لخت جگر پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔

یہ عالم ثواب کے ساتھ مخصوص ہے سوال کے قرینہ کے ساتھ کہ فاطمۃ الزھرا افضل ہیں یا عائشہ صدیقہ افضل ہیں، ورنہ امام مالک نے اس بات پر نص کی ہے کہ ابو بکر افضل از صحابہ ہیں پھر عمر ہیں کسی بھی اہل سنت و جماعت والے سے یہ نہیں سنا گیا کہ تفضیل شیخین کا وہ منکر ہو اور اس مسئلہ میں سوائے شیعہ کے اور کوئی مخالف نہیں ہے اور امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب کیا ہے؟ امام پاک نے جواب دیا:

ان یفضل الشیخین ویحب الختنین.

فرمایا: شیخین کو فضیلت دینا اور ختنین سے محبت کرنا ہے۔

(شرح فقہ اکبر فارسی، ص ۳۹ مطبوعہ الرحیم اکیڈمی کراچی)

یہی ملک العلماء "ارکان اربعہ" میں فرماتے ہیں:

اما الشیعۃ الذین یفضلون علیا علی الشیخین ولا یطعنون فیھما کالزیدیۃ فتجوز خلفھم الصلوٰۃ لکن تکرہ کراہۃً شدیدۃً۔

البتہ وہ شیعہ جو حضرت علی کو فضیلت دیتے ہیں شیخین پر اور ان دونوں میں طعن نہیں کرتے جیسے زیدیہ ہیں پس ان کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن کراہیت شدیدہ کے ساتھ مکروہ ہے۔

(ارکان اسلام اردو، ص ۲۸۵، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ اپنے دورِ اخیر میں بہت اچھے فاضل اور بزرگ متعارف ہوئے ہیں تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ

شیعہ کا دوسرا فرقہ تفضیلیہ ہیں جو جناب مرتضیٰ کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ (یعنی عبد اللہ بن سبا یہودی) یہ فرقہ بھی اس لعین کے ادنی شاگردوں میں سے ہوئے ہیں اور کچھ اس کے وسوسہ سے انھوں نے قبول کیا ہے اور جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں تہدید فرمائی کہ اگر میں نے سن لیا کسی کے بارے میں کہ وہ مجھ کو شیخین پر فضیلت دے رہا ہے تو اس کو میں تہمت کی حد اسی کوڑے لگاؤں گا۔ (تحفہ اثناء عشریہ، ص ۱۴، مطبوعہ کراچی)

اور تفسیر فتح العزیز میں بھی آپ رقم طراز ہیں:

"سیجنبھا الاتقی" کہ اتقی وہ ہے کہ جو شریعت اور طریقت کے آداب تک کو ترک کرنے سے احتیاط اور پرہیز کرتا ہے اور گناہ سے ڈرتا ہے اور بری نیت سے بھی اجتناب کرتا ہے اور اپنے ظاہر اور باطن دونوں کو یکساں طور پر رکھتا ہے اور اتقی کا یہی معنی مرغوب ہے اور اس جگہ مفسرین کے اجماع کے مطابق اتقی سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ یہ سورہ آپ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر فتح العزیز، ج ۳، ص ۲۱۱ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ کوئٹہ)

اور اہل سنت و جماعت نے اسی لفظ کے ساتھ حضرت ابو بکر کی تفضیل کے لئے تمام اُمت پر دلیل پکڑی ہے پیغمبروں کے بعد جو کہ اس بحث سے خارج ہیں۔

اور اس تمسک کی تقریر کچھ اس طرح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے "اتقی" فرمایا ہے، اور دوسری آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم.

یعنی تم میں سے میرے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو متقی ہے۔

پس دونوں آیتوں کا اجتماعی تقاضے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اکرم الناس ہیں اللہ کریم کے نزدیک اور یہی افضلیت کا معنی ہے۔[1]

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم انصار اور مہاجرین کی جماعت کے ہم راہ سرور کونین کے دروازہ کے قریب حاضر تھے اور آپس میں فضیلت و بزرگی کے متعلق بحث کر رہے تھے، اسی اثنا میں ہماری آواز بلند ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ اپنے دولت خانہ شریف سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: تم کس کام میں مصروف ہو؟ ہم نے عرض کی کہ لوگوں کے فضائل اور بزرگی کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اسی بارے میں گفتگو کر رہے ہو تو خبر

---

[1] اس پر سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا رسالہ الزلال الانقی کا مطالعہ فرمائیں۔ جس میں تفضیلیہ کے تمام اعتراضات کے تحقیقی جوابات موجود ہیں۔ اس موضوع پر لاجواب تحقیق ہے۔

دار کسی کو ابو بکر پر مقدم مت کرنا کیونکہ وہ تم سب پر دنیا میں افضل ہیں۔

ابن السمان روایت کرتے ہیں، قال علیہ الصلاۃ و السلام:

ما طلعت الشمس و لا غربت علی احد بعد النبیین افضل من ابی بکر۔

انبیاء کے بعد کسی بشر پر سورج طلوع اور غروب نہیں ہوا کہ وہ حضرت ابو بکر سے افضل ہو۔

حافظ خطیب بغدادی حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی پاک ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب ایک ایسا شخص آرہا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں فرمایا اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی شفاعت جیسی ہو گی حضرت جابر کہتے ہیں کہ کچھ وقت ہی نہ گزرا کہ حضرت ابو بکر تشریف فرما ہو گئے۔ پس نبی پاک ﷺ اُٹھے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کو اپنی بغل مبارک میں لیا اور اُنس و محبت عطا کیا۔

تو یہاں سے معلوم ہوا جیسا کہ حضرت پیغمبر ﷺ کی رضامندی اُمت کی شفاعت میں مرکوز ہے اسی طرح حضرت ابو بکر کی رضامندی بھی اُمت کی شفاعت میں ہے کیونکہ حضرت ابو بکر کی رضا نبی پاک کی رضا میں فنا تھی۔ انتہیٰ ملخصاً

و صلی اللہ تعالیٰ علیہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

فصل دوم:

مرتبہ کاملیت اور ذاتی ولایت میں شیخین کی بالتعیین تفضیل کے بارے میں

اگرچہ شیخین کی افضلیت کے اثبات کے بعد اس مواد کی حاجت نہ تھی کیونکہ مذکورہ افضلیت معرفت اور تقرب میں پیش قدمی کے بغیر حاصل ہونا ممکن نہیں۔کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ جو شخص عرفان اور وصل کی منزل میں پیچھے رہ گیا ہو اور قربت الی اللہ کی منزل میں سبقت لے جائے اور اللہ کے نزدیک دوسرے سے جوکہ عرفان اور وصل اور تقرب اور معارج کے میدان میں بازی لے جائے اس سے یہ افضل اور اکرم اور اقدم اور بہتر ہو۔عجیب تر بلکہ ہر عجیب سے عجب یہ بات ہے کہ بارگاہ ایزدی میں مقرب اور اولیاء کرام سے اکمل ایک شخص ہو اور انبیاء ومرسلین کے بعد آسمان وزمین کا مکرم ومعظم کوئی دوسرا شخص ہو۔ایسا معنی تجویز کرنا کیا ہی بیباکی اور قیامت ہے اس ولایت کی شان رفیع پر اور مذہب بدیع پر۔پس یقینا حضرت ابوبکر وعمر کو حضرت نبوت ورسالت کے بعد پوری مخلوق سے بہتر اور افضل کہنا بعینہ کمال نفسانی اور ولایت ذاتی میں اور مقام معرفت میں فضیلت دینا ہے"کما لا یخفی علی ذی البصیرۃ"جیسا کہ اہل خرد پر روشن ہے۔

البتہ تسکین عوام الناس اور اپنے مقصد کو واضح کرنے کے لیے ائمہ باطن کے کلمات مقدسہ کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ عوام باخبر ہوجائیں کہ ان بزرگان قدس اسرارہم نے تفضیل شیخین میں کسی معنی کا اعتقاد کیا ہے۔تب بحکم"اہل البیت ابصر بما فی البیت"یعنی گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مناسب تن کو ان کے فرمان ذیشان کے سپرد کرنا اور دل کو ان کی تصدیق پر باندھنا مجبوراً کرنا پڑے گا۔اصلی مقصود کو شروع کرنے سے پہلے اس قدر جناب کے گوشہ خاطر میں یاد رہنا چاہیے کہ یہاں پر دو مقام ہیں:

۱) مقام کاملیت

مقام کاملیت یہ ہے کہ بندہ توفیق الٰہی کے ساتھ شریعت کے دامن کو استوار کرتے ہوئے خیالات فاسدہ کی تصحیح اور تصورات باطلہ کا تصفیہ کرتے ہوئے جیسا کہ تجھے معلوم ہے دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے مقامات فنا کی طرف اور پھر وہاں سے بقا کی طرف فائز ہو کر جب سیر فی اللہ اور قربت معارج کے مقام میں قدم رکھتا ہے تو اس وقت اس کو ولی اور کامل اور واصل اور عارف کہتے ہیں جو شخص اس سیر اور ترقی میں جتنا دور تک چلا جائے وہی شخص شرف معرفت اور وصول و قربت میں سب سے برتر ہوتا ہے اس ولایت کو ولایت ذاتی اور کمال نفسانی کہتے ہیں۔

۲) مکملیت

یہ ہے کہ عنایت ازلی انھی واصلین میں سے کسی ایک کو راستہ میں الجھے ہوؤں کے حال کے مطابق مقام قربت سے عالم ناسوت کی طرف نزول اور رحمت بخشتی ہے تاکہ وہ دوسروں کو اپنی ہدایت اور فیض سے کامل اور واصل کر دے۔ اس کو ولایت متعدی کہتے ہیں ہم جو شیخین کو تمام اُمت پر فضیلت دیتے ہیں وہ فضیلت مرتبہ کاملیت وصول اور قربت میں دیتے ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا اختصاص اور آپ کی فضیلت مرتبہ مکملیت اور ارشاد باطنی اور تعدیہ ولایت میں تو خود ظاہر و باہر ہے تو لہٰذا اس راہ کی خبر آنجناب کی اعانت اور مہربانی کے بغیر ناممکن ہے۔ اور جتنے بھی طریقت کے سلسلے ہیں ان میں سے ایسا کوئی ایک بھی نہیں کہ جس کو آپ کی ذات پاک سے رجوع نہ ہو (یہ دونوں مقام آپس میں واضح فرق رکھتے ہیں نہ ہی عدم تنزل تکمیل کے درجہ میں کاملین میں کچھ نقصان کرتا ہے اور نہ ہی ہر مکمل تمام کاملین سے اعلیٰ اور اکمل ہوتا ہے فضل تو فضل کرنے والے کے دست قدرت میں ہے جس پر وہ چاہتا ہے برساتا ہے) اور جو کہتے ہیں کہ کامل مکمل کامل صرف سے افضل اور اعلیٰ ہے اس کا مقام وہاں ہے کہ جب دونوں کمال ذاتی اور سیر فی اللہ میں برابر ہوں جب وہ ایک کو منصب تکمیل کے ساتھ مختص کرتا ہے تو یقیناً اس کا شرف دوسرے سے بڑھ جاتا ہے نہ کہ صرف ارشاد تکمیل کے ساتھ

امتیاز تمام کاملین سے مطلق افضلیت کا موجب بنتا ہے آخر تو غور نہیں کرتا کہ تمام صحابہ کو ذات کے تقرب کی لذات میں مشغول و مستغرق رکھا اور عالم ناسوت کی طرف تکمیل کے ارادہ سے انھوں نے اپنی سعی نہ چھوڑی اور متاخرین میں سے بہت ساروں نے ہر دور میں ہر طبقہ میں۔

ہمارے موجودہ زمانہ تک بھی اس منصب شریف تک پہنچے ہیں اور جہان والوں کو بھی مقام اقتراب تک پہنچایا ہے اور تا قیامت آتے رہیں گے اور دوسروں کو واصل کرتے رہیں گے البتہ ہرگز ان میں سے کوئی بھی اس خصوصیت کی وجہ سے صحابہ کرام سے افضل و اکمل نہیں ہوا جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بات بھی کہ حضرت ابوبکر صدیق مقام مکملیت سے بھی بہرہ مند تھے جس کے سبب سلسلہ نقشبندیہ میں اس کی شاخ مقدس پیوست ہے اور اس کا فیض عالی آج تک دنیا میں جاری ہے اور فقیر کے خاندان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ابو العالیہ سے حضرت مرتضوی کے علاوہ حضرت صدیق کے سلسلہ کی شاخ بھی داخل ہے۔ اگر تو ان چمکتے موتیوں کو سینہ میں مزین رکھتا ہے تو آ کہ تیرے اوپر ہم عارفین کے کلمات مقدسہ کے کچھ چیز ظاہر کریں اور اپنے مدعا کو کرسی انجلہ پر منقش کریں و بارک اللہ تعالیٰ و بالتوفیق کلام الملک ملک الکلام بادشاہ کا کلام بھی کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

اس خزینہ کے کھولنے کا آغاز بھی فتح خیبر کی طرح ان کان تمنا جان مراد مشکل کشا دافع بلا کے نام اقدس یعنی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی چابی سے معلوم ہوا، محدث جلیل امام محب طبری ریاض النضرۃ فی مناقب عشرہ میں حضرت اُسید بن صفوان رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک طویل حدیث جو کہ فائدہ جلیل رکھتی ہے حضرت مولا علی پاک سے ذکر کرتے ہیں وہاں پر دیکھنا کہ حضرت ابوبکر صدیق کا مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ کے نزدیک کس قدر بلند تھا اور آپ کی تفضیل کو مولی علی نے کس معنی کے ساتھ کس رنگ میں بیان فرمایا۔ اس حدیث پاک سے چند حرف یہ ہیں کہ جب صدیق اکبر نے اس عالم سے حظیرۃ القدس کی طرف رحلت فرمائی تو مدینہ منورہ آپ کی رحلت سے اس طرح گریہ وزاری میں لرزا کہ جس طرح محبوب ذی الجلال ﷺ کے وصال پاک میں لرزہ براندام ہوا تھا۔ مولا علی المرتضیٰ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے آئے اور کہا:

یرحمک اللہ یا ابابکر کنت اول القوم اسلاماً واخلصھم ایماناً واشدھم یقینا واخوفھم للہ واکثرھم مناقبا وارفعھم درجۃً واقربھم وسیلۃً واشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیاً و سمتاً و رحمۃ فضلاً واشرفھم منزلۃً واکرمھم علیہ صدقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین کذبہ الناس و مضیت بنور اللہ اذ وقفوا فاتبعوک فھدوا فواللہ لن یصاب المسلون بعد رسولک صلی اللہ علیہ وسلم ھذاانتھی ملخصاً۔

(کشف الستار مناقب ابی بکر الصدیق، ص ۱۶۵، رقم ۲۴۸۹: ، دار الرسالۃ العالمیہ دمشق)

یعنی خدا تم پر مہربانی کرے اے ابوبکر تو قوم میں سے اول تھا از روئے اسلام اور ان میں سے خالص ترین تھا ایمان میں اور قوی ترین تھا ان مین سے یقین میں اور ان کی نسبت خدا پاک سے زیادہ ڈرنے والا تھا اور از روئے مناقب تو ان سے زیادہ تھا اور درجہ کے اعتبار سے تو ان سے اعلیٰ تھا اور وسیلہ کی رو سے تو ان سے زیادہ مقرب تھا اور راہ روشن اور مہربانی اور بزرگی میں تو ان سے زیادہ نبی پاک کے مشابہ تھا اور رتبہ کے اعتبار سے تو ان سے عالی تھا۔ اور جس وقت نبی پاک کی دوسروں نے تکذیب کی تو نے اس وقت آپ کی تصدیق کی اور اللہ کے نور سے تو راستے پر گامزن ہوا جس وقت کہ دوسروں کے پاؤں سست پڑ گئے پس انھوں نے تیری پیروی کی تو پس ان کو ہدایت ملی پس اللہ کی قسم نبی پاک ﷺ کی وفات اقدس کے بعد تیری وفات کی مثل مسلمان کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوں گے۔

اب تو یہاں غور کر کہ تفضیل صدیق امور ظاہر اور حسن سیاست اور انتظام مملکت میں ہے یا امور باطن اور مغز ولایت اور روح معرفت میں ہے جو کہ خلوص ایمان قوت یقین اور رب العلمین سے شدت خوف سے عبارت ہے۔ کوئی برتری دینے والا کیا کہتا ہے کہ جو معرفت الٰہی اور وصول خدا کی دولت میں کمتر ہے قوت ایمان اور کمال یقین میں بلند و بالا ہو جائے گا جو حضرت مولیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایسے

وصف کے ساتھ متصف کرتے ہیں (جن کے ساتھ وہ متصف نہیں تھے) حالانکہ یہ خود ایک عظیم گناہ ہے
پس دونوں احتمال کے باوجود ممنوع اور محال ہے اور صدیق اکبر کی فوقیت کا انکار عرفان اور کمال میں
یہ خام خیالی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی

حجۃ الاسلام امام غزالی ''احیاء العلوم کی کتاب العلم'' میں فرماتے ہیں:

فاعلم أن ما ینال به الفضل عند الله شیء وما ینال به الشهرة عند الناس شیء آخر فلقد کان شهرة أبی بکر الصدیق رضی الله عنه بالخلافة وکان فضله بالسر الذی وقر فی قلبه وکان شهرة عمر رضی الله عنه بالسیاسة وکان فضله بالعلم بالله الذی مات تسعة أعشاره بموته وبقصده التقرب إلی الله عز وجل فی ولایته وعدله وشفقته علی خلقه وهو أمر باطن فی سره۔

(احیاء علوم الدین، بیان العلم الذی ہو فرض کفایۃ، الجزاول، ص، ۲۳، دار المعرفۃ بیروت)

یعنی پس تو جان لے کہ وہ چیز کہ جس کے ساتھ اللہ کے نزدیک فضیلت حاصل ہوتی ہے اور جن کے ساتھ لوگوں کے نزدیک شہرت پائی جاتی ہے وہ دوسری چیز ہے پس درحقیقت حضرت ابو بکر صدیق کے لیے شہرت خلافت کی وجہ سے تھی اور آپ کی فضیلت اس راز کے سبب تھی جو آپ کے دل میں جاگزیں تھا اور حضرت عمر کی شہرت سیاست کی وجہ سے تھی اور آپ کی فضیلت معرفت خدا کی وجہ سے تھی کہ جو آپ کی مرگ کے ساتھ دس میں سے نو حصے دنیا سے چلا گیا اور آپ کی فضیلت اللہ تعالیٰ کی طرف ولایت اور عدل اور شفقت کرنے میں مخلوق پر تقرب کے قصد کی وجہ سے تھی اور وہ ایک امر باطن ہے جو سر فاروقی میں ہے ۔اس ارشاد فیض کی وجہ سے اس شریعت اور طریقت کے پیشوا نے استیصال کلی پایا اور وہ بھی ہیں کہ جنھوں نے افضلیت شیخین کو ظاہری امور اور خلافت کے نظام اور حسن سیاست پر صرف محمول کرتے ہیں اور معرفت اور رب العزۃ کے قرب کی گفتگو کو اس بحث سے الگ

تصور کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت فضیلت والے مسئلہ کا دار و مدار انہی امور (معرفت خداوندی ولایت باطنی وغیرہ) کے ساتھ ہے جیسا کہ اس امام پاک نے اس کی طرف تصریح بھی فرمائی ہے۔

اور نیز احیاء العلوم شریف میں فرمایا ہے:

اذا ارتفع الحجب بالموت انقلبت المعرفة بعینها مشاہدة ویکون کل واحد علی قدر معرفة فلذالک تزید لذة الاولیاء فی النظر الیه علی لذة غیرهم بتجلیه تعالیٰ اذیتجلی لابی بکر خاصة وللناس عامة۔

جب پردے موت کے ساتھ اٹھ جاتے ہیں تو معرفت خود بہ خود مشاہدہ ہو جاتی ہے اور وہ مشاہدہ ہر ایک کو اس کی اپنی قدر و منزلت پر ہوتا ہے پس اسی وجہ سے اولیاء اللہ کی دیدار حق میں لذت دوسرے لوگوں سے فزوں تر ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ کی تجلی کے ساتھ جو کہ حضرت ابوبکر پر خصوصاً ہوگی اور دوسرے لوگوں کو عموماً ہوگی۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ الشریف "فتوحات مکیہ" میں فرماتے ہیں:

محمد صلی الله علیه وآله وسلم عبد الجامع ومامن قطب الاوله اسم یخصه زائد علی الاسم العام الذی هو عبد الله سواء کان القطب فی زمان النبوة المقطوعة اوفی ولیاء فی زمان شریفه محمد صلی الله علیه وسلم وکذالک الامامان لکل واحد منهما اسم یخصه ینادی به کل امام فی وقته هناک والامام الایسر عبد الملک والامام الایمن عبد الرب وبها للقطب وزیران فکان ابو بکر رضی الله عنه عبد الملک وعمر رضی الله عنه عبد ربه فی زمان رسول الله صلی الله علیه وسلم الی ان مات صلی الله علیه وسلم فسمی ابو بکر عبد الله وسمی عمر عبد الملک وسمی الامام الذی وزن مقام عمر عبد ربه ولا یزال الامر علی ذالک

الی یوم القیامۃ۔

یعنی محمد ﷺ عبد جامع ہیں اور اقطاب میں سے کوئی قطب ایسا نہیں مگر اس کے لیے ایک مخصوص اسم ہے جو اسم عام کے اوپر زائد ہے جو کہ عبد اللہ ہے، برابر ہے کہ وہ قطب زمان نبوت مقطوعہ میں ہو یا کہ زمان نبوت شریف میں ولی ہو اور اسی طور پر امام ہیں کہ ہر ایک کے لیے دو اسم ہیں ایک خاص کہ جس کے ساتھ امام پکارا جاتا ہے اپنے وقت میں اس جگہ اور بائیں جانب والے امام کو عبد الملک اور دائیں جانب والے کو عبد الرب کہتے ہیں اور یہ دونوں قطب کے لیے وزیر ہوتے ہیں پس ابو بکر عبد الملک تھے اور حضرت عمر عبد الرب تھے نبی پاک کے زمانہ میں اور نبی پاک کے وفات پانے کے بعد حضرت ابو بکر کا نام عبد اللہ رکھا گیا اور حضرت عمر کا نام عبد الملک رکھا گیا اور جو امام حضرت عمر کے قائم مقام رکھا گیا اس کا نام عبد الرب ہے اور تا قیامت اسی طور پر یہ کام جاری رہے گا۔

اور اسی میں فرمایا ہے:

جب کہ دو صادقین کا ایک وقت میں جمع ہونا صحیح نہیں ہے پس اسی سبب سے حضرت ابو بکر صدیق کے وصف کے ساتھ مقصود ہونے کی وجہ سے نبی پاک کے زمانہ میں آپ کے قائم نہ ہوئے پس اگر نبی پاک اس محل میں نہ پائے جاتے اور ابو بکر حاضر ہوتے تو ضرور جس جگہ رسول اللہ قائم تھے ابو بکر کو اس جگہ قائم مقام بنایا جاتا کیونکہ اس جگہ کوئی ایسا نہیں ہے آپ سے بڑا کہ جو آپ کو اس مقام سے باز رکھتا پس وہی اس وقت کا صادق اور حکم ہے اور جو کوئی بھی ابو بکر کے علاوہ ہے آپ کے ہی فرمان کے تابع ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:

حاصل یہ کہ یہ مقام ولایت کے مقامات سے ہے کہ جس کو ہم نے صدیقیت اور نبوت تشریع کے درمیان ثابت کیا ہے وہ مقام قربت ہے اور یہ خاص شمار کردہ لوگوں کے لیے حاصل ہے اور یہ نبوت تشریع سے کم اور صدیقیت سے برتر ہے درجہ میں اللہ کے نزدیک اور وہی ہے مشار الیہ اس سر کے ساتھ کہ جو ابو بکر کے سینہ میں متمکن ہوا ہے۔ پس آپ نے اسی

کے سبب تمام صدیقین پر بزرگی پائی اور یہ سر صدیقیت کی شرائط میں سے نہیں ہے اور نہ اس کے لوازم میں سے ہے پس حضرت ابوبکر اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی شخص دوسرا نہیں اور وہی صاحب صدیقیت ہے اور اسی راز کا مالک ہے۔

اور اسی فتوحات میں ہے کہ

یہ گروہ مردوں میں بہت کم ہے کیونکہ وہ مقام انتہائی تنگ ہے اور اس مقام والے کو دائمی حضوری کی محتاجی ہوتی ہے اور اس مقام کے باشندوں سے برتر ابوبکر صدیق ہیں۔

اور اسی فتوحات میں ہے کہ

جن قطبوں کی اصطلاح کی گئی ہے اس بات پر کہ ان کے لیے یہ نام ہو اور زمانہ میں ان میں سے ایک ہوتا ہے اور وہی غوث ہے اور خداوندی بارگاہ کے مقربین سے ہے اور اپنے زمانہ میں وہ جماعت کا سردار ہوتا ہے اور ان مین سے بعض کے لیے ظاہری فرمانروائی ہوتی ہے اور خلافت ظاہرہ بھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ مقام کے مطابق خلافت باطنی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور معاویہ ابن یزید اور عمر بن عبدالعزیز اور متوکل کی طرح اور ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے لیے خلافت باطنی خاص ہوتی ہے اور ظاہری میں ان کے لیے حکومت نہیں ہوتی جیسے کہ احمد بن ہارون الرشید اور ابو یزید بسطامی ہیں۔ اور دوسرے کئی اقطاب کے جن کے لیے ظاہر میں حکومت نہیں ہے بعض ان میں سے امام ہیں اور ہر زمانہ میں دو سے زیادہ امام نہیں ہوتے کیونکہ تیسرا امام نہیں ہوتا ایک کو عبدالملک اور دوسرے کو عبدالرب کا نام دیتے ہیں اور قطب کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : لما قام عبداللہ۔ یعنی جس وقت عبداللہ قائم ہوئے یعنی محمد ﷺ، اقطاب سارے کے سارے عبداللہ ہیں اور امام ہر زمانہ میں عبدالملک اور عبدالرب ہیں۔

(فتوحات مکیہ، ج ۲، ص ۹، مطبوعہ بیروت، رسائل ابن عابدین، ج ۲، ص ۲۶۵، مطبوعہ مکتبہ محمودیہ کوئٹہ)

اور یہ دونوں امام قطب کے خلیفہ ہوتے ہیں جس وقت وہ وفات پاتا ہے اور یہ دونوں وزیر

ہوتے ہیں ان میں سے ایک عالم ملکوت کے مشاہدہ پر مامور ہوتا ہے اور دوسرا عالم ملک پر۔

سیدنا حمزہ ماہروی قدس سرہ

ہمارے مرشد سیدنا حمزہ قدس سرہ اپنے بیاض مسمی بہ فص الکلمات کی جلد اول میں فرماتے ہیں:

کلمہ اللہ تعالیٰ فی احوال اولیاء اللہ ابو بکر الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم و لا ھم یحزنون۔

اللہ تعالیٰ نے اولیاء کے بارے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ (بھی ان میں سے ہیں) سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم (کنزالایمان)

حضرت ابوبکر شیخ الاسلام اور نبیوں کے بعد خیر الانام اور خلیفہ پیغمبر اور اہل تجرید کے سردار امام اور ارباب تفرید کے شہنشاہ ہیں اور آپ کی کرامات مشہور ہیں اور مشائخ نے آپ کو اربابِ مشاہدہ میں سے مقدم رکھا ہے۔آپ سرکار جب رات کو نماز پڑھتے تو قرآن کو نرم آواز میں تلاوت فرماتے اور حضرت عمر h بلند آواز میں پڑھتے تھے رسول اکرم نے ابوبکر صدیق سے پوچھا کہ کس لیے تم قرآن آہستہ پڑھتے ہو؟ آپ نے کہا:

انا اسمع من انا جیه.

یعنی میں جو سن رہا ہوں کہ کس سے سرگوشی کر رہا ہوں۔

اس وجہ سے کہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھ سے غائب نہیں ہے اور اس کے سامنے آہستہ اور اونچا سب برابر ہے اس کو صدیق کہتے ہیں۔

اور عوام الناس میں سے صدیق وہ ہے جو اس بات پر تصدیق میں کامل ہو کہ جس بات کو لے کر رسول آئے ہیں اور مقام صدیقیت سے سوائے مقام نبوۃ کے اور کوئی مقام بلند نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین.

وہ لوگ کہ جن پر اللہ پاک نے انعام فرمایا ہے وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین

ہیں۔

پس اللہ کریم نے مرتبہ نبوت اور مرتبہ صدیقیت کے درمیان کوئی دوسرا مرتبہ حائل نہیں فرمایا کہ جو اس کے درمیان خلل ڈالے اور اسی بات کی طرف نبی کریم کے قول مبارک سے اشارہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

میں اور ابو بکر نے ایک کام میں مسابقت کی، پس اگر وہ مجھ سے سبقت کرتے تو میں ان پر یقین کر لیتا لیکن میں ان سے سابق رہا تو وہ مجھ پر ایمان لے آئے۔

اور آپ فرماتے ہیں:

میں نے ہر چیز سے پہلے اپنے رب کو دیکھا۔

ہر وہ شخص کہ جس کو وحدت میں شہود حاصل ہوتا ہے پہلے اس کی نظر وجود پر پڑتی ہے۔

جس وقت صدیق اکبر نے حضرت بلال کو خریدا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بلال کی بیع میں شریک کرو، صدیق نے عرض کی: یارسول اللہ! خدا تعالیٰ تو لاشریک ہے۔

یہ بات بہت بلند ہے سمجھ میں کم آتی ہے۔

جس وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیعت کی گئی آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا، درمیان خطبہ آپ نے فرمایا:

اللہ کی قسم میں کسی رات اور دن میں حکومت پر حریص نہیں ہوا اور نہ ہی رغبت کی اور نہ ہی کبھی اللہ پاک سے اس کا سوال کیا ظاہراً اور خفیاً اور نہ ہی میرے لیے اس حکومت میں کوئی سکون ہے۔

پس اس فرقہ کی تجرید و تمکین اور فقر پر حرص اور ترک ریاست کی تمنا کی اقتدا بھی آپ ہی کی طرف سے حاصل ہوئی۔

اور اسی کتاب میں حضرت عمر کے مناقب میں فرمایا کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان والوں کے سردار اور اہل تحقیق کے امام ہیں اور محبت کے سمندر کے اندر غوطہ زن ہیں ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مشہور و معروف اور ایک

مخصوص فراست حاصل تھی۔ آپ کی فراست اور صلابت کے بارے میں پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

"الحق ینطق علی لسان عمر"

حق عمر کی زبان مبارک پر چلتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

"العزلة راحة من خلطاء السوء"

گوشہ نشینی یا کنارہ کشی باعث اطمینان وسکون ہے برے میل جول سے۔

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے کوئی چیز نہ دیکھی مگر اس کے ساتھ اپنے رب جلیل کو پایا۔

اور اسی کتاب میں ہے:

جس وقت مصر فتح ہوا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہاں کے حاکم تھے مصر کے لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ دریائے نیل کی یہ عادت ہے کہ اسی مہینہ میں ہر سال ایک کنواری لڑکی ہم اس میں پھینکتے ہیں اگر ہم ایسا نہ کریں تو وہ خشک ہو جاتا ہے۔ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی، حضرت عمر پاک نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ بھیجا:

اللہ کے بندے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے دریا نیل کو امابعد پس اگر تو اپنی طرف سے جاری ہوتا ہے تو مت چل اور اگر اللہ واحد قھار تجھ کو چلاتا ہے۔

"فاسال اللہ الواحد القھار ان تجریک"

پس میں اللہ وحدہ قہار سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری فرمادے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۶۱۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

لوگوں نے اس رقعہ کو پھینکا تو سولہ گز پانی اوپر آگیا۔ پس اس طریقت کے گروہ کی اقتداء دین میں سختی اور پیوند لگے لباس کو پہننے میں آپ کی جانب سے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق

کے بعد آپ تمام مخلوق کے امام ہیں اور اسی کتاب میں حضرت عثمان کے مناقب میں لکھا ہے کہ عثمان گنج حیاء عبد اہل صفا متعلق درگاہ رضا ابو عمر عثمان بن عفان کے فضائل اور مناقب ظاہر ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں نے جس چیز کا بھی مشاہدہ کیا تو اُس کے بعد اپنے رب کو پایا، جس وقت حضرت عثمان کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا تو حضرت حسن بن علی آپ کے پاس تلوار لیے ہوئے آئے اور کہا اگر آپ حکم دیں تو میں مسلمانوں پر تلوار کھینچوں تو حضرت عثمان نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! لوٹ جاؤ اور گھر جا کر بیٹھو، یہاں تک کہ اللہ پاک کوئی حکم بھیجے ہمیں مسلمانوں کے خون بہانے کی کوئی حاجت نہیں، اور یہ مصیبت کے آنے کے وقت اور بیزاری کے وقت تسلیم کی علامت ہے جیسا کہ نمرود نے آگ جلائی اور حضرت ابراہیم خلیل کو اس میں ڈالا تو یہاں پر حضرت عثمان حضرت خلیل کی جگہ پر ہیں اور حضرت حسن جبرائیل کی جگہ پر البتہ حضرت خلیل کو بلا کے اندر نجات ملی اور حضرت عثمان کو ہلاکت اور نجات کا تعلق بقا کے ساتھ تھا اور ہلاکت کو بھی اسی طرح پس اہل طریقت مال کے خرچ کرنے اور حیاء اور تسلیم امور کے اندر حضرت عثمان کے پیروکار ہیں۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ

امام علامہ قطب الوجود سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی جو کہ اکابر اولیاء اور اعاظم علماء کرام میں سے ہیں کتاب ''الیواقیت والجواہر'' میں فرماتے ہیں:

ان افضل الاولیاء المحمدیین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

درحقیقت اُمت محمدیہ کے سب سے بڑے ولی ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (الیواقیت والجواہر، ج ۲ ص ۳۲۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

مخدوم قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''تیسیر الاحکام'' میں لکھتے ہیں:

کوئی ولی کسی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچتا کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق حدیث پاک کی رو سے انبیاء کے بعد تمام اولیاء سے برتر ہیں اور آپ کسی پیغمبر کے درجہ تک نہیں پہنچے اور آپ کے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب ہیں اور ان کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان ہیں اور آپ کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(سبع سنابل، ص ۱۰، مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور)

جو شخص امیر المومنین حضرت علی کو خلیفہ نہیں جانتا وہ خارجیوں میں سے ہے اور جو حضرت علی کو امیر المومنین ابو بکر و عمر پر فضیلت دیتا ہے وہ روافض میں سے ہے۔ انتہی

(سبع سنابل، ص ۱۰، مطبوعہ لاہور)

اور قاضی مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کو حضرت سیدنا میر سید عبد الواحد بلگرامی افاض اللہ علینا من فیضہ السامی بھی سبع سنابل میں سند اور اعتماد کے ساتھ لائے ہیں اور خود حضرت میر قدس سرہ المنیر اسی کتاب سبع سنابل میں کہ جس کے اوصاف و اس کے عالی اوصاف میں سے کچھ بیان کیا ہے یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کے بارے میں شاہدین عدول مثل صبغۃ اللہ بروجی اور شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی چشتی اور حضرت سید حمزہ تاجدار مسند مارہرہ قدست اسرارہم المطہرہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ کتاب مستطاب نبی پاک صاحب لولاک کی بارگاہ میں مقبول ہوئی ہے۔

(آثار الاکلام، ص ۲۹، مطبوعہ لاہور، الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸، ص ۴۸۶ مطبوعہ لاہور)

حضرت سیدنا میر سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ جو حدیث کہ شیخ مخدوم شہاب الدین سہروردی نے ''عوارف المعارف'' میں نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز میرے سینہ میں ودیعت نہیں فرمائی مگر تحقیق میں نے اس کو ابو بکر

کے سینہ میں ودیعت کر دیا۔ یہ تمام صحابہ کے بارے میں ہے اور ابو بکر کے ذکر کی تخصیص از روئے شرف و فضیلت کے ہے۔ (سبع سنابل ص ۱۶، مطبوعہ لاہور)

نیز سبع سنابل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہاں سے یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ دنیا میں نہ تو مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی پیر ہوا ہے اور نہ حضرت ابو بکر جیسا کوئی مرید بنا ہے۔

(سبع سنابل ص ۱۴۔ ۱۵، مطبوعہ لاہور)

قاضی شرف الدین قادری منیری رحمہ اللہ علیہ

اور گنج فیاض مولفہ قاضی شرف الدین قادری منیری رحمۃ اللہ علیہ میں ان کا اپنے شیخ کے متعلق ایک واقعہ ماہ صفر ۱۱۴۷ھ کا مرقوم ہے کہ

حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی مخدوم سید اشرف جہانگیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتا اور کہتا کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں تو مخدوم کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہ اگر پیر تھے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور اگر کوئی مرید تھا تو وہ صرف صدیق تھا، آیئے ہم ان کے طفیل استغفار کرتے ہیں تا کہ خدا ہم کو بخش دے۔

فوائد رکنی مخدوم جہاں قدس اسرارہ

فوائد رکنی مخدوم جہاں قدس اسرارہ میں ہے کہ پیر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہونا چاہیے جو کہے کہ

"ماصب اللہ فی صدری شیئاً الا و قد صببت فی صدر ابی بکر"

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابو بکر کے سینے میں ڈال دیا۔

اور یہ صبی (اسرار کا ڈالنا) دل سے دل کی طرف تھا کہ زبان اور کان کو اس کی خبر تک نہ ہوئی خوش قسمت وہ پیر اور خوش قسمت وہ مرید جب سے یہ جہاں بنا ہے نہ کوئی ایسا پیر دیکھا ہے اور نہ کوئی ایسا مرید سنا ہے۔

حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ

مکتوبات حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ میں مکتوب نمبر ۷ میں "در بلندی ہمت مرداں خدا" میں فرماتے ہیں:

جب صدیق اکبر کو وقت نے فرصت عطا کی تو آپ نے کیا کہا:

ما الایمان یا رسول اللہ!

سبحان اللہ اس دولت جاوید کے باوجود کہ آپ کا وجود مسعود انبیاء کے بعد افضل مخلوقات ہے۔ اور باوجود اس نعمت عالی کے کہ

اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح

رسول اشرف ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی اُمت کے ایمان کو ابو بکر کے ایمان کے ساتھ تولا تو ابو بکر کا ایمان راجح (بھاری) ہو گیا۔

آپ فرماتے ہیں:

ما الایمان؟

یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟

واہ کیا ہمت عالی اور واہ کیا آنکھ ہے کہ جن کے بارے میں لوگ کہیں کہ جب تک جہاں قائم ہے نہ ان جیسا مرید دیکھا اور نہ ان جیسا کوئی پیر۔

مکتوب نمبر ۱۵ میں فرماتے ہیں:

جب کہ صدیق اکبر انبیاء کے بعد تمام مخلوق سے کامل اور افضل ہیں تو آپ نے اپنے پیر کے قدم پر قدم رکھا یہاں تک کہ کہا:

العجز من درک الادرک ادراک۔

حقیقت کو پانے سے عاجز ہو جانا ہی اصل حقیقت کو پالینا ہے۔

سیدنا شیخ شبلی قدس سرہ

مکتوب نمبر ۲۴۴ میں ہے:

شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

ہم نے صدیق اکبر کی افضلیت کا مذہب رب العالمین کے خزائن میں سے حاصل کیا ہے۔

شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ

شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ "منطق الطیر" میں فرماتے ہیں:

دین متین کے اندر حضرت صدیق کا مقام قطب حق ہے، آپ تمام کاموں میں سے سب سے سبقت لے گئے ہیں۔ اور جو کچھ حق نے بارگاہ کبریا سے ذات مصطفیٰ کے سینہ مبارک پر اتارا آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سب کا سب صدیق کے سینہ میں منتقل فرمایا اور جو کچھ آپ سرکار نے حاصل کیا یقیناً اس سے صدیق کو عطا کیا۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ "مثنوی شریف" میں فرماتے ہیں:

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا : نبی پاک کے اس فرمان کے مطابق کہ اگر کسی بشر کو اس خاص مقام میں میرے ساتھ شرکت ہوتی تو وہ ابو بکر ہوتے تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت ابو بکر صدیق علم باطن اور ولایت کے مطابق کہ جس کو علم باللہ کہتے ہیں آپ اولیائے اُمت میں سے سب سے اکمل اور افضل اور اعلم اور اعظم ہیں بلکہ پیغمبروں کے بعد آپ تمام صدیقوں سے افضل ہیں۔ اور اہل بصیرت کے پیشوا ہیں اور اسی معنی پر اجماع ہے۔ اور یہ معنی اس خیال باطن اور وہم خام کا بھی کلی طور پر قلع قمع کرتا ہے جس کو کوئی شخص اس کے برخلاف اعتقاد کرے اور حضرت صدیق کی افضلیت کی کسی دوسری بات پر تاویل کرے انتہی۔

خواجہ محمد پارسا قدس سرہ

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے ملفوظات طیبات حضرت خواجہ بہاو الدین نقشبند مسمی بہ رسالہ قدسیہ تالیف فرمایا اسی میں یہ قول مبارک آپ نے ذکر کیا ہے:

''اگر کوئی فضیلت میں بحث کرنے والا یہ کہے کہ حضرت خواجہ نقشبند نے یہ اجماع غلط نقل کیا ہے یا اس وجہ سے کہ حضرت خواجہ صاحب کی سلسلہ کی شاخ حضرت صدیق کے ساتھ وابستہ ہے اس وجہ سے حضرت خواجہ صاحب نے اکابر عارفین کے خلاف نسبت قائم کی ہے تو یہ کس قدر سخت بے ادبی اولیائے کرام کی شان میں ہے۔ اور حقیقت میں جب بات اس معترض کے برخلاف ہے تو ان بزرگوں کے اجماع کے بعد باقی کون سا چارہ رہ گیا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ

کشف المحجوب شریف میں ہے:

ان الصفا صفۃ الصدیق ان اردت صوفیا علی التحقیق۔

صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع ہے، اس کی اصل دل کو غیر اللہ سے منقطع کرنا ہے اور اس کی فرع دل کو داغدار دنیا سے خالی کرنا ہے اور یہ دونوں صفات حضرت صدیق کی ہیں۔ ثابت ہوا اہل طریقت کے امام بھی آپ ہیں۔

اسی کتاب کے ساتویں باب در ذکر ائمہ ومقتدایان طریقت میں آپ نے چار یاروں کو ترتیب کے ساتھ شمار کیا ہے اور ہر ایک یار کے مناقب ایسے الفاظ میں بیان فرمائے ہیں کہ جس سے بدعت جل کر راکھ ہو جاتی ہے اور ایمان کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ اس سے چند باتیں یہاں پر ذکر کرتے ہیں:

آپ فرماتے ہیں کہ

انہی چار طریقت کے اماموں میں سے شیخ الاسلام بعد از انبیاء خیر الانام خلیفہ پیغمبر امام وسید

اہل تجرید شہنشاہ اہل تفرید آفات انسانی سے دور امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق ہیں کہ جن کی کرامات مشہور ہیں اور آپ کے معاملات اور حقائق کے اندر آیات اور دلائل ظاہر ہیں اور تصوف کے باب کے اندر تھوڑا اس کا ذکر کیا ہے اور مشائخ کرام نے آپ کو ارباب مشاہدہ میں سے مقدم رکھا ہے قلت روایت اور حکایت کے ساتھ اور حضرت عمر کو ارباب مجاہدہ کا مقتدا رکھا ہے خصوصاً آپ کے معاملات کے اندر عادلانہ احتساب کو۔ مجاہدہ کا مقام مشاہدہ کے مقام کے پہلو میں اس طرح ہے جیسے ایک قطرہ کا مقام سمندر میں ہوتا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

هل انت الا حسنة من حسنات ابی بکر۔

آپ تو ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو۔

جب حضرت عمر حضرت ابو بکر کی خوبیوں میں سے ایک خوبی تھے حالانکہ اسلام کی عزت آپ سے تھی اب تو غور کر کہ دوسرے جہان والوں کی حالت کیا ہوگی۔ کیونکہ

یہ تو شان ہے ان کے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ

صدیق اکبر انبیاء کرام کے بعد تمام مخلوقات سے مقدم ہیں اور یہ جائز نہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی اور مقدم ہو سکے اور تمام صوفیاء کے مشائخ اسی مذہب مہذب پر ہیں۔ اور اسی کتاب میں ہے کہ تمام مسلمانوں کے دین کے امام بھی صدیق اکبر ہیں اور اہل طریقت کے بھی خصوصاً امام آپ ہیں۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ

طریقت کے اماموں میں سے۔۔۔ اصل ایمان صعلوک اہل احسان امام اہل تحقیق غریق بحر محبت ابو حفص عمر بن خطاب بھی ہیں کہ جن کی کرامات مشہور ہیں اور آپ کی فراستیں مذکور ہیں اور خصوصاً آپ صلابت اور فراست میں مشہور تھے اور اس راہ میں آپ کے لطائف ہیں اور اس معنی میں آپ کے دقائق بے شمار ہیں اور حضرت عمر کے باطنی راز اس طریقت

کے اندر بے شمار ہیں جن کو اس کتاب میں شمار کرنا ناممکن ہے حضرت عمر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص ترین صحابہ میں سے تھے اور آپ کے افعال بارگاہ خداوندی میں اس حد تک مقبول تھے کہ حضرت جبرائیل اسلام کے ابتدائی زمانہ میں رسول پاک کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق آپ کو آج کے دن عرشی عمر کے اسلام لانے پر خوش خبری دیتے ہیں پس یہ صوفیا کا گروہ پیوند لگے کپڑوں اور دین کے اندر مضبوط عمل میں حضرت عمر کے ہی پیرو ہیں اور حضرت ابو بکر کے بعد آپ ہی تمام مخلوق کے ہر بات میں امام ہیں۔ اور اسی کتاب میں حضرت سید الطائفہ شیخ المشائخ جنید بغدادی سے منقول ہے کہ توحید کے بارے میں سب سے اعلیٰ قول حضرت ابو بکر کا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات عالی صفات وہ ذات ہے کہ جس نے اپنے بندوں کے لیے سوائے عجز کے اور کوئی راستہ نہیں رکھا۔

حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی قدس سرہ

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ آداب المریدین میں فرماتے ہیں کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمام زمین والوں کے ایمان کے ساتھ ابو بکر کے ایمان کا وزن کروں تو ابو بکر کا ایمان بڑھ جائے گا۔

اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر روزوں اور نمازوں کی کثرت کی وجہ سے برتری نہیں رکھتے بلکہ اس چیز کے سبب برتری رکھتے ہیں جو ان کے سینہ میں جاگزین ہے۔

(احیاء العلوم ج ۴،ص ۷ ۳ ،دار الحدیث قاہرہ ،الاجوبۃ المرضیۃ للسخاوی ،ج ۳،ص ۷ ۱۱۴،دار الرایۃ ریاض)

اور اس وجہ سے نبی اکرم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر کے حال مبارک سے ظاہر ہوا جو دوسروں کے حال سے ظاہر نہ ہوا۔ انتہی

حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری

حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کی شرح (شرح آداب المریدین) میں فرماتے ہیں کہ

شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس خبر سے اس بات پر دلیل لاتے ہیں کہ اعضا کی حرکت سے جو عمل حاصل ہوتا ہے اس عمل سے دل کی حرکت والا عمل برتر ہے، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا ثابت ہوا کہ دل کی حرکات کے ساتھ عمل جسمانی ظاہری اعضاء کے عمل سے برتر ہے۔ وگرنہ ظاہری اعضاء کے عمل میں تو نبی پاک کے سارے صحابہ برابر تھے جیسے حضرت ابو بکر کا عمل ظاہری تھا دوسروں کا بھی اسی طرح تھا اور آپ کا قول لہٰذا ظاہراً اس بات پر تائید ہے کہ صدیق اکبر کی تمام مخلوق پر اس چیز کی وجہ سے فوقیت تھی جو چیز آپ کے دل میں ساکن تھی اور تو نہیں دیکھتا کہ آپ کا حال شریف جو کچھ نبی پاک کی رحلت کے بعد ظاہر ہوا ایسا کسی دوسرے کے حال سے ظاہر نہ ہوا اور حدیث پاک میں ہے کہ ایک دن سیدنا صدیق اکبر مسجد میں تشریف لائے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگے آؤ آپ آگے آئے پھر فرمایا آگے آؤ آپ سامنے آئے چند بار آپ نے اس طرح فرمایا اور آپ سامنے آگئے یہاں تک کہ صدیق اکبر کے زانو نبی پاک کے زانوے پاک کے برابر ہو گئے۔ ایک اعرابی اٹھا اور کہا یا رسول اللہ صدیق اکبر کو یہ تمام مرتبہ اس وجہ سے ملا ہے کہ آپ نے چالیس ہزار دینار سر عام اور چالیس ہزار دینار مخفی دیئے ہیں (صدقہ کیے ہیں) اور اگر ہم بھی ۸۰ ہزار دینار دیں تو اس مرتبہ تک پہنچ جائیں گے؟ ۔سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی! نہیں۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ اگر اس سے دوگنا دیں تو پہنچ جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اور فرمایا! اگر تم دس گنا بھی اس سے زیادہ دینار دو تو بھی اس مقام پر نہیں پہنچو گے۔ اعرابی نے عرض کیا کیوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا! کہ صدیق کا مقام اس مال کے قربان کرنے کی وجہ سے اعلیٰ نہیں ہے بلکہ اس کا مقام اس چیز کی وجہ سے برتر ہے جو اس کے دل میں جاگزیں ہے۔ اور وہ عظمت و جلال خداوندی ہے کہ جو اس کے راز میں ظاہر ہوئی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ حضرت صدیق کے لیے ایک خاص مقام تھا جو دوسروں کے لیے نہ تھا۔انتہی

نیز شرح آداب المریدین میں آیت محمد رسول اللہ۔۔۔الخ کی تفسیر میں حضرت عثمان پر اور حضرت عثمان کی حضرت علی پر تفضیل ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھر ان تینوں خلفاء کرام سے ہر ایک کے لیے خدا تعالیٰ نے ایک الگ مقام پیدا کیا مگر حضرت ابو بکر کے لیے نیا کوئی مقام سوائے ''والذین معہ'' کے اور کوئی پیدا نہ کیا۔پس جس کسی کو کوئی برتری ملی حضرت ابو بکر صدیق کے واسطے سے ملی اور تمام کو صدیق اکبر کی وجہ سے فائدہ معیت حاصل ہوا۔

حضرت مخدوم جہاں قدس سرہ

حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ ''مکتوبات صدی'' میں فرماتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق کی معرفت جو کہ انکے جلے ہوئے دل کی خوشبو مقام قدس کے رہنے والوں کے مشام تک جا پہنچی وہ کامل تر تھی ان کی لذت دوست سے بہت زیادہ تھی۔

نزہت الارواح

نزہت الارواح کے حوالہ سے پہلے بھی بات گزر چکی ہے کہ

حضرت صدیق اکبر صاحب استقامت میں اور کرامت کی بلندیوں پر فائز اور مقام تجرید کے پیشوا اور تمام اہل توحید کے سرفہرست اور حضرت صادق جل وعلا کی بارگاہ کے مقربین میں سے تھے حق کی قسم سب سے مقدم اس راہ میں آپ ہی ہیں۔

ملا جامی قدس سرہ

شواہد النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ

صدیق اکبر نے اپنے مرض کے دوران فرمایا کہ آج رات میں نے خلافت والے معاملہ کو جب سونپنے کے بارے میں بار بار استخارہ کیا اور خدا تعالیٰ سے استدعا کی کہ جس میں تیری

رضا ہو اسی میں مجھ کو توفیق عطا کرے اور آپ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا اور ایسا کون سا عقل مند ہے کہ جو باری تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کے وقت جھوٹ کو جائز سمجھے اور مسلمانوں کو جھوٹ کے ساتھ دھوکہ دینے کو جائز رکھے۔ لوگوں نے عرض کی اے خلیفہ رسول کسی کو بھی آپ کے صدق میں شک نہیں ہے جو کچھ آپ فرمانا چاہتے ہو فرما دو۔ آپ نے کہا: رات کے آخری پہر میں نیند نے مجھ پر غلبہ کیا۔ رسول اکرم ﷺ کو میں نے دیکھا آپ ﷺ دو سفید کپڑوں میں ملبوس تھے اور ان کے کنارے لپیٹے ہوئے تھے، اچانک سفید لباس سبز ہو گیا اور چمکنا شروع کر دیا اور اس کا نور ایسا چمکا کہ آنکھوں کی بینائی اس سے چلی گئی اور نبی کریم ﷺ کے دونوں طرف بلند و بالا دو مرد تھے جو کہ حسن و جمال میں با کمال تھے اور ان کا لباس نورانی تھا اور ان کی ملاقات سرور کا ساماں تھی، پس نبی اکرم ﷺ نے مجھ کو سلام کیا اور مصافحہ کے شرف سے مشرف کیا اور اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور جو بے قراری اور اضطراب میں اپنے سینہ میں پاتا تھا وہ ختم ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! تیری لازوال قربت کا بہت اشتیاق ہے، کیا ابھی وقت نہیں ہوا کہ میرے پاس تو آئے۔ میں خواب میں اس قدر رویا کہ میرے اہل خانہ نے بھی اس کو سن لیا اور پھر اس کی مجھے انھوں نے خبر بھی دی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے پاس آنے کو میرا شوق بہت زیادہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا وقت باقی ہے کہ تیرا ملاپ ہم سے ہوگا جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو خلافت کے سپرد کرنے میں اختیار بخشا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی خلافت کے لیے کس کو چنوں؟۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امت کا والی فاروق کو بنا دو جو کہ عامل صادق ہے اور زمین و آسمان میں مقبول ہے اور فرماتے ہیں سب سے زیادہ پاک ہے یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پھر فرمایا یہ دو مرد دنیا میں تیرے وزیر ہیں اور وقت وفات میں تیرے مددگار ہیں اور بہشت میں تیرے قربت دار ہیں۔ اُس کے بعد ان مردوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا کہ تو نے اس گھٹیا دنیا سے چھٹکارا پا لیا اور تو

آسمان میں بھی صدیق ہے اور فرشتوں کے مابین بھی صدیق ہے اور زمین میں بھی صدیق ہے اور مخلوقات کے درمیان بھی صدیق ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ دو مرد کون ہیں کہ ان کی مثل میں نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل ہیں۔ پس آپ ﷺ چلے گئے اور میں بیدار ہو گیا میرا رخسار آنسوؤں سے تر تھا اور میرے گھر والے میرے سرہانے کے اوپر رو رہے تھے۔

خواجہ محمد پارسا قدس سرہ

خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فصل الخطاب میں فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح دنیا والوں کا دنیا کی عزت میں فرق ہے اسی طرح عقبیٰ والوں کا بھی عقبیٰ کی عزت میں فرق ہے اور جس طرح کہ دنیا والوں کا اور عقبیٰ والوں کا دنیا اور عقبیٰ میں درجوں میں فرق ہے اسی طرح اہل اللہ کا بھی معرفت خداوندی میں فرق ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول اکرم سید الثقلین کا یہ قول مبارک کیسے درست ہوتا کہ ابو بکر نے تم سب پر صلوٰۃ وصیام کی کثرت سے فضیلت نہیں پائی پس بہ تحقیق اس نے تم پر اس چیز کے سبب فضیلت پائی جو اس کے سینہ میں قرار پکڑے ہوئے ہے اور اسی طرح مصطفیٰ کریم ﷺ کے قول مبارک کی تحقیق کس صورت میں عیاں ہوتی ہے جو آپ نے فرمایا اگر ابو بکر کے ایمان کا زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان بڑھ جائے گا۔

شاہ عبد القدوس چشتی گنگوہی قدس سرہ

شاہ عبد القدوس چشتی گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ

صدیق اکبر یار غار تھے۔ آپ کا جمال وکمال اس قدر تھا کہ کوئی متقدمین اور متاخرین اولیاء میں سے آپ کے مرتبے کو نہیں پہنچا۔

مکتوب نمبر ۸۴ میں ہے کہ

صدیق اکبر ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ کسی ولی کا ہاتھ ابتداء عالم سے موجودہ زمانہ تک آپ کے دامن اقدس تک بھی نہ پہنچا۔

مکتوب نمبر ۱۰۵ میں لکھتے ہیں کہ

غیر صحابی اگرچہ بلند مراتب تک پہنچتا ہے اور مناقب تصرف اور صاحب ولایت اور صاحب عطاء بن جاتا ہے مگر کسی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچتا کیونکہ فضل صحبت فضل کلی ہے اور یہ فضل جزی ہے اور فضل جزی فضل کلی کے برابر نہیں ہوسکتا اسی وجہ سے صدیق اکبر کو تمام عالم کے اولیاء پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے ابتداء سے انتہا تک فضل صحبت کو پایا۔

مکتوب نمبر ۱۶۱ میں ہے:

حق تعالیٰ کی تجلی انبیاء و اولیاء میں سے ہر ایک پر دنیا و آخرت میں اور عام مومنوں پر آخرت میں اس کی طاقت کے مطابق ہوگی اور اللہ تعالیٰ مخلوق کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر کے لیے خاص تجلی۔

علامہ کلاباذی بخاری قدس سرہ

شرح تعرف کے باب نمبر ۲۴ میں ہے کہ

شاید یہ تفاضل بہشت کے درجات میں ہے اور جس کسی کا درجہ بڑا ہوگا اُس کی فضیلت بھی زیادہ ہوگی جیسے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اہل جنت مقام علیین والوں کی طرف ایسے دیکھیں گے جس طرح کہ وہ ستاروں کو دیکھتے ہیں جو آسمان کے کناروں میں ہیں اور ابوبکر اور عمر انہی علیین میں سے ہیں۔

اور شاید کہ دنیا کے اندر تفاضل بمعنی مشاہدہ سیر کے ہو کہ جس کسی کا مشاہدہ سیر میں زیادہ اُس کی فضیلت بھی زیادہ جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

ابوبکر نے تم سب پر کثرت صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے فضیلت نہ پائی اور بے شک اُس نے تم پر ایک چیز کے سبب فضیلت پائی جو چیز اُس کے سینہ میں جاگزیں ہے۔

یا فرمایا:

اُس چیز کے سبب جو آپ کے دل میں قرار پکڑے ہوئے ہے یعنی اُس کے دل میں محرم ہے اور تعظیم کی مقدار مشاہدہ کی مقدار پر ہوتی ہے جتنا مشاہدہ زیادہ ہوگا تعظیم بھی اتنی زیادہ ہوگی اور اگر تعظیم زیادہ ہوگی تو شرم بھی زیادہ ہوگا اور اگر شرم زیادہ ہوگا تو خدمت بھی زیادہ ہوگی اور بے تعظیمی بے شرمی کی دلیل ہے اور بے شرمی بے تعظیمی کی وجہ سے ہے اور بے تعظیمی بے مشاہدتی کی وجہ سے ہے اور بے مشاہدتی بے ایمانی کی علامت ہے اور اسی حقیقت کے متعلق نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ حیاء ایمان میں سے ہے۔ بمنزلہ سر کے جسم سے۔ جس طرح کہ بغیر سر والے جسم کو بقاء نہیں ہوتی اسی طرح بغیر شرم کے ایمان کو بقاء نہیں ہوتی جیسے کہ مشہور ہے۔ جس میں حیاء نہیں ہے اُس میں ایمان نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں:

حضرت صدیق اکبر کے آں حضرت ﷺ کے بارے میں ادب کو دیکھئے کہ اس ادب نے آپ کو کہاں تک پہنچا دیا۔ یہ آنحضرت کے بعد ان کا قائم مقام اور اُمت کا امام بنا دیا اور اس مرتبہ تک پہنچایا کہ جس جگہ کوئی شخص نہ پہنچا۔ انتہی

محمد جان تاشکندی قدس سرہ

خاتم الاولیاء حضرت سیدنا قبلہ عارفین کعبہ واصلین حضور سیدنا مولانا سید شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کتاب مستطاب ''آئین محمدی شریف'' میں ترغیب المعرفۃ مصنفہ محمد جان تاشکندی کی فصل دوم کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''الصفا صفۃ الصدیق ان اردت صوفیا علی التحقیق''

جب کہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع ہے اس کی اصل دل کو اغیار سے منقطع کرنا ہے اور اس کی فرع کو دنیا غدار سے خالی کرنا ہے اور یہ صدیق اکبر کی صفت ہے اس وجہ سے کہ

نبی کریم کے بعد اہل طریقت کے امام آپ ہیں اور آپ h کے انقطاع دل کی اغیار سے
یہ نشانی ہے کہ تمام صحابہ نبی کریم کے جانے کے وقت شکستہ دل ہو گئے اور حضرت عمر نے
تلوار کھینچ لی اور کہا جو نبی پاک ﷺ کو کہے گا کہ آپ وفات پا گئے ہیں تو میں اس کا سر کاٹ
دوں گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہا خبر دار! حضرت محمد ﷺ پاک
بندہ تھے پس بے شک حضرت محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں اور رب محمد جل وعلا و ﷺ حی
لایموت ہے۔ اس وقت آپ نے یہ آیت پاک پڑھی:

''وَمَا محمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ.''

یعنی جب یہ دل فانی میں باندھے گا تو فانی کے فنا ہو جانے سے اس کو بھی فنا ہونا پڑے گا
اور اگر باقی کے اندر وہ دل کو لگائے گا جب نفس فنا ہو جائے گا تو وہ بقا کے ساتھ باقی رہے گا
جیسے محمد پاک ہیں پس شکستہ دل کے لیے کچھ گنجائش نہیں۔

اور حضرت صدیق کی دنیا سے خالی ہونے کی نشانی یہ ہے جو کچھ گھر میں پڑا تھا سب اٹھا کر
نبی پاک ﷺ کے سامنے لائے اور ایک کمبل اوڑھے ہوئے آئے، رسول پاک ﷺ
نے کہا: اے ابو بکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کے آئے ہو؟ تو آپ نے کہا: اللہ
اور اس کا رسول، یعنی دو لامتناہی خزانے ایک محبت حق تعالیٰ اور دوسرا متابعت
مصطفی ﷺ۔

آپ صوفی صادق ہیں اور اس بات کا انکار دراصل حق کا انکار ہے اور واضح مکابرہ ہے بلکہ
مکابرہ سے بھی بدتر ہے، کیوں کہ صدیق اکبر نے اس صدق وصفا کو نبی اکرم ﷺ کی محبت
اور خدمت کے طریق سے حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تلقین فرمائی اور یہ طریقہ اس
وقت تک لگاتار طریقت کے مقتدیوں اور شریعت کے عاملین میں وراثت کے طور پر
پہنچا ہے جیسا کہ علما پر مخفی نہیں اور بھی ارشاد فرمایا! صاحب لولاک نے طریقت کی سند کی بنیاد
رکھی اور خلفائے راشدین کو خلافت عطا فرمائی حضرت ابو بکر صدیق نے لواء سلطنت کو اٹھایا
اور احکام شریعت کو دل میں بٹھایا لیکن اپنے باطن سے کسی کو خبر نہ کی اور کچھ اثر ظاہر نہ

کیا۔ظاہری طور پر تو موجود تھے مگر باطنی طور کشتہ خنجر نگاہ تھے ۔جیسا کہ نبی پاک نے فرمایا کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ مردہ کو چلتا پھرتا دیکھے تو ابو بکر کو دیکھے ۔اس حد تک اپنے آپ سے تو فنا ہو گئے مگر حق تعالیٰ کی بقا کے ساتھ باقی ہو گئے ۔کہ آپ کا ایمان سب لوگوں کے ایمان پر غالب آگیا تب نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابو بکر کے ایمان کو پوری اُمت کے ایمان کے ساتھ وزن کروں تو ابو بکر کا ایمان غالب آجائے گا ۔ولایت میں کمال درجہ تک پہنچ چکے تھے کہ کوئی اس درجہ تک نہ پہنچا لیکن اپنی معرفت کا اظہار نہ کیا اور ایک سلسلہ ولایت کا حضرت ابو بکر سے ظاہر ہوا۔

پھر حضرت ابو بکر ظاہر سلسلہ کو چھوڑ کر جو باطن کے ساتھ پیوست ہو گئے اور مخلوق سے چھپ گئے ۔آپ کی خلافت اور عدالت حضرت عمر پاک کے پاس آگئی آپ نے لوائے سلطنت کو قائم کیا اور عدل وانصاف کو روا رکھا جیسا کہ اس کی شرط تھی اور اپنی نسبت رسول خدا کے ساتھ استوار کی اور کسی اور کو اس میں حصہ نہ بخشا اور اپنی ہر تکمیل پا کر ظاہری فرمانروائی سے باطن کی طرف محجوب ہو گئے ۔الی آخرہ

سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہ

اور بھی ارشاد آئین محمدی میں مرقوم ہے کہ

اگر کوئی تجھ سے پوچھے کہ پیر کن صفات والا ہونا چاہیے اور مرید کیسے عادات واطوار والا ہو تو پیر حضرت محمد مصطفی جیسا ہو کہ جنھوں نے اپنے آپ کو فنا کر کے حق کی بقا حاصل کر لی تھی اور مرید صدیق اکبر کی مانند ہو کہ ہمیشہ آنحضرت کی فرماں برداری میں رہے ۔

اس آئین محمدی میں باب المحبۃ شاہد صادق سے منقول ہے :

قال اللہ تعالیٰ :ثانی اثنین اذھما فی النار اذیقول.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا صرف دو جان تھے وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔(کنز الایمان)

تو جان کہ صحبت سنت مؤکدہ ہے کیونکہ صحبت کی برکت کی وجہ سے صحابہ کرام کا مرتبہ تمام اہل اسلام سے بلند اور بالا ہوگیا، اور جن صحابہ کا رتبہ بلند تھا وہ کثرت عبادت سے نہ تھا جس پر خود قول رسول کریم دلیل ہے کہ ابو بکر نے کثرت صوم وصلاۃ سے فوقیت نہیں پائی لیکن ایک شے کے ساتھ جو چیز آپ کے دل میں قرار پکڑے ہوئے تھی اور وہ استقرار جو کہ اعلیٰ صحبت کی وجہ سے ہے۔ نبی پاک ہی کی صحبت کی وجہ سے ہے۔

آپ نے اسی کتاب آئین محمدی شریف میں ایک حکایت نقل فرمائی اس کا ذکر کرنا ہم نے مناسب سمجھا۔

بعض اکابر سے نقل کیا جاتا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ طلب کی خداوندی علامت یہ ہے کہ دل ہمیشہ آتش محبت سے جل کر کباب بنا ہوا ہو اور ہمیشہ محبت کی گرمی سے متصف رہے گویا کہ اس کے دل پر انگارہ پڑا ہے جس کی وجہ سے وہ ہر وقت کباب ہو رہا ہے اور یہیں سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ عشق کی علامت یہ ہے کہ آنکھ تر ہو اور دل گرم۔

روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اقدس سے گھر کی طرف جاتے تو کمبل اوڑھ کر گوشہ نشینی میں اتر جاتے اور جب آپ آہ کھینچتے تو آپ کا گھر آپ کے دل کے دھواں سے بھر جاتا ہے اور دل کے جلنے کی بو لوگوں تک پہنچ جاتی جیسے کہ کسی نے گوشت یا چربی کو آگ میں ڈالا ہے اور وہ جل رہا ہے اور بو دے رہا ہے ایک حاملہ عورت جو آپ کی ہمسایہ تھی آپ کے کلیجہ کے جلنے کی بو سونگھ کر آپ کے گھر آئی اور حضرت ابو بکر کی اہلیہ سے کہنے لگی کہ میں تو آپ کے گھر میں کباب پکنے کی بو پا کر اس اُمید سے آئی ہوں کہ اس میں سے کچھ حصہ مجھ کو بھی عطا کرو گی تو حضرت ابو بکر کی اہلیہ پاک نے جواب دیا کہ کباب تو ہمارے گھر میں سرے سے تیار نہیں ہوا ہاں اگر ابو بکر کے جلے ہوئے جگر کا کباب تو چاہتی ہے تو لے جا تو وہ عورت اپنے گھر لوٹ گئی۔

مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی

مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی لکھنوی قدس سرہ السنی شرح مثنوی مولوی معنوی نور اللہ مرقدہ

میں اس قول مبارک کے نیچے شعر
پیغمبر ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی تو حق کا شیر ہے اور طاقتور دل رکھنے والا پہلوان ہے۔
محمد حسین خوارزمی سے نقل کرتے ہوئے کہ شرح شعراء میں اس نے یہ معنی نقل کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اولیاء بنی آدم میں سے اکمل اور اعلیٰ اور مقتدی ہیں۔ مولانا بحر العلوم اس معنی کے ابطال پر فرماتے ہیں ”انہ لشی عجیب“ یقیناً وہ عجیب چیز ہے۔ کیونکہ یہ جو رضا حسن خوارزمی نے کہا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی بنی آدم میں سے اعلیٰ اور اکمل اور مقتدی ہیں فی نفسہ غلط ہے۔ حضرت مولوی قدس سرہ کے کلام میں اس توہم باطل کو کچھ راہ نہیں کیونکہ اولیائے بنی آدم کے علاوہ انبیاء اور رسل موجود ہیں جو بنی آدم میں سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور اگر اس نے انبیاء کے علاوہ صرف اولیاء بنی آدم مراد لیے ہیں تو پھر بھی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ افضلیت شیخین تو عقائد میں داخل ہے۔

شیخ ابن عربی قدس سرہ

پہلے بھی فتوحات مکیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ
صدیق اکبر کا مرتبہ رسول اللہ کے مرتبہ کے بعد ہے کوئی شخص حضرت ابوبکر اور رسول اکرم کے درمیان حائل نہیں ہے اگر کوئی مرتبہ حاصل کرنا بھی چاہے گا تو ابوبکر کے ساتھ ہوگا آپ سے اوپر نہیں۔
اور یہ بھی فتوحات میں مذکور ہے کہ
حضرت ابوبکر اور حضرت ابوبکر کے ساتھی یعنی نبی پاک کے درمیان کوئی شخص نہیں جس وقت تو دیکھے گا جو پہلے میں نے ذکر کیا ہے۔
مگر اصل بات یہ ہے کہ حسین خوارزمی کا کلام شیعہ کے قول پر مبنی ہے اور مولوی صاحب کے کلام میں اس وہم کا شائبہ تک نہیں ہے۔ انتھی کلام بحر العلوم بالتلخیص.

تنبیہ:

اے حقیقت بین اب ذرا تو دیکھ کہ یہ ۱۰۰، اقوال طریقت کے ائمہ اکابر اور معرفت کے عظیم شناوروں کے ہیں۔ جو بہ یک زبان ہو کر تفضیل شیخین پر شہادت دے رہے ہیں اور منکر اور مخالف پر لعنت اور زجر فرما رہے ہیں۔ اے حق کے سننے والے کان تجھ کو خدا کی قسم کیا تو نے یہ نہیں سنا کہ ان رشد و ہدایت کے قطبوں نے اور صدق کے اماموں نے حضرت شیخین کی امامت معرفت اور ولایت ، اکملیت کی تصریح اور توضیح اس طریقہ پر کی ہے اور تحقیق و تنقیح کے ایسے دروازے کھولے ہیں کہ مکابرہ باز اور نکتہ چینیوں کو تحریف و تاویل کی جگہ نہ ملتی دیکھ کر غصے کے ساتھ ہاتھ کو سر پر اور سر کو دیوار پر مارتے ہیں تو اور تیرے آقا۔

شاید تو نے نہیں سنا کہ تفضیلیہ بدعتی اور گمراہ ہیں اور رافضیوں کے فرقہ میں داخل ہیں، شاید تو نے نہیں سنا کہ حضرت مولا علی کی محبت و دوستی تفضیل شیخین میں ہے۔ اس عقیدہ کے خلاف تو حضرت مولیٰ مرتضیٰ کی محبت کے دعویٰ کے معارض ہے۔ (آپ کی محبت کا دعویٰ ہی جھوٹا ہے) شاید تو نے نہیں سنا کہ تفضیلی کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ شاید تو نے نہیں سنا کہ تفضیل شیخین سنیوں کے نزدیک قربت اور وصول میں ہے نہ کہ ظاہری وجوہ پر محمول۔ شاید تو نے نہیں سنا کہ اللہ رب العزت کی تجلی دوسری تمام مخلوق سے حضرت ابو بکر پر اکمل اور اتم آئی ہے۔ آپ کی شان ولایت و معرفت کے سبب۔

شاید تو نے نہیں سنا کہ مقام قربت کے شہنشاہ صدیق کے نام سے مسلم ہوئے اور تمام کاملین اُمت ان کے تابع ہیں اور شاید تو نے نہیں سنا کہ حقیقت و طریقت اور معرفت کے واقف اور پیشوا آپ کی ولایت اور معرفت کے مقدم ہونے پر اجماع رکھتے ہیں شاید تو نے نہیں سنا کہ ان تمام کا ایک خاص مرتبہ ہے مگر صدیق کے لیے سب بلند مرتبہ شمار کرتے ہیں، شاید تو نے نہیں سنا کہ صدیق کو نبوت کے بعد سب سرداروں کا سردار جانتے ہیں، شاید تو نہیں جانتا کہ حضرت صدیق کے بعد حضرت فاروق کو امام الائمہ اور مقتدی اولیاء جانتے ہیں۔ شاید تو نے نہیں سنا کہ یہ سب بزرگ اس اجماع کو توڑنے

والے کے رڈ اور ابطال میں اس کے پیچھے ہیں اور اس اجماع کو توڑنے والے کے کلام کو اہل سنت کے راستہ سے بھٹکا ہوا اور عقائد رافضیہ کا مالک محمول کرتے ہیں۔ اے برادر مکرم ایک تو اور ایک تیرا ایمان ہے اور یہ سب کس کے لیے ہے اور اس سب کی بناء پر تیرا اصرار کس لیے ہے تو بھی کہہ مگر کیا ان بزرگوں کے اقوال اعتبار کے درجہ سے گر گئے ہیں۔ معاذ اللہ۔

خدا تعالیٰ نے ان تمام اُمتیوں کو غلط راستے پر ڈال دیا ہے یا جس طرح کہ چاہیے تھا ان بزرگوں نے خاتم خلافت مولا علی کی ولایت کے بیج کو اپنی دل کی سرزمین میں نہیں بویا، یا بے ادب کے منہ میں خاک پڑے کیا یہ بزرگ مولا علی کی تنقیص شان کا خیال رکھتے تھے؟ ہرگز ایسا نہیں، اس خدا کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت سے زمین و آسمان قائم ہیں یہ بزرگ ان میں سے کسی عقیدہ کے حامل نہ تھے۔ حضرت مولا علی مولائے انس و جاں کی شان اور جلالت مکان ان کے دل میں ہے۔

اور حضرت منبع ولایت رضی اللہ عنہ کی محبت اور دوستی ارادت اور غلامی نجات کا ذریعہ اور جنت کی ضمانت ہے۔ تو نے سیدنا میر عبدالواحد کا فرمان نہیں سنا کہ میرا گھربار حضرت مرتضیٰ کے نام پر فدا ہو میرا دل اور جان حضرت مرتضیٰ کے قدموں پر نثار ہو۔ کون سا ازلی بدبخت ہے جس کے دل میں مرتضیٰ کی محبت نہ ہو اور کون مولا کی بارگاہ کا دھتکارہ ہوا ہے کہ حضرت کی توہین کو جائز رکھے۔۔ انتہی کلامہ الشریف

البتہ بات یہ ہے کہ یہ بزرگان دین مقبولان رب العالمین سب سے آزاد تھے اور خدا پاک کے ساتھ گرفتار جو کچھ قرآن و حدیث پاک نے ان کو رہنمائی دی اس سے کم و بیش کرنے کی انھوں نے جرأت نہ کی۔ اور آمنا کہتے ہوئے صفا کے راستے پر چل پڑے۔ اب اس کھٹن تاریک راستہ میں ایک حضرت ابوبکر اور عمر کے دامن میں گرفتار ہے کہ ان کی جمیع وجوہ سے فضیلت جانتا ہے اور دوسرا حضرت علی کے ساتھ پابند ہے۔ کہ تفضیل شیخین سے آگ پانی ہو جاتا ہے۔

خوشا وقت وہ سنی ہے کہ جنھوں نے تعصب اور عناد کی کش مکش سے چھوٹتے ہوئے سوچ کے شیشہ کو پاش پاش کر دیا۔ اور دل کو خدا اور اس کے رسول میں پیوست کر دیا۔ ابوبکر اور عمر کو افضل اُمت جانتے ہیں۔ ابوبکر و عمر کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے اور حضرت علی کو مولائے مسلمین کہتے ہیں نہ ان کی ذات کی وجہ سے بلکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح رہنمائی

فرمائی ہے۔ تجھ کو اگر ان سنیوں کی رسم و روش اچھی لگتی ہے تو بسم اللہ آجا اور اہل سنت کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ ورنہ اے بھائی ہٹ دھرم کی آنکھوں میں خاک پڑے اور جس شخص نے نیاز مندی کے ساتھ اپنی جان اہل سنت کے فرمان پر قربان کر دی ہے تو ایسے لوگوں کے گریبان سے ہاتھ کو دور رکھ، خدارا تھوڑا سا سوچ اگر اولیائے کرام میں سے اس قدر کثیر تعداد میں جماعت تیرے سامنے آئے اور تجھ کو اس کام کی راہنمائی فرمائے، تو اب بتا کہ تو اس کے قبول کرنے سے کوئی چارہ جانتا ہے۔ پس حالانکہ چاروں سلاسل طیبہ کے اکابرین نے اس قدر زمی بزم سجائی ہے اور ایک عظیم محفل آراستہ فرمائی ہے تو کس لیے ان سے دامن بچاتے ہوئے گزرتا ہے۔ اگر بالفرض کسی کے کلام میں تو اس راہ کے خلاف کوئی بوء پاتا ہے تو طریقہ تو یہ ہے کہ حتی الامکان تو اس بات کی تصحیح اور تاویل کی طرف مائل ہو۔ ورنہ خصوصاً اس صورت میں کہ اجماع صوفیہ ہمارے مذہب کے مطابق منقول ہوا۔ ورنہ مخالف کو تو کہہ دے ان روشن تصریحات اور ارشادات کو ایک طرف رکھ اور ایک جماعت جو ان چاروں سلسلہ کی مقدار کے برابر اعتبار اور اعتماد اور شہرت اور استناد میں اور رفعت شان اور عظمت مقام میں ان کے ہمسر ہو تو پیش کر اور اس اجماع شدہ مسئلہ کی تکذیب کر اور اس کو مختلف فیہ شمار کر۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعنا یا جریر الجامع

تیسری فصل:

حضرت مولا علی کی تعدیہ ولایت میں اور مرتبہ مکملیت میں تفضیل کے بیان میں

تو جان (اللہ پاک ہمارے لیے اور تیرے لیے سعادت کی منزلیں اتارے) کہ اس فصل کا بڑا مقصد صرف ان حضرات کا رڈ کرنا ہے جو حضرات شیخین کی تفضیل حضرت ابوالحسنین مولا علی رضی اللہ عنہ پر تمام وجوہ سے گمان کرتے ہیں یا اس سے جاہل ہیں کہ حق تعالیٰ جل وعلا نے جناب ولایت مآب حضرت مولا مرتضیٰ کو عالیشان منصبوں کے ساتھ نوازا ہے جیسے نسب کی شرافت، داماد والی بزرگی، ارجح اقوال کے مطابق اسلام لانے میں سب سے مقدم ہونا، اور حضرت مصطفی کی نسل پاک کا منبع حضرت علی کا ہونا، اور اہل ارتقا کا مرجع ہونا اور حوض کوثر کا قاسم ہونا اور جنت و دوزخ کا بانٹنے والا ہونا، اور خیبر کے جھنڈے کا مالک ہونا اور حضرت ہارون d کی طرح غزوہ تبوک کے موقع پر پیچھے رہنے والے (مدینہ شریف میں) اور صاحب تصرف، اسرا کی امارت، بادشاہوں کی سلطنت کے مالک بلند شاہی فرمان سے مکرم کیے گئے۔

لا سیف الا ذو الفقار
ولا فتی الا علی ن الکرار

تلوار ہے تو صرف ذوالفقار (بہادر) نوجوان تو صرف حضرت علی بار بار حملہ کرنے والے۔
حالت جنابت میں مسجد نبوی شریف میں داخل ہونے کا اختیار دیے ہوئے۔ راکب دوشِ مصطفی اور فیصلہ کرنے والے۔ الی غیر ذلک مما لا یعدو لا یحصٰی۔
(اس کے علاوہ اور) امتیازات سے مشرف ہوئے ہیں اور (دیگر) اعزازت کے ساتھ آپ کو

خاصیت حاصل ہوئی ہے۔ اگر تو قیامت تک ان کو بیان کرے تو ان ہزار میں سے ایک بھی بیان نہ کر سکے۔

اس حقیقت کا انکار کرنا آفتاب کی نفی کرنے کو آسان تر بنانا ہے، اگر اس فصل میں دوسروں کے خصائص میں سے کوئی چیز مرتبہ مکملیت کے علاوہ اگر نوک قلم سے نکلے تو اس کو مقصود سے جدا مت تصور کرنا اور اگر طبعی اور اضطراری طور پر ان کلمات میں سے کہ جو چاروں خلفاء عظام کی خلافت ظاہری اور باطنی پر دلالت کریں کوئی نقل ہو جائے تو تعجب مت کرنا۔ کیونکہ خاصہ خاصہ فوائد کی زیادتی جس وقت عوام اور جہلا کے وہم باطل کی قطع برید کرے تو وہ نصیحت کی رو سے بہت مرغوب اور بہت پسند ہوتی ہے اور نیز ہم پختہ ارادہ رکھتے ہیں کہ حدیث خرقہ کو جو کہ صوفیا سے منقول ہے روشن تر کریں گے کیونکہ اس کام سے ناواقف لوگ حضرت مولا علی کی تفضیل و مرتبہ کاملیت میں حضرات شیخین پر دلیل سمجھتے ہیں اور وہ یہ بات نہیں جانتے کہ لباس خرقہ تکمیل وارشاد کے منصب پر استقامت اور استخلاف کو کہتے ہیں اور یہ معنی ذاتی ولایت میں برتری کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ ہم نے تیری طرف اس کا القاء کر دیا ہے اور اس کے بیان کو تجھے پلایا اور اللہ پاک ہی ہدایت دینے والا ہے۔

خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ

"فوائد الفوائد شریف مکتوب طیبات خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ میں ہے کہ فقر اور خرقہ کے متعلق بحث چھڑی تو خواجہ ذکرہ بالخیر نے فرمایا کہ مصطفی ﷺ نے معراج کی رات خرقہ پہنا اس کو خرقہ فقر کہتے ہیں، اس کے بعد صحابہ کو طلب فرمایا اور کہا میں نے خرقہ پایا ہے اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ یہ خرقہ ایک شخص کو عطا کروں میں نے کہا کہ میں اپنے یاروں سے پوچھوں گا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں تو مجھ کو کہا گیا جو شخص جواب دے گا خرقہ اسی کو دینا اور وہ جواب میں جانتا ہوں کہ کون شخص دے گا اس کے بعد رخ انور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا کہ اگر یہ خرقہ میں تجھ کو عطا کروں تو کیا کرے گا؟ آپ نے فرمایا: میں تصدیق کروں گا اور اطاعت کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عمر سے پوچھا: اگر یہ خرقہ میں تجھ کو عطا کروں تو تو کیا کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عدل کروں گا

اور انصاف کو روا رکھوں گا۔ اس کے بعد حضرت عثمان سے پوچھا کہ اگر میں تجھ کو عطا کروں تو تو کیا کرے گا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اتفاق کروں گا اور سخاوت اختیار کروں گا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر میں تجھ کو عطا کروں تو تو کیا کرے گا؟ آپ نے کہا: میں پردہ پوشی کروں گا اور بندگان خدا کے عیبوں کو چھپاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس خرقہ کو تو لے لے، میں نے خرقہ تجھے عطا کیا۔ جو مجھ کو حکم ہوا تھا کہ جو اس طرح جواب دے اس کو یہ خرقہ عطا کرنا۔ انتہی

سید آل احمد اچھے میاں قدس سرہ

حضرت سیدنا خاتم الکملا آقائے نعمت تاج العرفا حضور سید آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ آئین محمدی میں فرماتے ہیں:

خرقہ اور صلہ کا معنی یہ نہیں ہیں کہ معنعن و مسلسل فلاں کیفیت پر یا اسی صلہ پر پہنچائے بلکہ خرقہ کا معنی ظل ولایت کا احاطہ کرنا ہے اور اطفال طریقت کو شیطانوں سے محفوظ کرنا ہے جیسے مرغی اپنے چھوٹے بچوں کو اپنے پروں کے نیچے لے لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی رحمت کے ساتھ ہماری ستر پوشی فرمائے اور مجھ کو ان کے جھنڈا کے نیچے قیامت والے دن شہیدوں اور صالحین کے ساتھ جمع کرے۔ انتہی کلامہ الشریف

اب تو دیکھ کہ کس طرح تصریح فرما رہے ہیں کہ خرقہ سے مراد وہی مرتبہ ارشاد و تکمیل اور مریدین کی تربیت ہے۔

اور اسی طرح اس کتاب میں ہے:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ امام اول ہیں بارہ اماموں میں ہے اور آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے اور چودہ خانوادوں کا سلسلہ آپ ہی پر منتہی ہوتا ہے۔

اور اسی کتاب میں فص الکلمات سے ولایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس (ولایت) کے نالہ دریا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کی ولایت کا اختتام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

شیخ رکن الدین علاء الدولۃ قدس سرہ

اور اسی کتاب میں ہے کہ
شیخ رکن الدین علاء الدولۃ قدس سرہ نے فرمایا کہ جو شخص ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا خرقہ اور سند حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ تک نہیں پہنچتا، جو کچھ تمام اولیاء سے ظاہر ہوتا ہے اگر ایسے شخص سے ظاہر ہو تو بھی اس پر یقین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ
تمام اولیائے کرام کا سلسلہ حضرت علی پر ختم ہوتا ہے۔

اور اسی میں ہے کہ
اب جب کہ مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معارف کا افتتاح واجب ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ذکر شریف کے ساتھ ہو تو کچھ ان کے کمالات کے بارے میں تو ملاحظہ کر۔ آپ کے فضائل میں بہت درجات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی بن ابی طالب کے لیے اتنے فضائل رکھے ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے:
حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق نے اپنے باطن کے بارے میں کسی کو خبر نہ کی اور کچھ اثر ظاہر نہ کیا ولایت میں اس کمال تک پہنچے ہوئے تھے کہ جس جگہ اور کوئی نہیں پہنچا لیکن معرفت کا سلسلہ آپ نے قائم نہ فرمایا۔ آپ کے بعد خلافت اور عدالت حضرت عمر کو پہنچی آپ نے بھی حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت حاصل کی البتہ اپنے آپ تک محدود رکھی کسی دوسرے کو اس سے کچھ بہرہ ور نہ کیا اس کے بعد خلافت اور سلطنت حضرت عثمان ذو النورین کو پہنچی آپ نے شریعت مطہرہ کو ترتیب دیا اور قرآن پاک کو جمع کیا اور حیا کی چادر ملبوس فرمائی اور شہادت کا لباس اطہر پہن کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف وصال حقیقی پایا اس کے بعد حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خلافت،

سلطنت، شریعت، ولایت، اور معرفت پہنچی تو آپ نے اس کو زندہ کیا اور سلاسل کو بھی زندہ فرمایا اور دلوں کے راز کو مرتبہ کے مطابق لوائے محمدی شریف اوڑھے شریعت کو مزین فرمایا اور ولایت محمدی ﷺ کو ایک تازگی بخشی اور سلسلہ قائم فرمایا اور ہدایت اور نہایت کی حقیقت کو خواص کے اوپر ظاہر فرمایا۔ میں علم کا شہر اور علی اس کا دروازہ اس دروازے کو کھولا اور راہ ولایت جاری ہوگیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین قدس سرہ

اور اسی کتاب میں روح الانفاس از حضرت خواجہ نظام الدین قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

خرقہ شیخ کے سبب جو شعر بھی میں نے کسی کہنے والے سے سنا اس کو شیخ پاک کی ذات پر محمول کیا۔

سرورِ اولیا سردار حلقہ اصفیاء حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سے منقول ہے آپ نے فرمایا پیر کو اس کا نائب جانے۔ الخ

ارشاد المریدین

اور اسی کتاب میں ارشاد المریدین میں ذکر کیا ہے کہ صحیح حدیث پاک میں ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ الکریم کے دل کا آئینہ علم کے نور کے پرتو سے روشن ہو گیا۔ طلب حق کا داعیہ آپ کے دل کے اندر پیدا ہوا تو ایک دن عرض کی:

یارسول اللہ! علمنی علمایو صلنی الی الرب۔

مجھ کو وہ علم سکھا دو جو مجھے اپنے رب سے ملا دے۔

رسول پاک خوش ہوئے اور فرمایا: بہت وقت ایسا گزرا کہ میں چاہتا تھا کہ اس علم کو تجھے سکھا دوں مگر اس بات پر موقوف تھا کہ اس کو حاصل کرنے کی طلب تیرے اندر سے ظاہر ہو۔ تاکہ یہ علم بابرکت ہو اور اپنی اصل پر ہو اس کے بعد رسول اللہ نے حضرت علی کو رو بقبلہ

کر کے بٹھایا اور لا الہ الا اللہ کے ذکر کی تلقین فرمائی اور اس نسبت کو اسی طریقہ سے بدستور امیر المومنین حضرت حسین نے پایا اور ان سے امام زین العابدین نے حاصل کی اور ان سے اسی دستور کے مطابق معنعن اور مسلسل اس وقت کے مشائخ تک پہنچی۔

محبوب السالکین

اور اسی کتاب میں ہے محبوب السالکین کے حوالہ سے کہ
اگر بیعت سنت نبوی نہ ہوتی تو حضرت رسول پاک ﷺ مولا علی اور حضرت عمرؓ کے ہاتھوں اپنا پیراہن مبارک خلافت کے طور پر حضرت اویس قرنی کو نہ بھیجتے اور سرور عالم ﷺ کے بعد صحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرتے اور حضرت صدیق کے بعد حضرت عمر کی بیعت کی اور آپ کے بعد حضرت عثمان کی بیعت کی اور آپ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب کو پہنچی یہ بیعت خدا اور رسول پاک کے حکم سے ان سب کی فرمانبرداری تھی بیعت کے خرقہ خلافت خود پیغمبر پاک نے حیات طیبہ میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کو عنایت فرمایا تھا اور آپ نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصری کو عطا فرمایا تھا۔
اور خواجہ حسن بصری کے دو خلیفہ تھے ایک حبیب عجمی اور دوسرے شیخ عبد الواحد بن زید یہاں تک کہ یہ بیعت نبوی اس جگہ سے چودہ خانوادوں تک پہنچی یہاں تک ہر ایک مشائخ تک۔۔الخ۔

شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ

اور اسی کتاب میں ہے کہ
شیخ فرید الدین گنج شکر نے لکھا کہ کلاہ اصل طور پر حضرت ربوبیت جل وعلا سے حضرت جبرئیل چار کلاہ بہشت سے رسول اکرم کے پاس لائے ایک ترکی، دوسری دو ترکی، تیسری تین ترکی، چوتھی چار ترکی اور کہا کہ حکم ہوا ہے کہ یہ چار ٹوپیاں اپنے سر پر پہنو اور جس کو تم

چاہتے ہو دو۔ رسول پاک ﷺ نے چاروں ٹوپیاں اپنے سر پر پہنی اس کے بعد ایک ترکی کلاہ حضرت ابوبکر کو عطا فرمائی اور فرمایا کہ تیری کلاہ ہے جس کو تو چاہے عطا کر اور کلاہ دو ترکی حضرت عمر کو عطا فرمائی اور کہا یہ تیری کلاہ ہے جس کو تو چاہے عطا کر اور کلاہ سہ ترکی حضرت عثمان کے سر پر رکھی اور کہا یہ تیری کلاہ ہے تو جسے چاہے عطا کر جو اس کا لائق ہو اور اس کا حق ادا کرے۔ پھر کلاہ چہار ترکی حضرت علی کے سر پر رکھی اور فرمایا یہ تیری کلاہ ہے جس کسی کو تو چاہے عطا کر مجھ کو حکم ہوا تھا کہ کلاہ چہار ترکی علی کو عطا کرنا۔۔الخ۔

سید علی ہمدانی قدس سرہ

اور اسی کتاب میں رسالہ نوریہ سید علی ہمدانی سے منقول ہے کہ آپ مذکورہ کلاہ کا قصہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

کلاہ یک ترکی سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو کوئی اس ٹوپی کو سر پر رکھے گا سوائے باری تعالیٰ کے محبت کے اندیشہ کے کوئی دوسرا خطرہ اس کے دل پر نہیں گزرے گا اور دو کلاہ ترکی سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ایک تو ترک دنیا کرے گا اور دوسرا دنیا والوں کے ساتھ میل ملاپ نہیں کرے گا اور کلاہ سہ ترکی اس امر کی اشارہ تھی کہ پہلے ترک دنیا کرے گا دوسرا اہل دنیا سے ملاپ نہیں کرے گا اور تیسرا حسد کو دل سے دور کرے گا اور کلاہ چہار ترکی سے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ پہلے ترک دنیا کرے گا دوسرا ترک لسان یعنی زبان کو لذتوں سے باز رکھے گا اور اس پر فحش بات نہیں لائے گا اور تیسرا ترک بصارت یعنی جس طرف دیکھنا حرام ہے اس طرف نہیں دیکھے گا چوتھا طہارت قلبی یعنی دل کو ظاہری اور باطنی خرابیوں سے پاک رکھے گا۔

شاہ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ

اور اسی کتاب میں معدن المعانی ملفوظات شاہ شرف الدین یحییٰ منیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ خرقہ پہنانے کی اصل آنحضرت ﷺ سے ہے کہ آپ نے چار یاروں کو پہنایا جیسے کہ پہلے

گزر چکا ہے۔اور اسی کتاب میں ہے بعض خرقہ کی سند اس طور پر لائے ہیں اور کہا ہے کہ مشہور روایت میں ہے کہ حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب جناب باری میں ایک مروارید سے بنا چھوٹا سا محل دیکھا کہ جس کے اطراف واکناف پر انوار کی بوچھاڑ سے نظر نہیں ٹکتی تھی۔خدا تعالیٰ جل وعلا کی بارگاہ میں عرض کی کہ اس میں جانا چاہتا ہوں اور دیکھنا چاہتا ہوں حکم ہوا کہ جایئے اور دیکھیے۔جب اس کے اندر گئے تو ایک حجرہ دیکھا، باری تعالیٰ جل وعلا کے اذن کے ساتھ اس کے دروازہ کو کھولا اور اس کے اندر تشریف لے گئے۔مختار روایت کے مطابق سیاہ کمبل اور ایک قول کے مطابق سفید جامہ دیکھا وہ سارا نور جو چمک رہا تھا اسی جامہ کی وجہ سے تھا حق تعالیٰ سے پوچھا کہ الٰہی یہ کیسا جامہ ہے؟ حکم ہوا کہ یہ فقر کا جامہ ہے پس میں نے حق تعالیٰ سے استدعا کی کہ اس خرقہ سے کچھ مجھ کو بھی عطا کیا جائے۔حکم ہوا کہ جو کوئی فقر کو قبول کرے گا اور اس کے حق کو بجا لائے گا اور اس کے مرتبہ کو جانے گا وہی اس کو پکڑے گا میں نے عرض کی الٰہی میں نے فقر کو قبول کیا اور جو کچھ تیرا حکم ہوگا اس کو بجالاؤں گا، یہ مجھ کو عطا فرما دیجئے حکم ہوا جب تو نے یہ شرط قبول کر لی تو اس کو لے لے کہ میں نے تجھ کو عطا کر دیا اور جس کسی کو بھی تو عطا کرے گا انھی شرطوں کے ساتھ عطا کرے گا اور مخلوقات اولین وآخرین میں سے میں نے کسی کو یہ خرقہ عطا نہیں کیا اور تمام سے میں نے اس کو پوشیدہ رکھا جب کہ تو بارگاہ کا مطلوب اور محبوب ہے تجھ پر میں نے اس کا اظہار کیا اور تجھ کو عطا کیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خرقہ کو لے کر پہنا تو تمام جن وانس اور ان کے علاوہ جو راہ دین کے راہ رو تھے اس پر ایمان لائے اور آپ کی رسالت پر گواہی دی آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے معراج سے واپسی کے بعد مذکورہ خرقہ کو اپنے خلفائے عظام کو عطا فرمایا پس اس عطائے خرقہ کے باب میں اصل جناب خداوند جل سلطانہ کی طرف سے حضرت رسالت پناہ علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کو ہے اور یہ سنت سنیہ آج دن تک صوفیہ ناجیہ کے فرقہ میں چلی آرہی ہے اور اعطائے خرقہ میں مستفیدوں کے لیے ان صوفیا

کی یہی سند ہے۔

اور اسی کتاب میں ہے کہ

خلافت باطنی کہ ناقصین کی تکمیل جس کے ساتھ وابستہ ہے خلفائے اربعہ کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت خاصہ سے حاصل ہوئی تھی۔ اور خلفائے اربعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے ظاہر و باطن ہیں کیونکہ انھوں نے دونوں خلافتیں جمع کی ہے علی الاطلاق نائب اور ولایت مطلقہ ظاہریہ اور مقیدہ اور ولایت مطلقہ باطنیہ اور ولایت مقیدہ باطنیہ کے سب کمالات کے جامع ہیں۔ ایسی نیابت کلی رکھتے ہیں کہ انبیاء کے بعد ان جیسی شان والا کوئی دوسرا ظاہر نہیں ہوا۔ اس گروہ کے بعض محققین نے کہا ہے کہ خلافت میں اصل یہ ہے کہ جس وقت مرید روح کے تصفیہ اور تزکیہ کے ساتھ موہومہ حجابات کو دور کر کے کمالات کے درجوں پر فائز ہو کر دوسروں کی تکمیل کی اہلیت کا حامل بنتا ہے اور مکمل طور پر فانی بلفنا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ خلافت کا مستحق بن جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا خلیفہ اور اپنے نبی کا بلا واسطہ نائب بنا دیتا ہے اور طالب اس مقام کے حاصل کرنے کے بعد حق تعالیٰ کا خلیفہ بن جاتا ہے اور پھر کسی کے استخلاف کا محتاج نہیں رہتا اور اس مقام مذکورہ تک وصول کے بغیر اگر ہزار خلافتیں کوئی اس کو دیتا رہے تب بھی خلیفہ نہیں بن پاتا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام میں سے کسی کو خلافت نہیں عطا کی کیونکہ خلافت عطا کرنا بحکم "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" خداوند جل سلطانہ کا ہی کام ہے جس کسی کو اس کا لائق سمجھے اس کو عطا فرمائے گا۔

پس خلفائے اربعہ کی خلافت معروف ترتیب کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ ہے وہ ایک کے بعد دوسرے کو رتبہ برتبہ استحقاق وصول کی ترتیب کے ساتھ ہے۔ تو جو شخص نص جلی کے ساتھ حضرت علی کی خلافت کا قائل ہے اس کا قول باطل ہو گیا۔ کیونکہ خلافت میں حق تعالیٰ کی جانب سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تعین امیر المومنین ابو بکر صدیق کو

ہے اور آپ کے بعد امیر المومنین حضرت عمر کو آپ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان کو آپ کے بعد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو۔ پس اگر نص جلی محقق ہوتی تو حق تعالیٰ کی جانب سے بھی استخلاف اسی کے مطابق ہوتا اور پہلے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ ہوتے نہ کہ حضرت ابو بکر صدیق کیونکہ مخبر صادق جھوٹ کا احتمال تک نہیں رکھتے اور جب معلوم ہوگیا کہ نص جلی کا قول باطل اور محض افتراء ہے اس وجہ سے کہ خداوند جل سلطانہ عادل ہے ظالم نہیں کہ ایک چیز کو اس کے غیر کے محل میں وضع کر دے۔ پس خلافت کی وضع (ترتیب) جو اس سبحانہ تعالیٰ سے مذکورہ ترتیب کے ساتھ واقع ہوئی عین عدل ہے اور نص جلی کے قول کی تقدیر پر تو ظلم کی نسبت جناب باری تعالیٰ کی طرف لازم آتی ہے تعالیٰ عما یقولوا الظالمون علواً کبیراً۔ معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقصین کی تکمیل اور ارشاد کی خلافت اپنے خلفاء کو اپنی حیات ظاہری میں عطا فرمائی تھی جیسا کہ گزرا۔۔۔ فتامل. انتھی ملتقطا

شیخ نظام الدین بدایونی قدس سرہ

اور اسی کتاب میں اوراد چشتیہ شیخ نظام الدین بدایونی کے حوالہ سے ہے کہ
ایک دن حضرت جبرئیل حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چار کلاہ بہشت لائے۔ ایک ترکی، دو ترکی، سہ ترکی، چہار ترکی، اور کہا یہ چاروں ٹوپیاں اپنے سر پر رکھیے اور اپنے یاروں میں سوال کرو۔ اور جو مخلوق کی پردہ پوشی کو اختیار کرے اس کو کلاہ چہار ترکی عطا کرو کیونکہ اس نے مخلوق کی عیب پوشی اختیار کی ہے۔ پس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طریقہ پر خرقہ کا سوال کیا تھا اسی طور پر پوچھا، ہر ایک نے مذکورہ طریقہ کے مطابق جواب دیا۔ کلاہ یک ترکی حضرت ابو بکر صدیق کو عطا فرمائی اور دو ترکی حضرت عمر فاروق کو عطا کی اور کلاہ سہ ترکی حضرت عثمان بن عفان کو عطا فرمائی اور کلاہ چہار ترکی اپنے سر مبارک سے اتارتے ہوئے حضرت علی بن ابو طالب کے سر پر رکھی اور کلاہ عطا کرنا یہیں سے شروع ہوا۔ اس کے بعد جس سلسلہ میں کوئی بھی مرید کیا جاتا ہے اس کو سلسلہ کے پیروں کا شجرہ دیتے ہیں۔

اور اسی کتاب میں ہے:

جب کہ انبیاء میں سے زیادہ قریب آنحضرت ﷺ کے حضرت عیسیٰ ہیں اور اولیاء میں سے زیادہ قریب حضرت علی مرتضیٰ ہیں تو حضرت عیسیٰ والا معاملہ ہوا ہے۔ لہٰذا جس طرح حضرت عیسیٰ کو الوہیت میں ان کے پیروکاروں نے پوجا اسی طرح حضرت علی کو بھی پوجا۔

حضرت رسالت مآب ﷺ نے حضرت عیسیٰ اور حضرت علی کا تناسب بیان فرمایا۔

حضرت نظام الدین الاولیاء قدس سرہ

''فوائد الفوائد شریف میں مذکور ہے:

یہیں سے اصحاب رسول کے بارے میں بات واقع ہوئی۔ آپ نے فرمایا : صحابہ میں سے خلفائے اربعہ ہوئے ہیں اور عبادلہ ثلاثہ ہوئے ہیں اس کے بعد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کے بارے میں فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ نے حضرت علی کا ذکر اپنے صحابہ میں اس عبارت کے ساتھ کیا کہ ''اقضاکم علی ''علی تم سے قضا و فیصلہ میں بڑھ کر ہیں۔ پس تو کہے گا کہ اقضیٰ تو وہی ہو سکتا ہے جو سب سے زیادہ علم والا ہو۔ اس کے بعد موافقت صحابہ کی نسبت میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک صحابی ایک مجمع میں حاضر تھے اور ایک صحابی ان کے پیچھے بیٹھے تھے ہر بار کہتے تھے کہ میں نے سنا کہ رسول ﷺ فرماتے تھے کہ ایک دن میں فلاں جگہ تھا تو اس جگہ ابو بکر اور عمر میرے برابر تھے۔ پھر فلاں جگہ میں ابو بکر و عمر کے برابر گیا۔ اسی طرح چند بار انھوں نے دہرایا کہ پیغمبر ﷺ فلاں جگہ میں تھے اور ابو بکر اور عمر بھی تھے۔ اس صحابی نے سر اوپر اٹھایا تا کہ دیکھیں کہ یہ حکایت کون بیان کر رہا ہے جب انھوں نے دیکھا تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس تقریر کو بیان کرنے سے مقصود صحابہ کرام کی آپس میں محبت اور انصاف بتانا ہے۔ اس کے بعد اسی نسبت کے بارے یہ حکایت بیان کی ایک وقت حضرت عمر کہہ رہے تھے کہ اے کاش میں حضرت ابو بکر کے سینہ پر ایک بال ہوتا۔

علامہ کلاباذی البخاری قدس سرہ

''شرح التعرف باب الثالث فی حال الصوفیہ میں ہے:
البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب عارفوں کے سردار ہیں اور تمام اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سانس کی طرح ہیں۔اور آپ کے بارے میں بہت پاکیزہ باتیں ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نے نہیں کہی ہیں،اور آپ کے بعد ان کی مثل کوئی نہیں لایا ہے۔

حضرت سیدی سندی شاہ حمزہ قدس سرہ

اور حضرت سیدی سندی شاہ حمزہ قدس سرہ اپنے بیاض مسمی بہ فص الکلمات کی جلد اول میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں فرماتے ہیں کہ

حضرت علی، مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر ہیں اور مصیبتوں کے سمندر میں غرق اور دوستی کی آگ کے حریق (کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں فرمایا تھا) اور اولیاء اور اصفیا کے مقتدا ہیں۔آپ کی اس طریق کے اندر بہت عظیم شانیں ہیں اور عظیم درجات ہیں اور عبارات کے اندر اصلی حقائق کا مکمل حصہ موجود ہے۔حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ہر پیغمبر کی صلب میں اس کے فرزندوں کی ذریت کو رکھا ہے اور میری اولاد کی ذریت کو علی کی صلب میں رکھا ہے۔ارشاد فرماتے ہیں:

''مارأیت اللہ شیاء الا ورأیت اللہ فیہ''

میں نے ہر چیز میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو دیکھا۔

اور اسی کتاب فص الکلمات میں ہے:

پس اہل طریقت حضرت مولائے کائنات کی عبادات کے حقائق اور تجرید و اشارات کے دقائق اور کلام کے لطائف میں اقتدا کرتے ہیں اور آپ کی باتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے جو کہ فقط خود واضح ہے۔انتہی

حضرت سیدنا میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ

شرح نزہۃ الارواح میں مناقب مرتضوی کے اندر فرماتے ہیں:

ان دونوں توجیہوں میں امیر المومنین کی مدح محبت کی تخصیص کے ساتھ تمام اولیاء پر ولایت میں آپ کو تقدم اصالت حاصل ہے کیونکہ یہ سب آپ کے بعد ہوئے ہیں ورنہ تمام اولیاء اولین سے آخرین تک سایہ نبوت کے پروردہ ہیں۔

چوتھی فصل:

تجھ کو معلوم ہو کہ علمائے عظام اور صوفیہ کے اقوال اور مقالات کے استقراء اور چھان بین سے اس مسئلہ میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ شیخین کریمین کو حضرات ختنین اور تمام صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر فضیلت ہے۔

یہاں پر افضلیت سے مراد اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر و ثواب کی زیادتی ہے۔ جو انھوں نے اعمال خیر سے کمائی (حاصل کی) اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت کے اعتبار سے بڑا ہونا ہے۔ (یعنی یہی افضلیت کا دارو مدار ہے نہ کہ جزوی فضائل) اس لیے کہ ان کا اعلم، اشرف یا اقرء اشجع یا اس کے علاوہ وہ فضائل جو کہ جزوی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہیں یا آپ کے علاوہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ خاص ہیں۔ (جزوی فضائل جو کہ افضلیت کا دارو مدار نہیں) اس لیے کہ اسم تفضیل کا صیغہ معنی مصدری میں زیادتی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ وہ عام ہے اس کے بوجہ ما (ایک وجہ سے ہو)

اور وہ مراد نہیں کیونکہ مورد نزاع بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لیے (یہ بات پہلے) معلوم ہو چکی ہے۔ بہت سے صحابہ کرام ایسی انفرادی خصوصیات رکھتے ہیں جو ان کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔ (یا زیادتی معنی مصدری میں) جمیع وجوہ (لحاظ) سے ہو تو وہ بھی مراد نہیں لی جا سکتی کیونکہ اس کے بطلان کی تو نصوص (قرآن و سنت) گواہی دے رہی ہیں اور اس لیے ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

یا صفات فضائل من حیث المجموع (مجموعی لحاظ سے) یعنی اس معنی کے مقابلے کے وقت ایک کو دوسرے پر ترجیح ہو تمام فضائل کی بنا پر (تو بھی درست نہیں کیونکہ افضلیت کثرۃ فضائل کی بنا پر نہیں حاصل ہوتی بلکہ کثرۃ ثواب کی وجہ سے ہوتی ہے) بلکہ اختلاف اس معنی میں واقع ہوا ہے جو ابھی آنے والا ہے۔ اور اس سے مراد فضل کلی ہے، اور یہ ایک کے دوسرے پر (جزوی فضائل) میں راجح (فضیلت والا) ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ جزوی فضیلت کا کسی کو حاصل ہونا اور ہے اور افضلیت مطلقہ فضل کلی اور ہے۔ لہٰذا جزوی فضیلت کسی کو حاصل ہے تو وہ فضل کلی کے معارض و منافی نہیں ہو سکتی ہے) حضرات شیخین ولی کامل تھے۔ اور حق تعالیٰ کے قرب کی وجہ سے مرتبہ کامل رکھتے تھے کیونکہ

دوسرے اُمتیوں میں سے کوئی اس مرتبہ کمال تک نہیں پہنچا اور کاملیت ذاتی کا رتبہ جوکہ ولایت لازمی سے مراد ہے وہ اتم اور اکمل طریقہ کے ساتھ انہی کا حصہ تھا۔

البتہ وہ فیضان اور ہدایت جوکہ مرتبہ ولایت سے مخلوق کو پہنچا اور پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا اس ہدایت اور فیضان عالیشان کے پیشوا اور راہنما ہمارے جمہور مشائخ کے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔ کیونکہ زیادہ فیضان انہی کے وسیلہ جلیلہ سے پہنچا اور پہنچ رہا ہے اور پہنچے گا۔ اور اس مرتبہ کو مرتبہ مکملیت اور ولایت متعدیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ خود بھی کمال تک پہنچے اور دوسروں کو کمال تک پہنچایا اور پہنچا رہے ہیں اور پہنچاتے رہیں گے اور اس کار جلیل کا ثواب جزیل اپنے رب جلیل سے قیامت تک انہی کا حصہ ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ اس مقام میں ایک خاص شان اور اختصاص کے ساتھ انوکھی خصوصیت اور بلند و بالا مرتبہ رکھتے ہیں اور کوئی دوسرا آپ h کے ساتھ اس مرتبہ میں مشارکت نہیں رکھتا اور ہاں اگر رکھتا ہے تو آپ کی نیابت کے ساتھ جیسے ائمہ اطہار اور غوث الثقلین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس مقام میں بلاواسطہ نبی پاک ﷺ کے نائب مناب ہیں اور تمام اولیاء چاہے وہ ابدال ہوں اور اوتاد اور قطب اور غوث انہی کی جناب سے فیض پاتے ہیں اور ابدالیت اور اوتادیت اور قطبیت اور غوثیت کے مرتبہ تک پہنچتے ہیں۔ یہ سب آپ ہی کے سایہ ولایت کے پروردہ ہیں اور اسی وجہ سے مشائخ کی کتب میں حضرت مرتضیٰ کی ذات کو اکثر سر حلقہ اولیاء و آدم اولیا وخاتم ولایت محمدیہ واصل ولایت احمدیہ ومظہر اتم واکمل ولایت مصطفویہ وخلیفہ معنوی کے القابات مہذبات سے تعبیر کیا جاتا ہے اگر چہ یہ مرتبہ مکملیت آپ کے علاوہ دوسروں مثل حضرت صدیق اکبر میں بھی مشترک ہے لیکن قلت اور ندرت کے سبب کیونکہ سوائے سلسلہ نقشبندیہ کے فیضان کے علاوہ دوسرے سلسلوں قادریہ چشتیہ، سہروردیہ وغیرہ میں ہمارے ملک میں آپ کا فیضان نہیں پایا جاتا۔

تو لہٰذا اکثر مشائخ کرام کا سلسلہ حضرت علی h پر ختم ہوتا ہے اور یہ مرتبہ تفضیل شیخین کے حضرات ختنین پر مانع نہیں کیونکہ اُس سے مراد مقام قربت میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ایسی ترقی ہے کہ دوسروں کو اُس ترقی اور قربت سے کچھ حاصل نہیں ہوا اور اس سے مراد مقام قربت سے ترقی کے بعد تنزل ہے۔ ناقصین کی تکمیل کے لیے پس دونوں مقام جدا ہیں ایک دوسرے کے ساتھ منافات نہیں

رکھتے ذالک وجھان۔۔۔

اور یہ ایک دوسرے پر (جزوی فضائل) میں راجح (فضیلت والا) ہونے کے منافی نہیں۔
پس ان دو منصب اور مقام سے جس کسی کو چاہا اقامت عطا فرمائی۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد واله واصحابه و اولیاء أمته اجمعین برحمتک یاارحم الرحمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

ھکذا فی کتب علم الکلام والعقائد والحقائق والتصوف والسلوک فمن شاء الاطلاع فلیرجع الیھا۔

فائدہ:

پس تو جان لے کہ مسئلہ تفضیل قطعی ہے یا ظنی، ائمہ دین کے اختلاف کے مطابق پس تمام صورتوں میں واجب القبول ہے کیونکہ قطعی شرع شریف میں فرض کا حکم رکھتا ہے اور ظنی واجب کا حکم اور دونوں کا ترک عتاب وعقاب کا سبب ہے۔۔۔

فائدہ:

جان تو کہ وہ ولی کی ولایت ہے وہ ہر جگہ اس معنی قرب کے متعلق خبر دیتا ہے۔ ولایت کا حاصل خود نہیں ہے مگر حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ کا قرب ونزدیکی (یعنی ولایت کا معنی ہے قرب الٰہی)

اور وہ دو قسم پر ہے:

(۱) ولایت عامہ، اور (۲) ولایت خاصہ

ولایت عامہ عام مومنین کے درمیان مشترک ہے جیسے اللہ کا فرمان ہے:

"اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا"

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے اور ولایت خاصہ مخصوص ہے واصلین کے ساتھ اور ارباب

سلوک کے ساتھ۔اور وہ عبارت ہے بندے کے حق تعالیٰ میں فنا ہونے سے اس کے باقی رہنے کے ساتھ اور ولی وہ ہے جو اس میں فنا ہو اور اس کی وجہ سے اس کو بقا ہو۔

فنا سیر الی اللہ کی جانب نہایت سے عبارت ہے اور بقا عبارت ہے ہدایت سیر فی اللہ سے اور سیر فی اللہ اس وقت متحقق ہوتی ہے کہ جب بندہ کو فنائے مطلق وجودی اور ذاتی کے بعد حدث اکبر اور اصغر میں ملوث ہونے سے مکمل طہارت عطا ہوتی ہے تب اُس طہارت کے ساتھ عالم اتصاف میں اوصاف الٰہی کے ساتھ اور اخلاق ربانی کے تخلق کے ساتھ ترقی کرتا ہے فقط من نفحاۃ۔تو جان کہ اہل وصول انبیاء کے بعد دو گروہ ہیں۔ایک مشائخ صوفیہ کہ جنھوں نے رسول اللہ کی متابعت کے کمال کے واسطہ سے مرتبہ وصول کو پایا ہے۔اور اس کے بعد مخلوق کو متابعت کی طرف دعوت دینے پر ماذون و مامور ہوئے ہیں۔یہ گروہ والے کامل اور مکمل ہیں کہ جن کو فضل اور عنایت ازلی نے مقام عین جمیع اور بحضور توحید میں استغراق کے بعد مچھلی کے پیٹ سے ساحل کی طرف میدان بقا میں خلاصی اور چھٹکارہ بخشا تا کہ مخلوق کی نجات اور درجات میں دلالت کریں۔

البتہ دوسرا گروہ وہ جماعت ہے کہ جو درجہ کمال میں وصول کے بعد مخلوق کی طرف راجع نہ ہوئے اور بحر جمع میں ہی غرق ہو گئے اور فنا جیسی مچھلی کے پیٹ میں اس طرح ہلاک ہو گئے ہیں کہ ان کا کچھ اثر اور خبر بقا کے ساحل تک نہ پہنچا اور مقام حیرت اور غیرت کے باسیوں میں یوں جا کر ملے ہیں کہ تکمیل و وصول ولایت کے کمال کے بعد دوسروں کو اس سے کچھ بہرہ ور نہ کیا۔فقط من نفحات الانس۔

اور جو یہ کہتے ہیں کہ بداہتہً اگر دیکھا جائے تو مکمل کامل سے محض افضل نظر آتا ہے تو میں کہوں گا یہ اس وقت ہوتا ہے جس وقت دونوں مرتبہ کاملیت میں برابر ہوں اس کے بعد ایک کو مرتبہ مکملیت عطا ہوتا ہے تو اس صورت میں البتہ مکمل کو کامل پر فضیلت دی جا سکتی ہے۔

اور یہاں اس طرح نہیں ہے کیونکہ کاملیت شیخین نص شارع کی دلیل کے ساتھ جو کہ لفظ افضل اور خیر ہے ان کے حق میں وارد ہوئی ہے۔اور جمہور ائمہ دین کے اجماع کی دلیل کے ساتھ بالضرورۃ

دوسروں کی کاملیت سے فائق و برتر ہے پس دوسروں کی مکملیت ان کے حق میں شیخین کی افضلیت کی وجہ سے مانع اور قادح ہے گویا فضل مکملیت دوسروں کے حق میں افضلیت خاص پر دلالت کرتا ہے البتہ من حیث المجموع اور فضل کلی افضلیت پر محمول نہ ہوگا۔

اور تو جان لے کہ افضلیت دو قسم پر ہے :

اول : ایک اختصاصی کہ جوحق تعالیٰ کی جانب سے بغیر کسی سابقہ عمل اور ایک چیز کے کسی دوسری چیز خدمتی تقدم کے بغیر فضیلت بخشتی ہے اور ترجیح دیتی ہے اور محض شارع کی نص کے ساتھ ثابت ہوجاتی ہے اختلاف اور منازعت کو اس قسم میں کچھ گنجائش نہیں ہے۔

دوم : جزئی۔ جوکہ عمل کے مقابلہ میں عطا ہوتی ہے اور جس میں ہم بحث کر رہے ہیں وہ یہی دوسری قسم ہے۔ اور منازعت اور اختلاف کا زیادہ تر یہی محل ہے اور یہ قسم دو وجہ سے صادق آتی ہے۔

ایک یہ کہ فاضل مفضول سے فضل میں من جمیع الوجوہ راجح ہو یعنی ہر صفت یا کمال جو تصور کیا جائے اور موازنہ کیا جائے تو ترجیح پا جائے۔

دوم : یہ کہ جو اس طرح نہ ہو بلکہ تمام صفات اور فضائل میں من حیث المجموع رجحان رکھتی ہو نہ کہ فرادی فرادیٰ۔ (اکیلے اکیلے)

وبہذا المعنی لا ینافی رجحان المفضول۔ اس لیے یہ معنی کہ نہیں ہے منافی مفضول کا فاضل سے رجحان دوسرے احاد میں (انفرادی فضائل میں) اور نہ افضل کے معنی میں نقص وارد ہوتا ہے کیونکہ افضل کا صیغہ معنی (بالمعنی الاعم) مصدری میں زیادتی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تفضیل (افضلیت) اس معنی مذکور میں ہے جسے فضل کلی سے تعبیر کیا گیا ہے (اور وہ) ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت اور ان کی علامات میں سے ہے۔ وگرنہ اس پر لفظ اہل سنت و جماعت کا اطلاق نہ کیا جاتا بلکہ اس پر لفظ شیعہ مفضلہ (تفضیلی) کا اطلاق کیا جاتا۔

اور جو بعض کم عقل افضلیت سے صرف خلافت اور ظاہری بادشاہی اور امارت اور دنیوی انتظامی سلطنت میں سبقت اور اولیت مراد لیتے ہیں تو یہ محض (اُن کی) بے عقلی ہے۔ اس دلیل کے ساتھ کہ

صدیق اکبر اور فاروق اعظم دونوں حضرات غزوہ ذات السلاسل میں حضرت عمرو بن العاص zکی اطاعت میں مامور تھے حالانکہ حضرات شیخین بالاتفاق حضرت عمرو بن العاص سے افضل تھے تو یہاں سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کا دوسرے شخص پر اطاعت واجب کرنے سے فضل مطاع ہرگز مطیع پر ثابت نہیں ہوتا۔

اور نیز یہیں سے معلوم ہوا کہ افضلیت کی نصوص اور صحابہ کرام کا ان کو اپنے محاورات میں ذکر کرنا اور ان حضرات کا شیخین کی تفضیل پر اتفاق کرنا خلافت سے قبل واقع ہوا تھا بلکہ حضرت صدیق کی بیعت کی احادیث صریح دلالت کرتی ہیں کہ خلافت افضلیت کی بناء پر وقوع پذیر ہوئی نہ کہ افضلیت خلافت پر مبنی تھی۔

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ افضلیت کی نصوص متعارض ہیں تو میں کہتا ہوں تعارض اس وقت ہوتا کہ جب ایک لفظ دو شخصوں کے حق میں وارد ہوتا اور دونوں کی افضلیت پر دلالت کرتا جبکہ غور و تامل کے بعد بات اس طرح نہیں ہے بلکہ لفظ افضل اور خیر جو ہمارے مدعی میں نص ہیں حضرات شیخین کے حق میں وارد ہوئے ہیں اور لفظ سیادت اور احبیت اور شرف حضرت علی اور فاطمہ اور عائشہ zکے حق میں وارد ہوئے ہیں اور یہ الفاظ فضیلت پر دلالت رکھتے ہیں نہ کہ افضلیت پر پس درحقیقت تعارض نہیں ہے البتہ نصوص حضرت عثمان اور مولیٰ علی zکے حق میں متعارض ہیں اور اس جگہ بھی تفضیل عثمان hجمہور کا مذہب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور تو جان لے کہ اگر ولایت خاصہ شیخین کریمین کی ذات میں تو مسلم نہیں رکھتا تو اگرچہ ان کی افضلیت کا مسئلہ ضروریات دین اسلام سے علماء نے شمار نہیں کیا کہ جس کا منکر کافر ہو جائے۔

مگر انھوں نے اس کو مذہب اہل سنت کی ضروریات میں جانا ہے کیونکہ اس کے منکر اہل سنت و جماعت کے دائرہ سے خارج ہیں۔ اور درست نہیں آتا کیونکہ عند النقل والعقل غیر ولی ولی سے مذکورہ معنی کے ساتھ افضل نہیں ہوتا اسی طرح اگر ولایت ذاتی اور کمال نفسانی ان کے حق میں باقی اولیاء سے برتر نہ جانے گا تو یہی نقصان باقی رہ جاتا ہے کیونکہ ادنیٰ اعلیٰ سے افضل (بمعنی مذکور) نہیں ہو

سکتا، تو یقیناً ان کی ولایت ذاتی اور کمال نفسانی کو تمام اولیاء کرام سے برتر اعتقاد کرنا چاہیے۔ و ھذا ھو عین نتیجۃ الافضلیۃ فی الحققیۃ۔

افضلیت کا سبب قرب منزلت عند اللہ ہے اور عزت اور بزرگی اور مرتبہ کی زیادتی ہے اور اس کا نتیجہ دنیا میں فاضل کی تعظیم کا مفضول پر واجب ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اور یہ ملخص سنیوں کا عقیدہ ذکر کیا گیا ہے اور جس کسی کو تحقیق اور تفصیل درکار ہے تو بلطف وخوشی تو آ اور فقیر کے رسائل اور اہل سنت و جماعت کے اعاظم محققین کی تحقیقات اور تالیفات کی طرف رجوع فرما۔

تو ان تالیفات اور تحقیقات میں وہ کچھ پائے گا کہ جس سے آنکھوں کو چین وقرار مل جائے گا اور سینوں کو انشراح مل جائے گا۔

والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد شافع یوم النشور و علی آلہٖ واصحابہ نجوم

تمت

تقریظ

مولانا محمد عادل[1]

حامداً و مصلیا و مسلما

راقم سیہ کار عفی عنہ العزیز الغفار نے اس رسالہ متبرکہ سے استفاضہ کیا، اپنی زبان قاصر البیان کو حضرت مؤلف ادامہ اللہ سبحانہ بالافاضہ کی تحسین و آفرین سے عاجز پایا۔ حق تو یہ ہے کہ حضرت سابق الوصف نے جو کچھ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم اجمعین کی تفضیل کے بارے میں اس رسالہ مبارکہ میں تحقیق فرمائی ہے۔ اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کے صوفیا کرام اور متکلمین عظام کا یہی مذہب ہے۔ و اللہ سبحانہ اعلم و عندہ ام الکتاب

حررہ العبد الخامل محمد عادل

تقریظ جلیل

ابو الحسنات مولانا عبد الحی

اس رسالہ کا معائنہ میں نے کیا اور کچھ حصے کا مطالعہ کیا اس کے مؤلف نے جو کچھ اس میں تحقیق کی ہے یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

1۔ حضرت مولانا شاہ محمد عادل کانپوری الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو الحسین نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت شاہ سلامت اللہ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی اور حدیث کی سند علامہ سید احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ آپ کی تصانیف میں تنزیہ الفواد عن سوء الاعتقاد بد مذہبوں کے خلاف ہے۔

تقریظ
محمد عبداللہ حسینی

بندہ نے اجمال کے ساتھ مختلف مقامات سے اس رسالہ کا معائنہ کیا ہے اور رفذ لکہ کلام کو اس کے اختتام میں کتاب اور مصنف دونوں کے حسن کے ساتھ پایا در حقیقت جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہی ہے کہ شیخین کو تفضیل کلی حضرات ختنین پر کثرت ثواب اور قرب الی اللہ کی وجہ سے ہے اگر چہ بعض جزوی فضائل جو سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات بابرکات میں موجود تھے ان حضرات میں وہ نہیں تھے واللہ اعلم

کتبہ العبد الراجی شفاعۃ نبیہ التہامی محمد عبداللہ بن الحاج السید احمد الحسینی الواسطی البلگرامی عاملہما اللہ بلطفہ العمیم ورزقہما النعیم المقیم

مہر محمد عبداللہ الحسینی ۱۲۸۳ھ
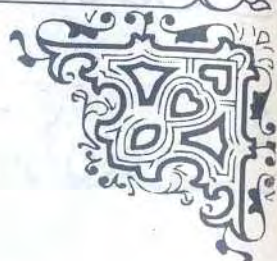
حواشی

فضل کلی وجزوی کی وضاحت وتفضیل من جمیع الوجوہ کارد

(۱) تفضیل من جمیع الوجوہ پر کلام سے پہلے امام اہل سنت کی زبانی فضل کلی وجزی کی وضاحت ملاحظہ ہو: (خلاصہ) ایک شخص فنون سپہ گری میں مہارت تامہ رکھتا ہے اور دوسرا عالم وفاضل ہے دونوں کے بارے میں پوچھا جائے کہ افضل کون؟ تو جواب ہوگا عالم۔ یعنی بغیر کسی قید وخصوصیت کے اس کو علی الاطلاق افضل کہا جائے گا اور اس سپاہی کو افضل کہیں گے تو قید لگانا ضروری ہوگی یعنی یوں کہا جائے گا کہ یہ سپاہی فنون سپہ گری میں اس سے افضل ہے اور فائق ہے۔ پہلے فضل کا نام فضل کلی ہے اور دوسرے کا فضل جزی۔۔الخ

(مقدمہ مطلع القمرین ص ۱۹۔ص ۸۳، مطبوعہ کتب خانہ امام احمد رضا لاہور)

فضل کلی کے مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات شیخین کو افضلیت مطلقہ حاصل تھی۔ یعنی جب پوچھا کہ صحابہ میں علی الاطلاق کون افضل تو جواب ہوگا شیخین کریمین اگرچہ باقی صحابہ کرام کو جزوی فضائل حاصل تھے جس کا کوئی ذی عقل انکار نہیں کرسکتا اور نہ جزوی فضائل سے افضلیت مطلقہ حاصل ہوتی ہے لیکن فضل کلی کا مطلب یہ بھی نہیں حضرات شیخین من کل الوجوہ یا من جمیع الوجوہ تمام صحابہ کرام سے افضل تھے۔ جو شخص اس نظریہ کا قائل ہو وہ بھی جادہ حق اہل سنت وجماعت سے ہٹا ہوا ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ المنان ارشاد فرماتے ہیں:

سنیت اس صراط مستقیم کا نام ہے جس میں "لم یجعل لہ عوجا (اور اس میں اصلاً کجی نہ رکھی) طرفین افراط وتفریط کی طرف میلان بحمد اللہ حرام ہے۔ لہٰذا ہم جس طرح ان تبصرات میں اپنے مخالف اول یعنی فرقہ تفضیلیہ کے خیالات باطلہ واوہام عاطلہ کی بیخ کنی کرتے ہیں واجب کہ کچھ دیر اوپر سے باگ پھیر کر دو چار باتیں ان حضرات سے بھی کرلی جائیں جنھوں نے بعض متاخرین ہند کے بعض کلمات زور آمائی دیکھ کر ہدایت عقل وشہادت نقل کو بالائے طاق رکھا اور

حضرات شیخین یا جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ متفرقہ ہمارے طریق مراد میں سنگ راہ ہے ان لوگوں کی خلش بھی چشم انصاف میں خار دامان نگاہ ہے۔ (مطلع القمرین ص ۶۸ مطبوعہ لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخین کریمین کی من جمیع الوجوہ افضلیت ثابت کرنا اور دیگر صحابہ کرام کے جزوی و خاص فضائل سے چشم پوشی کر لینا بھی گمراہی و ضلالت ہے۔ حالانکہ اور صحابہ کرام و حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے شمار جزوی فضیلتیں حاصل تھیں جن کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل عقل سے عاری ہوائے نفس کا پجاری۔ رضوی عفی عنہ ۱۲

(۲) اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی اجماعی ویقینی ہے اس عقیدہ کا منکر تفضیلی اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ (سیاتی تفصیلہ ان شاء اللہ تعالیٰ) اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت کی بنا پر حضرات شیخین سے افضلیت مطلقہ دینا و فضیلت کلی دینا بھی کتاب و سنت کے دلائل اور اجماع صحابہ کرام و ائمہ اعلام سے مکابرہ و معارضہ اور صریح گمراہی و جہالت ہے۔ (رضوی غفرلہ)

افضلیت شیخین پر دال احادیث متواتر ہیں

(۳) افضلیت شیخین پر دال احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو تقریباً ۸۰ راویوں نے مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ائمہ محدثین کرام نے اسی کثرت کو دیکھ کر ان روایات کو متواتر قرار دیا ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ھنا متواتر عن علی فلعن اللہ الرافضۃ ما اجھلھم۔

یہ روایت (افضلیت والی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متواتر اً مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت بھیجے یہ کیسے جاہل ہیں۔

(تاریخ الاسلام ج ۱ ص ۱۱۵، مطبوعہ بیروت، المنتقی من منہاج الاعتدال ص ۳۶۰، ۳۶۱ مطبوعہ بیروت، الصواعق المحرقہ ص ۸۴ مطبوعہ لاہور)

حافظ ابن کثیر نے بھی اس روایت کو آپ رضی اللہ عنہ سے متواتر قرار دیا۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۸،ص ۲۲۳ دارالغد الجدید قاہرہ)

امام اہل سنت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں! مولیٰ علی سے جو تفضیل شیخین کا تواتر ہے اس کا کیا علاج؟

(مطلع القمرین ،ص ۱۱۹ مطبوعہ کتب خانہ امام احمد رضا لاہور)

(۴) امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں : یہ حدیث صحیح ہے ۔(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۸،ص ۲۸۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی قدس سرہ نے امام ذہبی علیہ الرحمہ کے حوالے سے ان روایتوں کو متواتر قرار دیا ہے ۔(الفتح المبین ص ۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

افضلیت شیخین پر دال حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کے فرمان کی شرح

(۵) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر افضلیت ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت سے ہے اور اس کا منکر اہل سنت و جماعت سے خارج تفضیلی ہوگا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس ارشاد میں خلفاء اربعہ کی بالترتیب افضلیت کو صریح الفاظ میں بیان فرما دیا۔ ولا احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات مبارکہ نے واضح کر دیا تمام صحابہ و اہل بیت اطہار میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب و پیارے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ جن روایات میں اور صحابہ کرام، اہل بیت اطہار کی احبیت و محبوبیت کا تذکرہ ہے اس سے جزوی و خاص احبیت و محبوبیت مراد ہے ۔علی الاطلاق اور عمومی طور پر جو احبیت حاصل ہے وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۰۲ھ وہ تمام روایات کہ جن میں یہ ذکر ہے کہ فلاں صحابی نبی علیہ السلام کو زیادہ محبوب ہے ذکر کرنے کے بعد ان میں یوں تطبیق

دیتے ہیں کہ وحینئذٍ فیکون حب ابی بکر علی عمومه وحب غیره مخصوصاً۔اس مقام پر حضرت ابوبکر کی احبیت عموم واطلاق پر ہے اوران کے علاوہ کی احبیت مخصوص ہے۔

(الاجوبۃ المرضیۃ، ج ۲،ص ۷۶۵، دارالرایۃ ریاض)

"ولا اکرم علی الله عز وجل فی هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وسلم" کے مبارک کلمات سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اکرم نہیں تو پھر ثابت ہوا کہ آپ ہی تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ القوی متوفی ۹۷۳ھ "الاتقی" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وفیها التصریح بانه اتقی من سائر الامة والاتقی هو الاکرم عند الله لقوله تعالیٰ ان اکرمکم عند الله اتقاکم والاکرم عند الله هو افضل فینتج انه افضل من بقیة۔

اس آیت میں تصریح ہے کہ ابوبکر ساری اُمت میں سب سے بڑھ کر متقی ہیں۔(قرآنی آیات کی روشنی میں جو متقی ہوتا ہے وہ اکرم ہوتا ہے) اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اکرم ہے وہ ہی افضل ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابوبکر ساری اُمت میں سب سے افضل ہیں۔

(الصواعق المحرقہ،ص ۶۶، مطبوعہ لاہور)

"فلا حجة لكم على الله عز وجل" سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بالعموم خلفاء ثلاثہ اور بالتخصیص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی ضرورت واہمیت کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ افضلیت کی ترتیب وہی ہے جو میں نے بیان کر دی ہے۔کل قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ نے مسئلہ افضلیت کی باز پرس کی تو اس میں کسی کا کوئی عذر اور بہانہ قابل قبول نہیں ہوگا۔اس سے عصر حاضر کے روافض تفضیلیہ کو عبرت پکڑنی چاہیے اور تعصب ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر حضرت مولائے کائنات کی بات مان لینی چاہیے ورنہ کل قیامت کے دن یہ جھوٹے منطقی مفروضے کام نہیں آئیں گے۔اس مسئلہ کی اہمیت اور اس کو بیان کرنے میں علماء کی ذمہ داری کو بیان کرتے ہوئے علامہ عبد

العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ ارشاد فرماتے ہیں:

فیجب علی العلماء الاھتمام بمسئلۃ الافضلیۃ۔

مسئلہ افضلیت کے بیان کا اہتمام کرنا علماء کرام پر واجب ہے۔

(النبراس علی الشرح العقائد للنسفیہ ،ص ۴۹۰ موسسۃ الشرف لاہور)

مسئلہ افضلیت کی اسی اہمیت و افادیت کو سیدنا امام ابوعبداللہ سفیان ثوری h نے اہل سنت کے عقائد بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا ہے۔

(دیکھئے: شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ،ج ا،ص ۱۱۹، رقم ۳۱۷، دار الحدیث قاھرہ)

عبداللہ بن سبا یہودی تھا جس نے ظاہراً کلمہ پڑھا اور منافقت اپنا کر اس نے سب سے پہلے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے نئے نئے عقائد و نظریات گھڑے اور مذہب شیعہ کی بنیاد رکھی۔ اُس کے گمراہ کن عقائد سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین پر افضلیت دیتا تھا اسی وجہ سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو پہلے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور پھر ملک بدر کر دیا اس سے تفضیلیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے کہ وہ عبداللہ بن سبا یہودی کی راہ پر چل رہے ہیں۔

(۶) اس کی شرح میں امام المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

فھو افضل الاولیاء من الاولین والآخرین وقد حکی الاجماع علی ذلک ولا عبرۃ بمخالفۃ الروافض ھنالک۔

حضرت صدیق اکبر تمام اولین و آخرین اولیاء سے افضل اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے اور یہاں روافض کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(شرح فقہ اکبر ،ص ۶۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(۷) کیا غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے؟: غنیۃ الطالبین کے متعلق ائمہ و متکلمین حضرات علماء کرام کے کئی اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین حضور سیدنا غوث پاک

رضی اللہ عنہ کی کتاب نہیں ہے۔امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ،امام المتکلمین شاہ عبدالعزیز پرھاروی متوفی ۱۲۳۹ھ،امام المناظرین مفتی نظام الدین ملتانی کی یہی رائے ہے کہ یہ کتاب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نہیں۔دیکھئے!علامہ پرھاروی لکھتے ہیں:

ان الغنية ليست من مولفته ويدلک عليه كثرة الاحاديث الموضوعة فيها۔

(مرام الکلام فی عقائد الاسلام،ص ۶۱ مکتبہ زمزم کراچی،النبراس علی شرح العقائد،ص ۵۴۴ لاہور)

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان المنان شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

اس کتاب کی تصنیف حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہونے میں شبہ ہے۔حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:یہ ہرگز ثابت نہیں۔

(اظہار الحق الجلی نمبر مقلدین کو دعوت انصاف،ج ۴،ص ۵۵۴،مطبوعہ فیضان مدینہ پبلی کیشنز کامونکے،قسطاس علی النبراس ص ۵۷۴ موسسۃ الشرف لاہور)

علامہ نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بڑے بڑے علماء دین ومورخین نے کوثر النبی اور مولوی غلام قادر بھیروی نے کتاب نور ربانی کے اختتام پر لکھا ہے کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین جو مشہور ہے پیر صاحب کی نہیں اور بڑے بڑے بزرگان دین کی زبانی سنا گیا یہ کتاب پیر محی الدین سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں۔

(فتاوی نظامیہ ص ۱۳۵،اشاعۃ القرآن لاہور،انوار شریعت،ج ا،ص ۲۸۵ دار الاشاعت فیصل آباد)

یہی بات علامہ عبدالحی لکھنوی صاحب نے بھی لکھی ہے۔

(الرفع والتکمیل،ص ۳۷۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

دوسری بات یہ ہے کہ کتاب تو غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ہے لیکن تحریف شدہ ہے،لہٰذا جو باتیں اہل سنت کے نظریات کے مطابق ہیں وہ تو مانی جائیں گی اور جو باتیں اہل سنت واکابر اہل سنت جیسے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مرجی ہونے کا قول وغیرہ باطل ومردود ہیں۔دیکھئے الفتاوی

الحدیثیہ لابن حجر مکی ص ۲۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی

اہل سنت کے ایک دوسرے قول کی بنا پر یہ نظریہ ہے کہ اس کتاب کی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے مطلقاً نفی نہیں کی جا سکتی لیکن بہر حال اس میں الحاقات وتحریفات ہیں۔ تفصیل دیکھئے: الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۹، ص ۲۲۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔ فتاوی فیض الرسول، ج ۱، ص ۱۵۵ شبیر برادرز لاہور۔ بہر حال غنیہ الطالبین سے منقول عبارت مذہب اہل سنت کی بھرپور تائید اور روافض کے نظریہ فاسدہ کی بالکلیہ تردید کر رہی ہے اور یہ بھی واضح کر رہی ہے کہ مسلمانان اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔۔۔الخ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل قرار دینے والے رافضی شیعہ ہیں نہ کہ اہل سنت و جماعت۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل قرار دینے والے اپنے آپ کو اہل سنت کہلانے کے لائق ہی نہیں اگر سنی کہیں گے بھی تو تقیۃً۔ (رضوی غفرلہ)

افضلیت شیخین کی قطعیت پر اقوال علماء اہل سنت

(۸) حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام غزالی قدس سرہ النورانی متوفی ۵۰۵ھ کے مبارک کلام سے واضح ہوا کہ افضلیت شیخین کی اسی ترتیب پر اعتقاد و یقین رکھنے والا اہل سنت و جماعت ہوگا اور اس عقیدہ کے خلاف اعتقاد رکھنے والا گمراہ بدمذہب، بدعتی اور مذہب اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی تفضیل شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام، محدثین و فقہاء و جمیع ائمہ اعلام کے نزدیک افضلیت شیخین کا عقیدہ اجماعی ہے۔ امام اہل سنت شیخ ابو الحسن اشعری قدس سرہ القوی کے نزدیک تفضیل شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔

امام المحدثین احمد بن حجر ھیتمی مکی قدس سرہ القوی ۹۷۴ھ لکھتے ہیں:

ثم الذی مال الیہ ابو الحسن الاشعری امام اہل السنۃ ان تفضیل ابی بکر علی من بعدہ قطعی۔

پھر وہ بات جس کی طرف امام اہل سنت ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ نے میلان کیا ہے (وہ یہ ہے کہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت اپنے بعد والوں پر قطعی ہے۔

(الصواعق المحرقہ، الباب الثالث، ص ۸۰، مطبوعہ لاہور، فتح المغیث للعراقی، ص ۳۵۵، دارالفکر بیروت)

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں:

ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء والمرسلین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم اجمعین وھذا الترتیب بین ھو لاء الاربعۃ الخلفاء قطعی عند الشیخ ابوالحسن الاشعری۔

بے شک محمدی اولیاء میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اجمعین افضلیت کی یہ ترتیب جو ان خلفاء اربعہ میں ہے شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے۔ (الیواقیت والجواہر، ج ۲، ص ۳۲۸، دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۳۴ھ لکھتے ہیں کہ

افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر ائمہ کہ یکے از ایشان امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ است و شیخ ابوالحسن اشعری کہ رئیس اہل سنت فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی اُمت قطعی است انکار نہ کند افضلیت شیخین را بر باقی صحابہ مگر جاہل یا متعصب۔ اور شیخین کی افضلیت صحابہ کرام اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ نے نقل کیا ہے ان میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، شیخ ابوالحسن اشعری جو کہ اہل سنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی اُمت پر قطعی ہے۔ باقی صحابہ پر شیخین کی افضلیت کا انکار نہ کرے گا مگر صرف جاہل یا متعصب۔ (مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۲۶۱، جلد ۴ مطبوعہ کراچی)

تفضیل شیخین کا عقیدہ قطعی ہے چند ایک اکابر ائمہ کے اقوال اختصار کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضلیت شیخین قطعی

ہے۔امام حارث بن مسکین رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تفضیل شیخین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

لیس فی ابی بکر و عمر شک.

یعنی ان دونوں کی تفضیل میں کوئی شک نہیں۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ بیان ماروی فی التفضیل رقم ۲۶۱۲، ج ۲، ص ۳۲۶ دار الحدیث قاہرہ)

یہی بات امام احمد بن سالم سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے۔

(دیکھو: لوامع الانوار البھیۃ، ج ۲، ص ۳۶۵)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

(فتح المغیث باب معرفۃ الصحابۃ، ج ۳، ص ۱۲۷ بیروت)

امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

شرح التبصرہ والتذکرہ ص ۲۱۵، امام ابراہیم بن موسی فرماتے ہیں:

عند الاشعری و مالک قطعی.

مسئلہ تفضیل امام اشعری و امام مالک کے نزدیک قطعی ہے۔(الشند الایضاح، ج ۲، ص ۵۰۷)

علامہ پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

(مرام الکلام ص ۴۶، فتح المغیث للعراقی ص ۳۵۵ دار الفکر بیروت)

(۲) امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک افضلیت شیخین قطعی عقیدہ ہے چند اقوال گزر چکے ہیں۔افضلیت شیخین پر مزید اقوال علماء دیکھئے:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

فقال الاشعری قطعی۔(تدریب الراوی ص ۸۹ ۴ مطبوعہ کراچی)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بات نقل کی ہے۔(فتح المغیث، ج ۳، ص ۱۲۷)

(۳) شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۲۳ھ کے

نزدیک افضلیت شیخین قطعی ہے۔ (المواہب اللدنیہ، ج۲، ص ۵۲۷ مطبوعہ لاہور)

(۴) امام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:
افضلیت شیخین اہل سنت کے نزدیک قطعی ہے۔

اذا تقرير ذلك فالمقطوع به بين اهل السنة والجماعة افضلية ابى بكر ثم عمر ۔۔ الخ (فتح الباری، ج۸، ص ۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۵) امام ابن حجر مکی قدس سرہ القوی متوفی ۹۷۴ھ نے شیخین کی تمام صحابہ پر افضلیت کو اجماع کی وجہ سے قطعی قرار دیا۔ (الفتاوی الحدیثیہ، ص ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)
تفصیل آپ کی کتاب الصواعق المحرقہ، ص ۸۰ تا ۸۵ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور میں دیکھیں!

(۶) حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

ان تفضیل ابی بکر قطعی ۔۔ الخ۔

(شرح الفقہ الاکبر ص ۱۴، تفصیل، ص ۶۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(۷) امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۰۳۴ھ فرماتے ہیں:

افضلیت شیخین بر باقی اُمت قطعی است۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۶۶ مطبوعہ کراچی)

(۸) برکۃ المصطفیٰ فی الہند شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی (متوفی ۱۰۵۲ھ):
مولائے کائنات کے خطبات علماء اہل سنت کے لیے افضلیت شیخین کی قطعیت کے لیے کافی ہیں۔

گر علماء اہل سنت و جماعت در افضلیت ابو بکر و عمر بلکہ در قطعیت آن لیہاں اکتفا نمایند و استدلال کنند کافی و وافی بود۔ (تکمیل الایمان مطبوعہ کراچی)

(۹) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں:

افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است۔ (ازالۃ الخفاء، ج۱، ص ۳۰۱)

(۱۰) علامہ مخدوم ہاشم ٹھٹھوی قدس سرہ القوی فرماتے ہیں:

ان الحق ان مسئلة الافضلية قطعية ثابتة بالتواتر والاجماع

(الطریقۃ المحمدیہ، ص ۸)

(۱۱) عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ القوی (متوفی ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

قال ابو الحسن الاشعری تفضیل ابی بکر علی غیرہ من الصحابة قطعی

قلت قد اجمع علیه السلف۔

(تفسیر مظہری، سورۃ الحدید، آیت نمبر ۱۰، ج ۷، ص ۲۹ دار الکتب العلمیہ)

(۱۲) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ حضرت علی t کے اقوال تفضیل شیخین والے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

واین الفاظ کمال مراجعت دارد بر قطعیت اذ لا عقوبه فی الظنیات بالاجماع ۔ (فتاوی عزیزی، ج ۲، ص ۱۹ المکتبۃ الحقانیہ پشاور)

(۱۳) امام المتکلمین شاہ عبد العزیز پرہاروی قدس سرہ القوی متوفی ۱۲۳۹ھ بھی افضلیت شیخین کو قطعی قرار دیتے ہیں اور ظنیت کے قول کی تردید کرتے ہیں ۔ (مرام الکلام، ص ۴۷)

(۱۴) امام اہل سنت مجدد دین وملت قاطع رافضیت و خارجیت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے افضلیت شیخین کی قطعیت کو درجنوں مقامات پر بیان کیا اور اس کے منکر کو بدعتی شیعہ رافضی خارج از اہل سنت قرار دیا۔ آپ فرماتے ہیں:

اور جب اجماع قطعی ہو تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام ہو؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت وشریعت کا یہی مذہب ۔ (مطلع القمرین ص ۱۵ کتب خانہ امام احمد رضا لاہور)

جلیل القدر ائمہ، محدثین وفقہاء و متکلمین کے مبارک اقوال سے افضلیت شیخین کی قطعیت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ومبرہن ہو چکی ہے، اب بھی اگر تعصب وہٹ دھرمی کی عینک اتار کر مذہب اہل سنت کی روشن حقانیت کو نہ دیکھیں اور حق کو قبول نہ کریں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟

(۹) لفظ ''او'' کبھی شک کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کبھی تنویع کے لیے (قسمیں بیان کرنے کے لیے) سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں اور تمہیں اختیار ہے کہ تردید کو تقسیم پر محمول کرو نہ کہ تردد (شک) پر تو معنی ہے کہ معنی ثانی پر فضیلت قطعی ہے اور معنی اول پر قطعی جیسی ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۸، ص ۶۹۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اس سے معلوم ہوا افضلیت شیخین ہے ہی قطعی اور اگر قطعی نہیں بھی تو قطعی کے قریب تو ہے۔ جس سے تفضیلیوں کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(۱۰) بصورت ثانی کہ اگر عند المفضلہ تفضیل شیخین قطعی نہیں تو پھر کیا اس کا انکار کرنا اُن کے لیے جائز ہو جائے گا؟۔ اگر تفضیل قطعی ہو تو پھر تو فرض کے درجہ میں ہوگی اور بقول مفضلہ کہ اگر ظنی ہو تو واجب کے مرتبہ میں ہوگی تو تفضیلی یہ بتائیں کہ فرض و واجب کو ترک کرنے والا گناہ گار ہونے اور مستحق عذاب ہونے میں یہ دونوں برابر نہیں؟ اور اگر ترک فرض و واجب کی وجہ سے مستحق عذاب و گناہ گار ہونے میں برابر ہیں تو پھر تفضیلیہ کا تفضیل شیخین کی ظنیت کا قول کر کے اس کا انکار کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ عبارت نقل کر کے فرماتے ہیں:

پھر ظنی ٹھہرا کر کام کیا نکلا (تفضیلیوں کا) کیا بر بنائے ظنیت ترک واجبات جائز ہے؟ اسی طرح یہ مغالطہ کہ مسئلہ تفضیل ضروریات دین سے نہیں محض جہالت ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک تو حقیقت خلافت خلفائے اربعہ بھی ضروریات دین سے نہیں پھر کیا اس سے انکار کرنے والا آفت گمراہی سے اپنے آپ کو بچا کر کہیں لے جائے گا۔ تفصیل کے دیکھئے: مطلع القمرین، ص ۱۵۸ مطبوعہ۔

رضوی عفی عنہ

تفضیل شیخین سنیت کی نشانی امام اعظم کی زبانی

(۱۱) سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان ذی شان سے واضح ہوتا ہے افضلیت شیخین کا عقیدہ سنی ہونے کی علامت ونشانی ہے لہٰذا تفضیلی جو عقیدہ تفضیل شیخین کا انکار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سنی کہلانے کی کوشش کرتے ہیں وہ گمراہ تفضیلی ہیں۔ انہیں اپنے آپ کو سنی کہلانے کا کوئی حق حاصل نہیں، یہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ علامہ مخدوم ہاشم ٹھٹوی قدس سرہ القوی امام صاحب کے اس کلام کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فی کلامہ دلالۃ علی ان من فضل علیاً علی الشیخین فھو خارج عن اھل السنۃ والجماعۃ۔

یعنی امام صاحب کے کلام میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ جس نے حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دی وہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔ (الطریقۃ الاحمدیہ قلمی، ص ۶)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فقہ اکبر شریف کے حوالے سے متن کے اندر ایک قول مبارک گزر چکا ہے، افضلیت شیخین پر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مزید چند اقوال ملاحظہ ہوں:

1۔ ابوعصمۃ نوح بن ابی مریم کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

من اہل السنۃ والجماعۃ؟

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟

آپ نے فرمایا:

من فضل ابابکر وعمر واحب عثمان وعلیاً

(سنی وہ ہے) جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو تفضیل دے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت رکھے۔

(السیر الکبیر مع المبسوط، ج ۱، ص ۱۵۸ مطبوعہ قاہرہ، بستان العارفین، ص ۱۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

2۔ قاضی شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۱۰ھ نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

افضل اصحاب رسول اللہ ﷺ ابو بکر و عمر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

(کتاب الاعتقاد للنیشا بوری، ص ۱۸۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام صاحب رضی اللہ عنہ سے منقول تفصیلی اقوال اسی کتاب میں دیکھیں۔

اہل سنت کو خارجی کہنا رافضیوں کا شعار ہے

(۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ برحق نہ ماننے والے اور آپ کی محبت کے اندر تفریط کرنے والے خارجی ہیں۔ جیسا کہ خارجیوں اور ناصبیوں کے گمراہ کن نظریات ہیں۔ بقول حضرت مصنف کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض وعداوت رکھنے والا ازلی بد بخت راندہ بارگاہ الٰہی ہی ہوگا کوئی سنی مسلمان تو اُن کی محبت ومودت کی کمی وتقصیر تو سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ تفضیلیوں کا اہل سنت وجماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کو ناصبی وخارجی کہنا اُن کے اپنے رافضی ہونے کی علامت ونشانی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

وعلامۃ الرافضۃ تسمیتھم اہل الاثر ناصبۃ۔

(غنیۃ الطالبین منسوب بہ حضرت غوث اعظم، ص ۱۶۶ طبع بیروت)

وعلامۃ الرافضۃ تسمیتھم اہل السنۃ ناصبۃ۔

رافضیوں کی علامت ہے کہ وہ اہل سنت کا نام ناصبی (خارجی) رکھتے ہیں۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ج ۱، ص ۱۳۹ دار الحدیث قاہرہ)

(۱۳): ذکر کردہ عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول تو یہ کہ افضلیت شیخین پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے اور اجماع صحابہ میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔

اجماع کا قطعی ہونا تو بدیہی امر ہے لہذا ثابت ہوا کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ صحابہ کرام کے اجماع و حضرت علی کے اتفاق سے قطعی ہوا اور اس کا منکر گمراہ تفضیلی ہوا۔ اور دوسری بات یہ کہ سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی محبت کا تقاضا ہے کہ انسان حضرت علی کی طرح تفضیل شیخین کا عقیدہ رکھے لہذا تفضیلیوں کا عقیدہ افضلیت شیخین سے انکار اور اس میں تاویل کر کے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرنا جھوٹ و افتراء پردازی پر مبنی ہے

(۱۴): صاحب سنابل کی ذکر کردہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تفضیلی کے اندر بھی تقیہ والی رگ ضرور موجود ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ سنیت کا لیبل لگا کر سنی مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے کے کئی پیشہ ور مقررین حضرات بظاہر سنی بنے ہوئے ہیں لیکن جب انہیں افضلیت شیخین یا شان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تقریر کا کہا جائے تو جواباً کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تو صحیح کوئی حدیث ہی نہیں جب کہ یہ محض جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ ایسے خطباء سے مسلمانان اہل سنت کو بچائے آمین۔

(۱۵): صاحب سبع کی یہ عبارت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں! پیری مریدی کے سلاسل کو آپ سے چلنے کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل بنانا رافضیت ہے۔ اس کی تفصیل دیکھیں: مرام الکلام، ص ۷۴، مطلع القمرین ص ۱۰۸ تا ۱۱۱، مطبوعہ کتب خانہ امام احمد رضا لاہور) رضوی عفی عنہ

(۱۶): سراج السالکین امام العارفین سید السادات شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر فاروق پر افضلیت دینے والے تفضیلی بھی رافضی ہیں۔ اور سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت کے منکر خارجی ہیں۔ اور یہ دونوں گروہ گمراہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں۔ فی الحال کلام اس مسئلہ میں ہے کہ تفضیلیوں کو رافضی کہا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ تمہیداً چند باتیں ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینے اور حضرت علی رضی

اللہ عنہ کی صحابہ کرام سے زائد (افراط کی) محبت کو تشیع کہا جاتا ہے۔اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین کریمین پر افضلیت دینے والے کو تفضیلی غالی شیعہ کہا جاتا ہے اور اُسے رافضی بھی کہا جاتا ہے۔(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۸،ص ۷۷ رضافاؤنڈیشن لاہور)

اور اگر حضرت مولیٰ علی کو شیخین پر تفضیل دینے کے ساتھ ساتھ حضرات شیخین کے ساتھ بغض و عداوت بھی رکھتا ہو اور انہیں گالیاں وغیرہ دیتا ہو تو اس کو غالی رافضی کہا جاتا ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۸،ص ۷۷۔۷۸ رضا فاؤنڈیشن لاہور، فتاویٰ مفتی اعظم، ج ۶،ص ۲۷ اکبر بک سیلرز لاہور)

غالی شیعوں یعنی تفضیلیوں کو رافضی کہنا بھی درست ہے۔یہ بدعتی، گمراہ، بدمذہب اور خارج از اہل سنت ہیں۔ائمہ متقدمین و متاخرین نے تفضیلیوں پر بھی رافضیت کا اطلاق کیا ہے۔چند اجلہ اکابرین اُمت کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(الف) امام المحدثین ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخلال رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۱ھ نقل فرماتے ہیں!

ان اباعبد اللہ قیل لہ فی رجل یقولون انہ یقدم علیاً علی ابی بکر و عمر فانکر ذلک و عظمہ و قال اخشی ان یکون رافضیاً۔

امام ابوعبد اللہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ پر تقدیم دیتا ہے (افضل قرار دیتا ہے) تو آپ نے اس بات کا انکار کیا اور (اس بات کو) بہت بڑا سمجھا اور فرمایا میں ڈرتا ہوں اس کے رافضی ہونے سے۔

(السنۃ لابن خلال، ج ۳،ص ۴۸۹، رقم ۷۷۶ مطبوعہ دار الرایۃ ریاض)

(ب) امام المتکلمین ابوعبد اللہ فضل اللہ تورپشتی قدس سرہ القوی متوفی ۶۶۱ھ نے افضلیت شیخین پر صحابہ کرام و علماء اُمت کے اجماع کا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس مسئلہ میں مخالفت رافضیوں اور زندیقوں نے کی ہے۔

وهیچ کس از صحابه و علماء اُمت دراں خلافے نکرده اند که ابو بکر و عمر بہترین اُمت اند بعد از رسول علیه السلام واین خلاف از قبل رافضیاں و زندیقاں۔۔الخ (المعتمد فی المعتقد،ص ۲۱۱ مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور)

(پ) فقہ حنفی کی دو معتبر و معتمد شخصیات امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بہ امام ابن الہمام متوفی ۶۸۱ھ امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں!

وفی الروافض ان من فضل علیاً علی الثلاثة فمبتدع۔ یعنی روافض کے متعلق حکم کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین خلفاء پر فضیلت دی وہ بدعتی ہے۔

(فتح القدیر، ج ۱،ص ۳۶۰ مطبوعہ انڈیا، تبین الحقائق، ج ۱،ص ۱۳۵ مطبوعہ کوئٹہ)

(ت) امام جلال الدین سیوطی شافعی قدس سرہ السامی متوفی ۹۱۱ھ نے افضلیت صدیق اکبر کے منکر کو رافضی اور اس کے عقیدہ کو خبیث قرار دیا۔

مقالة الرافضی ویثبته علی معتقده الخبیث۔

(الحاوی للفتاوی رسالہ الحبل الوثیق، ج ۱،ص ۳۳۸ مطبوعہ پشاور)

(ٹ) حافظ شہاب الدین احمد بن علی المعروف بن ابی حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں!

فمن قدمه علی ابی بکر و عمر فهو غال فی تشیعه ویطلق علیه رافضی۔ جو شخص انہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر افضل کہے وہ غالی شیعہ ہے اور اسے رافضی بھی کہا جاتا ہے۔

(ھدی الساری، ج ۲،ص ۲۳۱ مطبوعہ مصر، تہذیب التھذیب بالفاظ متقاربہ، ج ۱،ص ۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸،ص ۷۷،۷۸ مطبوعہ لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ تفضیلیہ کو غالی شیعہ اور رافضی کہا جاتا ہے۔

(ث) عارف باللہ امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی متوفی ۹۷۳ھ نے حضرت

مولائے کائنات کو حضرت ابو بکر پر تقدیم دینے والے (افضل کہنے والے) کو رافضی قرار دیا ہے۔

ماتثبت به الروافض فی تقدیهم علیاً علی ابی بکر رضی الله عنه۔

(الیواقیت والجواهر، ج ۲، ص ۳۴۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(س) امام المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں کہ! سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کہنے والے رافضی اور اکثر معتزلہ ہیں۔

ثم اعلم ان جمیع الروافض واکثر المعتزلة یفضلون علیاً علی ابی بکر رضی الله عنه۔ (شرح الفقہ الاکبر، ص ۶۳، ۶۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(ش) مخدوم قاضی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک پہلے سبع سنابل کے حوالے سے متن کے اندر گزر چکا جس میں آپ نے خلافت حضرت مولائے کائنات کے منکر کو خارجی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین کریمین پر افضلیت دینے والے تفضیلی کو رافضی قرار دیا۔

(سبع سنابل، فارسی، ص ۱۰، مطبوعہ لاہور، الفتاوی الرضویہ، ج ۲۸، ص ۴۸۸ مطبوعہ لاہور)

(ص) حضرت مولانا سیدنا احمد بن سید محمد حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام صحابہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینے والے کو رافضی قرار دیا ہے۔

والروافض قائلون بفضل علی کرم الله تعالیٰ وجهه علی الجمیع وهذا خطاء عظیم۔ (دلیل الیقین، ص ۱۹، مطبوعہ انڈیا)

(ض) آخر میں چند ارشادات امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان متوفی ۱۳۴۰ھ پیش خدمت ہیں جن سے یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ تفضیلیوں کو بھی رافضی کہا جا سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا! ولہذا ائمہ دین نے تفضیلیہ کو روافض سے شمار کیا ہے۔

(الفتاوی الرضویہ، ج ۵، ص ۵۸۱، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا! اور حضرت امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حضرات

تنخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانا رفض و بدمذہبی۔
(الفتاوی الرضویہ، ج ٦ ص ٤٤٢، رضافاؤنڈیشن لاہور)

مزید ارشاد فرماتے ہیں! اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت امام الاولیاء مرجع العرے فاء امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولی علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اکرم و افضل واتم واکمل ہیں جو اس کے خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں۔
(الفتاوی الرضویہ، ج ٢٨ ص ٤٢٠، رضافاؤنڈیشن لاہور)

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دس مستند فقہاء کرام کی عبارات سے تفضیلیوں کو رافضی، بدعتی و بد مذہب ثابت کیا ہے۔ تفصیل ''الرد الرفضہ الفتاوی الرضویہ، ج ١٤، ص ٢٥٠ تا ٢٥٥ مطبوعہ لاہور مزید آپ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں! زید۔۔۔ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے جن کو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے۔ (الفتاوی الرضویہ، جلد ٢١، ص ١٥٢ مطبوعہ لاہور)

اجلہ علماء کرام متکلمین وفقہا عظام کی عبارات سے یہ حقیقت نصف النہار کی طرح روشن ہوگئی کہ تفضیلی حضرات نہ تو اہل سنت و جماعت ہیں اور نہ ہی سلف صالحین کہ طریقہ مبارکہ پر بلکہ تفضیلی غالی شیعہ اور روافض میں سے ہیں۔ایسے تفضیلیوں کو ائمہ دین نے بدعتی، رافضی، شیعہ غالی، زندیق اور ان کے عقیدہ کو خبیث تک قرار دیا اور کیوں نہ ہو کہ یہی تفضیلی آہستہ آہستہ غالی رافضی بھی بن جاتے ہیں۔ (فقط تفضیلی ہی نہیں رہتے) حضرات شیخین کریمین کو سب وشتم کرنا شروع کر دیتے ہیں اور خال المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی و بے ادبی کرنے کو محبت اہل بیت کا نام دیتے ہیں۔کبھی کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ باغی تھے (معاذ اللہ) اور کبھی کہتے ہیں معاویہ کا معنی ہے بھونکنے والا کتا (معاذ اللہ) اور اس کے علاوہ بے شمار گمراہ کن نظریات کا برسر منبر پر چار کرتے ہیں۔ہمارے ہاں ایسے بے شمار تفضیلی، تفسیقی، ہیں جن کا اہل سنت و جماعت کے ساتھ کوئی واسطہ و تعلق نہیں۔جو محض تقیہ کر کے سنی بنے ہوئے ہیں۔فافہم وتدبر؟۔

فقیر رضوی غفرلہ ١٢

تفضیلیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفضیلی بھی جب رافضی ٹولے میں شامل ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے بیان کر دیا جائے۔ تفضیلی امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یعنی اس کے پیچھے پڑھنی گناہ اور لوٹانی واجب ہے۔ یہی مفتی بہ راجح قول ہے۔ اس کے خلاف جو بھی قول ہو وہ غیر مفتی بہ مرجوح قول ہوگا۔ فافھم و تدبر۔

امام اہل سنت مفتی امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضون ارشاد فرماتے ہیں! تمام اہل سنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل ہیں ائمہ دین کی تصریح ہے کہ جو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو ان پر فضیلت دے مبتدع بد مذہب ہے اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے۔ (فتاویٰ خلاصہ و فتح القدیر و بحر الرائق و فتاوی عالمگیری وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے۔

ان فضل علیاً علیہما فمبتدع۔

اگر کوئی حضرت علی کو صدیق و فاروق پر فضیلت دیتا ہے تو وہ بدعتی ہے۔

غنیہ ورد المحتار میں ہے!

الصلوۃ خلف المبتدع تکرہ بکل حال۔

نماز بدمذہب کے پیچھے ہر حال میں مکروہ ہے۔

ارکان اربعہ میں ہے!

الصلوۃ خلفھم تکرہ کراہۃً شدیدۃ۔

یعنی ان تفضیلی شیعہ کی اقتداء میں نماز شدید مکروہ ہے۔ تفضیلیوں کے پیچھے نماز سخت مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ٦ ص ٦٢٢) مزید دیکھئے الفتاویٰ الرضویہ، ج ٦ ص ٦٧٨، مطلع القمرین، ص ١٧٠)

امام الفقہاء مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفی رضا خان علیہ رحمۃ المنان ارشاد فرماتے ہیں! جو شخص مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو صدیق و فاروق سے افضل بتائے گمراہ اور بدمذہب اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے ایسے کو امام بنانا گناہ امام بنانے والے گناہ گار ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(افضلیت سیدنا صدیق اکبر ص ۱۴۹ مطبوعہ سنی فاؤنڈیشن لاہور)

خلیفہ اعلیٰ حضرت سید السادات علامہ سید ابو البرکات احمد قادری قدس سرہ القوی لکھتے ہیں! جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق پر فضیلت دیتا ہے وہ تفضیلی شیعہ ہے، ضال مضل گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے وہ ہرگز اہل سنت سے نہیں ہے ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔ (افضلیت سیدنا صدیق ص ۱۵۰ مطبوعہ سنی فائنڈیشن لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی، پیر سید جلال الدین شاہ بھکھی شریف، مفتی خلیل احمد برکاتی اور مفتی غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بعینہ یہی فتویٰ ہے۔

(دیکھئے: افضلیت سیدنا صدیق اکبر ص ۱۵۱ تا ۱۵۳، فضائل حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۴۶ تا ۵۱)

سنی مسلمان بھائیو! تفضیلیوں کو جب امام بنانا گناہ اُن کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادہ ہے تو پھر ان کو اور بالخصوص پیشہ ور تفضیلیوں کو وعظ و تقریر پر بلانا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا کیونکر جائز ہوگا؟ حالانکہ ان کی تقریر و تحریر تو سنی مسلمانوں کے لیے سم قاتل ہے۔ حالانکہ امام ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا! جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر افضلیت کا خیال بھی کرے وہ برا شخص ہے۔

"لا نخالطہ و لا نجالسہ"

ہم نہ تو اس کے ساتھ میل جول رکھیں اور نہ ہی اس کے ساتھ بیٹھیں گے۔

(السنۃ، ج ۲، ص ۳۷۷، رقم ۵۲۴ مطبوعہ ریاض) رضوی عفی عنہ

افضلیت مطلقہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۱۷): حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر افضلیت کا

مسئلہ سب اہل سنت و جماعت کا اجماعی ہے۔ ذکر کردہ آیت کریمہ خاص حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

(الجامع الصحیح للبخاری، ج ۲،ص ۵۱۰، رقم الحدیث ۳۸۲۶، السنن الکبری للبیہقی، ج ۱۰،ص ۳۶، رقم الحدیث ۱۹۶۵۹)

امام فخر الدین رازی قدس سرہ السامی متوفی ۶۰۶ھ ارشاد فرماتے ہیں:

المسئلة الثانیة اجمع المفسرون علی ان المراد فی قول (اولو الفضل) ابو بکر۔

دوسرا مسئلہ کہ تمام مفسرین نے اس بات پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ اللہ رب العزت کے فرمان" اولو الفضل" سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تفسیر کبیر، تفسیر آیہ مذکورہ پ ۱۸)

اس آیت کریمہ سے حضرات مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر استدلال کیا ہے۔ امام فقیہ ابولیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی قدس سرہ القوی متوفی ۳۷۵ھ لکھتے ہیں!

اولو الفضل منکم فی طاعة اللہ لانہ کان افضل الناس بعد رسول اللہ ﷺ۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں حضرت ابوبکر تم سب سے خصوصی بزرگی والے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

(تفسیر سمرقندی، ج ۲،ص ۴۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر سے افضلیت مطلقہ پر استدلال کیا۔

(دیکھو: تفسیر کبیر، تفصیل حاشیہ نور العرفان،ص ۴۲۳ نعیمی کتب خانہ گجرات۔ مزید تفصیل درکار ہو تو دیکھئے: مطلع القمرین ص ۱۹۰ تا ۱۹۴ مطبوعہ لاہور۔ رضوی عفی عنہ

قاسم ولایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سچے محبین کون؟

(۱۸): امیر المومنین، مولی المسلمین، امام الواصلین، قاسم ولایت، اسد اللہ الغالب سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم وحشرنافی زمرتہ فی یوم عقیم آمین ۔کے ساتھ محبت مومن ہونے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض وعداوت رکھنا منافق وخارجی ہونے کی نشانی ہے۔حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کرارشاد فرمایا!

لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق۔

(اے علی) تجھ سے صرف مومن محبت کرے گا اور منافق صرف بغض (عداوت) رکھے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب المناقب، ج ۲،ص ۱۲۷، رقم الحدیث ۱۴۷۶۰ ادارالکتب العلمیہ بیروت)

لہٰذا ثابت ہوا حضرت سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کی محبت کے بغیر دعویٰ دین درست نہیں لیکن آپ کی محبت کے لیے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے دو شرطیں ذکر کی ہیں ایک تو آپ کی محبت میں اس حد تک افراط (حد سے تجاوز) نہ ہو کہ بقیہ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان اقدس کی توہین وتنقیص لازم آئے ۔اگر ایسی صورت ہوگی تو اس شخص کی محبت کا دعویٰ باطل، وہ تباہ و برباد ہوگا جیسا کہ متن میں حدیث شریف مذکور ہوئی۔اور دوسرا یہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت درستگی اسلام کی شرط ہے اسی طرح بقیہ خلفاء راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ محبت لازم و ضروری ہے ورنہ صرف آپ رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرنا اور صحابہ کرام خلفاء راشدین سے بغض و عداوت کرنا اور ان پر لعن طعن سب وشتم بکنا رفضہ و زندقہ ہے۔آپ رضی اللہ عنہ سے سچی محبت کرنے والے مسلمانان اہل سنت ہیں جو آپ کی بتلائی ہوئی باتوں پر عمل بھی کرتے ہیں۔

سید السادات امام الحرمین علامہ رضی اللہ عنہ سید احمد بن زینی دحلان مکی قدس سرہ القوی متوفی ۱۳۰۴ھ نے فرمایا کہ!

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا! تفترق ھذہ الامۃ علی ثلاثۃ و سبعین

فرقہ شرھا من ینتحل حبنا ویفارق امرنا۔

یہ اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور اُن میں سے بدترین فرقہ وہ ہو گا جو ہماری محبت کا غلط (جھوٹا) دعویٰ کرے گا اور ہمارے حکم سے دور رہے گا۔

(الفتح المبین باب فضائل ابوبکر الصدیق ص ٦٨، دار الفکر بیروت)

حضرت سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت رکھنے والے کو مومن اور آپ سے بغض وعداوت رکھنے والے کو منافق قرار دیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا!

فوالذی فلق الحبۃ و برأ النسمۃ لایحبھما الا مومن فاضل ولا یغبضھما الا منافق مارق وحبھما قربۃ وبغضھما مروق۔

اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا فرمایا ان (دونوں شیخین کریمین) سے محبت نہیں کرے گا مگر صرف فاضل (فضلیت والا) مومن اور ان سے بغض نہیں رکھے گا مگر دین سے نکلا ہوا منافق۔ (قسم بخدا) ان دونوں کی محبت قربت خداوندی کا ذریعہ ہے اور ان دونوں سے بغض وعداوت دین سے خروج ہے۔

(الفتح المبین ص ٦٩، دار الفکر بیروت)، الصواعق المحرقہ ص ٨٨، ٨٩ مطبوعہ لاہور، فضائل الصحابہ، ج ١٣، ص ٥، رقم الاثر ٣٦٠٩١، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرات اہل سنت و جماعت کثر ھم اللہ شو کتھم کو یہ شرف حاصل ہے جو حضرات صحابہ کبار و اہل بیت اطہار دونوں نفوس قدسیہ سے محبت و الفت رکھتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ افراط وتفریط کی آمیزش سے بھی پاک ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش)

علامہ عبد العزیز پرھاروی فرماتے ہیں

حب اہل بیت و اصحاب نبی عین ایمان است بشنوائے اخی

(ایمان کامل، ص ۱۳، مطبوعہ اجمیری کتب خانہ ملتان)

محبت اہل بیت کے لیے محبت صحابہ شرط:

(۱۹): علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی قدس سرہ القوی متوفی ۱۳۰۴ھ فرماتے ہیں

!واعلم ان شرط محبة اہل البیت النافعة محبة اصحاب النبی ﷺ و عدم الطعن فی احد منهم۔

جاننا چاہیے کہ اہل بیت اطہار کی صحیح محبت کے لیے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے ساتھ محبت کرنا اور ان میں سے کسی ایک میں بھی طعن نہ کرنا ضروری و شرط ہے۔

(الفتح المبین، ص ۳۱۹، دار الفکر بیروت)

معلوم ہوا کہ محبت اہل بیت کی صحت کے لیے محبت صحابہ بھی شرط ہے لہٰذا ہم اس فرقہ ضالہ مضلہ کو دعوت دیتے ہیں سنی مسلمانوں کی طرح اہل بیت سے محبت کرو اور افراط و تفریط سے بچو۔ امام عامر بن شراحیل شعبی علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں!

حب اہل بیت نبیک و لا تکن رافضیا و اعمل بالقرآن و لا تکن حروریا۔

اپنے نبی ﷺ کی اہل بیت سے محبت کرو اور رافضی نہ بنو۔ قرآن پر عمل کرو اور خارجی نہ بنو۔

(اسنادہ حسن): السنۃ لابن خلال، ج ۱ ص ۷۹ دار الرایہ ریاض)۔ رضوی عفی عنہ

افضلیت کا مفہوم کثرت ثواب وقرب رب الارباب نہ کثرت فضائل

(۲۰): علماء اہل سنت متقدمین ومتاخرین کے ہاں افضلیت کا یہی مفہوم ہے کہ بندے کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب کے لحاظ سے اکثر اور زیادہ ہونا ہے اور بارگاہ خداوندی کا قرب و نزدیکی اور اعمال خیر پر بڑے اجر کا ملنا ہے نہ کہ کسی کا زیادہ فضائل وغیرہ رکھنا جیسا کہ علم کے اعتبار سے زیادہ ہونا یا نسب کے لحاظ سے شرافت و بزرگی والا ہونا۔ یہ چیزیں جزوی فضیلت کو ثابت کرسکتی ہیں لیکن افضلیت کو قطعاً ثابت نہیں کرسکتی اور نہ ہی جزوی فضائل افضلیت مطلقہ وغیرہ کے منافی ومعارض ہوسکتے ہیں فافھم و تدبر۔

اب آیئے چند ائمہ اعلام کی تصریحات پیش کرتے ہیں جس سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ افضلیت کا مطلب کثرت ثواب وقرب رب الارباب ہے:

میر سید شریف جرجانی قدس سرہ النورانی متوفی ۸۱۶ھ ارشاد فرماتے ہیں:

ومرجعها ای مرجع الافضلية التی نحن بصددها الی کثره الثواب والکرامة عند الله تعالی۔

مرجع اس افضلیت کا جس کے ہم درپے اثبات ہیں کثرت ثواب وکرامت عند اللہ کی طرف ہے۔ (شرح المواقف۔المرصد الرابع۔المقصد الخامس۔ج ۳ص ۶۳۸ طبع بیروت)

اس سے معلوم ہوا افضلیت کا مطلب اجر وثواب کی زیادتی وعند اللہ بزرگی وکرامت ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی قدس سرہ النورانی متوفی ۷۹۱ھ الکلام فی الافضلیة بمعنی الکرامة عند الله تعالی و کثرة الثواب۔

کلام افضلیت میں ہے بمعنی خدا کے نزدیک بزرگی وکثرت ثواب کے۔

(شرح المقاصد المبحث السادس الافضلیة بین الخلفاء۔ج ۳ص ۵۲۳ طبع بیروت)

امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ عبارت سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ افضلیت کا معنی عند اللہ کرامت وبزرگی ہے اور اجر وثواب کی زیادتی ہے نہ کہ کثرت فضائل۔

بعض نا عاقبت اندیش آپ کی کتاب ”شرح العقائد“ کی اس عبارت سے (ان ارید کثرة مایعده ذو والعقول من الفضائل فلا) سے شیخین پر حضرت علی کو افضل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ ان کا یہ استدلال باطل و مردود ہے کیونکہ شرح عقائد نسفی آپ نے ۷۶۸ھ میں لکھی، شرح مقاصد ۷۸۴ھ میں لکھی (ظفرا لمحصلین ص ۲۷۷ دارالاشاعت کراچی)

لہٰذا شرح مقاصد کی مذکورہ عبارت شرح العقائد النسفیہ کی سابقہ سے رجوع ہے۔لہٰذا سابقہ عبارت سے تفضیلیوں کا استدلال کرنا جہالت پر مبنی ہے۔ائمہ اہل سنت نے ”شرح عقائد“ کی ذکر کردہ عبارت کی تردید بھی کی ہے۔

(دیکھئے: شرح الفقہ الاکبر ص ۶۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔النبراس ص ۴۹۲ موسستہ الشرف لاہور۔مکتوبات امام ربانی)

افضلیت سے مراد کثرت ثواب عنداللہ اور بزرگی و کرامت ہے نہ کہ فضائل کی کثرت۔

(مزید تفصیلان کتب میں دیکھیں: الصواعق المحرقہ، الباب الثالث ص ۸۱ البوریہ الرضویہ لاہور، مکتوبات شریف دفتر اول حصہ چہارم ص ۸۸ ۱۴ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، شرح الفقہ الاکبر ص ۶۳. مکتبہ رحمانیہ لاہور، تکمیل الایمان فارسی ص ۱۳۵ الرحیم اکیڈمی کراچی، النبراس ص ۴۸۴ موسستہ الشرف لاہور، شرح فقہ اکبر فارسی، بحر العلوم ص ۱۳۹ الرحیم اکیڈمی کراچی) تفصیل امام اہل سنت کی کتب میں دیکھیں۔ مطلع القمرین ص ۸۷ تا ۹۸ طبع لاہور) فقیر محمد داؤد رضوی عفی عنہ

(۲۱): حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برملا بیعت کی اور اپنی مرضی سے وبالیعه علی علی رؤس الا شھاد۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تمام حاضرین کی موجودگی میں اعلانیہ آپ کی بیعت کی۔

(التمہید لابی شکور السالمی ص ۱۷۴، ۱۷۵ مکتبہ اسلامیہ پشاور، الصواعق المحرقہ ص ۱۵_۱۸ مطبوعہ لاہور)

(۲۲): اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ کا یہ مذہب نہیں کہ حضرات شیخین کریمین حضرت مولا علی و دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے من جمیع الوجوہ افضل ہیں۔اہل سنت افراط وتفریط

سے پاک ہیں لہٰذا نہ ہم تفضیلیہ کے خیالات باطلہ کی پیروی کریں جو کسی جزوی فضیلت کی بنیاد پر افضلیت مطلقہ ثابت کرتے ہیں (جو کہ عقل ونقل سے غلط ہے) اور نہ ان لوگوں کی اتباع ہمارا شعار جو بداہت عقل اور شہادت نقل کو بالائے طاق رکھ کر شیخین یا صدیق اکبر کے لیے من جمیع الوجوہ تفضیل کے قائل ہیں۔ یہ نظریہ بھی غلط ہ اور اہل سنت اس کے قائل نہیں۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرات شیخین کو افضلیت مطلقہ و فضل کلی حاصل ہے۔ جزوی فضیلت کسی اور صحابی کو بھی حاصل ہو سکتی ہے جو کہ فضل کلی کے منافی و معارض نہیں۔ رضوی عفی عنہ۔

تفصیل کے لیے دیکھیں مطلع القمرین ص ۶۸،۶۹ طبع لاہور

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صرف سیاسی خلیفہ کہنا

(۲۳): حضرت سید السادات شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات شیخین کریمین حضرت سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صرف دنیاوی لحاظ اور ملک داری کے لحاظ سے ہی افضل نہیں۔ دینی دنیاوی حکومت اور ولایت باطنی خلافت روحانی کے لحاظ سے بھی افضل ہیں اور اسکے خلاف عقیدہ رکھنے والے تفضیلی ہیں اور گمراہ بدمذہب اہل سنت سے خارج ہیں۔ یہ بھی اہل سنت و جماعت کے اکابرین کے نزدیک اتفاقی معاملہ ہے۔ امام المحدثین ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ ارشاد فرماتے ہیں!

فھو افضل الاولیاء من الاولین والآخرین وحکی الاجماع علی ذلک ولا عبرۃ بمخالفۃ الروافض ھنالک۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اولین وآخرین اولیاء سے افضل ہیں۔ اس بات پر پوری اُمت (کے علماء) کا اجماع ہے۔ اور یہاں روافض کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں۔

(شرح الفقہ الاکبر ص ۶۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور، تحفۃ الاتقیا ص ۶۷ طبع لکھنو)

اس سے معلوم ہوا تمام اولین وآخرین اولیاء سے ولایت باطنی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا اجماعی مسئلہ ہے اور اس کا منکر بھی رافضی ہے۔

امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں! جو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین کریمین پر قرب الٰہی میں تفضیل دے وہ گمراہ مخالف اہل سنت ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۲۹ ص ۶۱۵ طبع لاہور)

دوسرے مقام پر امام اہل سنت علیہ الرحمۃ نے تفضیلیوں کے اس قول کو خبث قرار دیا۔

(المستند المعتمد، ص ۲۴ مطبوعہ دار العرفان لاہور) تفصیل مطلع القمرین ص ۱۰۸۔۱۰۹ طبع لاہور۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ القوی متوفی ۱۳۶۷ھ فرماتے ہیں! ان کی خلافت بر ترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت یعنی افضل یہ کہ ملک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ جیسا آج سنی بننے والے تفضیلی کہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج ۱ ص ۲۴۷۔۲۴۸ مکتبۃ المدینہ کراچی) رضوی عفی عنہ ۱۲

خلافت افضلیت کی ترتیب پر ہے

(۲۴): سابقہ حاشیہ میں یہ بات صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ القوی کے حوالہ سے گزر چکی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ان کی خلافت بر ترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت ۔۔۔ الخ

(بہار شریعت، ج ۱ ص ۲۴۷ طبع کراچی)

عارف باللہ امام عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القوی متوفی نے بھی یہی مسئلہ بیان فرمایا ہے۔

وافضلهم ابو بکر الصديق رضى الله عنه ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذو النورين، ثم على المرتضىٰ و خلافتهم، اى هولاء الاربعة عن رسول الله ﷺ كانت على هذا الترتيب ايضاً اى كما هى فضيلتهم كذلک (ثم) بعدهم فى الفضيلة (سائر) اى بقية (الصحابة رضى الله عنهم اجمعين)۔

(الطریقۃ المحمدیہ مع شرح الحدیقۃ الندیہ، ج ۱ ص ۲۹۳)

ملا عصام الدین شارح شرح عقائد نے بھی یہی بات لکھی ہے کہ! خلفاء راشدین کے درمیان خلافت وہی ترتیب ہے جو افضلیت کی تھی۔ قولہ (علی هذا الترتیب ایضاً)

یشعر ان مبنی ترتیب الخلافة علی ترتیب الافضلیة التی حکم بها السلف۔
(مجموعہ الحواشی البھیۃ حاشیہ عصام علی شرح العقائد، ج ۲، ص ۲۳۶)

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو مسئلہ بیان کیا حضرات خلفاء راشدین میں جو ترتیب عند اللہ افضلیت کی تھی وہی خلافت کی بھی ترتیب رہی۔ اجلہ علماء کرام نے بھی اسی مسئلہ کو بیان فرمایا جو عین صداقت و حقانیت پر دال ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تھا نہ کہ خلافت پر

(۲۵): امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان اہل سنت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں! جنگ جمل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تھا مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہادی تھی جس کی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام ان کی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا نکالنا بے شک رفض ہے اور خروج از دائرہ اہل سنت۔ جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے انہیں برا جانے فاسق مانے ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقاً رافضی ہے۔ (الفتاوی الرضویہ، ج ۲۹، ص ۶۱۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بہر حال حق حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ساتھ تھا اور اس چیز کا اقرار جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی تھا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا!

واللہ انی لا اعلم ان علیا افضل منی واحق بالامر۔

قسم بخدا! میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ (البدائیہ والنھائیہ تحت ترجمہ معاویہ رضی اللہ عنہ، ج ۸، ص ۱۶۱ دار الغد الجدید قاھرہ)

لیکن اس کے ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرما دیا!

ولکن الستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوماً وانا ابن عمه وانا اطلب بدمه وامره الی انتهی۔

لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوماً شہید کر دیے گئے اور میں ان کے چچا کا بیٹا

ہوں اور اُن کے قصاص کا مطالبہ کرنا اور اُن (کے قصاص کا معاملہ) میرے سپرد ہے۔انتھی۔

(البدائیہ والنھائیہ، ج ۸، ص ۱۶۱ طبع قاھرہ)

آپ رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے آپ کی حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ طلب اقتدار اور حصول خلافت کی خاطر نہیں تھی بلکہ قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسئلہ تھا۔

جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا! ما قاتلت علیا الا فی امر عثمان۔ میرا حضرت علی سے قتال صرف (قصاص) حضرت عثمان کے معاملہ میں ہوا۔

(المصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۱ ص ۹۲، کتاب الامراء طبع بیروت)

اسی بات کو ائمہ محدثین نے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ النورانی متوفی ۵۰۵ھ ارشاد فرماتے ہیں!

وما جری بین معاویۃ و علی ؓکان مبنیاً علی الاجتھاد لا منازعۃ من معاویۃ فی الامامۃ۔انتھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو نزاع ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے خلافت میں نزاع نہیں تھا۔

(احیاء علوم الدین، الرکن الرابع فی السمعیات، ج ۱ ص ۱۵۴ دارالحدیث قاھرہ)

شارح ہدایہ علامہ کمال الدین المعروف بہ ابن الہمام حنفی قدس سرہ القوی نے بعینہ یہ عبارت نقل کی ہے۔(المسایرہ، ص ۳۱۴ طبع لاہور)

امام شعرانی، حضرت مجدد الف ثانی نے اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔

(الیواقیت والجواھر المبحث الرابع والاربعون، ج ۲ ص ۷۷، مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۰۱، نسیم الریاض، ج ۳ ص ۴۲۱ طبع ملتان)

اس گفتگو کا ماحصل یہ ہوا حضرت علی کے ساتھ حضرت امیر معاویہ کا قتال قصاص حضرت عثمان کی وجہ سے تھا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی۔اسی بنا پر بھی آپ ماجور و مثاب ٹھہرے۔اس

سے بڑھ کر کوئی کلمہ گستاخی آپ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں بولنا رفض ہے۔ جس طرح کہ آج کل بعض جہلا پیشہ ور واعظین آپ کا ذکر توہین آمیز کلمات کے ساتھ کرتے ہیں جو کہ تقیۃً سنی بنے ہوئے ہیں جن کا سنیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں محض دنیا کے حصول میں وارفتہ پھرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے شریروں کے شر سے اہل سنت کو محفوظ رکھے آمین۔ رضوی عفی عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی تھی

(۲۶): حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا محض اجتہادی تھی لہٰذا اسے خطا منکر و عنادی نہیں قرار دیا جا سکتا جو کہ فسق و فجور اور خروج عن الطاعۃ تک پہنچا دے، کما قال المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ جب سب اکابرین اُمت نے آپ رضی اللہ عنہ کی خطا کو اجتہادی قرار دیا تو مجتہد جب درست بات تک پہنچ جائے تو دگنا اجر اور اگر درستگی تک نہ پہنچے تو پھر بھی ایک اجر ملتا ہے اور وہ ماجور ومثاب ٹھہرتا ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی طعن و تشنیع جائز نہیں ہوتی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ h مجتہد تھے اور آپ سے اجتہادی خطا ہوئی، پھر اس پر فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری (تائید و سند حق) اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت۔ (بہار شریعت، ج ا ص ۲۵۶، مطبوعہ کراچی)

عمر ثانی مجدد قرن اولیٰ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا!

رایت رسول الله ﷺ فی المنام ابو بکر و عمر و جالسان عنده فسلمت علیه و جلست فیهما انا جالس اذا اتی بعلی و معاویة فادخلا بیتا و اجیف الباب و انا انظر فما کان باسرع من ان خرج علی و هو یقول: قضی لی و رب الکعبة ثم کان باسرع من ان خرج معاویة و هو یقول غفر لی و رب الکعبة۔

میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے پاس حضرت ابو بکر و عمر j بیٹھے ہوئے تھے میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا تو ناگہاں سیدنا علی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ولایا گیا تو انہیں ایک مکان میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ جلدی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اہر تشریف لائے اور کہہ رہے تھے رب کعبہ کی قسم فیصلہ میرے حق میں کر دیا گیا۔ پھر جلد ہی سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم مجھے

معاف کر دیا گیا ہے۔

(البدائیہ والنھائیہ، ترجمہ حضرت امیر معاویہ، ج ۸ ص ۱۶۱، دار الفد ا الجدید قاھرہ، کتاب الروح ص ۳۲ طبع بیروت، کیمیائے سعادت ص ۴۸۴، احیاء العلوم، الباب الثامن، ج ۵ ص ۱۸۲ دار الحدیث قاھرہ، تاریخ دمشق، ج ۶۲ ص ۹۸ دار احیاء التراث العربی بیروت)

مذکورہ واقعہ سے یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب خطا اجتہادی میں معافی کا مژدہ جانفزا سنا دیا گیا تو پھر آپ کی شان اقدس میں کلمہ سب رفض نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲۷): ہم اجمالاً خال المومنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چند فضائل ذکر کرتے ہیں احقاق حق وابطال باطل کی خاطر (صحابی کی تعریف)

وھو من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنا بہ ومات علی الاسلام۔

(صحابی وہ شخص) کہ جس نے بحالت ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو اور اسلام پر اس کی موت ہوئی ہو۔

(نخبۃ الفکر ص ۱۳۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فتح مکہ سے پہلے اور فتح مکہ کے بعد راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق ارشاد فرمایا!

وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ۔

مفسر قرآن حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں!

وکلا وعد اللہ الحسنی قال الجنۃ

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں! قال الجنۃ کہ ان سب سے اللہ تعالیٰ حسنی یعنی جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔

(جامع البیان المعروف بہ تفسیر طبری، ج ۱۳ ص ۲۸۸، تفسیر ابی سعود، ج ۶ ص ۲۱۲، طبع دار المصطفیٰ قاھرہ)

امام قرطبی فرماتے ہیں!

وکلا وعد اللہ الحسنی ای المتقدمون السابقون والمتاخرون الاحقون

وعدھم اللہ جمیعا ن الجنۃ۔۔تفاوۃ الدرجات۔

اللہ تعالیٰ نے سب (صحابہ) سے جنت کا وعدہ فرمایا۔سب سے پہلے آنے والے اور بعد میں ان سے ملنے والے اللہ تعالیٰ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمایا باوجود ان کے درجات کے تفاوت کے۔

(تفسیر قرطبی، ج ۱۷ص ۱۵۷، دار الکتب العلمیہ بیروت، تفسیر سمرقندی. ج ۳ص ۳۲۴ دار الکتب العلمیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

لاتمس النار مسلما رانی او رای من رانی۔

جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اسے (جہنم) کی آگ نہیں چھوئے گی (ھذا حدیث حسن غریب)

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، ص ۲۰۴۷، رقم الحدیث ۳۸۵۸ مطبوعہ ریاض، مشکوۃ المصابیح، شرح الطیبی، کتاب المناقب، ج ۱۱ص ۲۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

آیت قرآنی و حدیث نبوی سے واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ کرام جنتی ہیں اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔

حبر الامہ سید المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ کے بارے میں فرماتے ہیں!

دعد فانہ قد صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت امیر معاویہ کو کچھ نہ کہو (کیونکہ) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔

(الجامع الصحیح للبخاری کتاب المناقب، باب ذکر معاویہ، ص ۳۰۶، رقم الحدیث ۳۷۶۴، السنن الکبری، باب الوتر برکعۃ واحد، ج ۳، ص ۴۰، رقم ۴۷۹۷، دار الکتب العلمیہ بیروت، النبر اس، ص ۵۵۱ موسسۃ الشرف لاہور، البدائیہ والنھائیہ، ج ۸ص ۱۵۵ دار الفد االجدید قاھرہ)

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں (صغری دلیل گزر چکی) اور ہر صحابی جنتی ہے۔(کبری پر بھی آیت کریمہ سے دلیل گزر چکی) (تو نتیجہ یہ نکلا) تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔

مقام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ احادیث نبویہ کی روشنی میں

(۱) صحابی رسول حضرت عبد الرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں!

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاویہ اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا! اے اللہ تو معاویہ کو ہادی و مهدی بنا اور اس کے سبب سے لوگوں کو ہدایت دے۔

(علماء نے لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یقیناً قبول ہو چکی ہے۔

(شرح الطیبی، ج ۱۲، ص ۳۹۴۸ بیروت، مرقاۃ، ج ۹ ص ۴۰۲۲ بیروت، جامع ترمذی، باب المناقب معاویہ، ص ۲۰۴۶ رقم الحدیث ۳۸۴۲ مطبوعہ دار العلوم ریاض، قال الترمذی حسن غریب۔ مسند احمد، ج ۲۹، ۴۲۶، رقم الحدیث ۱۷۸۹ موسستہ الرسالہ بیروت، البدائیہ والنھائیہ، ج ۸، ص ۱۵۴ مطبوعہ قاھرہ، السنۃ لابن خلال، ج ۲، ص ۴۵۰، رقم الحدیث ۶۹۷ دار الرایہ ریاض)

(۲) حضرت سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔

اے اللہ معاویہ کو قرآن اور حساب کرنا سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔

(کنز العمال، ج ۱۳، ص ۲۵۲ بیروت، مجمع الزوائد، ۹، ص ۴۴۰، رقم الحدیث ۱۵۹۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت، تطہیر الجنان، الفصل الاول، ص ۳۹۵ مطبوعہ لاہور، مسند احمد، ج ۲۸، ص ۳۸۳، رقم الحدیث ۱۷۱۵۲ طبع بیروت، السنۃ البن خلال، ج ۲، ص ۴۵۰، رقم ۶۹۶ طبع ریاض)

(۳) حضرت شماد بن اوس رضی اللہ عنہ رماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

معاویۃ احلم امتی واجودھا۔

معاویہ میری اُمت میں سب سے زیادہ حلیم و بردبار اور سخی ہے۔

(السنۃ لابن خلال، ج ۲، ص ۳۵۳، رقم الحدیث ۱۰۷ طبع ریاض، تطہیر الجنان، الفصل الثانی، ص ۳۹۰ النوریہ الرضویہ لاہور)

(۴) حضرت سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو جنگ ہوئی اجتہاد پر مبنی تھی۔حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی (کما سبق) اسی وجہ سے حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ نے اپنے اور اُن کے مقتولوں کو جنتی قرار دیا۔

قال علی رضی اللہ عنہ قتلای و قتلی معاویۃ فی الجنۃ۔

ہمارے اوران کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔

(معجم الکبیر للطبرانی، ج ۱۹،ص ۳۰۷ طبع بیروت۔مجمع الزوائد، ج ۹،ص ۴۴۱، رقم الحدیث ۱۵۹۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت) امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔تطہیر الجنان،ص ۴۰۰ طبع لاہور۔

اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

و صلی علی ابن ابی طالب علی قتل معاویۃ۔

(شرح اصول اعتقاد اصول السنۃ، ج ۲،ص ۱۱۸، دارالحدیث قاھرہ)

اسی وجہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمان نبوی کے مطابق صلح کرلی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان ابنی ھذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ فئتین عظمتین من المسلمین۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادے گا۔(الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الصلح، ج ۱،ص ۳۷۳ طبع کراچی)

جب سیدوں کے سردار حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی تو اب کسی کی کیا مجال کہ وہ حضرت امیر معاویہ پر طعن کرتا ہے کیا وہ امام حسن سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔رضوی عفی عنہ

حضرت امیر معاویہ خال المومنین ہیں:

(۲۸) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے کی وجہ سے آپ کو خال المومنین کہا جاتا ہے۔حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امیر معاویہ وحضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا : کیا یہ دونوں خال المومنین ہیں؟

تو آپ نے فرمایا:

معاویة خال المومنین وابن عمر خال المومنین

اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ حضرت امیر معاویہ کی بہن حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں اس وجہ سے آپ کو خال المومنین کہا جاتا ہے۔

سندہ صحیح. (السنۃ لابن خلال، ج ۲،ص ۴۳۳، رقم ۶۵۷ دارالرایۃ ریاض)

فقیر محمد داؤد رضوی غفرلہ ربہ القوی الولی جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۰۱۵-۴-۱

دلیل الیقین
من کلمات العارفین

فارسی عکس

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

مملوکہ مدرسہ قادریہ

دلیل الیقین من کلمات العارفین

۱۲۹۸

۲

فہرست مضامین کتاب فیض انتساب

دلیل الیقین من کلمات العارفین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ولی التوفیق والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی سید الاکارم
الاشرفا الذی فاق العلمین فضلا وشرفا سیدنا ومولانا محمد المصطفی وعلی
آلہ وصحبہ الاطائب الالطفا خصوصا علی النواب الاربعۃ الخلفاء امام المرسلین
وسادات الحنفا وعلی جمیع من تابعهم فی الصدق والصفا من الاولیاء الکرام
البررۃ العرفاء والعلماء العظام معادن الوفا الذین اسسوا الامۃ ونبذوا الظلمۃ
فکشفوا الغمۃ واقاموا الحجۃ واوضحوا المحجۃ وازالوا الخفا فزادوا الکفرۃ والضالۃ
الفجرۃ حسرۃ واسفا وعلینا معهم صلاۃ وسلاما فیهما من کل داء شفا اما بعد
میگوید فقیر معترف بتقصیر سید ابو الحسین احمد نوری معروف
میاں صاحب ابن سید ظہور حسین رحمۃ اللہ علیہ قادری برکاتی
احمدی رسولی مارہروی سلکہ اللہ سبیل الموقنین الی سلسبیل الیقین
ورزقہ العبادۃ حتی یاتیہ الیقین وحشرہ فی زمرۃ المتقین الموقنین وجعل لہ

قبول حق فی الاولین ولسان صدق فی الاخرین مع جمیع الموالی

آمین اللّٰهم آمین وصلی اللّٰه علی سید المرسلین محمد واٰله وصحبه اجمعین

عجاله ایست تا قعود علاله ایست رائعه که انشاء اللّٰه تعالی از چهره

تفضیل آنچنانکه شاید نقاب کشاید و از آئینه عالمتاب راه و رسم

زنگ غبار تخمین و بسیار زدائید باعث بر تالیف و ترصیف این نظم

سخن منیف شورش بیجای دو فرقه متفرقه آمد که در رشته تعصب

اسامیت از دست داده در طلب مقصود از کجا بکجا افتاده اند یکی

نهاده حضرات شیخین رضی اللّٰه تعالی عنهما را بهمه وجوه تفضیل داده

جلیله و فضائل جمیله حضرت نجاة الهالکین امام السالکین اسد اللّٰه الغالب

سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللّٰه تعالی وجهه را یکسر بر طاق

نسیان نهاد یا رب مگر منشاء غلط ایشان لفظ فضل کلی باشد که در کلمات

دیدند و از فضل من جمیع الوجوه فهمیدند حالانکه میان این هردو

که بر اندازه هزار فرسنگ هم بس نکند فرقه اخری در

هلاک تفریط افتاده بتفضیل حضرت مولی کرم اللّٰه تعالی وجهه

بجا زند و فضل باهر و شرف ظاهر حضرات شیخین رضی اللّٰه تعالی عنهما

بهوای نفس بر نوعی دگر تاویل کنند مگر ندانند که تفضیل موثوق صدیق

بآیات کتاب احادیث جناب رسالت مآب و اجماع اصحاب و تصریحات

جلیه حضرت علیه ابی تراب و کلمات طیبه مردان بارباب بساحت

رب الارباب جل جلاله و صلی اللّٰه علی النبی الاکرم و علیهم اجمعین و بارک و سلم

محکم و اساسی مستحکم پس بیان خلاف جز مخالف بر کہ زند چارۂ این حوادث
و تنقیح مباحث از کلمات علما گل میکند فقیر را درین عجالہ کار بآنان افتادہ
کہ جہلاً یا تجاہلاً حضرات صوفیۂ صافیہ را درین مسئلہ باخود ہمزبان و از
تفضیل شیخین برکران گویند و حاشاہم عن ذلک تصوف نیست جز
در اتباع قرآن و حدیث و آنچہ رہ بہ خلافش نماید وسوسہ باشد ز تلبیس
ابلیس خبیث اعاذنا اللہ منہ آخر نشنیدہ کہ حضرت مولی المسلمین امام الواصلین
کرم اللہ تعالی وجہہ تفضیل شیخین را چقدر رنگ ایضاح دادہ و منکرش را کیفر انکار
بکنار نہادہ پس حضرات صوفیہ کہ جز بغلامیش دمی نزنند از یشان انہم
سر از فرمانش تافتن یعنی چہ لہذا تبریت ساحت این اکابر و تجدید تطہیر حق
ظاہر را این ورقی چند صرف از کلام این عظمای کرام گرد می آرم و تعدد
مبارک حضرات خلفا تبرک جستہ بر چار فصل منقسم بنام تاریخی دلیل الیقین
من کلمات العارفین ۱۲۹۸ھ موسوم می نماید **فصل اول** در تفضیل
شیخین بفضل کلی بر وجہ اجمال **فصل دوم** در تفضیل شیخین بالتعیین در
اتی ولایت و مرتبۂ کاملیت **فصل سوم** در تفضیل حضرت مولی در تعدد
ولایت و مرتبۂ تکملیت **فصل چہارم** در خلاصۂ کلام و فذالکہ مرام و ما
توفیقی الا باللہ علیہ التوکل و بہ الاعتصام ۔

فصل اول در تفضیل شیخین بفضل کلی بر وجہ اجمال

سرتاج ارشادات عرفا ارشادات سرتاج عرفا سیدنا و مولانا علی مرتضی
کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم در اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح امام بخاری

از حضرت محمد بن الحنفیه مروی قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی الله علیه وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر یعنی والدِ ماجدِ خود حضرت علی مرتضی را کرم الله تعالی وجهه پرسیدم که این مردمان بهترست پس از پیغمبر صلی الله تعالی علیه وسلم فرمود ابوبکر گفتم باز که فرمود عمر و هم ازان جنابِ ولایت مآب بطریقِ تواتر روایت کرده اند افضل هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وسلم ابوبکر و بعد ابی بکر عمر بزرگ ترینِ این امت پس از پیغمبر شان صلی الله علیه وسلم ابوبکرست و بعدِ ابوبکر عمر حضرت امامِ احمد در مسند خود از حضرت ابوجحیفه رضی الله عنه باسنادِ خود روایت فرموده ان علیا رضی الله عنه صعد المنبر فحمد الله تعالی واثنی علیه وصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر والثانی عمر یعنی تحقیق شیرِ خدا علی مرتضی کرم الله تعالی وجهه بالای منبر تشریف آورد پس حمد و ثنای الهی و نعتِ رسالت پناهی صلی الله علیه وسلم بیان فرمود و فرمود بهترینِ این امت پس از پیغمبرِ شان صلی الله علیه وسلم ابوبکرست و بمرتبهٔ دوم عمر رضی الله عنهما و امام دارقطنی و عبد ابن حمید و ابوذر هروی بطرقِ متنوعه از راویِ مذکور روایت نموده قال دخلت علی علی فی بیته فقلت یا خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال مهلا یا ابا جحیفة الا اخبرک بخیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم ابوبکر ثم عمر الی آخره یعنی گفت راوی که حاضر شدم بخدمتِ علی مرتضی کرم الله تعالی وجهه بر دولتخانهٔ جنابِ وی و گفتم ای بهترینِ ناس بعدِ رسول الله صلی الله علیه وسلم پس فرمود جنابِ مرتضوی برجای خود باش ای ابوجحیفه آگاه کنانم

(۵)

ترا بہ بہترینِ مردمان بعدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابوبکر ست بعد از وی
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و آمام دارقطنی از ابوجحیفہ روایت کردہ انہ کان یری
ان علیا افضل الامۃ فسمع اقواما یخالفونہ فحزن حزنا شدیدا فقال لہ علی بعد
ان اخذ یدہ و ادخلہ بیتہ ما احزنک یا ابا جحیفۃ فذکر لہ الخبر فقال لہ الا اخبرک
بخیر الامۃ خیرہا ابوبکر ثم عمر قال ابوجحیفۃ فاعطیت اللہ تعالیٰ عہدا الا اکتم ہذا الحدیث
بعد ان شافہنی بہ علی ما بقیت تحقیق بود حضرت ابوجحیفہ کہ اعتقاد میداشت
کہ تحقیق علی مرتضیٰ بزرگترینِ امت است پس شنید قومی را کہ مخالفتِ او
می ورزند درین عقیدہ پس رنجیدہ شد غمگین شدید پس وقتیکہ این خبر جنابِ
مرتضوی بگوشش خورد فرمود با ابوجحیفہ بعد اینکہ گرفت دستِ مبارک او را
و بدولتخانۂ خود برد چہ چیز ست کہ مبتلای غم ساخت ترا ای ابوجحیفہ بیان نمود
ابوجحیفہ خبر را پس فرمود جنابِ مرتضوی کہ آیا آگاہ نسازم ترا بہ بہترینِ امت
بہترینِ امت ابوبکر ست بعدش عمر رضی اللہ عنہ گفت ابوجحیفہ پس دادم
خدا تعالیٰ را عہدی کہ پوشیدہ نکنم این حدیث را بعد از انکہ اطلاع داد
مرا باو تا بقای عمر خود ونیز دارقطنی در سنن و ابوعمر بن عبدالبر در استیعاب
از حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ راوی لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر الا
جلدتہ حد المفتری نیابم کسی را کہ تفضیل میدہد مرا بر ابوبکر و عمر مگر او را حدِ دروغ
باف کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد و امام ابوعبداللہ ذہبی گوید کہ
این حدیث صحیح ست ابوالقاسم طلحی در کتاب السنۃ روایت میکند
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را خبر رسید کہ برخی از مردمان او را بر ابوبکر و عمر

(۶)

رضی اللہ تعالی عنہما تفضیل می نہند بین بالای منبر رفت و پس از حمد و ثنا فرمود
یا ایہا الناس انہ بلغنی ان اقواما یفضلونی علی ابی بکر و عمر و لو کنت تقدمت
فیہ لعاقبت فیہ فمن سمعتہ بعد ہذا الیوم یقول ہذا فہو مفتر علیہ حد المفتری
ای مردمان بتحقیق بگوشم رسیدہ است کہ مردمانی چند مرا بر ابوبکر و عمر بزرگ
دارند و اگر پیش ازین گفتہ بودمی درین امر چیزی ہر آئینہ سزا دادمی درین
باب پس ہر کہ را بشنوم پس ازین روز کہ میگوید این سخن را پس مفتری است
بر وحد مفتری لازم در حیوۃ السالکین خطبہ حضرت مولی در تفضیل شیخین
روایت میکنند اعلموا ان خیر الناس فی ہذہ الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ و لم یکن احد اولی بالاسلام و لا احب
الی رسول اللہ صلی علیہ وسلم منہ و لا اکرم علی اللہ عز و جل فی ہذہ الامۃ بعد
نبیہا صلی اللہ علیہ وسلم منہ و لا خیر منہ و لا افضل فی الدنیا و الآخرۃ منہ ثم
ان خیر الناس فی ہذہ الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بعد ابی بکر
الصدیق عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم انا و قد رمیت بہا فی قفاکم
و وراء ظہورکم فلا حجۃ لکم علی اللہ عز و جل و انا استغفر اللہ تعالی لی و لکم و لجمیع
اخواننا و بلغ علیا رضی اللہ تعالی عنہ ان عبد اللہ بن سبا یفضلہ علی
ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما فقال و اللہ لہممت بقتلہ فقیل لہ رجل حبک
تقتلہ فقال لا جرم و اللہ لا یساکننی فی بلدۃ انا فیہا فنفاہ بدانید و آگاہ باشید
کہ بہترین مردمان درین امت پس از پیغمبر شان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابوبکر صدیق
است رضی اللہ تعالی عنہ و نبود کسی نزدیک تر باسلام و نہ محبوب تر مر رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از وی نہ گرامی تر نزد خدای عزوجل زین است پس از
پیغمبر شما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از وی نہ کسی بہتر از وی نہ بزرگتر در دنیا و آخرت
از وی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتحقیق بہترین مردمان زین است بعد نبی او صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و بعد ابوبکر صدیق عمر فاروق ست پس عثمان ذوالنورین پس من و
بدرستی و راستی کہ من زدم و تیر انداختم با این سخن در گردنہای شما و بار بار پس پشت شما
(یعنی این مسئلہ را توضیح بشما پنہان و آشکار در حضور و در غیبت شما بصور
بسیار روشن گفتہ ام تا کسی نگوید من نمی دانستم یا بمن خبر نرسید یا رسید
لکن مبہم بود و فہم من خطای نمود) پس نیست مر شما را حجتی بر خدای عزوجل در انکار
فضیلت بدین ترتیب باز فرمود من از خدای مغفرت میخواہم بہر خود و بہر شما
و بہر ہمہ برادران ما را آوی گوید در رسید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را کہ عبد اللہ بن
سبا در تفضیل میدہد بر ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمود و سوگند بخدای بیشک
قصد کردم بکشتن او کسی عرض داشت مر وی ترا دوست می دارد تو او را بکشی فرمود
آخر چارہ نیست از آنکہ بخدای نہ ماند با من در شہری کہ من در آنم پس ابدر فرمود او را
امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ از اکمل اولیای کاملین است و از معرفت
ذاتیہ و ہم ولایت متعدیہ بہرۂ وافی داشت در فقہ اکبر میفرماید افضل الناس بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمن بن
عفان ثم علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین در غنیۃ الطالبین
شریف کہ نسبت بذات پاک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارند مذکور است
افضل الاربعۃ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ہمچنان در ذکر

عقائدِ روافض فرماید ومن ذٰلک تفضیلہم علیًا علی جمیع الصحابۃ یعنی از عقائد روافض

ست تفضیل دادن ایشان مر علی را بر ہمہ صحابہ و بہمیں در اہلسنت انما قیل لہا

الشیعۃ لانہا تشیعت علیًا وفضلوہ علی سائر الصحابۃ یعنی شیعہ را شیعہ از ان

گفتند کہ ایشان خود را بزور در سلک متبعان علی کشیدند و او را بر ہمہ صحابہ بزرگ

داشتند اما ہم حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی کہ از اکابر عارفین بود نوشش در

ہمچو ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز روشن ست در کتاب قواعد العقائد فرماید افضل الناس

بعد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالی عنہم

بیشتر میگوید فمن اعتقد جمیع ذٰلک موقنا بہ کان من اہل الحق وعصابۃ السنۃ و

فارق رہط الضلال وحزب البدعۃ پس ہر کہ اعتقاد کند این ہمہ عقائد را یقین

آوردہ بر انہا باشد از اہل حق و جماعت سنت و جدا گردد از گروہ گمراہی و جماعت

بدعت ف این کلام امام چنانکہ پیداست رہ می نماید بسوی قطعیت تفضیل شیخین ہمینست

مختار امام اہلسنت ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کہ سنیان را نسبت باو کردہ شاعرہ

گویند و ہمینست مسلک امام مدینۂ طیبہ مالک بن انس و ہمین می تراود از کلمات

حضرت مولی کرم اللہ تعالی وجہہ و بر ہمین بودند مشائخ ما و ہمینست مرضی و پسندہ نزد ما

و حضرت والای جدی و شیخی و مرشدی سیدنا آل الرسول الاحمدی قدس سرہ

العزیز را شنیدم کہ از استاذ خود جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب حدیث میکردند کہ ایشان

گفتند تفضیل شیخین قطعی ست یا فرمودند با نابہ قطعی ست شک از فقیر مؤلف ست و

دیگر ثقات از اقربای فقیر گویند ما بیش از صد بار از حضرت والا شنیدہ ایم کہ بی تردد میفرمودند

تفضیل شیخین قطعی ست فقیر مؤلف گوید عفی اللہ تعالی عنہ و اگر تفضیل شیخین ہم ظنی باشد تا مفضل

را چہ محل سر دارد آیا ہر انچہ قطعی نباشد انکارش مباح گردد عزیزا اگر تفضیل قطعی باشد در مرتبہ فرض است

(۹)

دیگر ظنی گیری در بابهٔ وجوب و ترکِ فرض و واجب هر دو در نفس لحوقِ
اثم و استحقاقِ عذاب یکسان همچنین نبودن مسئله از اصول دین هم چه
مضر که واجبات نیز از اصولِ دین نیست آیا برین بنا ترکِ آنها روا داری
سخن دراز می شود باز بکار یکه دران بودیم گرائیم حضرت شیخ اکبر
محی الملة والدین ابن عربی در رسالهٔ تذکرة الخواص وعقیدت اهل الاختصاص
فرماید فبان لک بما سردناه من الادلة والبراهین الواضحة علی الاختصار
والایجاز ان ابابکر رضی الله تعالی عنه فاضل افضل الصحابة وخیرهم
علی الاطلاق وخیر الاولین والآخرین بعد النبیین والمرسلین پس آشکارا
گشت مر ترا از انچه مسلسل گفتیم و پے در پے راندیم از ادله و حجتهای روشن
بر سبیلِ اختصار و اجمال آنکه ابوبکر رضی الله تعالی عنه بزرگ ست و بزرگترینِ
صحابه و بهترینِ ایشان مطلقا و بهترینِ همه گذشتگان و همه پس آیندگان
بعد از انبیا و پیغامبرانِ علیهم الصلوٰة والسلام و هم دران النسخة وقد تقدم
ذکر جلالة ابی بکر و فضله علی سائر الصحابة وانه اوفرهم رأیا واکملهم فضلا واحسنهم للدین
والامة نظرا واعلمهم بالسیاسة والتدبیر ومافیها المصلحة للمسلمین وذکرنا مکانه من رسول الله
صلی الله علیه وسلم ومنزلته عنده والاخذ فی اکثر الاحوال برأیه وجمیل احتیاطه للشریعة بما
یغنی عن ایراد ذکره ههنا وانه امام مجمع علی امامته باختیار اهل السابقة و
اجماعهم علیه ورضاهم به والقیادهم بالطاعة له یعنی به تحقیق بیشتر یاد کرده ایم بزرگی
ابی بکر و سرداریِ او و فضیلتِ وے بر همه صحابه و اینکه او رضی الله تعالی
عنه وافرترینِ صحابه ست در رای و کاملترینِ ایشان در فضل و نیکوترینِ

۱۰

ایشان در نظر در رعایت برائے دین وامت و دانا ترین
ایشان به انتظام و تدبیر و بدانچه صلاح کار مسلمانان
در انست و یاد کردیم جائے او از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و پایہ او نزد
وے و گرفتن نبی صلی اللہ علیہ وسلم در اکثر حالات برائے وے و احتیاط
نیکش بہر شریعت بوجہیکہ بے پرواہی کند از آو بر دنش اینجا و اینکہ او رضی اللہ
تعالے عنہ پیشوای ست کہ اجماع افتاد بر پیشوایئے او و به گزیدن اہل بقتاہر
او را و اجماع کردن شان بر و پسندیدن شان مر او را و گردن نہادن شان
به فرمانبرداری او حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی قدس سرہ کہ
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سلسلہ مرید و
برادرزادۂ ایشان اند در آداب المریدین در بیان عقاید صوفیہ میفرماید افضل
البشر بعدہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ ثم عمر ثم عثمان ثم
علی مخدوم جہان شیخ شرف الدین یحیی منیری قدس سرہ در شرح
او میفرماید۔

قولہ افضل البشر بعدہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ابو بکر بہترین آدمیان صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم ابو بکر صدیق ست رضی اللہ تعالے عنہ زیرا کہ پیغامبر صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودہ است ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین و المرسلین
علی ذی شیبۃ خیر من ابی بکر یعنی آفتاب فرو نرود بعد از پیغامبران علیہم
الصلوٰۃ والسلام بر ہیچ ذاتی بہتر از ابو بکر و در خبر دیگر آمدہ است لم یفضلکم
ابو بکر بکثرۃ صیام و لا صلوٰۃ و انما فضلکم بشئ وقر فی صدرہ فاضل

11

بہ شدہ است بر شما ابوبکر بہ بسیاری صیام نہ بسیاری صلوٰۃ بہ درستی و راستی کہ فاضل شدہ است بہ چیزے کہ بزرگ گشتہ است در سینۂ او و آن تعظیم خداوند تعالیٰ است و معقول چنین گفتہ اند اول کسیکہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم را التصدیق کردہ است و بدو ایمان آوردہ است ابوبکر صدیق است رضی اللہ عنہ پس این سنت حسنہ در عالم او نہادہ است پس ہر کہ تصدیق میکند مر پیغمبر را و ایمان بدو می آرد کار بر سنت وی میکند پس انچہ فردا ہمہ مومنان را بدین تصدیق و بدین ایمان آوردن بدہند تنہا او را بدہند کہ این سنت وے است پس از اینجا ہر آئینہ فضل بر ہمہ بعد از انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام او را بود بر جملہ است قولہ ثم عمر پس بہترین آدمیان بعد از ابوبکر صدیق عمر است قولہ ثم عثمان پس بہترین آدمیان بعد از ابوبکر و عمر خطاب عثمان است قولہ ثم علی پس بہترین آدمیان بعد از ابوبکر صدیق و عمر خطاب و عثمان ذی النورین علی است انتہی ملخصا در معدن معانی ملفوظ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ باب دہم در ذکر فضل صحابہ بر جملہ امم ذکرے در مناقب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا و عمارت روضۂ متبرکہ و ذکر در فضل صحابۂ رسول رضی اللہ عنہم و صلی اللہ علیہ وسلم افتاد بیچارہ عرضداشت کہ فضل صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر جملہ مومنان ہمین فضل صحبت است فحسب یا در صفات دیگر ہمچنانکہ علم و عبادت و زہد و تقوی و توکل و غیرہا بندگی مخدوم عظمہ اللہ فرمود کہ جملہ جواب درین مسئلہ است کہ فاضل ترین ہمہ خلق مطلقا محمد

(۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعد او فضل خلایق ہمہ انبیا و رسل اند صلوۃ
الیہ علیہم اجمعین وبعدِ انبیا و رسل علیہم السلام افضل بنی آدم امتِ محمد
علیہ السلام ہست وافضلِ امتِ محمد علیہ السلام صدیق اکبر است وبعدہ عمر
خطاب است وبعدہ عثمان بن عفان ست وبعدہ علیِ مرتضی ست رضی اللہ
عنہم ودیگر باید دانست کہ خواصِ بنی آدم یعنی انبیا و رسل علیہم السلام افضل اند
از خواصِ ملائکہ وخواص ملائکہ چنانکہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل
صلواۃ اللہ علیہم افضل اند از عوامِ بنی آدم وعوامِ بنی آدم افضل اند از عوامِ ملائکہ
اینست مذہبِ سنت وجماعت اما آمدیم بر سرِ حرفِ آنچہ پرسید کہ فضلِ
صحابہ رضی اللہ عنہم بر جملہ مومنان ہمین فضلِ صحبت بحسب یا در صفاتِ
دیگر ہم چنانکہ علم وعبادت وزہد وتقوی الخ چون حضرتِ رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودہ است اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم این بر عموم است
چنانکہ بر خلفاءِ اربعہ اقتدا بر جملہ صحابہ اقتدا پس ہدایتِ دیگران مقید آید باقتداءِ
ایشان وہر آئینہ مقتدی فاضلتر از مقتدی بود در جمیع معانی تقاضا کند
پس ایشان را چنانکہ فضلِ صحبت بود فضل در جمیع معانی ہم بود ولیکن ہر چند
ایشان در جمیع معانی موصوف اند چنانکہ علم وتقوی وزہد وورع وتوکل و
امثالِ آن اثر صحبت وفوائد آن بیشتر وبیشتر از ہمہ صفات دیگر ست ایشان را
باجمعہا بصحبت تنہا نسبت کنند نہ صفات دیگر چنانکہ گویند صحابۂ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس دیگرے را از اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ ممکن وجائز
کہ در صفاتِ دیگر جز صحبت موصوف گردند چنانکہ ایشان اما دولت ونعمت

(۱۴۳)

که در صحبت است خاص همه بصحبت تعلق دارد و آن کجا حاصل کنند بندگی مخدوم
عظمه الله چون بدین حرف رسید این بیت بزبان مبارک راندند ؎ یا دِ من
گر تو مرا کس نه کنی من چه کنم ؛ سنگ بی تربیتی لعل شدن نتواند ۔ از
حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰهی قدس سره العزیز در فضل الفواد
ملفوظات طیبات آن قدسی صفات می آرد در بیان آنکه امیر المومنین
ابوبکر صدیق رضی الله تعالے عنه را صدیق از کجا گویند بر لفظ مبارک
راند که فاضلترین جمله یارانِ پیغمبر صلی الله تعالے علیه وسلم بود و نیز چون
رسول الله صلی الله تعالے علیه وسلم از معراج بازگشت هرچه فرمود تصدیق
نمود و استوار داشت و نیز صدقِ او بسیار بود انتهیٰ ملخصًا حضرت سیدنا
مقتدائے شریعت و طریقت راس الاکابر و الاماجد حضرت سید عبد الواحد
بن سید ابراهیم بلگرامی قدس سره السامی که از اجداد و مشائخ فقیر است
در کتاب سبع سنابل شریف این مسئله را تنقیح بلیغ و توضیح بدیع نموده
و این کتاب مستطاب همانا نوریست از خداوند تعالے و گنجیست از
حظیرة القدس اعلیٰ حرف حرفش مقبولِ بارگاهِ جنابِ رسالت پناه
صلی الله تعالے علیه وسلم افتاد و حضرت مصنف را وقعتی منیع و مکانتی
رفیع در آن دربارِ دُر بار داد حضرت سیدی وجد جدی تاج العاشقین
حضرت سید شاه حمزه قدس سره الشریف در کاشف الاستار شریف
در ذکرِ حضرت مولائے موصوف میفرماید از اشهرِ تصانیف او کتاب
سنابل است در سلوک و عقاید حاجی الحرمین سید غلام علی آزاد سلمه الله

۱۴

در مآثر الکرام می نویسد وقتی در شهر رمضان المبارک سنه خمس و ثلثین
ومایة والف مولف اوراق در دارالخلافت شاه جهان آباد خدمت شاه
کلیم الله چشتی قدس سره را زیارت کرد و ذکر میر عبدالواحد قدس سره درمیان
آمد شیخ مناقب و مآثر میر را دیر بیان کرد و فرمود شبی در مدینه منوره پهلو
بر بستر خواب گذاشتم در واقعه می بینم که من و سید صبغة الله بروجی خلیفه شاه
وجیه الدین گجراتی رسالت پناه صلی الله تعالی علیه وسلم بار یاب شدیم
جمعی از صحابه کرام و اولیاء است حاضر اند درینها شخصی است که حضرت صلی الله
تعالی علیه وسلم با او لب به تبسم شیرین کرده حرفها میزنند و التفات تمام دارند
چون مجلس آخر شد از سید صبغة الله استفسار کردم که این شخص کیست
که حضرت صلی الله علیه وسلم با او التفات باین مرتبه دارند گفت میر عبدالواحد
بلگرامی است و باعث مزید احترام او این است که سنابل تصنیف او در جناب
رسالت پناه صلی الله علیه وسلم مقبول افتاده انتهی کلامه وانتهی لفظ سیدنا بالجمله در هیچ
کتابی کریم و سفری عظیم مسئله تفضیل شیخین را بر نهجی رنگ تفصیل داده است که مخالف
منصف را جز توبه انابت براهی دیگر نگذاشته فقیر مولف چیده چیده عبارتی چند
از وی می نگارد **فرمود قدس سره** اجماع دارند که افضل از جمله بشر
بعد انبیا ابوبکر صدیق است و بعد از وی عمر فاروق و بعد از وی عثمان ذی النورین
است و بعد از وی مرتضی علی است رضی الله تعالی عنهم اجمعین **و فرمود** امام اعظم
ابوحنیفه کوفی را رضی الله تعالی عنه از مذهب سنت و جماعت پرسیدند فرمود ان تفضل
الشیخین وتحب الختنین وتری المسح علی الخفین یعنی فضل ختنین از فضل شیخین کمتر است

۱۵

بی نقصان و قصوری محبت شیخین با محبت ختنین برابر است لکنے تفاوت فنور بغیر موجود
اجماع اصحاب و تابعین و تبع تابعین و سائر علمائی است هر بن عقیده واقع شده
است و این اجماع در کتب متقدمان و متاخران مذکور و شائع است و فرمود مخدوم
قاضی شهاب الدین در تیسیر الاحکام نوشت کسیکه امیر المؤمنین علی را خلیفه نداند او
از خوارج است و کسیکه او را بر امیر المؤمنین ابوبکر و عمر تفضیل کند او از روافض
است انتهی ملخصا دیالی ملتقطا و فرمود و من چه کس باشم که در اینجا دخل کنم فاما
مذهب سنت و جماعت را بیان کنم که شیخین را بر ختنین و جمله اصحاب افضل است
و فرمود ای عزیز اگرچه کمالیت فضائل شیخین بر ختنین بمفرط و فائق عقبا
باید کرد اما نه بر وجهی که در کمالیت فضائل ختنین قصوری و نقصانی بخاطر تو
رسد بلکه فضائل ایشان و فضائل جمله اصحاب از عقول بشریه و از فکار انسانیه
بسی بالاتر است و فرمود پس چون اجماع صحابه کرام بنا صفت اندر تفضیل
شیخین واقع شد و مرتضی رضی الله تعالے عنه نیز در این اجماع شریک و متفق
بود مفضله در اعتقاد خود غلط کرده است خان و مان ما فدائی نام مرتضی باد دل
و جان ما فدا و نثار اقدام مرتضی باد و کدام بدبخت ازلی که محبت مرتضی در دلش
نباشد و کدام رانده درگاه مولا که اهانت او رواداره مفضله گمان برده است
که نتیجه محبت با مرتضی تفضیل او ست بر شیخین و نمی دانند که ثمره محبت سوا متابعت
به او نه مخالفت که چون مرتضی فضل شیخین و ذی النورین را بر خود روا داشته است
و اقتدا با ایشان کرده حکمهای عهد خلافت ایشان را امتثال فرموده شرط محبت
با او آن باشد که در راه مرده دش با او موافق باشد نه مخالف مفضله چه می فرماید

تفضیل از ادلہ قطعی است ۱۲

منجملہ دلائل تفضیل شیخین است ۱۲

(۱۶)

مگر مرتضی و سائر اصحاب حق پوشی کردند و به اظہار حق ساکت شدند و فرمو
فاما مفضلہ چون می بینند که فضل شیخین از کتاب و از احادیث و از اجماع اصحاب
و از اتفاق علمای امت بنیاد هی مستحکم است و عقاید فاسده خود را می پوشند
و در هر جائی به اظهار آن نمی کوشند و هر کجا که مجال تصرف می یابند تخریب قواعد
مسلمانی با فساد عقائد ایمانی بنیاد می نهند و فرمود و آنکه سلسلۂ چهارده
خانواده به مرتضی علی کرم الله تعالے وجهه میرسد و بهیچ کدام ازین خلفا نمیرسد
بسبب آنکه این خلفا هیچکس را خلیفه نگرفته اند تا بجائی رسول علیه الصلوٰة
والسلام به نشانند زیراکه با بودن خلفای رسول خلفائی خلفا را استحقاق آن نباشد
که بجائی رسول به نشینند و چون خلافت بمرتضی علی تمام شد ضرورةً او حسن بصری
را خلیفه گرفت و بجائی خود به نشاند و از و خانوادها پیدا آمد که بمرتضی علی میرسد
پس تاخر مرتضی در نوبت خلافت سبب رجوع خانوادها گشت و اگر ازین خلفا
دیگر متاخر بودی مرجع خانوادها همون گشتی تا بدانی که مفضله ازین جنس
بیهودگی ها بسیار دارد اما بعضی از سادات مفضله میگویند که مرتضی علی
جد ماست بدان سبب او را افضل الخلفا می شماریم و فضل دیگری بر وی
روا نمیداریم ای برادر فضل بخشی نه بدست این سادات فضول ست تا هر که را
خواهند فضل دهند و یکے را بر دیگرے فضل دهند ذالک فضل الله یؤتیه
من یشاء ای عزیز فضائل ایشان توجیه دانی و جیه شناسی سخنی چند از
نزهت الارواح علی الخصوص و الخلوص بران ثانی اثنین اذ هما فی الغار
آن سر حلقۂ جمیع مهاجر و انصار آن مخزن اسرار نبوی و آن مهبط انوار

۱۷

مصطفوی آن قافله سالار قد افلح المومنون ○ وان سپهسالار لشکر وان جندنا لهم الغالبون ○ آن کلیم صفت در گلیم تجرید وآن خلیل سیرت در خلوت تفرید آن محرم رازِ آسمانی + وان محرم کعبهٔ معانی + آن همدم خاص ثانی اثنین وان خواجهٔ چاربسوی کونین + در مسند حکم امیر اعدل + در آخر عهد امام اول + صدیق طریق استقامت + سالوک معارج کرامت + صاحب قدم مقام تجرید سر دفتر جملهٔ اهل توحید + او در قدم از دم یقین بود + زان پیشرو سپاه دین بود در جمع مقربان صادق + حقا که جز او نبود سابق + و بر آن ستائش عرب وعجم وآسایش بطحا و حرم آن مظهر کلمهٔ صدق وصیانت آن معمار قصور شرع ودیانت آن بانی قاعدهٔ جهانبانی وآن تخت خلافت را سلیمان ثانی و بر آن امام معصوم ومحترم ومرحوم آن ضابطهٔ جیش عسرت و واسطهٔ عیش نصرت آن قدوهٔ اصحاب علم وآن قبلهٔ ارباب حلم و بر آن سرور مطلبی و ابن عم نبی آن اصل شجرهٔ ولایت وآن فرع ثمرهٔ نهایت آنکه بے او مدینهٔ علم را در نمی بایست وآنکه با او مصر دین را هیچ در نمی بایست انتهی الخصا حضرت میر عبدالواحد قدس سره الماجد در شرحش فرماید چون بر ازواج جمله اولاد وازواج واصحاب واتباع بر سبیل اجمال تحفهٔ تحیات گفت بعد از آن چهار یار را بتفصیل وترتیب جداگانه ذکر کرد بجهت آنکه در ترتیب فضیلت وخلافت ایشان گمراهان را سخن بست ومصنف قدس سره مناقب هر چهار خلیفه بترتیب مذهب اهل سنت وجماعت ادا فرمود ودو مذهب را بالصریح رد کرد یکی مفضله را که رفضی ست و امیر المومنین علی را بر امیر المومنین ابوبکر وعمر تفضیل می دهد رضی الله تعالی عنهم دوم خارجی را که از خلافت امیر المومنین

۱۸

علی کرم اللہ تعالی وجہہ منکر ست و ہمدر النسست بدانکہ باتفاق مذہب سنت وجماعت ابوبکر را بر ہمہ یاران فضل ست رضی اللہ تعالی عنہم قولہ تعالی ولا یأتل اولو الفضل منکم والسعۃ جمہور مفسرین برانند کہ این آیہ در فضل ابوبکر صدیق ست بر فاروق و ذی النورین واسد اللہ وسائر اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم وحکیم سنائی ایمائی بدان کردہ ست بو د چندان کہ ہست فضلش + کہ اولوا الفضل خواند دو الفضلش + صورت و سیرتش ہمہ جان بود + زان زہر چشم عوام نہان بود + روز و شب ماہ و سال در ہمہ کار + ثانی اثنین اذ ہما فی الغار وہمدر النسست باتفاق مذہب سنت وجماعت افضل از ہمہ اصحاب بعد ابوبکر عمر ست وہمدر نسست بدانکہ مہر دین بے محبت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ درست نیست امانہ محبتی کہ از محبت خلفای دیگر مفرط باشد فی بستان الفقیہ ابی اللیث قال علی رضی اللہ تعالی عنہ یہلک فیّ اثنان محب مفرط ومبغض مفرط پس چنانکہ محبت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ شرط درستی اسلام ست ہمچنین محبت با خلفای راشدین نیز از شرائط درستی اسلام ست خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی سید محمد گیسو دراز قدس سرہما میفرماید عقیدہ من بہ دل راسخ ست کہ افضل الصحابۃ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالی عنہم انتہی حکایت کرد این سخن را حضرت شیخ محقق مولنا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ در اخبار الاخیار شریف حضرت سید اشرف جہانگیر چشتی سمنانی قدس سرہ در رسالہ بشارۃ المریدین میفرماید افضل الصحابۃ والاحق بالخلافۃ ابوبکر بن ابی قحافۃ ثم عمر ثم عثمان

19

ثم علی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین معلوم فرزندان وبرادران ومعتقدان
ومریدان ومحبان باد کہ ما برین بودیم وہمبرین ہستیم وہمبرین خواہیم
بود تا ابدالاباد حیث قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کما تعیشون تموتون
وکما تموتون تبعثون وکما تموتون تحشرون وہر کہ برین اعتقاد ندارد او
گمراہ ست وزندیق وما ازوی بیزاریم وخدائی عزوجل از وی راضی نیست۔
مسند نشین کالپی شریف حضرت مولانا وسیدنا سید احمد بن سید محمد
قدست اسرارہما کہ در سلسلۂ علیۂ عالیۂ قادریہ از مشائخ خاندان ماست در
زبدۃ العقائد شرح عقائد عمر نسفی میفرماید قال وافضل البشر بعد نبینا صلی اللہ
علیہ وسلم اقول والمراد من الافضلیۃ ہہنا کونہ اکثر ثوابا عند اللہ تعالی
بما کسب من الخیر لا انہ اعلم واشرف نسبا فان صیغۃ افضل موضوعۃ للزیادۃ
فی المعنی المصدری بوجہ ما اعم من ان یکون من جمیع الوجوہ او بجمیع الخصائل
من حیث ہو المجموع وانما وقع الخلاف فی المعنی الذی مر لکنا لا ینافی ذلک
رجحان الغیر فی الآحاد الاخر قال ابوبکر ن الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان
ثم علی ن المرتضی اقول والروافض قائلون بفضل علی کرم اللہ تعالی وجہہ
علی الجمیع وہذا خطاء عظیم منہم لانہ بایع ابابکر وعمر وانما بایع لرضاء اللہ و
لرضاء رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا لامر الدنیا فتبعہما وانما المتابعۃ لامر الدین
لا لامر الدنیا وما تبع لمعویۃ رض لما رای حقا فی جانبہ ما جلس بل اخرجہ من ہذہ المملکت وما ظہر
فی حقہما رضی اللہ تعالی عنہما شیء من المخالفۃ قال وخلافتہم اقول ای
نیابتہم للرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال علی ہذا الترتیب اقول

ایضا به ترتیب الافضلیة خلاصه آنکه انجا مراد از فضلیت زیادت در صواب اعمال
نیک ست نه در دانش و بزرگی نسبت زیرا چه صیغه افضل موضوعست برای فزونی در
در فضل عام از آنکه در یک فضل باشد یا در مجموع فضائل بحیثیت اجماع وخلاف
نه واقع شده است مگر در معنیی که حالا گذشت و این منافی نیست رجحان
غیر را در فضائل دیگر بهمین معنی باسنیان خلفای کرام را بترتیب فضل نفیم
و رفضیان علی کرم الله تعالی وجهه را بر همه بزرگی دهند و این خطای بزرگ است
از ایشان زیرا که علی کرم الله تعالی وجهه بیعت کرده مر ابوبکر و عمر را و این
بیعت نبود مگر برای خوشنودی خدا و رسول صلی الله تعالی علیه وسلم نه برای
کار دنیا پس پیروی کرد آن هر دو را و پیروی نیست جز در امر دین نه در امر دنیا
و پیروی نفرمود معاویه رضی الله تعالی عنه را هرگاه که حق بجانب خود دیده
نشست بلکه او را ازین ملک بیرون کرد و نه پیدا شد ازو در حق شیخین چیزی
از خلاف و هم نیابت خلفاء رسول صلی الله علیه وسلم را بر ترتیب افضلیت است

ف فقیر گوید عفا الله تعالی عنه ازین کلام بلاغت نظام قلیل المبانی
جلیل المعانی علاوه اصل مقصود که تفضیل شیخین است چند فوائد دیگر نیز بمنصه
وضوح جلوه گری یافت **اول** آنکه تفضیل شیخین من جمیع الوجوه
مشرب سنیان نیست که او از مادهٔ نزاع برکران افتاده است **دوم**
آنکه تفضیل جناب مولی کرم الله تعالی وجهه مذهب روافض است
بر خلاف اهلسنت پس هر که بدو قائل باشد سنی گفتنش نشاید **سوم**
آنکه تفضیل شیخین بر جناب امیر رضی الله تعالی عنهم در امر دین است

۲۱

ند در امورِ دنیا و بہ سببِ عدمِ غرضِ طاعنیانکہ فضلِ شیخین را بزیادتِ سلیقہ در امورِ
ملک داری و ملک گیری تاویل کنند و بزرگیِ مرتبہ و جلالتِ شان را مخصوص
بحضرتِ مرتضوی دانند چہارم آنکہ مسئلۂ افضلیت جداگانہ از مسئلۂ
خلافت ست و لہذا علما او را بافراز و افراد می آرند و اینکہ گویند خلافت
بر ترتیبِ افضلیت ست مجرد حوالہ باشد بر ذکرِ گذشتہ چنانکہ گوئی زید
نزدِ من آمد باز عمرو بود و دوستیِ من ایشان را نیز بہمین ترتیب ست نہ آنکہ
شیخین جز در امورِ خلافت ندانند و اصلِ کار را کہ قربِ خداوندی و کرامت
عند اللہ ست از یاد و بباد دہند چنانکہ نافہمانِ این زمانہ را روی نمودہ
است پنجم آنکہ ہر چند نزدِ ما اہلسنت و جماعت در خلافتِ امیر معاویہ حق
بدستِ حضرتِ اسد اللہی بود رضی اللہ تعالی عنہما اما حقِ واضح ہمین
ست کہ خطای معاویہ اجتہادی بود کہ مغفور ہست نہ عنادی کہ بفسق
رساند و طعن و تشنیع را روا گرداند و لہذا ترضی فرمود رضی اللہ تعالی عنہ گفت
بر نامِ نامیِ وی آنچنانکہ بر اسمای طیبۂ سائر صحابہ گویند و چسان نباشد کہ ہم صحابی
بود و بشرفِ مصاہرتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امتیاز داشت سنی لیکن دل
با یکی از اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گونہ ناخوشی داشتن ہرگز جمع نیاید تا بہ بد گفتن و فاسق
پنداشتن چہ رسد پیشوایانِ اہلسنت گفتہ اند الصحابۃ کلہم خیار عدول لا نذکرہم فیہم
الا بخیر تو کیستی و کہ باشی کہ بر فضلِ یکی از اینہا انگشت نہی یا از رضی اللہ تعالی عنہ گفتن
لب فرو بندی تو در امر آنچہ تو رضی اللہ تعالی عنہ نگوئی خدا خود گوید رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ عزیزا آخر
آیاتِ بیشمار و احادیثِ ہزار در ہزار کہ در فضلِ صحابہ و ذمِ طاعنانِ ایشان بر وجہِ عموم وارد ست ہیچ جا وید رد شدہ

۲۲

شنیدی که اینجا امیر معاویهؓ یا کسی دیگر از صحابه را تخصیص و استثنا نموده اند
و چون اینچنان نیست پس شاد باش و مژده گیر که قرآن و حدیث استثنای
باطل ترا که از پیش خود در کلام خدا و رسول تصرف کرده بودی هم بر روی
تو زدند و از آن هولناک وعید و جانگزا تهدید که در حق کسانیکه با صحابه بد
بوده اند ورود یافت ترا هم بهرهٔ وافی و نصیبهٔ کافی ارزانی داشتند در فوائد الفواید
شریف مولفهٔ امیر نجم الدین حسن بن علا سنجری رحمة الله علیه که از ملفوظات
طیبات حضرت سلطان الاولیا مولنا نظام الملة والدین محبوب
الٰهی قدس سره العزیز است می گوید۔ بنده عرضداشت کرد که اعتقاد در
باب معاویه چگونه می باید داشت فرمود که او مسلمان بود و از صحابه بود و
خسر بورهٔ رسول بود علیه الصلوٰة والسلام او را خواهری بود ام حبیبه
گفتندی رضی الله عنها او حرم رسول بود صلی الله علیه وسلم فقط انتهی
ای غافل چشم بگشا و بنگاه پاک ببین که اینست عقیدهٔ مردان خدا در بارهٔ جناب
امیر معاویهؓ و سائر صحابهٔ کرام نه آنکه چشم از فضائل ایشان بر دوزی و در کانون
سینه آتش کینه بر افروزی الیقین بیندار که روزی خود در آتش خویشتن بسوزی
قال النبی صلی الله تعالی علیه وسلم اجرؤکم علی اصحابی اجرؤکم علی النار دلیر
ترین شما بر یاران من دلیر ترین شماست بر دوزخ و قال صلی الله تعالی
علیه وسلم لعن الله من سب اصحابی خدای لعنت کناد بر کسیکه بد گوید یاران
مرا و قال صلی الله تعالی علیه وسلم اذا ذکر اصحابی فامسکوا چون ذکر یاران
من بمیان آید و الیستید و حرمت شان نگاه دارید و در حال ایشان خوض

۲۴

صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اینک امیر المومنین ابوبکر صدیق وزیر من و قائم بمقام خواہد بود بعدم از وی عمر بن الخطاب دوست من ست اگر براستی سخن میگوید از زبان من و عثمان بن عفان از من ست و من از وی و علی برادر من ست و صاحب لوای من روز قیامت شاہ غلام شرف الدین قادری منیری قدس سرہ در ملفوظات شیخ و مرشد خود شان مسمی بہ گنج فیاضی واقع ۲۲ محرم روز جمعہ ۱۱۹۰ھ میفرماید بر طریقہ اہل سنت و جماعت مستقیم باشد یعنی خلافت ظاہری و باطنی از رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بخلیفہ اول ابوبکر صدیق بعد از ان بحضرت فاروق بعد از ان بحضرت عثمان بعد از ان بحضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم رسیدہ اعتقاد کامل کند و حب اہلبیت را جزو ایمان داند و بر امر شرع مستقیم باشد در کتاب آئین محمدی کہ از اقوال قدسیہ آخر حسب الحکم حضور پر نور سیدنا و مولٰنا و ملجانا و ماوٰنا امام الکاملین ختام الواصلین حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ من معجزات سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضور آقای نعمت دریای رحمت سیدی سندی ذخیرتی لیومی غدی حضور سید آل احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ تعالی عنہ و ارضاہ و افاض علینا من الائہ و نعماہ جمع شدہ ہست در مجلد عقائد دو سلسل کہ بنظر اشرف و اصلاح حضور پر نور مشرف گردیدہ ہست فرمودہ از فضل صحابہ ابوبکر صدیق ست و نزد شیعہ علی مرتضی و فیہ ایضا شیعہ گویند علی رضی اللہ تعالی عنہ بعد از رسول

۲۵

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل مردمانست و بعد از و ائمہ معصومین
وفیہ ایضاً ناقلا عن شمس العقائد و الخلفاء الاربعة افضل الاصحاب
چہار یار با صفا کہ خلفاء راشدین و جانشین مصطفیٰ اند فاضلترین صحابہ
و نزدیک ترین احباب او بیند و فضلہم علی ترتیب الخلافة والمراد بالافضلیة
الاکثریة الثواب اول ایشان ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
این مسئلہ نزد اہل سنت و جماعت از یقینیات ست وفیہ ایضاً باید دانست
کہ علامت سنت و جماعت سہ چیز ست تفضیل الشیخین و حب الختنین والمسح
علی الخفین یعنی ابوبکر و عمر را افضل دانستن و علی و عثمان را محبت داشتن
و جواز مسح موزہ را اعتقاد کردن وفیہ ایضاً ناقلا عن محبوب السالکین بدانکہ
ابتدای برآمدن این تمام سلاسل از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
ست بدین ترتیب رسول الثقلین و نبی الحرمین و امام القبلتین و جد السبطین
و شفیع من فی الدارین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از وی خیر البشر
بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نیز از محمد رسالت پناہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفارق بین الحق والباطل عمر بن الخطاب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نیز از رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جامع القرآن ذو النورین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
رسیدہ و نیز از حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب بہ امام حسن و حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہما و بخواجہ حسن بصری من التابعین رسیدہ الخ وفیہ
ایضاً از رسالہ رموز الواصلین الولایة افضل من النبوة ای بعد النبوة

۳۶

اینجا من بمعنی بعد ست قوله تعالی اطعمهم من جوع ای بعد جوع یعنی ولا
افضل ست بعد موت وقال علیه الصلوة والسلام والله ما طلعت الشمس
ولا غربت علی احد بعد النبیین افضل من ابی بکر **وفیه ایضا** در
تیسیر الکلام ست ومن الروافض من قال ان حب علی واهل البیت اولی
من غیرهم ومنهم من قال وجب اللعن علی من خرج علی علی رضی الله تعالی
عنه من الصحابة مثل معویة وطلحة وزبیر وعائشة رضی الله تعالی عنهم وهذا
بدعة سیئة والاصح انها کفر انتهی یعنی از رفضیان ست کسیکه گفت محبت
علی واهلبیت اولی تر ست از محبت دیگران واز ایشان ست آنکه گفت
لعنت واجب آمد بر کسانیکه بجنگ بر آمدند بر علی رضی الله تعالی عنه از صحابه
مانند معاویه وطلحه وزبیر وعائشه واین بدعتی بد وقبیح ست وصحیح تر آنست
که این کفر ست **وفیه ایضا** در رساله رد روافض آورده ست اما تفضیل
در محبت حافظ ابن موسی نقل میکند که سوال کردم از حافظ عبد الرحمن
ابن مهدی الفزاری اگر کسی تفضیل نماید صدیق وفاروق را بر ذی النورین
وعلی رضی الله تعالی عنهم وعلی را تفضیل نماید بر ایشان اما آنرا دوست تر
دارد جواب فرمود که در دل او چیزی هست وآن از روی قبول نیست
مروی ست از حمزه بن مغیره نقفی که وی سفیان ثوری را گفت که من زعم دارم
که علی رضی الله تعالی عنه افضل ست اما علی را دوست تر میدارم سفیان گفت
تو مرد رافضیئی **وفیه ایضا** شیخ الاسلام عبید البصری مالکی که معروف نسبت
نسبت و معرفت و تصوف و فرموده در کتاب خود در اصل سنت و توحید که

مسئلہ تفضیل و محبت

۳۷

اجماع سلف و خلف و ائمۂ دین و فقہای مسلمین از شرق و غرب ہمہ اجماع نمودہ اند
بر آنکہ عقیدہ سنت و جماعت چہاردہ خصلت ست اسئے ان قال
و آنکہ چہار یار را بترتیب دوست دارند الی ان قال پس ہر کہ مخالفت
چیزی ازین کند مخالفت سنت و جماعت کردہ باشد و فیہ ایضاً منقول
از تمہید قال اہل السنۃ و الجماعۃ ان افضل الخلق بعد الانبیاء و الرسل و الملئکۃ
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم عثمان رضی اللہ تعالیٰ
ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسئے ان قال لما روی عن علی
بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان علی المنبر بالکوفۃ فقال ابنہ
محمد بن حنفیۃ من خیر ہذہ الامۃ بعد نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال
ابو بکر فقال ثم من فقال عمر فقال ثم من فقال عثمان فقال ثم من فسکت
علی عن ثم علی فقال لو شئت انبأتکم بالرابع و سکت فقال محمد انت
فقال ابوک امرؤ من المسلمین الخ انتہی ملخصا العینی گفتند اہل سنت و جماعت
فاضل ترین آفریدگان پس از پیغمبران و رسولان و فرشتگان ابو بکر است
رضی اللہ تعالیٰ عنہ باز عمر باز عثمان باز علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم از علی
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ روایت کنند کہ او بر منبر کوفہ بود فرزندش محمد بن حنفیہ
پرسید کیست بہترین این امت بعد پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ابو بکر
گفت باز کہ فرمود عمر گفت باز کہ فرمود عثمان گفت باز کہ پس خموش ماند
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ از آنکہ گوید باز علی فرمود اگر خواہم شمارا
چہارم خبر دہم این گفت و خموش شد محمد غرضش آنست تو ئی فرمود پدرت

۲۸

مروی ست از مسلمانان سرور سلسلهٔ طیبهٔ برکاتیه سیدنا و مولانا
صاحب البرکات شاه برکت الله قدس الله سره الشریف را از مذهب
سنیان و رفضیان و خارجیان پرسیدند جواب بتصدیق مذهب سنیان داد
هر چند در و تصریح به ترتیب فضیلت نرفته است اما از آنجا که اسامی طیبه را
بر همین ترتیب یاد فرموده و این ترتیب در ذکر از همان ترتیب در فضل
یاد میدهد لهذا الفیوض و برکات صاحب البرکات تبرک جسته رساله را بکلام
برکت نظامش موشح ساختن خیلی درست و بجا نمود سوال این گفتگوی
عقائد و مذاهب که مردمان با خودها مکابره دارند کسی سنی ست و کسی رفضی
و یکی خارجی و دیگری شیعه و هر کس بجانبی میرود و از دلائل بطرفی راه
میگیرد و آنچه صدق و راستی و راه مستقیم ست هر کدام از اینها محصول تو انگر و جواب
این عاجز بکتب عقائد و مذاهب آگاهی ندارد و گاهی جز کشتی نکرده که از آن مجیب
شود لیکن توجهی که دل از نیاز مندی حاصل کرده و بر آن مستقیم ست این ست
که هر چهار یار کبار ایمان بحضرت سرور سالار کونین صلی الله تعالی علیه وسلم
آوردند و مسلمان شدند و همه اوضاع و اطوار او در خود ثبت نمودند بین بدان که از راه
محبت که اینها بودند مگر ذات او صلی الله تعالی علیه وسلم بحکم فنا فی الرسول
همچو مجنون پیش لیلی خود را نیافت پس چنین کسان اگر زبان از محبت او خبر دار شوند و بخیر شوق المقصود
صدق محمد صلی الله علیه وسلم صورت گرفته آنرا صدیق اکبر گویند و عدل محمد صلی الله علیه وسلم صورت
گرفته آنرا عمر خوانند و حیای محمد صلی الله علیه وسلم تشخص یافته آنرا عثمان نامند و
جود و علم محمد صلی الله علیه وسلم در جلوه آمده آنرا علی دانند پس فی الحقیقة

۲۹

اوست کہ چہار صفت نمودار گشتہ چراکہ پیش ازین این ہر چہار چنین بنمودند تاکہ ایمان آورند شدند اکنون بدانکہ نفرت از یکے ازینہا نفرت ازوست و نفرت از و نفرت از خداست و آن کفرست دیگر بشنو صدق و عدل و حیا و علم ازین ہر چہار صفت اگر یکے گذاری انسان نباشی ہر کہ صدق گذارد آدمی نتوان گفت اگر عدل گذارد ہیچ نیست و اگر حیا گذارد وای بر زندگانی او و اگر علم گذارد حیوانست دیگر بشنو صاحبدلان کہ ارشاد تصور و مراقبہ کردہ اند گوش و چشم و بینی و دہان را بچہار کتابت و چہار فرشتہ خصوصاً بچہار یار کبار نسبت دادہ اند باید دید کہ اگر در حالت شغل چشم را گذارد کور دلست و گوش را گذاشتن دل را کر ساختنست و دہان گذاشتن زبان دل گنگ کردنست و بینی موقوف داشتن مشام دل را از ریاحین محروم داشتنست پس معلوم شد کہ جدا از راہ گفتگوی ظاہر کہ مذہب اہل سنت است و چہ از راہ جستجوی باطن کہ مشرب ما ست مُنکر انکاری و اکراہی و مخالفتی گنجایش نمی باید

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم این ستارگان از ان ماہ اند کہ ز آفتاب حقیقی درخشندگے یافتہ

لمؤلفہ

جستجو ہم ز کجا تا بکجا راہی یافت
جلوۂ مہر بسیارہ وزان ماہی یافت

صلوا علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین انتہی کلامہ الشریف اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین

در مکتوبات قدوسیہ در تفضیل مذہب می نویسد علی را بر جملہ اصحاب فضل دانند رافضہ است و نیز

شیخ عبد القدوس چشتی گنگوہی

رحمۃ اللہ علیہ در مکتوبات نویسد من علامۃ السنۃ والجماعۃ تفضیل الشیخین و حب الختنین

۱۳۵

فمن فضل علیاً علی الشیخین فرشتیا کان او عرشیا ولیاً کان او عالماً فهو من
اہل الضلالۃ والخارج من اہل الہدایۃ وصار العصیان یورث سلب الایمان
والعیاذ باللہ من ذلک فاین المقام والحال فمن انکر تفضیل الشیخین ان کان
انکارہ فی حد المعصیۃ فهو عاص وتجب علیہ التوبۃ وان کان انکارہ فی حد الکفر
فلا عذر لہ فی الآخرۃ ولا کلام ولا بحث فیہ فانہ مردود انتہی العضی از دانشمندان اہل سنت و
جماعت افضل و بہتر شیخین و متقی حنفیین پس ہر کہ تفضیل دہد بر شیخین کسی را فرشتہ یا شہید یا بشری یا ولی یا عالمی
آن تفضیل دہندہ از اہل گمراہی ست و بیرون از خداوندان راہ یابی و صار ربہ
نافرمانی نزد اہل ایمان آنجا پناہ بخدای ازان پس کجاست مقام و حال
پس ہر کہ انکار کند تفضیل شیخین را اگر باشد انکارش در حد گناہ پس او گنہگار است
و توبہ بروی واجب الا انکارش در حد کفر باشد پس او را در آخرت عذر نیست و در
کلامی بحثی نیست کہ او مردود ست سوال شاہ عبد اللطیف
قدس سرہ الشریف کہ از اعاظم خلفای حضرت والای شاہ عبد الرزاق
بانسوی ست نفعنا اللہ ببرکاتہ و بجوار فاضلی از خاک ہند و ستان
باشد در شرح فقہ اکبر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ میفرماید بر تفضیل شیخین
جمیع اہل سنت و جماعت اتفاق وارد و نیز از امام مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہ نقل
میکنند کہ افضل جمیع نساء رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مخصوص بعالم
نسوان ست بقرینہ سوال کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا افضل ست یا عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا و رنہ امام مالک نص کردہ اند بر آنکہ ابوبکر افضل
صحابہ است پس عمر رضی اللہ تعالی عنہما و از ہیچ اہل سنت و جماعت شنیدہ نشد

۱۴۱

که تفضیل شیخین را منکر باشد و مخالف نیستند درین مسئله مگر شیعه و از امام همام
ابی حنیفه رحمة الله تعالی علیه پرسیده شد که مذهب اهل سنت و جماعت
چیست امام جواب داد که تفضیل الشیخین وحب الختنین فرمود تفضیل دادن شیخین
را و محبت داشتن ختنین را همین ملک العلما در ارکان اربعه میفرماید اما
الشیعة الذین یفضلون علیا علی الشیخین ولا یطعنون فیهما اصلا کالزیدیة فتجوز
خلفهم الصلوٰة لکن یکره کراهة شدیدة اما شیعا نیکه علی را بر شیخین فضل دهند و در حق
آنان زبان بطعن نکشایند پس نماز پس ایشان روا است لیکن به سخت
کراهت مکروه مولانا شاه عبد العزیز دهلوی رحمة الله علیه که در
دورهٔ اخیره خوش فاضلی و بزرگے بر آمده است در تحفه اثنا عشریه میگوید دوم فرقه
شیعهٔ تفضیلیه که جناب مرتضوی را بر جمیع صحابه تفضیل می دادند و این فرقه
از اوسے تلامذهٔ آن لعین شدند و شمهٔ از وسوسهٔ او قبول کردند و جناب مرتضوی
رضی الله تعالے عنه در حق اینها تهدید فرمود که اگر کسی را خواهم شنید که مرا بر شیخین
رضی الله تعالی عنهما تفضیل می دهد او را حد فترا که هشتاد چابک است خواهم زد
و هم در تفسیر فتح العزیز رقم می سازد و سیجنبها الاتقی ○ اتقی اسم است
که از ترک آداب شریعت و طریقت نیز احتیاط و پرهیز کند و از خطرهٔ معصیت
و نیات فاسده نیز اجتناب نماید و ظاهر و باطن را یکسان دارد و این معنی بس
عزیز و نایاب است و مراد از اتقی درینجا باجماع مفسران حضرت ابوبکر صدیق
رضی الله تعالی عنه که این سوره در شان ایشان نازل شده و اهل سنت و جماعت
بهمین لفظ در تفضیل حضرت ابوبکر صدیق بعد از پیغمبران که از مبحث خارج اند

۳۴۲

بر سائر امت تمسک جستہ اند و تقریر آن تمسک اینست کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ را حقتعالیٰ اتقیٰ فرمود و در آیت دیگر فرمودہ است
اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ پس بمقتضای مجموع آیتین ثابت شد کہ حضرت
ابوبکر صدیق اکرم ناس باشند عند اللہ و ہمین ست معنی افضلیت از جابر
عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی ست کہ گفت ما روزی نزد یک دروازہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم با جماعہ از مہاجرین و انصار حاضر بودیم
و باہم مذکور فضائل و بزرگیہای نمودیم درین اثنا آواز ہای ما بلند شد
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از دولتخانہ تشریف آوردند فرمودند
در چہ شغل اید عرض کردیم کہ فضائل و بزرگیہای مردم را مذکور میکنیم
ارشاد شد کہ اگر اینچنین می کنید پس خبردار ہیچکس را بر ابوبکر تقدیم نکنید
زیرا کہ او افضل شماست در دنیا ابن السمان روایت میکند قال علیہ الصلوٰۃ
والسلام ما طلعت الشمس و لا غربت علی احد بعد النبیین افضل من ابی بکر آفتاب
طلوع و غروب نکردہ است بعد از پیغمبران و مرسلان بر کسیکہ بہتر باشد
از ابوبکر و حافظ خطیب بغدادی از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت میکند
کہ روزی نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بودیم ارشاد فرمودند کہ حالا
شخصی می آید کہ حقتعالیٰ بعد از من کسی را بہتر از و پیدا نکردہ است و
شفاعت او در روز قیامت مثل شفاعت پیغمبران باشد جابر گوید کہ مہلتی
نگذشتہ بود کہ حضرت ابوبکر تشریف آوردند پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم برخاستند و بر پیشانی ایشان بوسہ دادند و در کنار کردند

ساعتی نسبت حاصل کردند و ازینجا معلوم شد که چنانچه رضامندی حضرت پیغمبر صلی الله تعالی علیه وسلم
محصور در شفاعت امت است همچنین رضامندی ابوبکر نیز در شفا زیرا که رضامندی ابوبکر در رضای
آنحضرت صلی الله علیه وسلم فانی اجود انتهی ملخصاً و صلی الله تعالی علیه سیدنا
محمد و آله و صحبه اجمعین **فصل دوم در تفضیل شیخین بالتعیین در**
ولایت و مرتبهٔ کاملیت هر چند پس از اثبات فضیلت شیخین حاجت بخصوص
این ماده نبود که فضیلت مذکوره بی زیادت مرتبت در تقرب معرفت صورت نبندد
آیا می تواند شد که هر که در عرفان و وصول کم مانده و پایهٔ قربتش پست تر افتاده عند الله
افضل و اکرم و بهتر و اقدم باشد از دیگری که در عرفان تقرب معارج وصول گوی
از و برده بعجب تر از هر عجب که اکمل اولیا و اقرب بخدا یکی باشد و اکرم و افضل و اعظم و
اجل و بهترین اهل آسمان و زمین پس از انبیا و مرسلین دیگری تجویز این معنی چه جهالت
جرأتی است بر شان رفیع ولایت و منصب بدیع معرفت پس لاجرم صدیق
و فاروق را افضل امت و بهترین خلقت پس از حضرت نبوت و رسالت گفتن
بعینه در مقام معرفت و ولایت ذاتیه و کمال نفسانی و قرب ربانی پیشی و بیشی
دادن ست کما لا یخفی علی ذوی البصیرة اما توضیح مرام و تسکین عوام را نبذی از
کلمات ائمهٔ باطن یاد کرده می آید تا به بینند که حضرات ایشان قدست اسرارهم
بکدام معنی تفضیل شیخین را اعتقاد کرده اند آنگاه بحکم اهل البیت ابصر بما فی البیت
تن بفرمان ایشان دادن و دل بر تصدیق آنان نهادن خود ناگزیر بود
و پیش از شروع بمقصود بتقیید مخزون گوشهٔ خاطر باد که اینجا دو مقام ست یکی
کاملیت که بنده بتوفیق الهی و من شریعت استوار گرفته بتصحیح خیال

وتصفیهٔ تصور چنانچه دانی دل از همه اغیار پاک بریده بمقامات فنا و از انجا بشرط علو
بقا فائز شده گام در سیر فی الله و معارج قربت نهد آنگاه او را ولی و کامل و عارف
و واصل خوانند هر که درین سیر و ترقی دورتر گذشته باشد همون بشرف معرفت
و وصول و قربت فائق تر آمد این ولایت را ولایت ذاتی و کمال انفسانی نامند
دوم مکملیت که عنایت ازلی بحال بس ماندگان یکی ازین واصلان را
از مقام قربت بعالم ناسوت نزول و رجعت بخشد تا دیگران را بفیض و ارشاد خویش
واصل و کامل گرداند این را ولایت متعدی خوانند باکه شیخین را بر کافه امت فضل
می نهیم در مرتبهٔ کاملیت و وصول و قربت تفضیل نمیدهیم و در مرتبهٔ مکملیت و
ارشاد باطنی و تعدیهٔ ولایت مزیت و اختصاص حضرت مولی کرم الله تعالی وجهه
خود ظاهر و باهر است و لهذا سیر این راه بے عنایت و اعانت آنجناب ولایت
مآب ممکن نباشد و سلسله از سلاسل طریقت نیست که بذات پاکش رجوع نیارد و
این هر دو مقام باهم تمائز بین دارند نه عدم تنزل بدرجه تکمیل اثبات نقصانی بکاملیت
کند نه هر که اکمل از همه کملاء عرف و اکمل باشد افضل بدست و افضل است بر هر که خواهد
باشد و آنکه گفته اند که کامل مکمل از کامل صرف افضل و اعلی است محاسن اصحاب
که هر دو در کمال ذاتی و سیر فی الله برابر باشند آنگاه چون یکی از منصب تکمیل
اختصاص شد لاجرم شرفش بر دیگری افزاید نه آنکه نفس امتیاز بارشاد و تکمیل
مطلقا موجب فضائلیت از سائر کملا گردد و آخر نه بینی که اکثر صحابه را و لهذا اکثر
تقربات ذات مشغول و مستغرق داشتند و بقصد تکمیل بعالم ناسوت عنان تافتن
را نگذاشتند و بسیاری از متاخرین در هر قرن و هر طبقه الی یومنا هذا بدین منصب مشرف

۳۶

صدقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین کذبہ الناس ومضیت بنور اللہ وھدوا

فاتبعوک فھدوا فو اللہ لن یصاب المسلمون بعد رسولک صلی اللہ علیہ وسلم
بمثلک ابدا انتہی ملتقطا یعنی خدای بر تو مہر کناد ای ابوبکر بودی اول قوم
در اسلام وخالص ترین ایشان در ایمان وقوی ترین ایشان در یقین وترسندہ
ترین ایشان از خدای وبسیار ترین ایشان منقبتہا وبلند ترین ایشان در درجہ و
نزدیک ترین ایشان در وسیلہ ومشابہ ترین ایشان برسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم در راہ وروش ومہربانی وبزرگی وشریف ترین ایشان از روی
پایہ ومنزلت وگرامی ترین ایشان نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق
کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اینگامیکہ تکذیب کردند او را دیگران ورا
رفتی بنور خدا اینگامیکہ باز ایستادند ایشان پس پیروی کردند ترا ایشان راہ یافتہ
شدند پس سوگند بخدای کہ نہ با مسلمانان پس از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مبتلا بمصیبت نخواہند شد بوفات کسی کہ مثل وماننده تو باشد ف
اینجا بنگر کہ تفضیل صدیق در امور ظاہر وحسن سیاست وانتظام ممالک است
یا در امور باطن ومغز ولایت وروح معرفت کہ عبارت است نیست علما را درین
خاص ایمان وقوت یقین وشدت خوف از رب العالمین مفضلہ حیہ معتبر باید
مگر کسیکہ در وصول بخدا ومعرفت الہی کمتر افتادہ است در قوت ایمان
وکمال الیقین بالاتر خواہد رفت یا حضرت مولی صدیق انتہی وصف مخود
کہ او متصف بدان نبود وحال آنکہ این خود گناہی عظیم است پس ہر دو
احتمال ممنوع ومحال وانکار تفوق صدیق در عرفان وکمال خام خیال

۷۱۱

امام حجۃ الاسلام در کتاب العلم از احیاء العلوم میفرماید فاعلم ان ما ینال
به الفضل عند الله شیٔ وما ینال به الشهرة عند الناس شیٔ آخر فلقد کان شهرة
ابی بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه بالخلافة وکان فضله بالسر الذی وقر
فی قلبه وکان شهرة عمر رضی الله تعالی عنه بالسیاسة وکان فضله بالعلم بالله الذی
مات تسعة اعشاره بموته وبقصده التقرب الی الله عز وجل فی ولایته وعدله
وشفقته علی خلقه وهو امر باطن فی سره یعنی بیقین آنکه چیزیکه بدان بفضیلت بالله
آید نزد حق تعالی امریست وآنچه بدان شهرت حاصل شود نزد مردمان امری دیگر
بتحقیق بود شهرت ابوبکر صدیق رضی الله تعالی عنه بخلافت وبود فضیلت
او بسبب رازی که متمکن شده بود در دل وی وبود شهرت عمر رضی الله عنه بسیاست
وبود فضیلتش بمعرفت خدای که نه حصه از ده بارد او از جهان رفت بمرگ عمر
ونیز فضل او بود بقصد کردنش نزدیکی خدای را در ولایت وداد گری وشفقت
نمودن بر مخلوق الهی واو امری ست باطن در سر فاروق رضی الله عنه فقط
ازین ارشاد فیض بنیاد این پیشوای شریعت وطریقت قدس سره احوال
کلی یافت وهم کسانیکه فضیلت شیخین را بر امور ظاهر وکار و بار خلافت وحسن
سیاست منحصر دارند وگفتگوی معرفت وقرب الی العزة را ازین مبحث بیگانه
پندارند حالانکه بحقیقت مناط تفاضل نیست الا همین امور چنانکه این امام تصریح
بدان فرموده فاحفظ واستقم ونیز در احیاء العلوم فرموده اذا ارتفع الحجب
بالموت انقلبت المعرفة بعینها مشاهدة ویکون لکل واحد علی قدر معرفة
فلذلک تزید لذة الاولیاء فی النظر الیه علی لذة غیرهم تجلیه الی اقرب علی

[illegible]

(۳۸)

لا بی بکر خاصۃ وللناس عامۃ چون پردہا برگرد و رشود معرفت خود مشاہدہ گردد
و آن مشاہدۂ جمالِ بیمثال ہر یکے را بر قدرِ معرفتش باشد پس بہمین وجہ لذت
اولیا در دیدارِ حق سبحانہ تعالی از لذتِ دیگران افزون باشد بہ تجلیِ
حضرت سبحانہ کہ تجلی خواہد کرد مر ابو بکر را بخصوص و دیگر مردمان را بعموم

حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی قدس سرہ الشریف در فتوحات

مکیہ فرماید محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبد الجامع وما من قطب الا ولہ اسم یخصہ زائد
علی الاسم العام الذی ہو عبد اللہ سواء کان القطب فی زمان النبوۃ المقطوع او
ولیا فی زمان شریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک الاماما ن لکل واحد منہما اسم یخصہ ینادی
بہ کل امام فی وقتہ ہناک و الامام الایسر عبد الملک و الامام الایمن عبد الرب وہما
للقطب وزیران فکان ابو بکر رضی اللہ عنہ عبد الملک و عمر رضی اللہ تعالی عنہ عبد ربہ
فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان مات صلی اللہ علیہ وسلم فسمی
ابو بکر عبد اللہ وسمی عمر عبد الملک وسمی الامام الذی ورث مقام عمر عبد ربہ
ولا یزال الامر علی ذالک الی یوم القیمۃ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبد جامع ست
و نیست قطبی از اقطاب مگر اینکہ برای او اسمی ست مخصوص زائد بر اسم عام
کہ او عبد اللہ ست مساوی ست کہ باشد آن قطب در زمانِ نبوتِ مقطوعہ
یا باشد ولی در زمانِ شریعتِ وی صلی اللہ علیہ وسلم و ہمچنین طور اماما ن کہ برای
ہر یکے ازان ہر دو اسمی ہست خاص کہ خواندہ میشود بآن ہر امام در وقتِ خود
بانجا و امام ایسر را عبد الملک و امامِ ایمن را عبد الرب نام ست و این ہر دو برای
قطب وزیران میباشند پس بود ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ عبد الملک و عمر رضی اللہ عنہ عبد ربہ

(۳۹)

در زمانِ رسول الله صلی الله علیه وسلم وبعد از آنکه وفات یافت رسول الله
صلی الله علیه وسلم پس ابوبکر به عبدالله نام نهاده شد و عمر بعبدالملک نام موسوم
آمد و امامی که قائم مقام عمر کرده شد عبدالرب بود و تا قیامت همیشه همین طور
انصرام این امر خواهد بود الی آخره و همه را ان فرموده و لما لم یصح اجتماع
الصادقین معا لذلک لم یقم ابوبکر فی حال النبی صلی الله علیه وسلم و ثبت
مع صدقه فلو فقد النبی صلی الله علیه وسلم فی ذلک الموطن و حضره ابوبکر لقام
فی ذلک المقام الذی اقیم فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم لانه لیس ثم
اعلی منه یحجبه عن ذلک فهو صادق ذلک الوقت و حکیمه و ما سواه تحت حکمه
یعنی هرگاه که ممکن نیست جمع شدنِ دو صادق در یکوقت بهمین جهت قائم
نشد ابوبکر رضی الله عنه در وقتِ بودنِ نبی صلی الله علیه وسلم با وصفِ صدق
خود پس اگر نبی صلی الله علیه وسلم در آن محل یافته نشود و ابوبکر حاضر آید هر آئینه
در جائیکه رسول الله صلی الله علیه وسلم را مقیم کرده بودند ابوبکر قائم شود زیرا
چه آنجا کسی برتر از و نیست که او را از آن مقام باز دارد پس او صادق
و حکیم آن زمان است و هر که سوای ابوبکر است زیر فرمان او است رضی الله
تعالی عنه بعد از ان بفرماید و هذا المقام الذی اثبتناه بین الصدیقیة و نبوة
التشریع الذی هو مقام القربة و هو للافراد و هو دون نبوة التشریع فی المنزلة
عند الله و فوق الصدیقیة فی المنزلة عند الله و هو المشار الیه بالسر الذی وقر فی صدر
ابی بکر ففضل به الصدیقین اذ حصل فی قلبه ما لیس فی شرط الصدیقیة و لا من لوازمها فلیس
بین ابی بکر و بین رسول الله صلی الله علیه وسلم رجل لانه صاحب صدیقیة و صاحب سر

۴۰

حاصل اینکه این مقام از مقامات ولایت که ما او را در میان صدیقیت و نبوت
تشریع ثابت کرده ایم آنکه او مقام قربت ست و حاصل نیست مگر اشخاص خاص
محدودین را و او از نبوت تشریع کم و از صدیقیت برتر ست و منزلت نزد
حق سبحانه تعالی و همو نسبت مشار الیه بسِر بلکه و در سینهٔ ابی بکر متمکن شده ست
پس بزرگی یافت بسبب شیئ سِر همه صدیقین از انجا که در سینه اش این سِر
بدیع و ودیعت نهاده اند که هر صدیق بدو مشرف نباشد زیرا که این سر از شرائط صدیقیت ست
نه از لوازم او پس نیست در میان ابوبکر و رسول الله صلی الله علیه وسلم کسی بلکه پایه
قربتش از رسول الله صلی الله علیه وسلم فروتر و از کافهٔ امت بالاتر زیرا که او هم صاحب صدیقیت
ست و هم خداوند آن سر و دیگران اگر باشند تنها صدیق باشند و همچو فتوحات
ست و هذه الطائفة فی الرجال قلیلون فانه مقام ضیق جدا یحتاج صاحبه
الی حضور دائم و اکثر من کان فیه ابوبکر الصدیق رضی الله تعالی عنه
این گروه در مردان کم ست که او مقامی ست بغایت تنگ که صاحبش
بدوام حضور احتیاج دارد و بیشترین باشندگان درین مقام ابوبکر صدیق ست
رضی الله تعالی عنه و صدر الشریعة الاقطاب المصطلح علی ان یکون لهم
هذا الاسم لا یکون منهم فی الزمان الا واحد و هو الغوث ایضا و هو من المقربین
و هو سید الجماعة فی زمانه و منهم من یکون ظاهر الحکم و یحوز الخلافة الظاهرة کما
حاز الخلافة الباطنة من جهة المقام کابی بکر و عمر و عثمان و علی و الحسن و معویة
بن یزید و عمر بن عبد العزیز و المتوکل و منهم من له الخلافة الباطنة خاصة و لا حکم
له فی الظاهر کاحمد بن هارون الرشید و کابی یزید البسطامی و اکثر الاقطاب

۴۱

لا حکم لهم فی الظاهر ومنهم الائمة رضی الله عنهم ولا یزیدون فی کل زمان
علی الاثنین لا ثالث لهما الواحد عبد الرب والآخر عبد الملک والقطب عبد الله
قال الله تعالی وتقدس وانه لما قام عبد الله یعنی محمد صلی الله علیه وسلم فالاقطاب
کلهم عبد الله والائمة فی کل زمان عبد الملک وعبد الرب هما اللذان یخلفان
القطب اذا مات وهما للقطب بمنزلة الوزیرین الواحد منهم مقصور علی مشاهدة
عالم الملکوت والآخر مع عالم الملک یعنی قطبا بیک اصطلاح کرده شده است
برآنکه باشد هر ایشان را این نام نمی باشد از ایشان در زمانه مگر یکی و
وهمو نیست غوث نیز واو از مقربان درگاه خداوندی است واو سردار
گروه اولیاست در زمانه خود وبعضی از ایشان را فرمانروائی آشکارا باشد
وخلافت ظاهره هم فراهم آرد آنچنانکه از روئی مقام خلافت باطنیه یافته بود
مثل ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وحسن ومعویة ابن یزید وعمر بن عبد العزیز
ومتوکل رضی الله تعالی عنهم اجمعین وبعضی از ایشان را خلافت باطنی
است خاصة ونیست حکومت ایشان در ظاهر مثل احمد بن هارون الرشید
ومثل ابو یزید بسطامی واکثر اقطاب دیگر که حکومت ایشان بظاهر نیست
وبعض از ایشان ائمه اند رضی الله عنهم ودر هر زمان زیاده نمیشوند ائمه از
دو که سیوم نیست ایشان را یکی را عبد الرب ودیگری را عبد الملک می نامند
وقطب را عبد الله نام میباشد فرمود رب العزت تقدس وتعالی وانه لما
قام عبد الله یعنی تحقیق هرگاه قائم شد عبد الله یعنی محمد صلی الله علیه وسلم
کلهم عبد الله اند وائمه در هر زمان عبد الملک وعبد الرب اند واین

۳۰۲

بجامی آید قطب را وقتیکه بمیرد وآن مرد قطب را نبرله وزیران بباشند
یکی از ایشان مقصور است بر مشاهده عالم ملکوت و دیگری بعالم ملک
حضرت سیدنا و مرشدنا سید شاه حمزه قدس سره در جلد اول بیاض خود موسوم
به فص الکلمات می فرمایند کلمة الله فی احوال اولیاء الله تعالی ابو بکر رضی الله
عنه الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون شیخ الاسلام و از
بعد انبیا خیر الانام خلیفه پیغامبر و امام سید اهل تجرید و شاهنشاه ارباب
تفرید و پیر اکرامات مشهور و مشائخ و پیر مقدم ارباب مشاهده داشته اند چون
بشب نماز کردی قرآن نرم خواندی و عمر رضی الله عنه بجهر خواندی پرسید
رسول صلی الله علیه وسلم از ابو بکر رضی الله عنه که چرا نرم خوانی گفت انا اسمع
من اناجیه از آنکه میدانم که از من غائب نیست و نزدیک وی نرم
و بلند یکسان است و پیر صدیق گویند و الصدیق من الناس من کان کاملا فی
تصدیقه لما جاءت به رسل الله علما و عملا قولا و فعلا و لیس بعلو من مقام
الصدیقیة الا مقام النبوة قال الله تعالی اولئک الذین انعم الله
علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین فلم یجعل سبحانه بین
مرتبتی النبوة والصدیقیة مرتبة اخری یتخللهما والیه الاشارة بقوله علیه السلام
کنت انا و ابو بکر کفرسی رهان فلو سبقنی لآمنت له ولکن سبقته فآمن
بی وی گوید ما رایت شیئا الا و رایت الله قبله هر آنکس را که وجد
در شهود است نخستین نظر در نور وجود است صدیق وقتی بلال
را می خرید رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که مرا شریک کن در بیع بلال صدیق گفت

۳۴

یا رسول اللہ خدا لاشریک ست این سخن بس بلند ست بعنیم کم آید چون
ویرا بخلافت بیعت کردند بر منبر شد و خطبہ کرد و اندر میانہ خطبہ گفت
واللہ ما کنت حریصا علی الامارۃ یوما ولا لیلۃ ولا کنت راغبا ولا سالتہا اللہ
قط فی سر و علانیۃ و ما لی فی الامارۃ من راحۃ پس اقتدای این طائفہ بتجرید
و تمکین و حرص بر فقر و تمنی ترکِ ریاست بدوست و ہمہ ران فی رمناقب عمر
رضی اللہ عنہ فرمود عمر رضی اللہ عنہ سرہنگِ اہلِ ایمان و صعلوکِ اہلِ احسان
امامِ اہلِ تحقیق و اندر بحرِ محبت غریق ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ویرا
فراسات مشہور و مذکور و مخصوص بود بفراست و صلابت پیغامبر فرماید
الحق ینطق علی لسان عمر وی گوید العزلۃ راحۃ من خلطاء السوء و نیز فرمودہ
ما رایت شیئا الا و رایت اللہ معہ و ہمہ رانست چون فتح مصر شد عمر عاص
حاکم آنجا بود اہلِ مصر پیش او آمدند و گفتند کہ عادتِ نیل آنست کہ در ہر ماہ
ہر سال دختر بکر در ان اندازیم اگر چنین نکنیم از جریان باز ایستد وی نخدمت
عمر معروض داشت حضرت عمر بر رقعہ کاغذ نوشتہ فرستاد من عبد اللہ
امیر المومنین عمر الی نیل مصر اما بعد فانک ان کنت تجری من قبلک
فلا تجر و ان کان اللہ الواحد یجریک فسال اللہ الواحد القہار ان یجریک چہ
انداختن بشانزدہ گز آب بالا رفت پس اقتدای این طائفہ در صلابت اندرین
و لبس مرقعہ بدوست از بعد آنکہ وی اندر ہمہ انواع مر ہمہ خلق را امام است
انتہی و ہمہ ران در مناقبِ عثمان رضی اللہ عنہ فرمود عثمان رضی اللہ عنہ
گنج حیا و عبد اہلِ صفا متعلق درگاہِ رضا ابو عمر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

۴۴

و دیگر افضائل هویداست و مناقب عظمٰی ہر روی گویند ما رأیت شیئا الا و رأیت اللہ
بعدہ حسن بن علی از وقت قتل بشمشیر آمد و گفت اگر بفرمائی بر مسلمانان شمشیر
کشیم گفت یا ابن اخی ارجع و اجلس فی بیتیک حتی یاتی اللہ بامرہ فلا حاجۃ لنا
فی اهراق الدماء یعنی بار اخون ریختن مسلمان حاجت نیست و این علامت
تسلیم ست اندر حال ورود بلا اندر درجۂ خلت چنانکہ نمرود آتش بر افروخت
و ابراہیم را نہاد اینجا عثمان بجای خلیل و غوغای خلایق بجای آتش و حسن بجای
جبرئیل اما ابراہیم را اندر بلا نجات و عثمان را ہلاک و نجات را تعلق بہ بقا بود
و ہلاک را بفنا پس اقتدای این طائفہ بہ بذل مال و حیا و تسلیم امور ہو یست
امام علامہ قطب الوجود سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کہ از اکابر
اولیاے عظام و اعاظم علمای کرام ست کتاب از کتب بینیہ مر زبان
یاد میداشت در کتاب الیواقیت و الجواہر میفرماید ان افضل الاولیاء المحمدیین
ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین یعنی تحقیق بزرگترین
اولیاے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر است پس عمر پس عثمان پس
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین ۱ھ مخدوم قاضی شہاب الدین دولت
آبادی رحمۃ اللہ علیہ در تیسیر الاحکام می نویسد ہیچ ولی بدرجۂ ہیچ پیغامبری
نرسد ندیر اکہ امیر المومنین ابوبکر بحکم حدیث بعد پیغامبران علیہم الصلوٰۃ والسلام
از ہمہ اولیا برترست و او بدرجۂ ہیچ پیغامبری نرسید بعد او امیر المومنین
عمر بن الخطاب است و بعد او امیر المومنین عثمان بن عفان ست بعد او امیر المومنین
علی بن ابیطالب است رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کسیکہ امیر المومنین

علی را خلیفه نداند او از خوارج است و کسیکه او را بر امیر المومنین ابوبکر و عمر
تفضیل کند او از روافض است انتهی و انیکلام قاضی مخدوم را حضرت
سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی افاض الله علینا من فیضه السامی نیز در سبع
سنابل شریف بطریق استناد و اعتماد آورده و خود حضرت میر قدس
سره المنیر در آن کتاب کریم که چیزی از اوصاف والا ایشان بیشتر بیان نموده
ذخیرهٔ سعادت اندوخته ایم و باستشهادت و قبول شهود عدول همچو سید
صبغة الله بروجی و شاه کلیم الله چشتی جهان آبادی و حضرت سید حمزه
تاجدار مسند مارهره قدست اسرارهم المطهرة ثابت نموده که این کتاب مستطاب
مقبول جناب عرش قباب حضور رسالتمآب صلی الله تعالی علیه وسلم
شده است می فرماید و آنکه مخدوم شیخ شهاب الدین سهروردی
قدس سره اینحدیث در عوارف نقل کرده ما صب الله فی صدری شیئا
الا و قد صببته فی صدر ابی بکر در باب جمله صحاب است و تخصیص ذکر
ابوبکر بجهت فضل و شرف او ست و نیز در سبع سنابل شریف
فرماید از ینجا باید دانست که در جهان نه همچو مصطفی صلی الله علیه وسلم پیری
خواهد شد و نه همچو ابوبکر مریدی هویدا گشت در گنج فیاضی مولفه
شاه غلام شرف الدین قادری منیری قدس سره در ارشاد ملفوظ شیخ
خود واقع سلخ ماه صفر سنه ۷۸۴ھ مرقوم است که حضرت پیر دستگیر فرمودند
کسیکه نزد مخدوم سید اشرف جهانگیر می آمد و میگفت که من مرید
خواهم شد چهرهٔ مخدوم متغیر میگشت و می فرمودند که اگر پیر بود ند محمد رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم واگر مرید بودند ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیائید ما
بدست شما استغفار ی خواہیم کہ خدا مرا ہم بخشد در فوائد رکنی مخدوم
جہان ست قدس سرہ پیر چون محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
باید کہ تا بگوید ما صب اللہ فی صدرک شیئًا الا وقد صببت فی صدر ابی بکر
واین صبّی بود از دل بدل وگوش و زبان را خبری نہ زہی مرید و زہی
پیر تا عالم بود ہرگز نہ چنین پیر دیدہ بود و چنین مرید شنیدہ در مکتوبات
حضرت شرف الدین احمد یحیی منیری قدس سرہ مکتوب
در بلندی ہمت مردان خدا می فرماید چون صدیق اکبر را القدر وقت خارت
ہمت شد چہ گفت ما الایمان یا رسول اللہ سبحان اللہ با وجود این دولت
کہ افضل الخلائق بعد الانبیاء ابو بکر الصدیق و با وجود این نعمت کہ لو
اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح میگویند ما الایمان زہی ہمت
و زہی افلاس اینجاست کہ گویند تا عالم بود کس نہ اینچنین مرید دیدہ
بود نہ اینچنین پیر مکتوب ۱۵ آنکہ بعد از انبیا فاضلتر و کاملتر از ہمہ
خلق ست یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ او نیز پے بر پے سر نہاد
تا گفت العجز عن درک الادراک ادراک مکتوب ۳۴ شبلی رحمۃ اللہ
تعالی گفت ما این مذہب از خازن رب العالمین گرفتہ ایم یعنی ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ در منطق
الطیر فرماید ۵ صدر دین صدیق اکبر قطب حق + در ہمہ چیز از ہمہ بردہ
سبق + انچہ حق از بارگاہ کبریا + ریخت در صدر شریف مصطفی + آن ہمہ

۴۷

درسینۂ صدیق ریخت + لاجرم تا بود زو تحقیق ریخت + مولوی قدس سرہ و
قدس سرہ در مثنوی شریف فرماید ہر کہ خواہد کو بہ بیند بر زمین مرد
را کو میرو د ظاہر الیقین + مر ابوبکر تقی را گو ببین + شد ز صدیقی امیر المحققین
حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ فرمودہ آنکہ
فرمود صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی را درین مقام خاص با من شرکت
بودی ابوبکر را بودی دلیل ست بر آنکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
بحسب ولایت و علم باطن کہ علم باللہ ست اکمل و افضل و اعلم و اعظم
اولیائے امت ست بلکہ افضل ہمہ صدیقان بعد پیغمبران صدیق اکبر
ست و کبرای اہل بصیرت را قدس اللہ اسرارہم بر ہمین معنی اجماع
و ہمین معنی بکلی دفع خیال کسانی میکند کہ بر خلاف این اعتقاد دارند
و فضلیت او را تاویل بر وجہ دیگر میکنند انتہی خلیفۂ آنحضرت جناب خواجہ
محمد پارسا قدس سرہ کہ ملفوظات طیبات حضرت خواجہ نقشبند
مسمی بہ رسالہ قدسیہ تالیف نمود آنجا این قول حضرت در نسبت آورده
فت مفضلہ چہ میفرماید مگر حضرت خواجہ نقشبند این اجماع بغلط نقل
فرمود یا آنکہ شاخی از سلسلۂ طیبہ اش بحضرت صدیق منتہی می شد از
آنرو اینچنین خلاف واقع با کابر عارفین نسبت نمود تجویز ہمین معنی چقدر
سوء ادب ست بشان اولیائے کرام و چون نہ اینچنین ست پس از اتباع
اجماع ایشان چارہ کدام در کشف المحجوب میفرماید ان الصفا
صفۃ الصدیق ان اردت صوفیا علی التحقیق از آنچہ صفا را اصلی ہست

۴۸

و فرع اصلش انقطاع دل ست از اغیار و فرعش خلو دل ست
از دنیا غدار و این هر دو صفت صدیق اکبرست پس امام اہل طریقت
او ست ہمدران در باب مفتم در ذکر ائمہ و مقتدایان طریقت بر چہار
یار کبار رضی اللہ تعالے عنہم را بترتیب شمار کرده و مناقب ہر یک انچنانکہ
بدعت سوز و ایمان فروز ذکر فرمود ما سخنی چند از وی بالتقاط
می آریم می فرماید و منہم شیخ الاسلام و از بعد انبیا خیر الانام خلیفہ پیغمبر
و امام و سید اہل تجرید و شاہنشاہ ارباب تفرید و از آفات انسانی بعید
امیر المومنین ابو بکر عبد اللہ صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کہ وی را کرامات
مشہورست و آیات و دلائل ظاہر اندر معاملات و حقائق و اندر باب
تصوف طرفے از روزگار وی گفتہ شده است و مشائخ وی را مقدم ارباب
مشاہدت داشتہ اند مر قلت حکایت و روایتش را و عمر رضی اللہ تعالے
عنہ را مقدم ارباب مجاہدت نہند مر صلابت معاملتش را مقام مجاہد اندر
جنب مقام مشاہده چون قطره بود اندر بحری و ازان بود کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم گفت ہل انت الا حسنۃ من حسنات ابی بکر چون عمر حسنہ بود
از حسنات ابی بکر کہ عز اسلام بدو بود نظر کن تا عالمیان چگونہ باشند و فیہ
صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ مقدم ہمہ خلائق ست از پس انبیا صلوات
اللہ تعالی علیہم اجمعین و روا نباشد کہ کسی قدم اندر پیش وی نہد
و جملہ مشائخ متصوفہ برین مذہب اند و فیہ امام دین ہمہ مسلمانان وی
عام و امام اہل طریقت وی ست خاص رضی اللہ تعالی عنہ و فیہ و منہم

معرفت صدیق رض

۴۹

نیز سرهنگ اہلِ ایمان و صعلوک اہلِ احسان امام اہلِ تحقیق و اندر بحرِ محبت
غریق ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہ ویرا کرامات مشہور ست
و فراسات مذکور و مخصوص بود بفراست و صلابت و ویرا لطائف ست
اندرین طریق و دقائق اندر معنی و ویرا اندرین طریقت رموز لطیف بسیار ست
بیش ازین کہ درین کتاب جملہ را احصا بتوان کرد عمر رضی اللہ تعالی عنہ
از خواص اصحاب رسول بود صلی اللہ علیہ وسلم و اندر حضرت حق تعالی آن
فعالش مقبول بود تا حدیکہ جبرئیل صلوٰۃ اللہ تعالی علیہ اندر ابتدای
عہد اسلام بیامد و رسول را گفت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا محمد قد استبشر
اہل السماء الیوم باسلام عمر پس اقتدای این طائفہ بلبس مرقعہ و صلابت
اندر دین بدوست از بعد ابو بکر وی اندر ہمہ انواع و ہمہ خلائق امام را ست
رضی اللہ تعالی عنہ و فیہ از حضرت سید الطائفہ شیخ المشائخ جنید بغداد
روح اللہ روحہ اشرف کلمۃ فی التوحید قول ابی بکر الصدیق سبحان من
لم یجعل لخلقہ سبیلا الا بالعجز اے آنکہ بہترین کلمہ در توحید ارشاد ابی
صدیق پاک ست آنکہ بگردانید مخلوق خود را ہی بگر بہ عجز حضرت شیخ
ابو نجیب سہروردی پیر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
صاحب سلسلہ قدست اسرارہما در آداب المریدین فرماید قال صلی اللہ علیہ
وسلم لو اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان اہل الارض لرجح وقال صلی اللہ
علیہ وسلم ما فوق ابو بکر بکثرۃ الصلوٰۃ والصیام ولکن لشیٔ وقر فی صدرہ
ولہذا اظہر من حالہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لم یظہر من

۵۰

حال غیرہ انتہی حضرت مخدوم شرف یحیی منیری در شرحش
فرماید شیخ رحمۃ اللہ علیہ دلیل می آرد این خبر را بر آنکہ عمل بحرکاتِ دل برتر است
از عمل بحرکاتِ جوارح الی ان قال پس ثابت شد کہ عمل بحرکاتِ قلوب
برتر ست از عمل بحرکاتِ جوارح واگرنہ در عمل جوارح ہمہ اصحابِ پیغامبر
علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر بودہ اند چنانکہ ابوبکر را بود دیگران را ہمچنان
بودہ ست قولہ والذا ظہر این تائید ست کہ خدمت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
می آرد بر آنکہ فوقیتِ ابوبکرِ صدیق بر ہمہ خلق بدان بود کہ ساکن شدہ بود
در دل وی و نہ بینی کہ ظاہر شدہ از حالِ وی بعدِ وفاتِ پیغامبر صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم انچہ ظاہر نشد از حالِ دیگری از صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم در خبر ست
کہ روزی صدیقِ اکبر در مسجد در آمد سیدِ عالم گفت پیشتر آئی پیشتر آمد و دیگر بار
پیشتر آئی پیشتر آ۔ چند بار ہمین گفت او پیشتر آمد تا زانوی صدیق با زانوی
سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم برابر شد اعرابی برخاست و گفت یا رسول اللہ
صدیق را اینہمہ منزلت بران آمد کہ چہل ہزار دینار آشکارا داد و چہل ہزار
دینار پنہان داد اگر ما نیز ہشتاد ہزار بدہیم بدین محل رسیم سیدِ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم گفت نے اعرابی گفت کہ اگر دو ہشتاد ہزار دہیم رسیم سیدِ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم گفت نے و گفت اگر دہ ہشتاد ہزار بدہید بدین محل نرسید اعرابی گفت
چرا فرمود محلِ او کہ بزرگ ست نہ بدان ایثارِ مال ست بلکہ بزرگ ست محلِ او
بچیزیکہ وقر فی قلبہ و آن عظمت و جلال خداوند ست کہ در سرِ وی
پدید آمدہ ست معلوم شد کہ او را محل خاص بود کہ دیگران را نبود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۱

انتهی بلفظہا و نیز در شرح آداب المریدین در تفسیر قولہ تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ

اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ الآیہ تفضیل عمر بر عثمان و عثمان بر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ثابت کردہ می فرماید باز ہر یکے را ازین سہ تن مقامی پیدا کردہ مر ابوبکر

را رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیچ مقامی پیدا نہ کرد مگر آنکہ گفت وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ پس

ہر چہ فزونتر ست از مقام ابوبکر صدیق را باید کہ بود تا فائدہ معیت حاصل

آید مخدوم جہان در مکتوبات صدی فرماید معرفت صدیق کہ بوی

جگر سوختہ او بمشام ساکنان قدس رسیدی کاملتر بود و پس لذت او از

دوست بیشتر از نزہت الارواح گذشت ۵ صدیق طریق استقامت

سالوک معارج کرامت + صاحب قدم مقام تجرید + سر دفتر جملہ اہل توحید +

در جمع مقربان صادق + حقا کہ جز او نبود سابق در شواہد النبوۃ می فرماید

در مرض خود صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود کہ امشب در تفویض امر خلافت

بہ تکرار استخارہ کردم و از خدا تعالیٰ خواستم کہ در آنچہ رضائی وی باشد توفیق

دہد و گفت می دانید کہ دروغ نخواہم گفت لکن ام عاقل در وقت ملاقات خدا تعالیٰ

افترا بر وی روا دارد و فرقت مسلمانان بدروغ روا دارد گفتند ای خلیفہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیچکس را در صدق تو شکے نیست بگوی انچہ میگوئی گفت

در آخر شب خواب بر من غلبہ کرد رسول صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم کہ دو جامہ

سفید پوشیدہ بود و اطراف آن جامہا جمع کردہ ناگاہ سفید سبز شدن و درخشیدن

گرفت چنانکہ نور آن نور دیدہ بیننده می ربود و بر دو جانب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم دو مرد بلند و بالا بودند در غایت حسن و جمال لباس ایشان از نور

فائدہ: ہر چہ فزونترست از مقام صدیق است

فائدہ: معرفت ایمان فزونتر

۵۲

ولقای ایشان سرمایۂ سرور پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا سلام کرد و بشرف مصافحہ مشرف کرد و دستِ مبارکِ خود بر سینۂ من نہاد۔ خفقان و اضطرابی کہ در سینۂ خود می یافتم ساکن شد گفت ای ابوبکر اشتیاق بملازمتِ تو بسیار است وقت نشدہ کہ پیش من آئی من در جواب چندان گریستم کہ اہل من ازان خبردار شدند و بعد ازان خبر دادند گفتم وشوقاہ الیک یا رسول اللہ فرمود کہ اندکے ماندہ است کہ وصالِ تو بے توہم فراق دست دہد بعد ازان گفت خدا تعالی مرا در تفویضِ خلافت اختیار داد گفتم یا رسول اللہ تو اختیار کن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ والیِ رعیت سازم اہلِ صادق فاروق را کہ مرضی ست در آسمان و زمین و پاکیزہ ترینِ روزگار یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ پس گفت این دو مرد وزیر تواند در دنیا و مددگار تواند در وقتِ وفات و ہمسائگانِ تواند در بہشت بعد ازان آن مردم مرا سلام دادند و گفتند خلاصی یافتی از مکروہ تو صدیقی در آسمان و صدیقی در میانِ ملائکہ و صدیقی در زمین و صدیقی در میانِ خلائق گفتم یا رسول اللہ پدر و مادر من فدای تو باد این دو مرد کیانند من مثلِ ایشان ندیدہ ام فرمود کہ این دو فرشتۂ کریم جبرئیل و میکائیل اند پس رفت و من بیدار شدم رخسارہ از آبِ دیدہ تر و اہلبیتِ من بر بالینِ من گریان خواجہ محمد پارسا قدس سرہ در فصل الخطاب فرماید قال اللہ تعالی وللآخرۃ اکبر درجٰت واکبر تفضیلا ہمچنانکہ اہلِ دنیا را تفاوت ست در عزِ دنیا ہم چندان تفاوت ست اہلِ عقبی را در عزِ عقبی و ہمچندانکہ تفاوت ست اہل دنیا و عقبی را در دنیا و عقبی ہمچندان و اضعافِ آن تفاوت ست اہل اللہ را در معرفت

مولی تعالی اجل ذکرہ واگر نہ چنین بودی کے درست آمدی قول سید ثقلین

وکونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما فضلکم ابو بکر بکثرۃ صوم ولا صلوۃ انما فضلکم

فی شئ وقر فی صدرہ و کے صورت بستی تحقیق قول مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اہل الارض لرجح **شاہ عبد القدوس حسینی**

گنگوہی در مکتوب ۸۳ نویسد صدیق اکبر یار غار بود کمال و جمال او

ہمیقدار او دکہ ہیچکس از اولیای اولین و آخرین بمرتبۂ ادنی رسد **مکتوب ۸۴**

صدیق اکبر چنان بلند رفت کہ دست ہیچ ولی از ابتدای عالم تا انتہا لیبۂ دامن

اعلای او نگشت **مکتوب ۱۰۵** غیر صحابی اگرچہ بمرتبۂ رفیع رسد و صاحب ولایت

و صاحب تصرف عطا گردد بمرتبۂ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نرسد کہ فضل صحبت

فضل کلی ست و آن فضل جزئی و فضل جزئی با فضل کلی برابر نبود ازینجاست کہ

صدیق اکبر را بر جملہ اولیای عالم فضل آمد کہ از ابتدا تا انتہا فضل صحبت یافت

مکتوب ۶۱ تجلی حق بر ہر یکے از انبیا و اولیا در دنیا و آخرت و بر مومنان

عام در آخرت بر قدر ری شود تجلی اللہ للخلق عامۃ و لابی بکر خاصۃ **در شرح**

تعرف باب ۲۴ میگوید و شاید کہ این تفاضل اندر درجات بہشت است

و ہر کرا درجہ برتر فضل وی بیشتر و بلندتر چنانکہ پیغمبر گفت صلی اللہ علیہ وسلم

ان اہل الجنۃ لینظرون الی اہل علیین کما ینظرون الی الکوکب الذی فی افق

السماء و ان ابا بکر و عمر منہم و انعما و شاید کہ تفاضل اندر دنیا بمعنی مشاہدہ

سیر باشد ہر کرا اندر سیر مشاہدہ بیشتر وی را فضل بیشتر چنانکہ پیغمبر گفت

صلی اللہ علیہ وسلم لم یفضلکم ابو بکر بکثرۃ صیام ولا صلاۃ و انما فضلکم

۵۳

۱۴۵

بشیء وقرفی صدره او قال الشیء وقرفی قلبه یعنی عظم فی قلبه و مقدار تعظیم بر مقدار
مشاهده باشد هر چند مشاهده بیشتر تعظیم بیشتر و هر چند تعظیم بیشتر شرم بیشتر و هر چند
شرم بیشتر خدمت بیشتر بی حرمتی نشانِ بے شرمی ست و بیشتر از بی تعظیمی ست
و بی تعظیمی از بی مشاهدتی ست و بی مشاهدتی نشانِ بی ایمانی وازینعنی گفت
پیغمبر علیه الصلوة والسلام الحیاء من الایمان بمنزلة الراس من الجسد چنانکه تن بے سر
را بقا نبود ایمان را بے شرم بقا نبود چنانکه لا ایمان لمن لا حیاء له شیخ محدث
مولانا عبد الحق دہلوی رحمة اللہ تعالی علیه در مدارج النبوة شریف فرماید
بنظر کنند به ادب صدیق رضی اللہ تعالی عنه با آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم
کجا رسانید او را این ادب قائم مقام و امام گردانید بعد از وی و بجائی رسانید
که هیچکس نرسد انتهی ملتقطا خاتم الاولیاء الکرام حضرت سیدنا قبلۂ عارفین
و کعبۂ واصلین حضور سیدنا و مولانا سید شاہ آل احمد اچھے میان
رضی اللہ تعالی عنه در کتاب مستطاب آئین محمدی شریف از فصل دوم
ترغیب المعرفة تصنیف محمد جان تاشکندی می آرد الصفا صفة
الصدیق ان اردت صوفیا علی التحقیق از انچه که صفا را اصلی هست و فرعی
اصلش انقطاع دل از اغیار و فرع خلو دل از دنیای غدار و این صفتِ
صدیقِ اکبر ست رضی اللہ تعالی عنه از انچه که امام اہلِ طریقت بعد النبی
صلی اللہ علیه وسلم او بود و علامت انقطاع از اغیار آن بود که همه صحابه برفتنِ
رسول علیه الصلوة والسلام بحضرتِ معلی شکسته دل گشته و عمر رضی اللہ تعالی
عنه شمشیر کشیده که هر که پیغمبر را گوید بمرد سرش را ببرم صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنه

صدیق اکبر امام اولیا است

۵۵

بیرون آمد و گفت الا ان من عبد محمدا فان محمدا قد مات ومن عبد رب
محمد فانه حی لا یموت آنگاه خواند وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل
الآیه یعنی دل در فانی بند د و در فنا بفنای فانی رنج وی مهیا بود و اگر بباقی
دهد چون نفس فنا شود وی باقی ببقا بود چون محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس
شکسته دلی را چه گنجائش ونشان خلو از دنیا آنکه هرچه داشت همه بیاورد
و گلیمی پوشیده بیامد رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت ما خلفت لعیالک
فقال اللہ ورسوله یعنی دو گنج بغایت محبت حقتعالی ومتابعت وعلیه الصلوة
والسلام واین جمله صوفی صادق بود و انکار اینکار انکار حق ومکابره عیان بود بلکه
بدتر از مکابره از آنکه صدیق اکبر این صدق وصفا وطریق حصول آن از بعد
وصحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرده بدیگران تلقین فرمودند آن
طریق سنت از انوقت تا این زمان پیے در پیے در مقتدایان طریقت وعاملان
شریعت بتوریث رسیده چنانکه بر علمائی ذو علمین مخفی نیست و در فصل سلاسل
ظاهر گردد و نیز ارشاد فرمود سند طریقت بر داشت خلافت بخلفا
راشدین عطا فرمود اول امیر المومنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنه
لوائی سلطنت را بر داشت واحکام شریعت را فرشت ولی از باطن کسی
را خبری نکرد و اثری نداد بحکم ظاهر ظهور آورد و خود در باطن مستغرق چنانکه
حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود که اگر خواهد که مرده را روان بره مبیند
ابا بکر بیست من اراد ان ینظر الی میت یمشی علی وجه الارض فلینظر الی ابن ابی
قحافه بجدی از خود فنا یافته بود و ببقای حقتعالی باقی شد که دین آن بزرگ

۵۷

از دین ہمہ دینہا غالب آید تو آنزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح و کمال
ولایت رسیدہ بود کہ کسی نرسید ولی نردبان معرفت برپای نکرد
یک سلسلۂ ولایت از حضرت ایشان عیان گشتہ بود ولی تحقیق مشہور نسبت
نذر رفتہ ست باز عنان ظاہر گذشت خود باطن شد از خلق استتار نمود بعدہ
خلافت و عدالت بحضرت امیر المؤمنین عمر خطاب رسید لوای سلطنت برپا
کرد عدل و انصاف چنانچہ شرط بود ظاہر گردانید خود بحضرت رسول صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نسبتی یافت اما خود داشت کسی را از ان نسبت نصیبی نداد
بتکمیل خود رسید عنان ظاہر بباطن داد مستور گشت الی آخرہ **ونیز ارشاد**
فرمود سوال اگر ترا پرسند کہ پیر بچہ نوع و بچہ صفت باید و مرید بکدام خصلت
پیر بر مثال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فنا از خود و بقا بحق حاصل کردہ
بود و مرید مانند صدیق اکبر کہ ہمیشہ در فرمانبرداری حضرت باشد ہمدر آمین
صحبت ارباب الصحبۃ **شاہد صادق** منقول ست قال اللہ تعالی ثانی
اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا بدانکہ صحبت
سنت موکدہ ست کہ از برکت صحبت مرتبہ اصحاب اند کافہ اہل اسلام بلند
و رفیع شدہ و اصحاب بلند و الاکثیر العبادۃ نبودند بشہادت قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما فاق ابو بکر بکثرۃ الصلاۃ و الصیام ولکن لشیء وقر فی قلبہ
و آن استقرار کہ بسبب بلندی صحبت ست از برکت صحبت نبی ست صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم ہمدر **آن کتاب شریف** حکایتی لطیف نقل فرمودہ کہ
آنکہ مناسب نمود از بعض اکابر نقل مسفر باید کہ مسفر نمودند کہ علامت

(۵۷)

طلبِ خداوند سبحانہ تعالی آنست کہ دل مدام سوختہ آتشِ محبت بود
وگرمیِ محبت مستدام دارد گویا کہ جمرہ بر دلش نہادہ اند و ازان میسوزد ازینجا
کہ گفتہ اند کہ علامتِ عشق دیدہ تر و دلِ گرم ہست گویند کہ ابوبکرِ صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ چون از صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخانہ رفتی
گلیم بر سر کردہ بگوشہ اجلاس نمودی و چون آہ زدی خانۂ او پر از دودِ
دلِ او شدی و بوی جگر سوختگی بمردم رسیدی کہ گویا گوشتی یا چیزے
در آتش انداختہ اند کہ میسوزد و بوی مید ہد روزی یکی از زنانِ ہمسایہ
حاملہ بود و بشمیدنِ بوی جگرِ سوختۂ او در خانۂ او در آمد و با زنِ ابوبکر گفت
کہ در خانۂ شما کباب تیار کردہ اند چنانچہ بوی آن بمن رسیدہ و من بامید آن
آمدہ ام کہ پارۂ ازان بمن ہم بدہید زنِ ابوبکر جواب داد کہ کباب خود تیار نشدہ
در خانۂ من نشدہ کباب جگرِ سوختۂ ابوبکر اگر میخواہی ببر و بگیر آن زن برگشت و بخانۂ
خود رفت مولٰنا بحر العلوم ملک العلما عبد العلی لکھنوی قدس اللہ
سرہ السنی در شرح مثنویِ مولویِ معنوی نور اللہ مرقدہ زیرِ قولش
گفت پیغمبر علی را کای علی + شیرِ حقی پہلوانِ پر دلی ـ از محمد رضا حسین خوارزمی
در شرحِ شعر انیمعنی نقل کردہ کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالی وجہہ اکمل و اعلم
و مقتدای اولیای بنی آدم ہست بردّ و الطالش می فرماید اِنَّہٗ لَشَیْءٌ عجیب
زیرا کہ اینکہ گفتہ امیر المؤمنین علی اکمل و اعلم و مقتدای اولیای بنی آدم ہست فی نفسہ غلط ست در کلام مولوی
قدس سرہ این توہم را رہ نیست زیرا کہ اولیای بنی آدم سوای انبیا و رسل اند کہ آنہا اعلمِ بنی آدم اند
و اگر از اولیای بنی آدم سوای انبیا و رسل گرفتہ ہست نیز صحیح نیست زیرا کہ
افضلیتِ شیخین در عقائد داخل ہست و سابق نقل کردہ شد از فتوحات کہ مرتبہ

۵۸

صدیق اکبر تلو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود پس ان صاحب حضرت ابو بکر و حضرت سیان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نمی توانند شد و اگر خواہد بود مع وی خواہد بود نہ فوق او و نیز در
فتوحات مذکور ست لیس بین ابی بکر و صاحبہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نظرت
الی ما قلت رجل نیست میان ابو بکر و صاحب وی کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
ست ہیچ کس وقتی کہ بینی انچہ گفتم سابق مگر آنکہ کلامش مبنی بر قول شیعہ باشد
و در کلامہم مولوی اصلا شائبہ این توہم نیست انتہی کلامہ الشریف بالتلخیص
تنبیہ ببین ای دیدۂ انصاف گزین بنہایت نزدیک شد قول از اکابر ائمہ
طریقت و اعاظم ارباب معرفت کہ یک لفظ و یک زبان بتفضیل شیخین رضی اللہ
تعالی عنہما بر ملا شہادت دہند و برہنکر مخالف نفرین و سرزنش کنند
ای گوش حق نیوش ترا بخدا یست سوگند آیا نشنیدی کہ این اقطاب
رشد و ہدایت و ائمۂ صدق و سداد اکملیت ولایت و اتمیت معرفت نفس
شیخین را بہیچ تصریح و توضیح فرمودہ و ابواب تحقیق و تنقیح کشودہ کہ رخنہ گران
مکابرت شعار بجای تحریف و تکلف و تاویل و تصرف ندیدہ دست بر سر
و سر بدیوار غیظ زنند تو و خدای تو مگر نشنیدی کہ تفضیلیہ مبتدع و گمراہ و داخل
فرقۂ روافض ست مگر نشنیدی کہ محبت و ولای حضرت مولی و در تفضیل
شیخین و خلافش تولای مرتضوی را معارض ست مگر نشنیدی کہ قہتدای
سلسلہ و رہنمای کبریت شدیدہ مکروہ مگر نشنیدی کہ فضل شیخین نزد سنیان
در قربت و وصول ست نہ مقصور بر ظاہری و وجوہ مگر نشنیدی کہ تجلی ربانی بر
حضرت صدیق از ہمہ زیادت اتم و اکمل آمدہ بقدر ولایت و عرفان او

تفضیل حضرت مولی در ولایت قول بود و نفی صحت

۵۹

مگر نشنیدی که تاجداری مقام قربت بنام صدیق مسلم و جمله کمالاتی ام
در زیر فرمان او مگر نشنیدی که اکابر طریقت و عرفان حقیقت بر تقدم
معرفت و اکملیت ولایتش اجماع دارند مگر نشنیدی که همه را اتفاقی خاص
و پایهٔ صدیق از حد پایه بالاتر انکارند مگر نشنیدی که صدیق را از پس نبوت
سرور سروران و مالک الازمه دانند مگر نشنیدی که بعد از و جناب فاروق
را مقتدای اولیا و امام الائمه خوانند مگر نشنیدی که اگر کسی شق این عصا
و خرق این اجماع کند بر رد و ابطالش پوید و سخنش را از شاه راه سنت
معزول و بر عقاید رفضا محمول گویند آری جان برادر تو و ایمان تو آخر
این همه از بهر چیست و باعث برین هرچه تمام ترا مرا کیست تو هم بگو که
مگر اقوال اینان از پایهٔ اعتبار ساقط بوده است یا خدای کریم همهٔ اینان را ره بخطا
غلط نموده است یا عیاذاً بالله چنانکه باید تخم ولایت خاتم خلافت کرم الله تعالی وجهه در دل
نکاشتند یا وهابی دراد بخاک آگنده باد نهاد تنقیص شان رفیعش در سر داشتند لا
والله بخدا اینکه زمین و آسمان بحکمش برپاست از ینها هیچ یکی
نبود عظمت شان و جلالت مکان حضرت مولی الانس والجان کرم الله
تعالی وجهه دین و ایمان ایشان است و غلامی و ارادت و ولا و محبت
حضرت منبع ولایت رضی الله تعالی عنه ذریعهٔ نجات و قبالهٔ جنان آخر
سیدنا حضرت میر عبد الواحد را نشنیدی که خان و مان ما فدای نام
مرتضی باد دل و جان ما فدا و نثار قدام مرتضی باد کدام بدبخت ازلی که محبت
مرتضی در دلش نباشد و کدام راندهٔ درگاه مولی که اهانت او روا دارد

(۶۰)

انتہی کلامہ الشریف وچہ آنبا شدکہ اینان را بوئی از گلستان عرفان نزدند تا بلبل وار بر گلبن ارتضا جانِ حزین نثار نہ کردند وجبین پیشانیرا ازنماز احسان نہ بخشودند تا بر در پاک خاتم الخلفا سر نیاز نہ سودند اما سخن آنست کہ این بزرگانِ دین ومقبولانِ رب العلمین از ہمہ آزاد بودند وباخدا گرفتار آنچہ قرآن وحدیث ہدایت نمودہ ہم از کم وکیف نزدند ہمتا گویان رہ براہ شدند درین دامگاہ تاریکست راہ یکے با ابوبکر وعمر گرفتارست کہ ایشان را افضل من جمیع الوجوہ داند ودیگری با علی پابند کہ از تفضیل شیخین در آب وآتش ماند ای خوشا وقتِ سنیان کہ از کشاکشِ تعصب و عناد وارہیدہ شیشۂ پندار شکستند ودل در خدا ورسول بستند ابوبکر وعمر را افضل الامۃ دانند نہ از وجہ ابوبکر وعمر بودن بلکہ از آنکہ مصطفےٰ این چنین فرمود وعلی مرتضی را مولی المسلمین خوانند نہ از جہتِ علی بودن بلکہ از آنکہ مصطفےٰ ایشان رہ نمود ترا اگر رسم وروشِ ایشان خوش آید بسم اللہ بیا و دامنِ شان استوار گیر ورنہ برادرا خاک بدیدۂ تعصب با دکسیکہ بہ نیاز مندی خویش تن بفرمانِ اینان دادہ است دست از گریبانش کوتاہ دار عزیزا خدارا اندک تاملی اگر اینقدر جماعتِ کثیر از اولیای کرام پیش تو آیدو ترا بامری رہ نماید راست بگوی از قبولش چارہ دانی پس حالا کہ از اکابر جبابرۂ سلسلۂ طیبہ اینقدر بزمی ساختہ وانجمنی آراستہ اند چرا دامن کشان میگذری اگر بالفرض در کلامِ کسی بوی خلافِ این جادۂ صاعضیا بی راہ آنست کہ حتی الامکان بہ تصحیح وتاویل شتابی ورنہ فرقِ جمہور وشاذ وتصریح واحتمال

(۶۱)

وتفاوتِ جلالت در مراتبِ اہلِ اقوال از نظر افتادہ سبا وخاصہ در صورتیکہ
بر مذہبِ ما اجماعِ صوفیہ منقول آمد ورنہ مخالف را گوی کہ ہمینقدر تفرسجات
روش وارشاداتِ پیر دہ برانگلن از ہمینقدر جماعتِ سلاسلِ اربعہ کہ در
اعتبار واعتماد واشتہار واستناد ورفعتِ شان وعظمتِ مکان برابر و
ہمسر ایشان باشد بیار وتکذیبِ ما فلانِ اجماع پیردختہ مسئلہ را مختلف
فیہ شمار بیت اولئک آبائی فجئنی بمثلہم + اذا جمعتنا یا جریر المجامع

فصل سوم در تفضیلِ حضرت مولی در تعدیہ ولایت و مرتبہ تکمیلیت

بدان انزلنا اللہ وایاک منازل السعداء کہ مبین مقصودِ این فصل رد گردد نسبت
بر کسانیکہ زعم کنند بہ تفضیلِ شیخین بر حضرتِ ابو الحسنین من جمیع الوجوہ وجاہل
اند یا متجاہل از انکہ حضرتِ حق تبارک وتعالی جنابِ ولایت مآبِ مرتضوی
کرم اللہ تعالے وجہہ را بچندین خصائصِ جلیہ وفضائلِ علیہ ومناقبِ بہیہ و
مناصبِ سنیہ ہمچون شرافتِ نسب وکرامتِ صہر واولیتِ اسلام علی ارجح
الاقوال وتبودنش رضی اللہ تعالی عنہ منبع نسلِ مصطفا ومرجعِ اہلِ ارتقا
وقاسمِ حوضِ کوثر وقسیمِ جنت وسقر وصاحبِ رایتِ خیبر وہارون ور
تخلف از غزوہ تبوک ومالکِ ازمہ تدرف وامارتِ امرا وسلطنتِ ملوک و
تکرم بتوقیعِ منیعِ لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الا علی رنا الکرار ومختار بجلول
باجنابت در مسجدِ حضرتِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ و الکبیا منکب مصطفی
وصاحبِ فصل تصنا الی غید ذلک مما لا یعد وانحصی شرف امتیاز وتخصیص اعزاز
بخشیدہ ہست کہ اگر تا قیامت شرح کنی سیکے از ہزار نگفتہ باشی انکار ایشعی

۶۲

نفیِ آفتاب را سہل تر میگرداند بنا بر آن اگر درین فصل چیزی از خصائص دیگر سوی مرتبۂ مکملیت نیز از نوکِ خامہ تراوش کند بیگانہ از مقصود مبتدا رو اگر تتبعا و استطرادا برخی ازان کلمات نیز کہ بر اولادِ ہر چہار خلفای کبار جامعِ خلافتین ظاہر و باطن دلالت کند بسلکِ نقل منسلک گردد ہم عجب ازکہ زیادتِ فائدۂ خاصہ خاصہ در صورتیکہ قطعِ اوہامِ جہال و عوام نماید بحشیمِ نصیحت پسند پسند و مرغوب می آید و نیز عزمِ آن داریم کہ حدیثِ خرقہ منقولِ صوفیہ را روشن تر بنگاریم کہ ناواقفانِ کار او را بر تفضیل حضرت مولی در مرتبۂ کاملیت بر حضراتِ شیخین دلیل شمرده و ندانند کہ الباسِ خرقہ نیست مگر استخلاف و اقامت بر منصبِ تکمیل و ارشاد و آنچنی دلیل تفوق در ولایتِ ذاتی نمیتواند شد کما القینا علیک و سقنا بیانہ الیک واللہ الہادی وموۡلی الایادی

در فوائد الفواد شریف ملفوظاتِ طیباتِ حضرت سیدنا نظام الدین محبوبِ الٰہی قدس سرہ العزیز مسطور است سخن در فقر و خرقہ افتاد خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم در شبِ معراج خرقہ یافت آنرا خرقۂ فقر گویند بعد ازان صحابہ را رضی اللہ تعالے عنہم بطلبید و گفت من خرقہ یافتہ ام و مرا فرمان است کہ آن خرقہ یک کس را دہم و من سخنی از یاران خواہم پرسید تا چہ جواب دہند و مرا گفتہ اند ہر کہ جواب دہد خرقہ را بدو دہم و آن جواب من میدانم تا کہ خواہد گفت بعد ازان رو بسوی ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ کہ اگر این خرقہ ترا دہم چہ کنی گفت من صدق آرم و طاعت کنم و عفا کنم بعد ازان عمر را پرسید رضی اللہ تعالی عنہ کہ اگر

۶۳

اینخرقه ترا دهم چکنی عمر گفت رضی اللہ تعالی عنه من عدل کنم و انصاف نگاه دارم
بعد ازان عثمان را پرسید رضی اللہ تعالی عنه که اگر ترا دهم چکنی عثمان گفت
رضی اللہ تعالی عنه من اتفاق کنم و سخاوت ورزم بعد ازان از علی پرسید رضی اللہ
تعالی عنه که اگر ترا دهم اینخرقه تو چه کنی گفت من پرده پوشی کنم و عیب بندگان
خداتعالی بپوشم پس رسول صلی اللہ تعالی علیه وسلم فرمود بستان اینخرقه را
تو دادم که مرا فرمان بود هر که اینچنین جواب دهد اینخرقه را بدو دهی انتهی
حضرت سیدنا خاتم الکملا آقائی نعمت تاج العرفا حضور سید آل احمد اچھی میان
رضی اللہ تعالی عنه در آئین محمدی فرماید معنی خرقه وصله این نیست که معنی
مسلسل همان کیفیت یا همان وصله برسانند بلکه معنی خرقه احاطهٔ ظلّ ولایت هست
که اطفال طریقت را حفظاً عن الشیاطین چنانچه مرغ بچگان خود را در زیر بال
گیرد ستر اللہ علینا برحمته وحشرنی تحت لوائهم یوم الدین مع الشهداء والصالحین
انتهی کلامه الشریف فتبین چگونه تصریح میفرماید که مراد از خرقه همان مرتبه
ارشاد و تکمیل و تربیت مریدین و مسترشدین ست و ایضاً فیه امیر المومنین
علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجهه وی امام اول ست از ائمهٔ اثنا عشر و کنیت
وی ابو الحسن و ابو تراب ست و سلسلهٔ چهارده خانواده باو منتهی میشود و فیه
از فص الکلمات شریف وغیره که درباره ولایت فرماید ناودان او علی ست
و خاتم ولایت امام مهدی ست و فیه شیخ رکن الدین علاء الدوله قدس سره
فرمود که هر کسی که دعوی ولایت کند و خرقه و سند او بآدم اولیا یعنی علی
مرتضی کرم اللہ تعالی وجهه نرسد هرچه از جمیع اولیای خدا جل جلاله و علا ظاهر شده است

(٦٤)

اگر از وی ظاهر شود باو قرار نباید کرد که او شیطان است و فیه سلسله جمیع اولیا
به علی منتهی است و فیه اکنون چون افتتاح معارف مشائخ رضوان الله تعالی
علیهم اجمعین در جنب بود که بذکر آدم اولیا باشد یعنی علی مرتضی کرم الله تعالی وجهه
شمه از کمالات او بشنو که در فضائل او درجات بسیار است لقوله صلی الله علیه
وسلم ان الله جعل لاخی علی بن ابی طالب فضائل لا تحصی کثرة و فیه امیر المومنین
ابوبکر الصدیق رضی الله تعالی عنه از باطن کسی را خبر تی نکرد و اثری نداد در کمال
ولایت رسیده بود که کسی نرسید ولی نردبان معرفت بر پای نکرد و بعد
خلافت و عدالت بحضرت امیر المومنین عمر خطاب رسید خود بحضرت رسول الله
علیه وسلم نسبتی یافت اما خود داشت کسی را از آن نسبت نصیبی نداد و بعده خلافت
وسلطنت بحضرت ذی النورین امیر المومنین عثمان بن عفان رسید شریعت
را ترتیب داد و قرآن مجید و فرقان حمید را جامع آمد از غنا تردد حیا پیش گرفت
لباس شهادت در بر کرد و بوصول اصلی وصلت یافت بعده بحضرت امیر المومنین
علی بن ابی طالب کرم الله تعالی وجهه خلافت و سلطنت و ولایت شریعت و معرفت
رسید و احیا گردانید و سلاسل را زنده گردانید راز دلها را ابتدا رهبر تبه لوای
محمدی بر آورده شریعت را مزین ساخت و ولایت احمدی را جلا داد و سلسله
بر پای کرد و ماهیت بدایت و نهایت بر خواص ظاهر ساخت انا مدینة العلم
وعلی بابها بر دارد گشت راه ولایت جاری شد و فیه نقلا من روائح
الانفاس از حضرت نظام الدین قدس سره منقول است که او گفته بحق
خرقه شیخ هر بیتی که از گوینده شنیدم جز بر ذات پاک شیخ حمل نکردم از سر

٦٥

اولیا سر حلقۂ اصفیا علی مرتضی است کرم اللہ تعالی وجہہ وللنائب حکم المنیب
پیر را نائب او داند الخ وفیہ در ارشاد المریدین آوردہ کہ در خبر صحیح است کہ حضرت
امیر المومنین علی را کرم اللہ تعالی وجہہ چون آئینۂ دلِ او از پرتوِ نورِ علم روشن گشت
داعیۂ طلبِ حق در باطنِ او پیدا شد روزی عرض نمود کہ یا رسول اللہ علمنی علما
یوصلنی الی الرب رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوشوقت شدہ فرمود لبسی وقت بود کہ
میخواستم کہ این علم را بتو بیاموزم اما موقوف بآن بودم کہ این داعیہ از باطن تو
ظاہر گردد تا این علم بہ برکت بود و بر اصل تر باشد و بعد از ان حضرت رسول
صلی اللہ تعالے علیہ وسلم امیر المومنین علی را کرم اللہ تعالے وجہہ روی بقبائیشاند
و ذکر لا الہ الا اللہ تلقین فرمود و آن نسبت را ازیشان ہمین دستور امیر المومنین
حسین یافت و ازیشان امام زین العابدین یافت و ازیشان ہمین دستور سنعنا
وسلسلا المشائخ اینوقت رسید وفیہ نقلا عن محبوب السالکین اگر بیعت سنت
نبوی نبودی پس رسول علیہ الصلوۃ والسلام پیراہن خاص را بدستِ حضرت عمر و حضرت
علی رضی اللہ تعالے عنہما باویس قرنی خلافۃ نفرستادی بعدِ سرورِ عالم صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم صحابہ بیعت بحضرتِ صدیقِ اکبر نکردی و بعدِ ایشان بحضرتِ عمر خطاب
کردند و بعدِ ایشان حضرتِ عثمانِ ذو النورین قبول بیعت کردند و بعدِ ایشان بحضرت
علی بن ابیطالب رسید این بیعت متابعتِ ایشان بود بحکمِ خدا و رسول و اشارہ
بردباری و ستاری خرقۂ خلافت بیعت در حینِ حیاتِ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
بحضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب عنایت فرمودہ بودند و ایشان بخلیفہ خود
حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ عنایت کردند و ایشانرا دو خلیفہ بودند یکی

۶۶

حبیب عجمی دوم شیخ عبدالواحد بن زید تا این بیعت نبوی ازینجا تا بچهارده
خانواده رسید تا بهر یک مشائخ الخ و فیه شیخ فرید گنج شکر گنج بخشتا که کلاه اصل
از حضرت ربوبیت ست جل جلاله بهتر جبرئیل علیه الصلوٰة والسلام چهار کلاه از
بهشت بر رسول صلی الله تعالی علیه وسلم آورده یکے ترکی دوم دو ترکی سوم
سه ترکی چهارم چهار ترکی و گفت فرمان میشود که این هر چهار کلاه بر سر خود بنه
و هر که را بدانی بده رسول صلی الله تعالی علیه وسلم هر چهار کلاه بر سر خود داشت بعد
ازان کلاه یک ترکی بر سر ابوبکر رضی الله تعالے عنه نهاد و فرمود که این کلاه تست
هر کرا دانی بده و کلاه دو ترکی بر سر عمر خطاب رضی الله تعالی عنه نهاد و فرمود که این
کلاه تست هر کرا دانی بده و کلاه سه ترکی بر سر عثمن نهاد رضی الله تعالی عنه و فرمود
که این کلاه تست هر کرا دانی بدهی که لائق باشد و حق این کلاه ادا نماید و کلاه
چهار ترکی بر سر علی رضی الله تعالی عنه نهاد و گفت این کلاه تست هر کرا دانی بدهی مرا
فرمان بود که کلاه چهار ترکی علی را بده الخ و فیه منقول از رساله نوریه سید علی
همدانی که بعد بیان قصه مذکوره کلاه می نویسد و کلاه یک ترکی ایما بانکه هر که
آنرا بر سر نهد جز اندیشه محبت باریتعالے خطره دیگر را در خاطر راه ندهد و کلاه
دو ترکی اشاره به آنکه یکے ترک دنیا کند دوم آنکه با اهل دنیا نیامیزد و کلاه
سه ترکی رمز بانست اوّل ترک دنیا کند دوم با اهل دنیا نیامیزد سوم حسد را از
دل دور کند و کلاه چهار ترکی اشاره بانکه اوّلی ترک دنیا دوم ترک لسان
یعنی زبان را از لذتها باز دارد و فحش بران نیارد سوم ترک بصارت
یعنی بطرفیکه نظر کردن حرام ست نه بیند چهارم طهارت قلبی یعنی دل را از کدورات

۹۷

ظاہری و باطنی پاک گردانند الخ و فیہ عن معدن المعانی ملفوظات شاہ
شرف الدین یحیی المنیری اصل الباس خرقہ از حضرت ست صلی اللہ علیہ
وسلم بچہار یار کبار رضی اللہ تعالی عنہم کما مر و فیہ و بعضی سند خرقہ
چنین آوردہ و گفتہ در روایت مشہور آمدہ است کہ حضرت سید کائنات
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شب معراج در تماشای جناب کوشکے دید از مروارید
کہ بر اطراف و جوانبش از تلالو انوار نظر نمی ایستاد بدرگاہ خداوند جل سلطانہ
عرض کرد کہ درو چی رود و آنرا ببیند حکم شد کہ برو ببین چون اندرون
آن رفت یک حجرہ دید باذن جل سلطانہ در وی ابکشاد و درون در رفت
بروایت مختار گلیمے سیاہ و بقولے جامۂ سفید دید آنہمہ نور کہ میتافت
از آن بود از حضرت ایزد پرسید کہ الٰہی این چہ جامہ ست فرمان شد کہ این
جامۂ فقر ست پس آن خرقہ را از حق جلشانہ درخواست کہ بوی بخشد حکم شد کہ
فقر قبول کند و حق آن بجا آورد و قدرش بداند بگیرد و بپوشد گفت الٰہی من
فقر را قبول کردم و ہر چہ فرمائی بجا آرم این را بمن بخش فرمان آمد چون این
شرط قبول کردی بگیر کہ بتو بخشیدیم و بہر کہ بدہی بدین شرط بدہی و این خرقۂ معظمہ
کسی را از مخلوقات اولین و آخرین نہ دادہ ایم و از ہمہ پوشیدہ داشتہ ایم
چون تو مطلوب و محبوب حضرت ما ہی بر تو اظہار کردم ترا بخشیدم چون حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آن خرقہ را گرفتہ پوشید ہمگی مستعدان راہ دین از جن
و انس و غیر ذلک بروایمان آوردند و بر رسالتش گواہی دادند آنحضرت علیہ
افضل الصلوات و التسلیمات بعد مراجعت از معراج خرقۂ مذکور بخلفای عظام

خود عطا فرمودند پس اصل درین باب عطای خرقہ از جنابِ خداوند جل سلطانہ
است حضرت رسالت پناہ را علیہ افضل الصلوات والتسلیمات و این سنتِ
سنیہ تا الیوم در فرقۂ ناجیۂ صوفیہ جاریست و سندِ ایشان در عطای این خرقہ
بمریدان و مستفیدان این سنت و فیہ خلافتِ باطنی کہ تکمیلِ ناقصان
باآن بستہ است مر خلفای اربعہ را در حضورِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم باجازتِ خاصۂ آنحضرت صلی علیہ وسلم حاصل گشتہ بود و خلفای
اربعہ رضی اللہ تعالے عنہم خلفای ظاہر و باطن آنحضرت علیہ افضل الصلوات
والتسلیمات اند کہ ہر دو خلافت جمع کردہ اند ایشان نائبانِ علی الاطلاق و جامعان
جمیع کمالات و لایتِ مطلقہ و مقیدۂ باطنیہ و ولایتِ مطلقہ و مقیدۂ ظاہریہ اند
بہ نیابتِ کلیہ کہ مثلِ شان دیگری بعد انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پیدا نشدہ
بعضی از محققانِ اینقوم گفتہ اند اصل در خلافت اینست کہ مرید وقتیکہ بہ تزکیۂ
و تصفیۂ روح رفعِ حجبِ موہومہ کردہ مدارجِ کمال طے نمودہ اہلیتِ تکمیلِ
دیگران پیدا کند و فانی بفنای اتم شود عند اللہ مستحقِ خلافت میگردد و پیش ویرا
خداوند جل سلطانہ خلیفۂ خود و نائبِ نبیِ خویش بیوسطۂ دیگری میگرداند
و طالب بعدِ وصولِ اینمقام خلیفۂ حقتعالے میشود و محتاج باستخلافِ ہیچ
یکے نمیشود و پیش از وصول بمقامِ مذکور اگر ہزار خلافت دہند خلیفہ نشود
و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ہیچکس را از اصحابِ کرام
خلافت نداوند چہ خلافت دادن بحکمِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَةً مکار خداوند
ست جل سلطانہ ہر کرا لائق خواہد دید بخلافت مشرف خواہد ساخت پس خلافت

خلفای اربعہ بترتیبِ معروف دادہ خدمت یکے را بعدِ دیگری بتبتہ تبتہ
بر ترتیبِ وصول استحقاق ست باطل شد قول کسیکہ قائل ست بنصِ جلی بر خلافت
حضرتِ مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالے وجہہ چہ تعیین بخلافت از جانبِ حق
تبارک وتقدس بعدِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین
صدیقِ اکبر و بعد ازان امیر المومنین حضرت عمر و بعد ازان امیر المومنین حضرت
عثمان و بعد ازان امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہم پس اگر
نصِ جلی محقق بودی استخلاف من اللہ ہم موافقِ آن شدی و اول خلیفہ
حضرت علی کرم اللہ تعالے وجہہ بودی نہ حضرتِ صدیق اکبر کہ خبرِ مخبرِ صادق
احتمالِ کذب ندارد و چون معلوم گشت کہ قول بنصِ جلی باطل و افترای
محض ست از جہت آنکہ خداوند جل سلطانہ عادل ست ظالم نیست کہ وضعِ
شی در غیر محل کند پس وضعِ خلافت کہ از وے سبحانہ بترتیب مذکور
واقع شد عدل محض ست و بر تقدیرِ قول نصِ جلی لازم می آید نسبتِ ظلم
بجنابِ حق تعالے عما یقول الظالمون علواً کبیراً و مقرر ست کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خلافتِ ارشاد و تکمیلِ ناقصان مر خلفای خود را
در حینِ حیاتِ خویش عطا فرمودہ بودند کما مر فتامل انتہیٰ ملتقطاً و فیہ
از اورادِ چشتیہ شیخ نظام الدین بدایونی می نویسند کہ روزی حضرت
جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم را چہار
کلاہ از بہشت بیاورد یک ترکی دو ترکی سہ ترکی چہار ترکی و گفت این چہار
کلاہ بر سرِ خود بنہ و در یارانِ خود سوال کن ہر کہ سپردہ پوشی خلق آنتقیا

۷۰

کنند کلاهِ چهار ترکی بر آنکس بدهد که عیب پوشی خلق اختیار کرده است پس
حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم بطریقے که سوال خرقه کرده بودند
همون نوع پرسید بدهر کدامی بطریقِ مذکور جواب گفتند آخر کلاهِ یک ترکی
بحضرت ابابکر صدیق دادند و کلاهِ دو ترکی بحضرت عمر فاروق دادند و کلاهِ
سه ترکی بحضرت عثمان بن عفان دادند و کلاهِ چهار ترکی از سرِ مبارک
خود کشیده بر سرِ حضرت علی بن ابیطالب دادند و کلاه دادن ازینجاست
بعد ازان در هر سلسله که مرید کرده باشد شجرهٔ پیرانِ سلسله بدهد و فیه
چون اقربِ انبیا بمصطفے صلی الله علیه وسلم عیسیٰ است علیه الصلوٰة والسلام
باقربِ اولیا باو که مرتضیٰ است رضی الله تعالےٰ عنه مناسبت بعیسیٰ باشد
ولهذا چنانچه عیسیٰ را بالوهیت می پرستیدند علی را نیز پرستیدند و حضرت
رسالت صلی الله تعالےٰ علیه وسلم تناسبِ علی و عیسیٰ بیان فرمود
هم در فوائد الفواد شرلف مذکور است ازینجا سخن در صحابه رسول
الله صلی الله علیه وسلم فتاد فرمود از صحابه خلفای اربعه بوده اند و عبادالله
ثلثه بعد ازان در مناقب امیر المؤمنین علی رضی الله تعالی عنه فرمود که
وقتی رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکرِ علی با یاران بدین عبارت کرد
که اقضاکم علی یعنی باشد که قاضی تر لیس گوئی اقضیٰ آنکس تواند بود که
عالم باشد بعد ازان در نسبتِ موافقتِ صحابه حکایت فرمود که صحابه گرد
جمع حاضر بود یکے در عقبِ او نشسته بود هر بار میگفت که من شنیدم
رسول صلی الله علیه وسلم می فرمود که روزی فلان جای بودم برابر من

۱۷

آنجا ابوبکر و عمر باز فلان جای رفتم برابر ابوبکر و عمر همچنین چند بار یاد کرد
پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فلان جای من بودم و ابابکر و عمر این صحابی
سر پس کرد تا به بنید که این حکایت که میگوید چون نگاه کرد امیر المومنین
علی بود رضی اللہ تعالی عنہ مقصود از تقریر اینمعنی بیان مودت و انصاف
صحابه بوده است بعد ازان هم از نسبت اینحکایت فرمود که وقتی عمر
میگفت ای کاش من یکے موی بودمی بر سینۂ ابوبکر رضی اللہ تعالی
عنہ فی شرح التعرف من الباب الثالث فی حال الصوفیۃ اما
علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالے عنہ سر عارفان ست و همه امت
را اتفاق ست که علی رضی اللہ تعالے عنہ پسر ابیطالب برادر سیدالناس پیغامبر است
صلی اللہ تعالے علیہ وسلم و مر او را سخنان بسیار ست پاکیزه که بیش
ازوی کسی نگفته است و از پس وی کسی مثل آن نیاورده است
و حضرت سیدی سندی سید شاه حمزه قدس سره در جلد
اوّل بیاض خود مسمی بفص الکلمات در مناقب مرتضوی فرمود علی
رضی اللہ عنہ برادر مصطفی غریق بحر بلا و حریق نار ولا مقتدای اولیا و اصفیا
ویرا اندرین طریق شانے عظیم و درجتی رفیعست و اندر وقت عبارت
از اصل حقائق حظ تمام ست پیغمبر فرماید که حقتعالے ذریۃ فرزندان
هر پیغمبر در صلب او نهاده است و ذریۃ اولاد مرا در صلب علی نهاده است
فرماید ما رایت شیئا الا و رایت اللہ فیہ سخن است پس اہل طریق اقتدا کنند بدو اند حقائق
عبارات و دقائق اشارات تجرید و لطائف کلام وی و سخنانش بیش از آنست که بعدد اندر آید خود و اضح است انتهی فقط

در شرح مرتبۃ الارواح بمناقب مرتضوی فرمودہ درین ہر دو توجیہ مدح امیر المؤمنین تخصیص محبۃ تقدیم اصالت او رست در ولایت بر سائر اولیا کہ بعد از وی بودند وگرنہ ہمہ اولیا از اولین تا آخرین سایہ پروردۂ نبوت اند۔

فصل چہارم در فذلکہ مرام وخلاصۂ کلام

بدانکہ از تتبع وتفحص واستقراء مقالات علمائے عظام وصوفیۂ کرام درین مسئلہ چنان بظہور پیوستہ کہ شیخین را بر ختنین وسائر اصحاب باصفا واہل بیت مجتبیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تفضیل ست والمراد بالافضلیۃ ھہنا کونہ اکثر ثوابا عند اللہ تعالیٰ بما کسب من الخیر واعظم عند اللہ قدرا ومنزلا لا انہ اعلم واشرف او اقرب او اشجع او غیر ذلک من الفضائل الجزئیۃ المختصۃ بحضرۃ المرتضیٰ اوغیرہ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فان صیغۃ افعل موضوعۃ للزیادۃ فی المعنی المصدری وھو اعم من ان یکون بوجہ ما ولیس مرادا اذ لا یصلح مورد اللنزاع لما علم من اختصاص کثیر من الصحابۃ بما لیس فی غیرہم او بجمیع الوجوہ ولا یراد ایضا لبطلانہ بشہادۃ النصوص ولما ذکرنا او بمجموع صفات الفضائل من حیث ھو مجموع بمعنی ترجیح احدہما علی الآخر بعد موازنۃ مجموع الفضائل بالمجموع وانما وقع الخلاف فی المعنی الذی مر آنفا وھو المعنی بالفضل الکلی ولا ینافی ذلک رجحان الغیر فی الآحاد الاُخر وحضرات ایشان یعنی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولیِ کامل بودند ومرتبۂ کاملِ از قرب حق داشتند کہ دیگرے از اتباع بدان مرتبہ وقرب نرسیدہ ورتبۂ کاملیت ذاتی کہ مراد از ولایت لازمی ست بدرجۂ اتم واکمل نصیب ایشان شدہ

اما فیضانے وہدایتی کہ از مرتبۂ ولایت بخلق رسید ومیرسد وخواہد رسید پیشوائے ومقتدائے آن فیضان وہدایت نزد جمہور مشائخ ما جناب سیدنا علی مرتضی است کرم اللہ وجہہ کہ اکثر بتوسط شریف او رسید ومیرسد وخواہد رسید واین مرتبہ را مرتبۂ تکمیل و ولایت متعدیہ میگویند کہ خود بکمال رسید ودیگران را بتکمیل رسانید ومیرساند وخواہد رسانید وثواب جزیل این کار جمیل از رب جلیل اے یوم الدین نصیب این خلیل ست ودوی رضی اللہ عنہ درین مقام شانے خاص وخصوصیتی بالاختصاص ومرتبۂ رفیع وارفع دارد وکسے با وی درین رتبہ شراکت ندارد الا بہ نیابت او رضی اللہ تعالے عنہ مثل ائمہ اطہار وغوث الثقلین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین واو کرم اللہ تعالے وجہہ درین مقام بلا توسط نائب مناب نبی ست صلی اللہ علیہ وسلم وجملہ اولیاء اللہ تعالے چہ ابدال واوتاد وقطب وغوث از وی رضی اللہ تعالے عنہ انواع فیوض مینمایند ومرتبۂ ابدالیت واوتادیت وقطبیت وغوثیت میرسند وسایہ پرورده ولایت او یند وازینجاست کہ در کتب مشائخ حضرت ایشان را اکثر بلفظ سر حلقۂ اولیاء وآدم اولیاء وخاتم ولایت محمدیہ ومحل ظہور ولایت احمدیہ ومظہر اتم واکمل ولایت مصطفویہ وخلیفۂ معنوی وغیرہ تعبیر نمودہ اند ہرچند کہ این مرتبۂ تکمیلیت در دیگران ہم مثل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وغیرہ مشترک بود اما بسبیل قلت وندرت زیراکہ بجز فیضان سلسلۂ نقشبندیہ در دیگر سلاسل قادریہ چشتیہ سہروردیہ وغیرہ در دیارہا یافتہ نشود

۷۴

فلہذا اسلسلۂ اکثر مشایخ بحضرت علی علیہ السلام منتہی میشود وانہم تنبہ بامع
تفضیل شیخین بر ختنین وغیرہم نیست زیراکہ مراد ازان ترقیست بمقام قرب
بحق سبحانہ تعالی کہ دیگرے بدان ترقی وقربت نرسیدہ باشند
ومراد ازین تنزل ست بعد ترقی از مقام قرب براے تکمیل ناقصان
پس ہر دو مقام جداست یکی با دیگرے منافات ندارد ولا تنافی فی
ذلک رجحان الغیر فی الآحاد الآخر پس از ہر دو منصب دو مقام ہر کرا خواست
اقامت عطا فرمود ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحابہ واولیاء امتہ اجمعین برحمتک
یا ارحم الرحمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ہکذا فی کتب علم الکلام
والعقائد والحقائق والتصوف والسلوک من شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا
ف بدانکہ مسئلہ تفضیل قطعی ست یا ظنی بحسب اختلاف ائمۂ دین پس
در ہمہ حال واجب القبول ست زیراکہ قطعی در شرع شریف حکم فرض دارد
وظنی حکم واجب وترک ہر دو موجب عتاب وعقاب ست ف بدانکہ
ولایت ولی ست واو ہر جا خبر میدہد از معنی قرب خود نیست حاصل ولایت
مگر قرب حضرت حق سبحانہ وتعالی وآن بر دو قسم ست ولایت عامہ
وولایت خاصہ وولایت عامہ مشترکست میان ہمہ مومنان قال اللہ تعالی
اللہ ولی الذین آمنوا الآیہ وولایت خاصہ مخصوص ست بواصلان از ارباب
سلوک وہی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقائہ بہ والولی ہو الفانی فیہ
والباقی بہ وفنا عبارت ست از نہایت سیر الی اللہ وبقا عبارت ست

رجوع بکتب تصوف کند درین مختصر زیادہ ازین گنجائش نیست ۱۲ منہ

۷۵

از نهایتِ سیر فی اللہ چہ سیر الی اللہ وقتی منتہی شود کہ بادیۂ وجود را بقدمِ صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی اللہ آنگاہ متحقق شود کہ بندہ را بعد از فناءِ مطلق وجودی و ذاتی مطہر از لوثِ حدثان ارزانی دارد تا بدان در عالمِ اتصاف باوصافِ الٰہی و تخلق باخلاقِ ربانی ترقی کند فقط من نفحات

ف بدانکہ اہلِ وصول بعد از انبیا صلوٰۃ الرحمن علیہم و طائفہ اند اول مشائخ صوفیہ کہ بواسطۂ کمالِ متابعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرتبۂ وصول یافتہ اند و بعد از ان در رجوع برائے دعوتِ خلق بطریقِ متابعت ماذون و مامور شدہ اند این طائفہ کاملانِ مکمل اند کہ فضل و عنایت ازلی ایشانرا بعد از استغراق در عینِ جمع و لجۂ توحید از شکمِ ماہیِ فنا بساحلِ تفرقہ و میدانِ بقا خلاصی و مناصی ارزانی فرمودہ تا خلق را بہ نجات و درجات دلالت کنند و اما طائفہ دوم آنجماعت اند کہ بعدِ وصول بدرجۂ کمال حوالۂ تکمیل و رجوع بخلق بایشان نرفت و غرقۂ بحرِ جمع گشتند و در شکمِ ماہیِ فنا چنان ناچیز و مستہلک شدند کہ از ایشان ہرگز خبرے و اثرے بساحلِ تفرقہ و ناحیتِ بقا نرسید و در سلکِ زمرۂ سکانِ قبابِ غیرت و قطانِ دیارِ حیرت انخراط یافتند و بعد از ان از کمالِ وصول ولایتِ تکمیلِ دیگران بایشان مفوض نگشت فقط من نفحات الانس ف و آنکہ گویند کہ نظرِ دقیق بالبداہۃ حکم میکند کہ مکمل از کاملِ محض افضل میباشد گوییم آنگاہ میشود کہ ہر دو در کاملیت برابر باشند بعد از ان یکے را مرتبۂ تکملیت بخشند نسبت درینصورت البتہ آن مکمل را بر ان کامل فضل میتوان نہاد و اینجا چنین

۷۶

زیراکہ کاملیت شیخین بدلیل نص شارع کہ بلفظ افضل وخیر در حق آنہا ورود یافتہ وبدلیل اجماع جمہور ائمۂ دین بالضرورۃ از کاملیت دیگران فائق وممتاز باشد پس مکملیت دیگران در حق آنہا قادح ومانع افضلیت ایشان نخواہد شد گو فرضا مکملیت در حق دیگران دلالت بر فضیلت خاص دارد اما بر افضلیت من حیث المجموع وفضل کلی محمول نخواہد شد ف بدانکہ فضیلت دو قسم ست یکے اختصاصی از جانب خدای تعالے جل جلالہ کہ بے سابقہ عمل وبے تقدم خدمتی چیزے را بر چیزے فضل بخشد وترجیح دہد ومحض بنص شارع ثابت میشود واختلاف ومنازعت را درین قسم گنجایشی نیست دوم جزائی کہ بمقابلہ عمل عطا میشود وما نحن فیہ ہمین قسم دوم ست وبیشتر محل منازعت واختلاف ہمین قسم ست وتقسیم بدو وجہ صادق می آید یکے آنکہ فاضل از مفضول در فضل من جمیع الوجوہ راجح بود یعنی در ہر صفتی وکمالے کہ تصور کنند وموازنہ نمایند ترجیح دارد دوم آنکہ چنان نشود بلکہ در جمیع صفات وفضائل من حیث المجموع رجحان دارد نہ باعتبار فرادی فرادی و بہذا المعنی لاینافی رجحان المفضول عن الفاضل فی الآحاد الاخر ولا یرد النقض فی معنی الافضل ایضا لان صیغۃ افضل موضوع للزیادۃ فی المعنی المصدری بالمعنی الاعم کما ذکرنا والتفضیل بالمعنی المذکور المعبر عنہ بالفضل الکلی من ضروریات مذہب اہل السنۃ والجماعۃ وعلامائہم فلا محید لمدعی السنۃ عن قبولہ والا لایطلق علیہ لفظ اہل السنۃ والجماعۃ بل یطلق علیہ لفظ الشیعۃ المفضلۃ ف وآنکہ بعضے نافہمان مراد از فضلیت صرف والیت

وسبقت در خلافت و بادشاہت ظاہری و امارت و سلطنت انتظامی دنیوی میگیرند محض سفاہت ست بدلیل آنکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ہر دو مامور بودند باطاعت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ در غزوۂ ذات السلاسل حالانکہ حضرات شیخین بالاتفاق افضل بودند از عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ازینجا معلوم شد کہ وجوب اطاعت شخصے بر شخصے نیز افضل مطاع بر مطیع نمیکند ونیز از بنائے نصوص افضلیت و ذکر کردن صحابہ مراد را در محاورات خودشان واتفاق کردن ایشان بر تفضیل شیخین رضی اللہ عنہ قبل از خلافت وقوع یافتہ بلکہ احادیث بیعت صدیق دلالت صریحہ دارد کہ خلافت بر بنائے فضیلت شدہ نہ آنکہ فضیلت متبنی بر خلافت باشد ف وکسانیکہ میگویند کہ نصوص فضیلت متعارض اند میگوییم تعارض انگاہ میشود کہ لفظے در حق دو کس وارد شود و دلالت بر فضیلت ہر دو کند و عند التفحص چنین نیست بلکہ لفظ افضل و خیر کہ نص در مدعاست در حق شیخین رضی اللہ عنہ ورود یافتہ ولفظ سیادت و حبیت و شرف در حق حضرت علی کرم اللہ وجہہ و فاطمہ و عائشہ رضی اللہ عنہا ورود یافتہ و این الفاظ دلالت بر فضیلت دارند نہ بر فضیلت پس در حقیقت تعارض نیست بلکہ اما نصوص در حق عثمان و مولے علی رضی اللہ عنہما البتہ متعارض اند کہ آنجا ہم تفضیل عثمان رضی اللہ عنہ مذہب جمہور ست واللہ اعلم بالصواب ف بدانکہ اگر ولایت خاصہ در ذات شیخین مسلم نداری مسئلۂ فضیلت ایشان گو از ضروریات دین اسلام نشمردہ اند کہ منکر آن کافر گردد مگر از ضروریات

۷۸

مذہبِ اہلِ سنت وجماعت دانستہ اند کہ منکران خارج از دائرۂ اہلِ سنت
وجماعت ست رہت نباید زیرا کہ عند النقل والعقل غیر ولی از ولی افضل
بمعنی مذکور نمیشود ہمچنین اگر ولایتِ ذاتی وکمالِ نفسانی در ذاتِ ایشان
از سائرِ اولیا فائق ندانی ہمین نقص باقی میماند زیرا کہ ادنی از اعلیٰ ہم افضل
بمعنی مذکور نمیتواند شد لاجرم بالضرورۃ ولایتِ ذاتی وکمالِ نفسانیِ
ایشانرا فائق از ہمہ اولیا اعتقاد باید کرد وہذا ہو عین نتیجۃ الافضلیۃ
فی الحقیقۃ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب ف موجبِ افضلیت قربِ منزلت
ست عند اللہ وزیادتِ عز وکرامت وجاہ ونتیجہ اش در دنیا وجوبِ
تعظیمِ فاضل بر مفضول ست واللہ تعالیٰ اعلم وآین ست ملخصِ عقیدۂ
سنیان کہ بقیدِ تحریر آوردہ شد ہر کرا تحقیق وتفضیل درکار ست گوش ہوش
بیا وبسوی رسائلِ فقیر ودیگر تالیفات وتحقیقاتِ کبرای محققین از اہلِ سنت
وجماعت رجوع نما تجد فیہا ما تقر بہ الاعین وتنشرح الصدور والصلوۃ
والسلام علی سیدنا ومولانا محمد شافع یوم النشور وعلی آلہ وصحابہ نجوم

تمت

حامداً ومصلیاً ومسلماً

راقم سیہ کار عفا عنہ العزیز الغفار ازین رسالۂ متبرکہ استفاضہ نمودہ زبان
قاصر البیانِ خود را از تحسین وآفرین حضرتِ مولف ادامہ اللہ سبحانہ
بالافاضۃ عاجز یافت حق اینست کہ آنچہ حضرت سابق الوصف در بارۂ تفضیل

۷۹

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما درین رسالہ التحقیق فرمودہ ہمون مذہب جمہور متکلمین و متصوفین از اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالے است و اللہ سبحانہ اعلم بالصواب و عندہ ام الکتاب حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالے بفضلہ الشامل و جعلہ من الآمنین یوم الرجف و الزلازل

مہر محمد عادل ۱۲۹۶ حاکم محکمہ شرع

ایضاً

این رسالہ را معائنہ ساختم و بمطالعہ اش حظے بر داشتم مولفش درین رسالہ انچہ تحقیق کردہ ہمون مذہب اہل سنت و جماعت ست حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکھنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی

مہر محمد عبد الحی ۱۲۸۶ ابو الحسنات

ایضاً

بندۂ ہیچمیرز این رسالہ را بالاجمال از مقامات شتی معاینہ کردہ فذلکۂ کلامش در اختتام آن دریافتہ تحسین مؤلف و حضرت مؤلف ایدہ اللہ بالفیضان پرداخت فی الواقع مذہب منصور جمہور اہل سنت و جماعت ہمین ست کہ شیخین رضی اللہ عنہما را تفضیل کلی باعتبار کثرت ثواب و قرب الی اللہ بر ختنین رضی اللہ عنہما حاصل ست اگرچہ بعضی از فضائل جزئیہ کہ در ذات بابرکات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بودہ در ایشان نبود و اللہ اعلم کتبہ العبد الراجی شفاعۃ نبیہ التہامی محمد عبد اللہ بن الحاج السید آل احمد الحسینی الوسطی البلگرامی عاملہما اللہ بلطفہ العمیم و رزقہما النعیم المقیم

مہر محمد عبد اللہ

۸۰

مثنوی متضمن تاریخ ترتیب کتاب نتیجۂ طبع رسا بادہ کش خمخانۂ سخن جرعہ نوش میکدۂ علم و فن جناب مستطاب مولانا مولوی محمد امتیاز احمد صاحب آثیر بالکتی مطبع

ساقی بادۂ منصور و شراب گیلان — مرشد جام دلا پیر مغان عرفان

بوالحسن شافی و بوالمجد بعالم اول — بوالکرم بوالفرح از جملہ نسبت کامل

در چنین دیر خرابات بخرق عادات — رہروان راشدہ چون خضر چراغ رہ راست

دعوی حق بہ براہین طریقت حق شد — رد بر منکر بدست بحجت فوق عدد

بادۂ فکر سین وجہ بر آمد در جوش — آمد از ملہم حق (دفتر تحقیق) بگوش

ایضاً تاریخ طبع

بہت سے اختلافی تھے مسائل — بڑی تھی جنکے حل ہونیمیں مشکل

سمجھتا تھا کوئی مکروہ جو شئے — تو کہتا دوسرا یہ مستحب ہے

فروغ دین میں تھی تکرار اکثر — اصول شرع تھی قائم سراسر

قریب آیا قیامت کا زمانہ — ہوے سب خود پسندی میں یگانہ

جہان ذہن رسا زور و نیر آیا — ہوا مذہب نشانہ امتحان کا

غرض یہ سلسلہ پہونچا یہاں تک — یقینیات میں ہونے لگا شک

صحابہ میں جو ہے افضل بتحقیق — لقب ہے جسکا یار غار صدیق

نبی خود مقتدا جسکو بنائیں — علی تخت خلافت پر بٹھائیں

وہی عرفان حق میں ہو نہ کامل — اُسکو علم باطن ہو نہ حاصل

معاذ اللہ یہ سب شیطان کے ہیں کام — رکھے سبکو حصول حق سے ناکام

۸۱

ہوا اس وقت مین از حد ضروری	کہ ہو تحقیق اسکی پوری پوری
وہین اک خضرِ راہِ معرفت نے	کیا تکمیل اسکو امرِ حق سے
رسالہ اسطرح لکھا مدلل	کہ عقدے جس سے سارے ہوگئے حل
مجھے تھا پیچ و تاب سال اسکا	یکایک غیب سے یون دل مین آیا
کہ اتنی باتین کیون چین بر جبین ہے	چراغِ اہلِ دین ـ یہ بالیقین ہے

۱۳۱۳ ہجری

خاتمۃ الطبع

اشرفِ سخن کہ عنوانِ صحیفۂ دانش ہمان نوا نمود حمدِ یگانہ بی ہمتاست کہ وجودِ خاکی انسان را در قالبِ اِنَّ الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ریختہ صفحۂ حالتش برقمِ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مزین و منور ساخت ـ و احسنِ کلم کہ بسملۂ کتابِ بینشش باید نمود نعتِ ہادیِ یکتاست کہ سرگشتگانِ بادیۂ ضلالت را بسرمنزلِ ہدایت آورد و ظاہرِ شان بخلعتِ شریعت غرا آراستہ و در ترویجِ مشامِ باطن بریاحینِ یقین و عرفان پرداخت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْہُدٰی وَ مَصَابِیْحِ الدُّجٰی ـ اما بعد شنیدن را مژدۂ دیدن باد کہ درین زمانِ میمنت اقتران کتابِ فیض انتساب باعثِ تقویتِ ایمان ـ موجبِ زیادتِ ایقان متنِ متین پسندیدۂ اہلِ دین ـ یعنی دلیل الیقین من کلمات العارفین از رشحاتِ ابرِ مدرارِ خامۂ ہدایت ختامہ شمعِ بزمِ عرفان ـ چراغِ کعبۂ

۸۴

ایمان۔ کلیمِ طورِ طریقت۔ مسیحِ چرخِ حقیقت۔ اُسوۃ الواصلین
عمدۃ الکاملین۔ مطرحِ اشعۂ انوارِ الٰہی۔ مظہرِ فیوضاتِ نامتناہی۔ سیاحِ
صحاریِ تجرید۔ سباحِ بحارِ تفرید۔ عالم و فاضل۔ عارفِ کامل۔ مولانا
و مقتدانا جناب شاہ ابوالحسین احمد نوری المعروف بمیاں صاحب
قادری برکاتی مارہروی لازالت شموس افاضاتہ علی رؤس
المسترشدین بازغۃ و مابرحت اقمار افاداتہ علی العالمین لامعۃ
حسبِ اجازتِ جناب مستطاب مولانا مولوی محمد امتیاز احمد
صاحب تاثیرؔ و مولوی علی احمد خان صاحب اسیرؔ سلمہما اللہ القدیر
در مطبعِ نامی نسیمِ سحر۔ بدایون بماہِ رمضان المبارک سنہ یکہزار
و سہ صد و چہار ہجری نبوی صلعم بحسنِ سعیِ کارپردازانِ مطبع
باحسنِ وجوہ حلیۂ انطباع در بر کشیدہ بصد آب و تاب نور افزای
دیدۂ نظارگیان و چشم افروزِ بصیرتِ مشتاقان گردید

بالخیر
تمت

والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

الحمدللہ کہ محضر لاجواب واستفتائے انتخاب گلشن تحقیق وعقیدت را رنگ بہار

مسمی بہ

تنبیہ الاشرار المفترین علی الاخیار

حسب فرمائش

غلام شبر

بہ تصحیح و اہتمام

جناب مولوی ابوالحسن صاحب

در مطبع نامور پریس الہ آباد باہتمام حافظ عبداللہ سوداگر طبع شد

ابتدائیہ

مولانا اسید الحق قادری

رسالہ تنبیہ الاشرار اور خزائن برکاتیہ:

چودھویں صدی کی پہلی دہائی میں بدایوں اور بریلی میں بعض حضرات تفضیلی عقائد وخیالات کے حامل ہو گئے، جس سے ایک نئے فتنے کا دروازہ کھل گیا۔ حضرت تاج الفحول اور آپ کے تلامذہ نے اس موقع پر تحریر وتقریر کے ذریعے اس کا مقابلہ کیا۔ حضرات مارہرہ اور بالخصوص صاحبِ تذکرہ حضرت نور العارفین نے بھی اس سلسلے میں متعدد رسائل تحریر فرمائے۔ جن میں 'رسالہ سوال وجواب' (مطبوعہ میرٹھ ۱۳۰۰ھ) اور 'دلیل الیقین من کلمات عارفین' (مطبع نسیم سحر بدایوں ۱۲۹۸ھ) اہم ہیں۔

سوئے اتفاق بدایوں کے تفضیلی حضرات میں بعض ایسے لوگ تھے جو خانقاہ برکاتیہ سے نسبت بیعت رکھتے تھے، انہوں نے اپنے اس عقائد تفضیلیہ کو یہ کہہ کر عوام کی نظروں میں تقویت دینے کی کوشش کی کہ حضرات مشائخ مارہرہ بھی اسی عقیدۂ تفضیل کے حامل تھے، خود حضور نور العارفین بھی اسی عقیدے کے حامل ہیں، انہوں نے جو کچھ اپنے بعض رسائل میں عقیدہ تفضیل کا رد لکھا ہے وہ ازراہ تقیہ لکھا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان کے رسائل میں جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے وہ خود ان کے آبائے کرام کے عقیدے کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلے میں بعض حضرات کو حضور شمس مارہرہ سے منسوب کتاب 'آئین احمدی' کی ایک جلد مل گئی، اس کی کسی عبارت سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضور شمس مارہرہ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

اِن حضرات کے اس خلاف واقعہ پروپگنڈے کو رد کرنے کے لیے قاضی غلام شبر قادری نے ایک سوال نامہ تیار کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت نور العارفین نے اپنے رسالوں العسل المصفی، 'دلیل الیقین' اور 'رسالہ سوال جواب' میں تفضیل شیخین کے سلسلے میں جو عقائد بیان فرمائے ہیں وہ درست ہیں یا نہیں؟ وہ عقائد ائمہ اہل سنت اور اکابر ومشائخ مارہرہ مقدسہ کے عقیدے کے مطابق ہیں یا نہیں؟ وغیرہ۔

یہ سوال نامہ خانوادۂ برکاتیہ کے سجادگان وصاحبزادگان اور خانقاہ برکاتیہ سے وابستہ علما ومفتیان

کرام اور مشائخ وصوفیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، ان تمام حضرات نے متفقہ طور پر اس بات کا اعلان کیا کہ حضرت نور العارفین کے رسائل میں بیان کردہ مسئلہ تفضیل شیخین ہی حق وصحیح ہے اور یہی عقیدہ اکابر مارہرہ کا رہا ہے۔

رسالہ 'تنبیہ الاشرار' اور 'خزائن برکاتیہ' دراصل اسی سوال نامے کے جوابات اور ان کی تصدیقات پر مشتمل ہیں۔ یہ دونوں رسائل قاضی غلام شبر قادری نے ترتیب دے کر شائع کروائے تھے۔ اول الذکر رسالے کا پورا نام 'تنبیہ الاشرار المفترین علی الاخیار' ہے، اس میں عموماً خلفا اور وابستگان کے جوابات شامل کیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء میں نامور پریس الہ آباد سے شائع ہوا۔ دوسرے رسالے کا نام 'خزائن برکاتیہ' ہے جس سے سنہ ہجری ۱۳۰۶ھ برآمد ہوتا ہے۔ اس کا ایک نام 'سیف علویاں بر مذاق بہتانیاں' بھی ہے جس سے سنہ عیسوی ۱۸۸۹ء برآمد ہوتا ہے۔ اس میں صرف حضرات سجادگان خانقاہ برکاتیہ اور صاحبزادگان کے جوابات ہیں۔

یہ دونوں رسالے ایک تاریخی اہمیت رکھتے ہیں، ان سے حضرت نور العارفین اور دیگر اکابر مارہرہ شریف کے عقیدے کی وضاحت بھی ہوتی ہے، نیز یہ دونوں رسالے قاضی غلام شبر قادری کے ترتیب کردہ ہیں۔

کچھ ترتیب جدید کے بارے میں:

کتاب کی ترتیب جدید کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور قابل ذکر ہیں:

(۱) ترتیب جدید کے لیے ہم نے امیر الاقبال پریس بدایوں سے شائع شدہ حصہ اول اور پروفیسر ایوب قادری کے مرتب کردہ حصہ دوم کو اصل بنایا ہے۔ مخطوطے میں جو عبارتیں زائد ہیں ان کو ہم نے شامل کتاب کرلیا ہے۔ جہاں مخطوطے سے کسی عبارت کا اضافہ کیا گیا ہے وہاں اضافہ شدہ عبارت کے لیے ہم نے یہ بریکٹ {...} استعمال کیا ہے۔

(۲) بعض جگہ عبارت کے درمیان میں ہم نے کسی وضاحتی لفظ یا جملے کا اضافہ کیا ہے، لیکن ایسے اضافے کو ہم نے ایک مخصوص بریکٹ [...] میں رکھا ہے تاکہ مصنف اور مرتب کی عبارتوں میں امتیاز رہے۔

(۳) پرانے اسلوب کے مطابق مصنف کہیں کہیں ایک جملے کے درمیان میں دوسرا جملہ معترضہ لے آتے ہیں، پھر جملہ معترضہ ختم کرنے کے بعد پہلے جملے کے بقیہ الفاظ ذکر کرتے ہیں۔

اس سے عبارت کچھ گنجلک ہوگئی ہے، جس کے نتیجے میں آج کے ایک عام قاری کو عبارت سمجھنے میں دقت پیش آتی، اس لیے ایسے جملہ معترضہ کو ہم نے ایک بریکٹ (...) میں کردیا ہے۔لہٰذا جہاں کہیں یہ بریکٹ ہے اس کا مطلب ہے کہ بین القوسین عبارت مصنف ہی کی ہے ہم نے صرف بریکٹ کا اضافہ کیا ہے۔

(۵) کتاب میں جہاں سنہ ہجری ذکر کئی گئی تھی وہاں بریکٹ میں سنہ عیسوی بھی درج کردی گئی ہے۔اس کے لیے ویب سائٹ www.islamicfinder.org سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مولانا اسید الحق قادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

متوسلان خاندانِ برکاتی مارہروی دامت برکاتہا کو واضح ہو فقیر نے رسالہ العسل المصفیٰ عقائد حقہ اہل سنت میں عموماً اور رسالہ دلیل الیقین اور رسالہ سوال و جواب عقیدہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں (خصوصاً مطابق اُس ارشاد کے جو اپنے مرشد برحق سے خود عقیدہ حضور کا اور حضور کے مرشد برحق حضرت اچھے میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم کا سنا اور تعلیم پایا تھا اور کتب اسلاف کرام خصوصاً صوفیہ عظام میں عقیدہ جمہور کا دیکھا تھا) تالیف کر کے اکثر مریدین خاندان کو تقسیم کیے۔ چوں کہ بعض ناواقف اہل بدایوں میں سے میرے عقائد کو مخالف میرے اسلاف کرام اور دیگر ائمہ تصوف و کلام کے بتلاتے ہیں، بلکہ بعض دشمن میرے تہمت تقیہ و نفاق کی مجھ پر لگاتے ہیں کہ مَیں کسی سے کچھ اور کسی کے سامنے کچھ کہتا اور تصانیف میں کچھ لکھتا ہوں لہٰذا بہ مصلحت دینی مناسب معلوم ہوا کہ جو لوگ اہل علم و تقویٰ میرے خاندان کے واسطے دار یا میرے خاص مریدین اُن سے حال مطابقت اپنے عقیدے کا ساتھ عقائد اکابر خاندان برکاتیہ اور جمہور اہل سنت کے ظاہر کرا دوں۔

پس جو صاحب اِنصاف بوجہ من الوجوہ انتساب خاندان عالیشان برکاتیہ سے رکھتے ہیں اور عقائد ضروریہ سے واقف ہیں اُن سے امید ہے کہ خالصاً لوجہ اللہ صاف تحریر کر دیں کہ رسالہ العسل المصفیٰ اور رسالہ سوال و جواب، کے مسائل مندرجہ عموماً اور مسئلہ تفضیل خصوصاً موافق تحقیق محققین اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ تعالیٰ اور مطابق طریقہ اکابرِ خاندان برکاتیہ کے ہیں یا نہیں۔ جن صاحبوں نے رسائل مسطورہ کا معائنہ نہ کیا ہو پرچہ ہذا کے ساتھ معائنہ کرلیں اور سبع سنابل شریف، مؤلفہ حضور اقدس جدی و مرشدی سید عبدالواحد صاحب قدس سرہٗ جس کی مقبولیت دربارِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں مآثر الکرام مصنفہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اور کاشف الاستار شریف، بیاض مرتبہ حضور پرنور جدی سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ الشریف سے آشکار ہے دیکھیں اور اس پر کاربند ہوں۔

فقیر سید ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی بخطہ

☆

استاذ الاساتذہ مولانا نور احمد قادری عثمانی بدایونی

تلمیذ علامہ فضل حق خیر آبادی مرید شاہ عین الحق عبد المجید قادری

رسائل عقائد مؤلفہ جناب میاں صاحب کے مطابق مذہب اہل سنت کے ہیں۔ جو اُن کو برا کہے قول اُس کا مردود ہے۔ جو عقیدۂ تفضیل شیخین میں حضرت میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خاندان عالیشان برکاتیہ مارہرویہ دامت برکاتہم کا ہے وہی عقیدہ میرا ہے اور میرے سب مرشدان خاندان کا عموماً اور جناب صدر نشین مسند شریعت، زیب سجادۂ طریقت حضرت صاحب قبلہ جناب قبلہ وکعبہ ام مولانا و مرشدنا شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی قدس سرہٗ الشریف کا خصوصاً یہی عقیدہ تھا۔ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما بلا شبہ حق و صحیح ہے۔

العبد

نور احمد بقلم خود

☆

تاج الفحول محب رسول مولانا عبد القادر قادری بدایونی

رسالہ **العسل المصفی** و رسالہ ُسوال و جواب' و رسالہ ُدلیل الیقین' متعلق عقیدۂ تفضیل جناب شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو تالیف حضرت میاں صاحب قبلہ کے ہیں وہ مطابق مذہب جمہور علمائے کرام و اولیائے عظام کے ہیں۔ ہر عقیدہ اُن کا سچا ہے۔ پس جس شخص نے حضرت میاں صاحب قبلہ کے عقیدے کو موجب گمراہی ٹھہرایا ہے وہ خود بلا شک گمراہ ہے اور مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما پر حضرت امام اعظم اور دوسرے ائمہ کے عقائد میں داخل ہے۔ مگر مراد اُس سے تفضیل من کل الوجوہ نہیں ہے تا کہ اِس بنا پر فضائل مخصوصہ جناب مرتضوی کو یا دوسرے اصحاب و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو باطل ٹھہرایا جائے۔ جیسا کہ ُقرۃ العین' وغیرہ میں جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے فضیلت اجرائے سلاسل ولایت و فضیلت زہد و تجرد و دیگر فضائل جناب مرتضوی میں بھی کلام موحش کیا ہے اور بعض رسائل منسوبہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب میں

بھی ایسا ہی واقع ہو گیا ہے کہ یہ سب اقوال خلاف تحقیق جمہور ائمہ دین کے ہیں۔

بلکہ مراد تفضیل سے اکرمیت عند رب الارباب و کثرت ثواب ہے اور جو شخص جناب شیخین رضی اللہ عنہما کو ولی نہیں جانتا یا اُن کے مرتبے کو ولایت میں ناقص جانتا ہے یا حضرت مرتضوی رضی اللہ عنہ سے کم درجہ بتاتا ہے اور افضلیت کو صرف باعتبار اولیت حکومت دنیوی و سلطنت و خلافت ظاہری کے ٹھہراتا ہے قول اُس کا غلط و بے جا ہے۔ جس طرح علمائے ظاہر نے فرمایا ہے اِسی طرح علمائے باطن نے بھی فرمایا ہے۔ چناں چہ 'شرح مثنوی' شریف میں حضرت بحر العلوم نے اور 'سبع سنابل' میں حضرت میر عبد الواحد صاحب نے اور 'رسالہ قدسیہ' میں حضرت خواجہ پارسا نے امامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے اولیا کے باعتبار باطن کے بھی تسلیم و تحقیق فرمایا ہے اور قدما و ائمہ باطن نے بھی مثل حضرت امام محمد غزالی اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی وغیرہما عقیدۂ تفضیل شیخین کا حق ہونا بہ تصریح و تسلیم فرمایا ہے۔ البتہ جاری ہونا سلاسل ولایت کا خاصہ جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ کا ہے، جس کی وجہ وجیہ 'سبع سنابل شریف' وغیرہ میں مصرح ہے۔

بالجملہ جو شخص جناب میاں صاحب قبلہ کو گمراہ و بدمذہب ٹھہراتا ہے وہ ہمارے نزدیک گمراہ و بدمذہب ہے۔

حررہٗ الفقیر عبد القادر عفی عنہ

☆

مولانا حکیم سراج الحق عثمانی بدایونی
فرزند مجاہد آزادی مولانا فیض احمد عثمانی بدایونی

مجھ کو اکثر قدم بوسی جناب تقدس مآب حضرت میاں ابو الحسین صاحب احمد نوری أدام الله بر کاتهم علینا کا اتفاق ہوا ہے اور مسئلہ تفضیل وغیرہ میں بھی بارہا تذکرہ آیا ہے اور حضرت موصوف کے رسائل بھی بارہا بہ تعمق نظر دیکھے ہیں۔ فی الحقیقت اُن کی تقریر موافق تحریر اور تحریر موافق تقریر ہے۔ جو کوئی اس کے خلاف بیان کرے وہ بے شک مصداق لعنة الله علی الکاذبین کا ہے اور

مسئلہ تفضیل شیخین تو متفق علیہ جماہیر اہل سنت و جماعت کا ہے۔ کتب فقہ و تصوف میں علمائے ظاہر و باطن نے بہ تفصیل تمام بیان کر دیا ہے۔ اگر کوئی رافضی بد دین اِس میں مخالف ہو تو حضرت میاں صاحب کو اُس سے کیا غرض؟ اور نہ کچھ تعجب اُن سے ہے کہ اُن کا مذہب یہی ہے۔ البتہ اُن لوگوں سے جو دعویٰ تسنن کرتے ہیں اور پھر اس مسئلے میں اختلاف کرتے ہیں تعجب ہے۔

اللہ اُن کو ہدایت کرے کہ طریق سلف صالح پر (جس کے اتباع کا اُن کو دعویٰ ہے) آجائیں۔ مَیں اُن لوگوں کی شان میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

قاضی شہر کہ مردم ملکش می خوانند　　قول ما نیز ہمین است کہ او آدم نیست

واللّٰہ تعالیٰ أعلم و علمہ أتم

کتبہ الفقیر
محمد سراج الحق

☆

زبدۃ العارفین مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبد المقتدر قادری بدایونی

شہزادۂ حضور تاج الفحول

میرے نزدیک جو شخص حضرت میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے عقائد پر طعن کرتا ہے بے شک وہ گمراہ و مردود ہے۔ رسالہ العسل المصفی اور رسالہ 'سوال و جواب' اور رسالہ 'دلیل الیقین' مصنفات جناب میاں صاحب قبلہ کی مطابق مذہب حق اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

مسئلہ تفضیل میں بھی جو تحقیق جناب نے فرمائی ہے وہ حق ہے۔ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر میرے اور میرے اسلاف کے عقائد کے مطابق ہے۔ چناں چہ حضرت ابی و ربی، قبلتی و کعبتی، غیاث الاسلام والمسلمین مولانا و مرشدنا جناب مولانا عبد القادر صاحب محب الرسول دامت برکاتھم علینا نے رسالہ 'احسن الکلام' اور قبلۃ الاولیا، کعبۃ الاصفیا، رہبر راہِ طریقت، امام شریعت، قطب الواصلین، سند الکاملین سیف اللہ المسلول سیدی وجدی شاہ معین الحق فضل الرسول قادری قدس سرہٗ الشریف نے المعتقد المنتقد اور زبدۂ اصحاب شریعت و طریقت، عمدۂ ارباب

معرفت و حقیقت حضور فرجدی مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ الحمید نے 'نجات المومنین' وغیرہ میں تصریح و تحقیق فرمایا ہے۔ اسی طرح کتب عقائد و تفسیر و فقہ و تصوف میں ائمہ دین نے صاف فرمایا ہے:

أفضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم أجمعین

اور ایک جگہ بھی عقیدہ افضل البشر بعد الانبیاء علی ثم ابو بکر رضی اللہ عنھما نہیں لکھا ہے۔ بلکہ قائلین تفضیل مرتضوی رضی اللہ عنہ کو جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر صاف رافضی قرار دیا ہے کتب مشہورۂ فقہ و کلام میں۔ اسی طرح رافضی کہا ہے فرقہ تفضیلیہ کو اولیائے کرام نے کتب تصوف 'سبع سنابل' وغیرہ میں۔

فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مراد نہ زیادتِ فتوحاتِ خلافت ہے، ورنہ عقائد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل ٹھہرائے جاتے۔ نہ زیادت شوکت و ثروت و مدت سلطنت ہے ورنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہوتے۔ نہ زیادت قوت شجاعت و طاقت و اجرائے سلاسل ولایت ہے ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہوتے۔ نہ زیادت شرافت و قرابت و جزئیت جناب خاتم رسالت علیہ التحیۃ ہے ورنہ حضرات حسنین علیہم السلام برعکس "و ابوھما خیر منھما" کے سب سے افضل ہوتے۔ بلکہ مراد اکرمیت عند اللہ و عند الرسول ہے اور کثرت ثواب اور قرب رب الارباب کہ اسی کا نام فضل کلی ہے۔ نہ فضل من کل الوجوہ اور اگر باعتبار مرتبۂ اکرمیت عند اللہ و عند الرسول و تقرب و عرفان و تقویٰ کے عقائد اہل سنت میں علمائے ظاہر و باطن کے نزدیک حضرت جناب امیر رضی اللہ عنہ افضل جناب شیخین رضی اللہ عنہما سے ہوتے تو عقائد میں خاص ذکر افضلیت جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کا مراتب دینیہ عند اللہ میں اشد ضرور تھا، نہ ذکر تقدم خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔

غایت الامر اگر دونوں امر کا عقیدہ رکھنا لازم تھا تو عقائد میں یوں کہنا واجب تھا کہ:

اولھم فی أمر الخلافۃ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنھم

وافضلهم فی الاقربیة عندالله علی ثم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی الله عنهم

غرض کہ اِس قسم کے خیالات جو فرقہ تفضیلیہ کو پیش آتے ہیں اور پھر خواہ مخواہ اپنے تئیں سُنی بتاتے ہیں محض وسوسۂ شیطانی ہے۔ بالجملہ جس طرح منکر حقیقت خلافت حقہ جناب صدیق اکبر وحضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا رافضی وگمراہ ہے، اسی طرح قائلین تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر برا کہنے والا اور تفضیل شیخین کو باطل کہنے والا بھی گمراہ ہے۔

حررہٗ عبدہ المفتقر

عبدالمقتدر القادری عفی عنہٗ

☆

مولانا حکیم محمد عبدالقیوم قادری ابوالحسینی بدایونی

نبیرۂ حضور سیف اللہ المسلول ومرید وخلیفہ سرکار نور

جو کچھ حضرت بابرکت قطب العارفین قبلۂ ایمان ودین مرشدی ومولائی حضورِ اقدس سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم علینا نے عقیدۂ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور دیگر عقائد میں تحریر فرمایا ہے، وہ سب بجا اور حق اور مذہب اہل سنت کے موافق ہے۔

کتب معتبرہ ومشہورہ حدیث وفقہ وعقائد میں جس طرح اجماع افضلیت جناب سید المرسلین ﷺ تمام انبیائے کرام پر اور اجماع افضلیت باقی تمام انبیائے کرام کا باقی تمام افراد بشر پر مصرح ہے اسی طرح باتفاق جماہیر علمائے کرام وائمہ عظام کے افضل البشر بعد الانبیا ہونا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی مصرح ہے اور جس طرح پایا جانا خصوصیت ولادت بغیر والد کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں اور خصوصیت دعوت توحید تا نہ صد وپنجاہ [۹۵۰] سال کا حضرت نوح علیہ السلام میں اور خصوصیت جریانَ سلسلہ کرامت بشریت کا حضرت آدم علیہ السلام میں الی غیر ذلک من خصائص الانبیاء الکرام موجب تفضیل دیگر انبیائے کرام کا جناب سید المرسلین ﷺ پر مراتب قرب میں نہیں ہوسکتا ہے اِسی سبب سے عقائد میں یہ عقیدہ مذکور نہیں ہوا کہ من بعض الوجوہ

دیگر انبیائے کرام علیہم السلام آں حضرت ﷺ سے افضل ہیں بلکہ علی الاطلاق یہی تحریر فرمایا ہے کہ :

افضل الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اسی طرح پایا جانا خصوصیت شرافت نسب وجزئیت جناب رسالت کا جناب حسنین علیہما السلام میں باعث اُن کی تفضیل کا حضرت امیر علیہ السلام پر اور پایا جانا شرف زوجیت دودختر جناب سید المرسلین اور سبقت وتقدم اسلام کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں باعث اُن کی تفضیل کا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر مثلاً نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی طرح بہت خصائص حضرت بلال اور حضرت ابوذر وحضرت خزیمہ وحضرت معاذ وحضرت عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ میں بہ تصریح احادیث صحیحہ کے ثابت ہیں جو چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں ہرگز موجود نہ تھے، مگر اس بنا پر یہ عقیدہ کہیں عقائد میں ائمہ دین نے داخل نہیں فرمایا ہے کہ :

الحسن و الحسین أفضل من علی

یاعباس رضی اللہ عنہ افضل من الخلفاء الاربعة

یاعثمان افضل من عمر

بلکہ قطع نظر ایسی خصوصیات وفضائل جزئیہ سے اُن کو فضائل جزئیہ جان کر بیان افضلیت کلیہ میں علی الاطلاق اکابر ائمہ دین نے عقائد میں صاف یہی فرمادیا ہے :

أفضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابو بکر نالصدیق ثم عمر الفاروق ثم غثمان ذو النورین ثم علی المرتضیٰ ثم اهل بیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اور جس طرح بعض احادیث صحیحہ متفقہ علیہا سے تفضیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثلاً یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جناب سید المرسلین ﷺ سے ثابت ہوسکتی ہے جیسے حدیث خیر البریۃ ہونے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور مانند اس کے کہ خود صحیح بخاری شریف میں موجود ہے مگر اُن کو جمہور اہل سنت نے باوجود اعتماد صحت متن واسناد کے غیر معمول بہا جان کر مؤول ٹھہرایا ہے اور اُن کے معانی ظاہری کو عقائد میں داخل نہیں فرمایا۔

اسی طرح جن احادیث سے برتقدیر صحت کے باعتبار ظاہر کسی لفظ کے افضلیت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر یا افضلیت حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر یا افضلیت سبطین مکرمین رضی اللہ عنہما کی خلفائے راشدین پر ثابت ہو سکتی ہو جمہور اہل سنت نے اُن کو باوجود صحت واعتماد سند کے مؤول وغیر قابل اعتقاد ٹھہرایا ہے۔

البتہ جو فرقے اہل سنت سے خارج ہیں وہ اُن بعض احادیث صحیحہ احاد کو باب اعتقاد میں حجت پکڑ کر اور دوسری احادیث اتفاقیہ اور عقائد اجماعیہ کو چھوڑ کر تحقیق جمہور اہل سنت کو باطل ٹھہراتے اور عقیدہ اپنا جدا بتاتے ہیں، جیسے خطابیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیا کہتے ہیں اور عباسیہ حضرت عباس کو افضل ٹھہراتے ہیں اور روافض مفضلہ جناب امیر کو افضل جانتے ہیں، مگر یہ سب فرقے مخالف جمہور اہل سنت ہیں اور اقوال اِن کے باطل۔

چناں چہ اجماع ائمہ دین کا افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما پر کتب معتبرہ مشہورہ حدیث وفقہ میں اور نیز کتب عقائد میں جا بجا صاف صاف تحقیق فرمایا ہے اور قائل تفضیل جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین پر منجملہ روافض قرار دیا ہے۔ یہ تو کتب فقہ واصول میں بھی مصرح ہے کہ بمقابلہ اجماع کے احادیث صحیحہ احاد متصلۃ الاسناد بھی غیر معمول بہا ہوتی ہیں چہ جائے کہ احادیث غیر صحیحہ بلا اسناد متصل کے۔

اسی طرح اگر کسی کتاب تاریخ بلکہ کسی کتاب سیر وغیرہ میں بھی بغیر سند معتمد کے یہ لکھ دیا ہو کہ فلاں صحابی کا قول مخالف اس عقیدۂ اجماعیہ کے ہے۔ پس اول تو جب قول جناب سید المرسلین ﷺ بھی جو بلا سند معتمد کے کسی کتاب میں مذکور ہو داخل عقائد علمائے کرام نہیں فرماتے ہیں اور اجماع کو راجح ٹھہراتے ہیں پس اوروں کے اقوال بلا ثبوت وسند معتمد کے کب داخل عقائد ہو سکتے ہیں۔

ثانیاً بفرض ثبوت سند معتمد وصحت روایت کے بھی جب اجماع اُس کے خلاف پر منعقد ہو چکا اور ائمہ دین نے اُس اجماع کو تسلیم کر لیا پس اقوال شاذہ بعض صحابہ کے (جن کے ثبوت کا یقین قطعی نہیں ہے) مقابل اجماع کے قابل اتباع نہیں رہ سکتے ہیں چہ جائے کہ صرف اُن کی اتباع سے متبعین اجماع ائمہ دین کو گمراہ بتایا جائے اور اُن کا مذہب باطل اور خلاف اُس کا حق ٹھہرایا جائے

اور جب قول کسی صحابی کا مقابل اجماع کے قابل تسلیم نہیں ہے پس قول اور کسی عالم کا مقابل اجماع جماہیر ائمہ دین کے (برتقدیر صحت نقل کے) کب قابل تسلیم ہے۔ چہ جائے کہ اقوال بلا ذکر سند کے جو غیر صحاح میں مذکور ہوتے ہیں۔ تفصیل اس اجماع کی بحوالہ جمہور سلف کے کتاب سیف اللہ المسلول وغیرہ سے بخوبی ظاہر ہے۔

یہ سب بحث متعلق دفع شبہات محض کم علموں کے لیے ہے جو کسی حدیث صحیح فضیلت ایک صحابی کو دیکھ کر اُس کو موجب افضلیت کا حضرات شیخین پر جان کر مذہب جمہور اہل سنت کو خلاف احادیث ٹھہراتے ہیں یا قول کسی صحابی یا اور کسی عالم کا کتاب تاریخ وغیرہ میں دیکھ کر اُس کو موجب خلل اندازی اجماع جمہور صحابہ و تابعین کا (جو ائمہ محققین نے تسلیم فرمایا ہے) بتاتے ہیں۔

باقی رہے اقوال فاسدہ جہال کے جو اپنے خیالات کے مقابلے میں صحیحین کی بھی احادیث صحیحہ اتفاقیہ پر روایات ضعیفہ اختلافیہ یا موضوعہ الحاقیہ کو راجح ٹھہراتے ہیں یا عقائد اجماعیہ کی خلل اندازی کے واسطے اقوال شاذہ و روایات مذاقیہ کو (جن کا ثبوت سند معتمد محل کلام ہے) حجت قطعی بتاتے ہیں یا عقائد منصوصہ و مصرحہ میں کچھ تاویل باطل کر کے عقیدۂ اہل حق کو چیستاں اور معما بتاتے ہیں چناں چہ بعض جہال کہتے ہیں کہ جہاں ذکر عقیدۂ افضلیت علیٰ ترتیب الخلافۃ کا ہے وہاں اُس کے معنی صرف افضلیت فی امر الخلافۃ فیما بین الناس یا اولیت فی سلطنۃ الاسلام ہیں نہ افضلیت فی مراتب القرب و اکرمیت عند اللہ و عند الرسول جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر یا جہاں فرقۂ تفضیلیہ کو اہل سنت سے خارج کر کے روافض میں داخل کیا ہے وہاں مراد تفضیلیہ سے طاعنین شیخین رضی اللہ عنہما اور منکرین اُن کی حقیقت خلافت کے ہیں نہ افضل بتانے والے جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے۔ الی غیر ذلک من الخیالات الفاسدۃ پس حاجت ایسے خیالات فاسدہ کے جواب کی اس تحریر مختصر میں نہیں ہے دوسری کتابوں میں جس کا جواب کافی مذکور ہے۔

البتہ ایک امر کا لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ بعض جہال منجملہ مشائخ زمانۂ حال کے باوجود دعویٰ سنی ہونے کے حضرت جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے مرتبہ اکرمیت عند اللہ و

عندالرسول وعرفان الٰہی وقرب ربانی میں (کہ اصل ثواب اخروی وکمال دینی ہے) افضل بتاتے ہیں اور اُس کو عقیدہ اہل تصوف کا ٹھہراتے ہیں بلکہ بعض تو صاف صاف عقیدۂ صوفیہ کو علیحدہ عقیدۂ علمائے دین سے بتا کر اور علمائے اہل سنت کو دشمن اہل بیت عظام علیہم السلام ٹھہرا کر عقائد اہل سنت پر گمراہی کا حکم لگاتے ہیں۔ پس دفع اس وہم کا بھی بقدر ضرورت کے مناسب ہے۔

مخفی نہ رہے کہ جس طرح افضلیت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر عقائد علمائے دین میں داخل ہے اسی طرح افضلیت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ پر مراتب قرب عنداللہ وعندالرسول وثواب اخروی وکرامت دینی میں کتب مشہورہ اولیائے کاملین میں بھی مصرح ہے اور قائلین تفضیل جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر رافضی وگمراہ قرار دیا ہے۔ چناں چہ سبع سنابل شریف، وغیرہ کے حوالے اور کتب محققین صوفیہ سے جناب مرشدی حضور میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم علینا نے اپنی تصنیفات میں بخوبی ثابت فرمایا ہے۔ اس پر بھی جو علمائے اہل سنت کو کاذب اور اُن کے اقوال کو باطل ٹھہرائے اور جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر مراتب اکرمیت عنداللہ وعندالرسول وقرب الٰہی میں اصل ایمان وعرفان بتلائے وہ محض گمراہ ومردود ہے۔

حررہٗ

عبدالقیوم قادری ابوالحسینی عفی عنہ

☆

مولانا محمد شمس الاسلام عباسی بدایونی

مرید شاہ عین الحق عبدالمجید وخلیفہ خاتم الاکابر

مَیں جناب تقدس مآب ملاذی وملجائی حضرت شاہ میاں ابوالحسین صاحب کو اپنا مقتدا ایسا جانتا ہوں کہ اُن کے جوتے کی خاک اپنی آنکھوں کا سرمہ باعث سعادت جانتا ہوں۔ اُن کو جو گمراہ جانے اُس کو گمراہ جانتا ہوں۔ اگرچہ رسالہ اُن کا خود نہیں دیکھا لیکن تقریباً مَیں نے میاں صاحب سے مفصل سنا ہے اور مَیں نے اسی بنا پر اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو اُن کے ہاتھ پر داخل سلسلۂ قادریہ

کروایا ہے۔ مَیں اُن کے عقیدے کو عقیدۂ صحیحہ اہل سنت کا جانتا ہوں اور جو میرے حضرت مولانا و اولانا حضرت مولوی محمد عبد القادر صاحب نے درباب تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما لکھا وہ میرا عین ایمان ہے۔

العبد محمد شمس الاسلام

ختم اللہ لہ بالحسنی

★

مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی

مرید وشاگرد وہمشیرزادۂ سیف اللہ المسلول

عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما حق ہے اور ہمارا اور ہمارے پیرانِ طریقت کا عقیدہ مسئلہ تفضیل میں مطابق عقیدۂ حضرت میاں صاحب قبلہ کے ہے اور باقی عقائد بھی جو میاں صاحب قبلہ نے رسائل العسل المصفیٰ اور 'سوال و جواب' میں چھپوائے ہیں وہ سب موافق ہیں مشائخ صوفیہ کرام ، خاندان برکاتیہ مارہرویہ اور تمام اکابر اہل سنت و جماعت کے۔ جو شخص میاں صاحب قبلہ کے عقائد پر طعن کرے اور اُن کی پیروی سے انکار کرے قول اُس کا مردود ہے اور اپنے پیروں سے منحرف ہے اور منکر۔

انوار الحق عثمانی بدایونی مجیدی معینی قادری بقلم خود

مولانا محمد حسین قادری مجیدی بدایونی

تلمیذ مولانا نور احمد عثمانی ، مرید شاہ عین الحق عبد المجید قادری

عقیدہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کا جو میاں صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا ہے وہ مطابق 'فقہ اکبر' اور 'سبع سنابل' وغیرہ کتب عقائد اور تصوف کے ہے۔ پس جو میاں صاحب قبلہ کے عقیدے کو باطل کہتا ہے وہ بے دین ہے اور بموٴدائے کریمہ و من یشاقق اللہ ورسولہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی

و نصلہ جهنم و ساءت مصیرا مخالف سبیل مؤمنین ہے لاریب فیہ۔

الکاتب محمد حسین مجیدی قادری

☆

مولانا فضل مجید فاروقی قادری بدایونی

تلمیذ تاج الفحول و مرید سیف اللہ المسلول

مؤلفات سیدنا و مولانا امام الطریقة و الحقیقة فی عقائد اهل السنة و الجماعة مطابقة بتصریحات جماهیر علماء الاعلام و موافقة لتحقیقات أعاظم الصوفیة الکرام رحمهم اللہ و کان هذا عقیدة ساداتنا و مشائخنا و اساتذتنا فی الطریقة و الحقیقة رضوان اللہ علیهم اجمعین مخالف اولئک السادات العظام لفی بطلان و ضلال و مستحق الطرد و الملام من اللہ ذی العز و الجلال

العبد فضل مجید عفی عنہ

☆

مولانا فضل احمد صدیقی قادری بدایونی

تلمیذ و مرید تاج الفحول

لاریب ان ما حققه السید السند المولی الاعظم من عقائد السلف الصالحین فی مصنفاته من العسل المصفی و سوال و جواب و دلیل الیقین موافق لما علیه جماهیر المشائخ و العلماء من اصحاب الصدق و الصفا و المخالف فی ذلک خارق لاجماع المسلمین و فی ضلال مبین

العبد فضل احمد عفی عنہ

☆

مولانا مفتی محمد عبدالعزیز فاروقی بدایونی
تلمیذ و مرید سیف اللہ المسلول

نحمده و به نستعين ونصلى على حبيبه سيد المرسلين وأله الطيبين و أصحابه الطاهرين وأولياء امته أجمعين أما بعد۔

فيقول العبد المسكين الراجي الى رحمة رب العلمين محمد عبدالعزيز المتمسك بحبل الله المتين ان كل ما قاله السيد السند المولى الممجد السيد شاه ابو الحسين احمد نورى المعروف بہ میاں صاحب دامت بر كاتهم علينا الى يوم الدين فى رسائله العسل المصفى والسوال والجواب و دليل اليقين حق باليقين و موافق لعقائد السلف الصالحين و مخالفه من المذنبين و المبتدعين

کتبه عبده

محمد مدعو به عبدالعزیز الفاروقی

القادری البرکاتی المجیدی المعینی عفی عنه

☆

استاذ العلما مولانا محب احمد قادری بدایونی
تلمیذ رشید تاج الفحول، مرید سیف اللہ المسلول

لاريب أن افضلية سيدنا خير البشر بعد الانبياء بالتحقيق امير المؤمنين ابى بكر الصديق العتيق رضى الله تعالىٰ عنه وسيدنا الفاروق الاعظم الذى وافق رايه بالوحى والكتاب مزين المنبر والمحراب امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضى الله عنه على سائر الناس بعد الانبياء الكرام على نبينا وعليهم السلام مع قطع النظر من انه منصوص بأيات الفرقان الحميد و مصرح بالاحاديث الصحيحة المتفقة عليها و ظاهر كالشمس فى نصف النهار عند أولى الابصار لا يخفى أنه ثابت بالتصريح من اثر سيدنا امير المؤمنين ابى الائمة الطاهرين اسد الله الغالب على ابن ابى طالب كرم الله وجهه و منقح بالتنقيح الاتم بتواتر الروايات من جماهير اهل السنة والجماعة بل من الروافض الاثنا

عشریة ایضا۔

ولاریب فیه لذی عقل و شعور فیه شعبة من الحیاء ویدعی محبة اهل بیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وحب سیدنا علی کرم اللہ وجهه لکن الرافضی لما یحمل اقوال الائمة الاطهار علی التقیة والنفاق یسعه ان یقول مایقول ویتفوه بمایشاء۔

نعم العجب کل العجب من الذی یدعی اقتفاء آثار الصحابة ویعد نفسه من متبعی اهل السنة والجماعة کثرهم اللہ تعالی ان یفضل سیدنا امام الاولیاء أمیر المؤمنین علی الولی کرم اللہ وجهه علی الشیخین الاکرمین الافضلین رضی اللہ عنهما ویقول هذا حق محبة اهل البیت رضوان اللہ علیهم اجمعین فنعوذ باللہ من هذا الافتراء۔

ولاحول ولاقوة الا باللہ ففی هذا المقام ان طالب احد من الرفضة او المذبذبین علینا به بیان البرهان علی دعوانا فاوّلاً نتوجه الی الرافضی ونقول له یاایها البلید المتبع للشیطان المرید انظر بنظر التحقیق ولا تتعسف الی تالیف ابن معلم فی کتابه الذی سماه بـ 'صراط مستقیم' ومؤلفات غیره وبعد ذلک بمقتضی المذهب ان تاول فیه تاویلات رکیکة عن مراد المؤلف بعیدة اعاذنا اللہ وجمیع امة سیدنا افضل النبیین علیه الصلوة والتحیة عن التوجیهات السخیفة وثانیاً ننبه المذبذب الذی یدعی اتباع اهل السنة والجماعة ویقول هذا حق محبة اهل البیت یاخارق الاجماع ومتبع سبیل غیر المؤمنین لو کان نظرک قاصرا عن فهم مراد النصوص القطعیة من الآیات والاحادیث الصحیحة المتفقة علیها توجه الی ما حققه صاحب 'الصواعق المحرقة' من عقائد السلف الصالحین الکاملین رحمهم اللہ اجمعین

وانظر بنظر صحیح علی سبیل التحقیق الی قول سیدنا ومولانا علی کرم اللہ وجهه و بعد ذلک فتب توبة نصوحا الی اللہ التواب والا فمأواک الی نار جهنم وهی بئس المآب

وبعد هذا التحقیق الرافضی مادام لم یحي عصر امامهم المستور ورفع لثام التقیة عن وجوه الخدور من اظهار الحق معذور ومعارضة المفضل بارباب التحقیق بلا دلیل

قطعی علامة کمال حیاء ہ و مایفعل ھو و ھو فی ذلک مجبور و مصداق قول المشھور اذا لم تستحی فاصنع ماشئت وستنظر جزاء عملک فی القبور و بین یدی احکم الحاکمین یوم النشور

ھذا فذلکة ماحققہ المولی الجلیل السید النبیل بقیة السلف حجة الخلف سیدی شاہ ابو الحسین احمد نوری الملقب بـ 'میاں صاحب' دامت برکاتھم علینا فی تالیفاتہ الشریفة من عقائد اھل السنة والجماعة کثرھم اللہ تعالیٰ موافقا لتصریح جماھیر اھل السنة والجماعة و مطابقا تنقیح اعاظم الصوفیہ الصافیة رضوان اللہ علیھم اجمعین فمن خالف ھذا التحقیق السدید و وضع تھمة التقیة والنفاق علی ذلک المدقق الرشید لاریب انہ مخالف لاھل الدین و خارق لاجماع اصحاب الصدق والیقین بل متبع للشیطان العتید العنید۔

حررہ عبدہ المفتقر الی اللہ الواجد الاحد

عبدالرسول محب احمد القادری

المجیدی المعینی البدایونی حفظہ اللہ من شر حاسد اذا حسد

★

مولانا علی بخش خاں شرؔر بدایونی صدر الصدور
تلمیذ مولانا فیض احمد بدایونی، مرید شاہ عین الحق عبدالمجید قادری

بعض تحریرات مطبوعہ 'اخبار نور' بدایوں جلد اول حصہ دوم دیکھ کر مجھ کو کمال حیرت ہے کہ بہ حیلۂ تصنیف و طبع کتب قصص و حکایات مسائل دینیہ میں بحث کس دشمن عقل نے لکھ کر ایڈیٹر صاحب کو دی ہے اور اپنا نام ظاہر نہ کیا، شاید یہ دور اندیشی کی ہے کہ جو سب و شتم نسبت بعض حضرات مشائخ طریقت قلم بند کیا ہے اُس کے مواخذے سے نجات پائے اور غالباً اسی دار و گیر کے خطرے سے الکنایة ابلغ من التصریح پر اکتفا کیا اور اپنے وساوس شیطانی اور خیالات سودائیہ کو دخل دیا اور خوب دل کھول کر تمسخر اور اساءت ادب و طعن و تشنیع کو حوالۂ قلم کیا ہے۔ گویا اصل مقصود سب و شتم

تھا، قصے کے پیرایے میں لکھنا محض دھوکے کی ٹٹی ہے۔

ہم نے اِس قسم کے ہذیانات سے اہل اخبار کو ہمیشہ احتراز کرتے دیکھا مگر خدا جانے اس اخبار کے واسطے ایسی آزادی کس نے دی ہے کہ جس بزرگوار پیرزادۂ معظم ومکرم مخدوم اکابر واصاغر کو چاہا اشارے کنائے میں زیر زبان لاکر اپنے دل کا بخار نکال ڈالا۔ اب مجھ کو یہ فکر ہے کہ مصنف اس عبارت واہیہ کا کس مذہب کا آدمی ہے؟ اگر خیال کیا جاتا ہے کہ منجملہ فرقۂ حقہ اہل سنت و جماعت کے ہے تو اُس پر کیا غضب الٰہی نازل ہونے والا ہے اور کیا وسوسۂ شیطانی میں مبتلا ہوا ہے کہ خلاف کتب عقائد وفقہ وصوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما جناب امیر علیہ السلام پر تسلیم نہیں کرتا، حالاں کہ یہ مسئلہ مسلمات فرقہ حقہ سے ہے کما تقرر فی موضعہ اور اقوال صوفیہ کرام سے کتب علمائے دین مملو ومشحون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے ادب، ہرزہ گو، بدتہذیب، گستاخ، مبتلائے اغوائے شیطانی کو توبہ قبل موت نصیب کرے اور اپنا قصور سادات کرام واجب الاحترام سے معاف کرانا لازم سمجھے۔

اگر یہ تحریر کسی شیعہ کی ہے تو ہم کو شکوہ وشکایت کی جگہ نہیں ہے کیوں کہ تکفیر شیخین رضی اللہ عنہما و سب شتم اکابر اہل سنت وجماعت اُن کا شعار مذہب ہے۔ زرارہ واخوان زرارہ برصیر فی وغیرہ اپنے اکابر کی تقلید کا وہ اثر ہے کہ اُن اکابر شیعہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ''مذل المؤمنین'' و ''مسود وجوہ المومنین'' خطاب دیا تھا اور حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ کو دنیا طلب، طماع زر، خوشامدی سلاطین زماں قرار دے کر سب وشتم میں کچھ باقی نہ رکھا۔ کما صرح بہ الکشی فی کتابہ وغیرہ فی غیرہ۔ یہ مقام اُس کی تفصیل کا نہیں۔

اگر کچھ نیچریہ کا مزہ کاتب عبارت نے اُٹھایا ہے تو بھی محل شکایت نہیں کہ اسی قسم کی تحریر کا نام تہذیب ٹھہرایا گیا ہے۔ بہر حال کوئی مصنف ہو اُس نے محض افترا حضرات مشائخ پر کیا ہے اور جو کچھ مسئلہ تفضیل میں ہذیان سرائی کی ہے مضحکۃ اولی الالباب ہے۔ اُس کا جواب کسی تحریر علیحدہ میں اُس کو مل جائے گا۔ اِس تحریر کے ذریعے سے صرف یہی ظاہر کرنا منظور ہے کہ جو کچھ مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما میں حضرت میاں صاحب قبلہ نے اپنے رسائل میں لکھا ہے وہ مطابق مذہب اہل

سنت اور موافق مذاق حضرات صوفیہ صافیہ و اکابر خاندان برکاتیہ مارہرویہ کے ہے اور تحریر مخالف کی وسوسۂ شیطانی و نتیجہ جہل و فساد عقائد ہے۔ واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

راقم آثم علی بخش

☆

مولوی محمد حامد بخش قادری بدایونی

ماقال سیدی و مولائی قبلتی و کعبتی السید ابو الحسین الملقب بہ 'میاں صاحب' دامت برکاتھم علینا فی مسئلۃ تفضیل الشیخین علی الحسنین رضی اللّٰہ عنھم ھو الحق الصریح کما صرح عمی المکرم و ھذہ عقیدتنا علیھا نموت و نبعث ان شاء اللّٰہ تعالیٰ

کتبہ

محمد حامد بخش آل رسولی احمدی

عفا اللّٰہ عنہ

★

مولوی خواجہ بخش قادری بدایونی

تحریر حضرت عم مکرم کی صحیح ہے اور میرا بھی عقیدہ یہی ہے۔

العبد خواجہ بخش عفی عنہ

☆

مولوی عزیز بخش قادری آل احمدی بدایونی

جو تحریر میرے عم مکرم جناب مولوی علی بخش صاحب قبلہ و کعبہ کی ہے وہی صحیح ہے۔ جس شخص نے جناب حضرت میاں صاحب قبلہ و کعبہ ام دامت برکاتھم کی اشارتاً یا کنایتاً بے ادبی کی ہے وہ نہایت بے جا ہے۔

العبد محمد عزیز بخش قادری آل احمدی

☆

مولوی مجاہد الدین ذاکر صدیقی بدایونی

مرید و خلیفہ حضور خاتم الاکابر

جو عقیدہ جناب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کا تھا وہ میرا ہے اور عقیدہ جناب میاں صاحب قبلہ موافق اُن کے خاندان کے ہے اور اولاد حضرت صاحب سب واجب التعظیم ہے جو کوئی اولاد حضرت صاحب کو برا کہے وہ برا ہے۔

ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم

العبد مجاہد الدین ذاکر احمد غضنفر

☆

مولوی احمد حسن وحشت قادری بدایونی

تلمیذ مولانا فیض احمد بدایونی، مرید شاہ عین الحق عبد المجید قادری

علی الترتیب تفضیل صحابہ یعنی شیخین رضی اللہ عنہما میں حق جانتا ہوں اور جناب میاں صاحب قبلہ و کعبہ نے جو رسالہ العسل المصفی اور 'سوال و جواب' میں لکھا ہے وہ مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے ہے اور خلاف اُس کا خلاف ہے مذہب اہل سنت و جماعت کے و بس۔

احمد حسن عفی عنہ قادری مجیدی بدایونی

☆

مولوی رضی الدین قادری ابو الحسینی بدایونی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ اَمَّا بَعۡدُ

جو کچھ حضرت جناب میاں صاحب سید شاہ ابو الحسین احمد نوری دامت برکاتہم علینا نے رسالہ العسل المصفی و 'دلیل الیقین' و رسالہ 'سوال و جواب' میں عقائد درج فرمائیں ہیں موافق ہیں

علمائے ظاہر و باطن کے۔ حضرت امام اعظم سے لے کر مولانا فخر الدین صاحب تک سب کے یہی عقیدے تھے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت مولانا شاہ آل احمد قدس سرہٗ اور حضرت آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ تک سب کا یہی عقیدہ تھا اور وہی میرا ایمان ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو کچھ حضرت جناب میاں صاحب نے اپنے رسائل میں درج فرمایا ہے سب صحیح و بجا ہے، مخالف اس کا بے بہرہ ہے ذوق شریعت و طریقت سے اور بے دین و روسیاہ، جاہل و گمراہ ہے۔

راقم الحروف

رضی الدین قادر حسین بدایونی

قادری ابوالحسینی آل رسولی احمدی عفی عنہٗ

☆

مولوی شرف علی صدیقی قادری بدایونی

مرید و خلیفہ حضور خاتم الاکابر

جناب حضرت میاں صاحب قبلہ ہمارے اعتقاد میں عالم باعمل، عارف اکمل ہیں۔ آپ نے موافق ارشاد و تعلیم اپنے جد امجد یعنی حضور پرنور حضرت مرشد برحق ہمارے کے رسالے عقائد کے تالیف فرمائے ہیں اور وہ سب برحق ہیں اور مطابق اور موافق ہمارے مرشد برحق اور اُن کے خاندان کے ہیں۔ ہمارا عقیدہ بھی اُن کے حق ہونے پر ہے اور ہم نے بارہا نماز جمعہ اپنے حضور پرنور مرشد برحق کے پیچھے پڑھی ہے، ہمیشہ خطبے میں أفضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ثم الفاروق رضی اللہ عنہ ثم ذو النورین رضی اللہ عنہ ثم المرتضی رضی اللہ عنہ سنا ہے۔ کبھی افضل البشر بعد الانبیاء علی رضی اللہ عنہ ثم ابو بکر رضی اللہ عنہ نہیں سنا۔ پس جو شخص جناب میاں صاحب قبلہ کے عقیدے کو گمراہی بتاتا ہے وہ بے شک گمراہ ہے۔ یہ عبارت مَیں نے بخوشی خاطر لکھی ہے۔

فقیر حقیر مفتی محمد شرف علی صدیقی

خلیفہ حضرت آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ بقلم خود

☆

مولانا محمد معز علی قادری ابوالحسینی بدایونی

عقائد جناب میاں صاحب قبلہ کے جو رسالہ العسل المصفی وغیرہ میں مطبوع ہو گئے ہیں وہ سب حق ہیں اور میرا وہی عقیدہ ہے جو جناب میاں صاحب قبلہ کا ہے۔ مسئلہ تفضیل وغیرہ میں جو اُس کو غلط رکھتا ہے وہ گمراہ و بے دین ہے۔

محمد معز علی

غلام جناب قدوۃ السالکین، قبلۃ العارفین

حضرت سید شاہ ابوالحسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم

☆

مولوی رضا احمد برکاتی آل رسولی بدایونی

میرا عقیدہ بھی موافق عقیدہ حضرت سید شاہ ابوالحسین صاحب قبلہ احمد نوری عرف میاں صاحب اور مطابق جمہور اہل سنت و جماعت کے یہی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو فضیلت کلی ہے، فضل من کل الوجوہ نہیں ہے، گو بعض فضائل جزئیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اور دیگر اصحاب میں ایسے ہیں کہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں نہیں پائے جاتے وہ باعث افضلیت نہیں ہو سکتے۔ میرے نزدیک جناب میاں صاحب پر تہمت نفاق کی لگانا برا ہے۔

حررہ

رضا احمد برکاتی قادری آل رسولی

☆

مولوی علی اسد اللہ قادری مجیدی بدایونی

مرید خاص حضور شاہ عین الحق

جو عقیدہ حضرت جناب میاں صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا ہے حق ہے۔ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما مذہب میرا اور میرے اکابر کا یعنی حضرت جناب پیر و مرشد برحق اور میرے اُستاذوں کا ہے۔ جو شخص اُس کا انکار کرتا ہے گمراہ و بے دین ہے۔

علی اسد اللہ حنفی قادری مجیدی

(جس نے بیعت جناب مولانا و مرشدنا قبلتنا و کعبتنا و مولانا عبدالمجید صاحب ملقب بہ خطاب مستطاب شاہ عین الحق قدس اللہ سرہ العزیز سے بتوفیق الٰہی وعنایت ایزدِ نامتناہی حاصل کی ہے)

☆

مولوی عنایت احمد قادری بدایونی

تلمیذ و مرید تاج الفحول

عقائد جناب میاں صاحب قبلہ جو تصنیفات جناب والا میں مندرج ہیں سب حق ہیں اور میرا یہی عقیدہ ہے۔ مخالف عقائد حضرت کا گمراہ محض۔

عنایت احمد ولد حافظ علی اسد اللہ

(غلام و مرید حضور جناب مولانا محب الرسول عبدالقادر صاحب دامت برکاتہم علینا)

☆

مولوی حافظ اشتیاق علی قادری بدایونی

مرید حضور تاج الفحول

جو عقیدہ جناب میاں صاحب قبلہ و کعبہ کا ہے وہی میرا ہے اور رسالے جناب میاں صاحب قبلہ و کعبہ کے سب صحیح و درست ہیں۔ جو میاں صاحب قبلہ کو برا کہے وہ بدمذہب و کاذب ہے۔

حافظ اشتیاق علی قادری محب الرسولی

☆

مولوی محمد طاہر الدین صدیقی فرشوری

مرید حضور خاتم الاکابر، خلیفۂ سرکار نور

میرا وہی عقیدہ ہے جو جناب میاں صاحب قبلہ کا ہے۔

محمد طاہر الدین عفی عنہ

☆

مولانا محمد نور الدین قادری بدایونی

میرے اعتقاد اور یقین کے نزدیک جو شخص جناب فیض مآب عالی جناب میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے اوپر تہمت مندرجہ سوال لگاتا ہے وہ منکر فضائل اہل بیت کرام و نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے اور عقائد مندرجہ کتاب شریف موافق احکام وآیات وحدیث وقیاس بزرگان دین کے، مطابق مذہب اہل سنت وجماعت کے ہیں۔ کچھ شک نہیں ہے زیادہ تحریر بہ نسبت تصدیق اُس تالیف عالی وتصنیف گرامی کی منجانب مجھ ہیچ مداں کے داخل گستاخی ہے۔ بہ اتباع حکم مندرجہ سوال کے اس قدر مجملاً تحریر ہے۔

محمد نور الدین بقلم خود

☆

مولوی غلام قنبر صدیقی بدایونی

مرید حضور خاتم الاکابر، خلیفۂ سرکار نور

عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما برحق ہے۔ حضرت میاں صاحب قبلہ نے جو اپنے رسالوں میں عقیدے تحریر فرمائے ہیں سب صحیح ہیں اور مطابق ہیں عقائد اہل سنت اور مشائخ طریقت کے اور یہی عقیدہ میرا اور میرے امام اور میرے سب مرشدوں کا ہے۔ جو کوئی خلاف عقائد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہے وہ گمراہ ہے۔

غلام قنبر عفی عنہ

مرید جناب سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ

☆

مولوی اعجاز احمد قادری بدایونی

مرید حضور خاتم الاکابر، مجاز سرکار نور

ما صرحہ سیدنا و مولانا امام الاکابر حجۃ الخلف بقیۃ السلف فی مؤلفاتہ حق حقیق

بالاتباع و موافق بالاجماع و مطابق لتصریحات ساداتنا العظام و مشائخنا الکرام أدام اللہ برکاتھم علینا و علی رؤوس الاتباع قال السید السند فخر الاجلة سند المحققین سیدی سندی مولانا عبدالواحد البلجرامی فی تالیفه الشریف و کتابه المنیف الذی سماہ بـ 'سبع سنابل' فی السنبلة الثانیة

چوں اجماع صحابہ کہ انبیا صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شدہ و مرتضی نیز دریں اجماع متفق و شریک بودند مفضلہ در اعتقاد خود غلط کردہ است خانماں با فدائے نام مرتضیٰ بادل و جان ما نثار اقدام مرتضی باد کدام بدبخت ازل کہ محبت مرتضی در دلش نباشد و کدام راندۂ درگاہ مولیٰ کہ اہانت روادارد۔

وقال امام المحدثین مقدام المفسرین مفتی احمد دحلان مفتی الشافعیة بمکة المحمیة فی کتابه 'السیرة النبویة' متعلقا بصلح حدیبیة

ودل جواب ابی بکر الموافق لجواب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ان ابابکر اکمل الصحابة علما و اعرفھم باحوال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واعلمھم بامور الدین واشدھم موافقة لامر اللہ تعالی فھو من الدلائل الظاھرة علی عظیم فضله وبارع علمه وزیادة عرفانه ورسوخه وزیادته فی کل ذلک علی غیرہ۔

فبعد ذلک التحقیق الرشیق من خالف ھذا الطریق واتھم بالتقیة والنفاق السید السند فھو رافضی مبتدع و ضال مخالف لاھل السنة والجماعة وفی بحر الھوی غریق

حررہ
اعجاز احمد قادری آل رسولی

مولانا جمیل الدین عباسی بدایونی

امام جامع مسجد بدایوں، تلمیذ تاج الفحول، مرید و خلیفہ سرکار نور۔

جو رسائل و تحریرات حضرت مرشدی و مولائی فی الملوین، ملاذی و معاذی فی الکونین، ہادینا الی صراط مستقیم حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری سجادہ نشین خاندان برکاتی دربارۂ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں نے دیکھے وہ واقعی مطابق عقائد عام اولیائے کرام و علمائے عظام

متقدمین و متاخرین کے ہیں۔ کتب عقائد اہل سنت و جماعت میں در بارۂ افضلیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو تحریرات ہیں اُس میں کچھ تذکرہ خلافت ظاہری دنیاوی کا نہیں ہے، بلکہ جیسے افضلیت حضور شفیع المذنبین کی دیگر انبیا علیہم السلام پر مسلم کافۂ علمائے کرام ہے، اسی طرح افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بعد الانبیا علی الاطلاق اُن کے کلام سے پائی جاتی ہے۔ اب اُن کے کلام کو اس امر پر محمول کرنا کہ افضلیت سے مراد فضیلت ظاہری دنیاوی خلافت کی ہے محض اتباع رفضہ لیام ہے۔ افسوس ہے کہ بعض جہلا باوجود ادعائے صوفیت بلکہ اقرار انتساب سلسلۂ علیہ برکاتیہ مارہرویہ کے ایسے کلمات ہذیانات اپنی زبان سے نکالتے ہیں اور مصداق خسر الدنیا و الآخرۃ بنتے ہیں اُن کے کلام قابل اعتبار نہیں کہ خلاف اپنے اسلاف کے عقائد واہیہ ظاہر کرتے ہیں۔ مَیں ایسے شخص کو محض گمراہ و بے دین و مذاق شریعت و طریقت سے بے بہرہ جانتا ہوں۔

محمد جمیل الدین قادری خادم برکاتی عفی عنہ

☆

مولوی عبد العلام غلام صمدانی قادری بدایونی

ابن قاضی شمس الاسلام مجیدی بدایونی

حضرت والد ماجد مدظلہم العالی نے جو کچھ جواب استفسار میں نسبت عقائد و تصنیفات حضرات بابرکات تحریر فرمایا ہے مَیں بھی اُس کو اپنا دین و ایمان جانتا ہوں اور بے شک ایسا ہی ہے۔

محمد عبد العلام غلام صمدانی قادری حنفی بدایونی

☆

مولوی فضل حق

جناب میاں صاحب قبلہ و کعبہ مدظلہم العالی نے جو کچھ رسائل میں تحریر فرمایا ہے وہ بالکل

درست ہے اور وہی عقائد اہل سنت کے ہیں اور مَیں انہیں عقائد کو عقائد حقہ سمجھتا ہوں۔

فضل حق ختم اللہ لہ بالحسنیٰ

☆

مولوی محمد نجم الاسلام قادری بدایونی

مرید حضور خاتم الاکابر

جو عقیدہ جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا ہے وہی میرا ہے اور رسالے جناب میاں صاحب کے سب حق و درست ہیں۔ جو جناب میاں صاحب کو برا کہے اُس کو مَیں برا جانتا ہوں۔

محمد نجم الاسلام

مرید حضرت سید شاہ آل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ

☆

مولوی ریاض الاسلام قادری بدایونی

جو عقیدہ حضرت میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا ہے اُس کو مَیں حق جانتا ہوں۔

محمد ریاض الاسلام

مولوی قوی الاسلام قادری بدایونی

عقیدہ حضرت پیر و مرشد متعنا اللہ بدوام ظلہم العالی راست و برحق ہے۔

اذل الخلیفۃ بل لا شی فی الحقیقہ عبدہ المستہام

قوی الاسلام غفر اللہ لہ الآثام

☆

مولوی محمد عبد الحی قادری بدایونی

متخلص بہ بیخود، تلمیذ داغ

عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما میں مَیں اپنے پیر و مرشد حضرت سید شاہ ابوالحسین صاحب قبلہ مدظلہم العالی کا مقلد و متبع ہوں اور اس کے سوا مَیں حضرت ممدوح کو ہر طرح ہادی و رہنما جانتا ہوں اور اُن کے مخالفین کو مخالف اہل سنت سمجھتا ہوں۔

العبد المذنب

محمد عبد الحی عفی عنہ قادری حنفی بدایونی

خلف مولوی غلام سرور صاحب مرحوم

☆

مولوی غلام حسنین صدیقی بدایونی

مرید و خلیفہ سرکار نور

مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں جناب مرتضوی رضی اللہ عنہم اجمعین پر میرا وہی عقیدہ ہے جو میرے پیر و مرشد برحق کا ہے۔

غلام حسنین قادری ابوالحسینی

☆

مولوی نورالدین احمد عباسی بدایونی

مرید سرکار نور

جو عقیدہ حضرت سیدی مرشدی و مولائی ملجائی و ماوائی جناب سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قبلہ لازالت شموس افاضاتهم طالعةً علینا کا ہے وہی عقیدہ اِس خاکسار کا ہے، مخالف کو مخالف شریعت و طریقت جانتا ہوں۔

نورالدین احمد عباسی حنفی ابوالحسینی ختم اللہ لہ بالخیر

★

مولوی محمد خورشید قادری

مرید حضور خاتم الاکابر

عقیدۂ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما اور دوسرے عقائد جو جناب میاں صاحب قبلہ نے اپنی تصانیف میں تحریر فرمائے ہیں میرے اعتقاد میں سب برحق ہیں۔ جو شخص جناب میاں صاحب کے عقائد کو گمراہی بتلائے وہ گمراہ ہے۔

محمد خورشید علی قادری آل رسولی

☆

مولوی سدید الدین شائق عباسی بدایونی

ابن مولوی صبیح الدین عباسی نواسہ شاہ عین الحق، تلمیذ تاج الفحول، مرید خاتم الاکابر

رسائل مصنفہ حضرت میاں صاحب قبلہ سب صحیح اور درست ہیں۔ حضرت امام اعظم سے لے کر آج تک تمام فقہا و محدثین کرام اور اکابر صوفیہ عظام اور مشائخ طریقت اور پیشوایان شریعت کا مسئلۂ تفضیل میں مطابق عقیدۂ حضرت میاں صاحب قبلہ کے مسلک ہے۔ جو شخص حضور پر افترا کرتا ہے عاصی و جفا کار، مُذنب و پُر خطا ہے۔ ایسے اہل تمسخر جن کے مشرب میں مشائخ عظام و سادات کرام کی توہین پر مذاق منحصر ہو اُن پر ہزار نفریں۔ یہ سب ہوا و حرص نفسانی کا قصور اور شاگردئ ابن سبا کا فتور ہے۔ وعلی ھذا وجدنا اساتذتنا و مشائخنا ونحن علی ذلک ان شاءاللہ تعالی نحي و نموت

محمد سدید الدین شائق

عباسی ہاشمی قادری برکاتی آل رسولی

مولوی غلام سادات صدیقی بدایونی

مرید سرکار نور

رسائل مصنفہ حضور پر نور مرشدی و مولائی دامت برکاتہم خاکسار نے دیکھے، مسئلۂ تفضیل اور دیگر مسائل مندرجہ میں میرا اور میرے اساتذہ اور مرشدان طریقت کا یہی عقیدہ ہے۔ جو شخص کہ خدام حضور والا کی نسبت گمان مخالفت عقائد اہل سنت رکھتا یا تہمت تقیہ و توریہ کی لگاتا ہے وہ بدمذہب و گمراہ ہے۔

عبدہ غلام سادات قادری ابوالحسینی عفی عنہ

☆

مولوی قاضی محمد شمس الدین قادری بدایونی

مرید تاج الفحول

مَیں عقیدۂ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں بلکہ تمام عقائد دینیہ میں مقلد و متبع اپنے مرشد برحق جناب غوث الاسلام والمسلمین، ملاذی و معاذی، قبلۃ العارفین، سند الواصلین مولانا مولوی عبدالقادر صاحب قبلہ دامت برکاتہم کا ہوں اور حضور اقدس امام الاولیا، سند الاصفیا مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب مارہروی دام ظلہم العالی کا جو کچھ عقیدہ حقہ ہے وہی مسلک میرا ہے اور سب عقائد حضور کے صحیح وحق، موافق مذہبِ اہل سنت وجماعت کے ہیں۔ ان حضرات کی مخالفت عقائد میں باعث خروجِ دین اسلام سے جانتا ہوں۔

کتبہٗ

عاجز قاضی محمد شمس الدین احمد

قادری معینی برکاتی بدایونی

☆

مولوی حافظ سراج الدین قادری بدایونی

مرید وخلیفۂ سرکار نور

میرا وہی عقیدہ ہے جو میرے حضرت مرشد برحق جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا ہے اور جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کا عقیدہ مطابق عقیدۂ حضرت سیدنا و مولانا حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ عنہ اور حضور غوث المسلمین حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے ہے۔

بعضے لوگ جو ظاہر میں سُنی اور درحقیقت رافضی ہیں، صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو صوفی، مریدِ خاندان برکاتی اور سنی بے تعصب کہتے ہیں، علم اور تعزیوں کے ساتھ برہنہ سر اور

برہنہ پا اور ہاتھ میں خاک شفا کا کنٹھا، ہر علم کو سلام اور ہر تعزیے پر فاتحہ خوانی اور کربلا فرضی میں نشانوں کا طواف اُن کے رافضی ہونے کی نشانی ہے۔ جناب میاں صاحب قبلہ پر تہمت تقیہ و نفاق کی لگاتے ہیں اور اُن کے مریدین و شاگردین طرح طرح کی بے ادبیاں خدمت بزرگانِ دین میں کرتے ہیں سخت جاہل اور گستاخ ضال و مضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق توبہ عطا فرمائے اور توبہ اُن کی قبول فرمائے۔

خاکسار
حافظ سراج الدین حنفی ابوالحسینی بدایونی

☆

مولانا غلام شبر قادری بدایونی

تلمیذِ تاج الفحول، مرید و خلیفۂ خاص سرکار نور

حضور اقدس مرشدی و مولائی، قبلہ و کعبہ ام حضرت میاں صاحب قبلہ سید شاہ ابوالحسین صاحب احمد نوری دامت برکاتہم و فیوضہم نے جو رسالے افضلیت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور دیگر عقائد میں تالیف و تصنیف فرمائے ہیں موافق مذہب جمہور ائمہ اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے ہیں۔ کتب دینیہ میں جس طرح سے عقیدہ افضلیت جناب خاتم رسالت ﷺ دیگر انبیائے عظام پر اور افضلیت دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا باقی افراد بشری پر بمعنی فضل کلی یعنی اکرمیت عند اللہ و قرب رب الارباب کے مصرح ہے اسی طرح فضل کلی علی الاطلاق حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ سے اور دیگر اصحاب باصفا پر باجماع اکابرِ دین محقق و منقح ہے۔

چوں کہ بعض حضرات اہل بدایوں میں جن کے اسلاف کرام عمائد و اخیار میں محسوب تھے اور اُن کی اولاد اب بھی رؤسا و اہل علم و فقر جانے جاتے ہیں اور اباً عن جدٍ غلام خاندانِ برکاتی ہوتے آئے ہیں اور باوجود اِدعائے سنیت میلان بہ رفض رکھتے ہیں مسئلۂ تفضیل کا شور و شغب زیادہ ہے، علمائے اہل سنت سے اُن کے دلائل قاہرہ سن کر مناظرۂ تحریری و زبانی سے ہمیشہ گریز کر جاتے ہیں۔ اگر مجبوراً کسی جلسے میں گھر جاتے ہیں اور اُن سے دلیل اُن کے مذہب کی پوچھی جاتی ہے تو سوائے افترا

و بہتان کے کچھ جواب نہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ ہم خلافتاً حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو افضل جانتے ہیں لیکن قرب ربانی اور عرفانِ الٰہی میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو افضل جانتے ہیں اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے۔ جب پوچھیے کہ دلیل بیان کیجیے یا جن کا آپ اتباع وتقلید کرتے ہیں اُن کا نام لیجیے تو سوائے اِس کے کہ ہم ایسا ہی جانتے ہیں اور یہ عقیدہ بلاذریعے آسمان سے ہمارے قلب میں آیا ہے اور کچھ جواب نہیں۔ اِن حضرات سے خطاب کرنا ہمارا کام نہیں۔

اہل علم خود سمجھ لیں کہ یہ کیا دعویٰ ہے اور اِس مدعیٰ پر شریعتِ نبوی کیا حکم دیتی ہے؟ بعض کا قول ہے کہ عقیدہ ہمارا مثل فرقۂ مذکورہ بالا ضرور ہے، لیکن ہم سنی تفضیلی ہیں۔ اس گروہ کی بھی کتب مذہب مثل قرآن روافض کسی غار میں مستور ہیں۔ اِن حضرات سے ہم صرف اتنا گزارش کرتے ہیں کہ مفضلہ اہل سنت سے نہیں، بلکہ رافضی ہیں۔ علمائے اہل سنت غلاۃ رفضہ اور مفضلہ کا ذکر اور رد ایک ساتھ فرماتے ہیں۔ بلکہ یہ مطرودِ روافض و مردودِ اہل سنت ہیں۔ اگر سند کی ضرورت ہو ملاحظہ کیجیے حضرت عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین مولانا محدث دہلوی صاحبِ اثنا عشریہ قدس سرہ باب اول تحفہ کیفیت حدوث تشیع میں ارشاد فرماتے ہیں، ملخصاً تحریر ہے:

کلاں تر ایں گروہ عبداللہ بن سبا یہودی یمنی صنعانی بود کہ سالہا در یہودیت علم تلبیس و اضلال افراختہ شود و دغا و غل باختہ خیلے پر کار برآمدہ بود ہر کسے را از اہل فتنہ بطورے فریب دادن آغاز نہاد اولاً اظہار کمال محبت و اخلاص بخاندان نبوی و دودمان مصطفوی وتحریض بر محبت اہل بیت و استحکام دریں امر شروع کرد ایں معنی مقبول خاص و عام و مرغوب کافہ اہل اسلام گردید چوں جماعہ را بایں دام گرفتار کرد اولا القا نمود کہ جناب مرتضوی بعد از پیغمبر افضل مردم و اقرب ایشان است بسوئے پیغمبر وصی او و برادر او و داماد اوست ہر گاہ دید کہ تلامذۂ او بتفضیل جناب مرتضوی بر جمیع اصحاب قائل شدند جماعہ را از خلص اخوان خود سر دیگر تعلیم کرد کہ جناب مرتضوی وصی پیغمبر بود و پیغمبر او را بنص صریح خلیفہ ساختہ وخلافت او در قران مجید از آیہ اِنَّمَا ولیکم اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مستنبط می شود لیکن صحابہ بغلبہ ومکر وصیت پیغمبر را ضایع ساختند وحق مرتضیٰ را تلف نمودند و ہر ہمہ برائے

طمع دنیا از دیں برگشتند و بریک را بکتمان ایں سر وصیت بالغہ نمود چون دید کہ ایں تیر او ہم بر ہدف نشست جماعہ را از اخص الخواص شاگردانِ خود برچیدہ بعد از گرفتن عہد سر دیگر باریک تر درمیان نہاد اعلَمُوْا ان عَلیًا ھو الا لہ و لا اِلٰہ اِلَّا ھو پس لشکریاں حضرت امیر بسبب رد و قبول وسوسہ ایں شیطان لعین چہار فرقہ شدند اول فرقہ شیعہ اولیٰ وشیعہ مخلصین کہ پیشوایان اہل سنت و جماعت اند و ایں گروہ من جمیع الوجوہ از شر آں ابلیس محفوظ ماندند دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند سوم فرقہ شیعہ سبیہ کہ جمیع صحابہ را ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق می دانستند چہارم فرقہ شیعہ غلاۃ قائل بالوہیت آنجناب شدند اما غلاۃ پس بجہت ظہور بطلان معتقد ایشاں ہذیانات آنہارا کسے گوش نمی کرد اما تفضیلیہ پس بایں جہت کہ از ہر دو طرف راندہ در وسط ماندہ بودند سبیہ وتبرائیہ ایشاں را از خود نمی شمردند و در عداو شیعہ علی نمی آوردند کہ داد محبت اہل بیت کہ بزعم ایشاں منحصر در سب وتبرائے صحابہ و ازواج است نمی دہند و جماعہ مخلصین آنہارا بر غیر روش جناب مرتضوی دانستہ و مورد وعید آنجناب انگاشتہ تحقیر وتذلیل می کر دند لا فِی العیر و لا فِی النفیر در حق ایشاں راست آمد۔

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مفضلہ روافض متبعین ابن سبا ہیں۔ بعض فرماتے ہیں کہ گو صوفیہ متقدمین مسئلۂ تفضیل کو موافق مذہب اہل سنت کتابوں میں درج فرما گئے، لیکن ہمارے آبائے کرام کو سینہ بہ سینہ تعلیم کرتے آئے کہ زبان سے موافق اہل سنت کہنا اور دل میں مثل روافض دوسرا عقیدہ رکھنا۔ ان حضرات کی خدمت میں چند التماس ہیں:

اول بکمال ادب پوچھتے ہیں کہ مطابق آپ کے بیان کے حضرات مشائخ افضل البشر بعد الانبیاء فی العرفان علی کرم اللہ وجہہ آپ کو تعلیم کر گئے اور وصیت اخفائے مذہب حسب قول روافض استر مذھبک بھی پھر آپ خلاف معمول و وصیت آبا اقرار زبانی وتحریری سے انکار اور بایں زور وشور افضلیت حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ کا اظہار اب کس طرح فرماتے ہیں؟ یا وہ وصیت مثل متعہ روافض مؤقت تھی؟ یقیناً اس کا جواب آپ کچھ نہ دے سکیں گے۔ مگر ہمارے ذہن میں ایک

جواب آتا ہے، مرہونِ منت ہو کر آئندہ یاد رکھیے وھو ھذا اگر بقول آپ کے آپ کے بزرگوں نے وصیت اخفائے مذہب کی تو صرف بہ نظر ایفائے بیعت وخوف سلب ایمان کے، اولاً جن عرفا سے اُن کو شرف بیعت حاصل تھا وہ اپنے وقت میں ایسے باعظمت وتصرف تھے کہ جو شخص اُن کے سلسلے میں داخل نہ ہوتا تھا بالکل پایہ اعتبار واعزاز سے ساقط ہوتا تھا اور مریدان وخلفا کی نہایت عظمت وخدمت ہوتی تھی اگر احیاناً کوئی شامت زدہ براہ انکار چلتا خسران دینی ودنیوی سردست موجود تھا۔ لہٰذا اُن کو ضرور ہوا کہ بغرض حصول اعتبار مرید بھی ہوں اور پھر انکار واختلاف ظاہری بھی نہ کرسکیں۔ اب آپ کو اُن کے جانشینوں کے ایمان میں بھی کلام ہے تا بعرفان چہ رسد؟ کیا ہے جو چاہیے فرمایئے۔

ثانیاً جب سرخیل قافلہ بلکہ اُن کے اکثر متبعین مذہب اہل سنت پر دستخط کر چکے، اب اپنے خاص احباب کے روبرو مخالفت عقائد کا اظہار اور تحریروں کے عدم شیوع پر اصرار کیوں ہے؟ وہ کتابیں جواب اپنے بعض احبائے جہال یا بعض اطفال خورد سال کو دکھاتے ہیں کاش ایک بار ہمارے روبرو بھی سند میں پیش ہوئیں تو آئندہ کو نہ دھوکہ دہی موقوف اور باب افساد عقائد مسدود ہو جاتا۔ لیکن ہم کو ضرور ہے کہ اُن آپ کے مکائد کو ظاہر کر دیں، گو بحمد اللہ اب تک اہل سنت میں سے کوئی آپ کے دام تزویر میں نہیں آیا۔ لیکن بعض کم علم مشتبہ ضرور ہو گئے ہیں۔

'آئین احمدی' نام جو ایک کتاب سرکار مارہرہ شریفہ کے کتب خانے کی آپ کے ہاتھ آ گئی ہے جس کو آپ خاص مصنفہ حضور پرنور قبلہ جسم وجاں حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر کو کے بعض عبارات سے جو مثبت فضائل حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ ہیں اکثر لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں اور کم علموں سے افضلیت فی العرفان اُس کے معنی بیان کرتے ہیں نہ حضور پرنور جناب مرشدی قدس سرہ کی تصنیف ہے اور نہ کسی خاص خلیفہ ومرید کی، نہ اس پر وثوق ہے کہ وہ جزواً یا کلاً حضور نے ملاحظہ فرمائی، نہ اُس کے جامعین نے لحاظ تحقیق وتحریر روایات کتب اہل سنت کیا، بلکہ حسب ارشاد حضور والا بہت سے خدام ذوی الاحترام نے خلاصہ واصول اُن علوم و فنون کے جن کی کتابیں سرکار میں موجود تھیں ایک مجموعہ ترتیب دیا، بعض فنون میں جو مختصر رسائل

متقدمین مل گئے بعینہ درج کر دیے، بعض علوم ملخصاً وملتقطاً خود تحریر کر کے شامل کر دیے۔ جس کی جلدیں قریب ساٹھ کے تھیں، اب بھی چند جلدیں سرکار میں موجود ہیں، باقی اکثر تلف ہوگئیں۔ معلوم نہیں کہ وہ عبارت جو آپ اکثر لوگوں کو دکھلاتے ہیں اُن اقسام دوگانہ سے کون سی قسم کے تحت میں داخل ہے؟ اگر رسائل متقدمین سے نہیں تو جامع و مصنف اُن کا کون ہے؟ پھر آیا مصنف نے وہ خاص اپنا عقیدہ لکھا ہے یا کسی خاص گروہ کا؟ اگر یہ بھی ہم تسلیم کرلیں کہ وہ کتاب مصنفہ حضور پرنور جناب اچھے میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور وہ عبارت بھی خود حضور ہی نے لکھی ہے تو وجہ عدولِ مذہب آبائی سے بیان کیجیے اور نشان دیجیے کہ اُس کتاب یا دوسری تصنیف میں حضور نے جناب قبلۃ العرفا سندالوقت میر عبدالواحد صاحب بلگرامی اور حضور محبوب العاشقین سیدی سندی حضور سید شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضور حجۃ الکاملین میر سید محمد صاحب کالپوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات کی تضعیف یا تضلیل فرمائی اور ہم پر اُس کے حجت ہونے کے کیا وجوہ ہیں؟

اِس سے بڑھ کر تعجب انگیز یہ امر ہے کہ اُسی کتاب، اُسی فصل میں جو مضامین اُنہیں شرائط سے جو آپ کی عبارات استدلالی میں ہوں اگر خلاف آپ کے مدعا کے درج ہوں تو وہ قابل لحاظ نہ ٹھہریں، اُس کتاب میں جس جگہ کوئی عبارت بقول آپ کے مفید مطلب تحریر تھی (حالانکہ یہ گمان غلط ہے) اُسی جگہ آپ کے بالکل خلاف بھی مندرج ہے۔ آپ کا اُس کتاب کو چھپانا بے وجہ نہ تھا، مگر آپ کی قسمت کا لکھا کہ وہ کتاب ایک شب کو کسی آپ کے نیازمند خاص کے ہاتھ لگ گئی، مقامات متعددہ سے چند عبارتیں جو نقل کی گئی ہیں کچھ اس وقت حاضر کرتے ہیں، کچھ پھر پیش کی جائیں گی۔ کتاب نکالیے اور مطابقت کیجیے، اگر واقعی وہ عبارتیں کتاب مذکور میں پائی گئیں تو آپ پر حجت تمام ہوگئی۔

آئین احمدی در فصل ثانی بیان تصوف وصوفی متعلق قسم ثالث عشر فی شغل الاعظم فرمودہ:

لان الصَفا صفة الصَديق اِن اردت صوفيا على التحقيق از آنچہ کہ صفا را اصلی است و فرعی اصلش انقطاع دل از اغیار فرع خلو دل از دنیائے غدار و ایں صفت

صدیق اکبرست رضی اللہ تعالیٰ عنہ از آنچہ کہ امام اہل طریقت بعد النبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام او بود۔ اے برادر! سہ قوانین وسلوک فاش کردن ممنوع است ایں خود سر حق
است واظہار آں کفر است نعوذ باللہ منہا چنانچہ در خبر است
چرا کہ اگر بر دست ناشایشتہ بہ افتد ہلاک گردد مگر طالب صادق کہ لائق ایں اسرار
باشد پوشیدہ نباید داشت چناں چہ حضرت مصطفی ﷺ فرماید من وضع الحکمة
بغیر اهله فقد ظلم و من منع عن اهله فقد ظلم۔ کس را دہند ایں اسرار کہ او
باشد چو بوبکر یار غار انتہی بلفظہ الشریف۔

یہ وہ کتاب ہے جس پر آپ کو مدت سے ناز تھا۔ فرمائیے امام اہل طریقت بعد النبی ﷺ کے کیا
معنی ہیں؟ کیا کہہ دو گے کہ صرف نماز کے امام تھے۔ جو کتاب آپ نے استناداً دکھائی تھی اُس
سے بحول اللہ ہم اپنا مدعا ثابت کر چکے۔ اب ہم اپنے انہیں مرشدان عظام کے مصنفات پیش کرتے
ہیں بغور وانصاف ملاحظہ کیجیے۔ حضور محبوب العاشقین سیدنا ومولانا حضرت سید شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ 'فص الکلمات' جلد اول میں جو مؤلفہ حضور والا بلکہ خود حضور کے دست مبارک کی تحریر ہے ارشاد
فرماتے ہیں:

کلمة اللہ فی احوالِ اَولیاء اللہ تعالی ابو بکر رضی اللہ عنه الا ان اولیاء اللہ لا
خوف علیهم و لا هم یحزنون۔ شیخ الاسلام واز بعد انبیا خیر الانام خلیفۃ پیغامبر و
امام وسید اہل تجرید وشاہنشاہ ارباب تفرید و پراکرامات مشہور ومشائخ وے را مقدم
ارباب مشاہدہ دانستہ اند مرقلت حکایت را چوں بشب نماز کردے قرآن نرم خواندے و
عمر رضی اللہ عنہ بجہر خواندے پرسید رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہ چرا نرم می خوانی
گفت انا اسمع من اناجیہ از آنکہ می دانم کہ از من غائب نیست و بہ نزدیک وے نرم
بلند یکساں است وے را صدیق گویند و الصدیق من الناس من کان کاملا فی
تصدیقه لما جاء تبه رسل اللہ عملاً و علماً قولا و فعلا و لیس یعلوا من مقام
الصدیقیة الا مقام النبوة قال اللہ تعالی اولٰئک الذین انعم اللہ علیهم من

النبیین و الصدیقین و الشھدائِ و الصَالحین فلم یجعل سبحانه بین مرتبی النَبوَ ۃوَ الصِدِیقیۃمر تبۃاُخرٰ ی یتخللھاو الیہ الاشار ۃبقو لہ علیہ السَلامِ کنتُ اناوَ اَبُوبکر کفر سی رھان فلو سبقنی لا منت لہ و لکن سبقتہ فامن لی۔ و ے گو ید مار ایت شیئاًاِلّاو ر ایت اللّٰہ قبلہ۔

ہر آنکس را کہ وحدت در شہود است نخستیں نظر در نور وجود است

صدیق وقتے بلال را خرید رسول ﷺ مود کہ مرا شریک کن در بیع بلال صدیق گفت یارسول اللہ خدائے لاشریک است ایں سخن بس بلند است بفہم کم آید چون وے را بخلافت بیعت کردند بر منبر شد و خطبہ کرد و اندر میانہ خطبہ گفت و اللّٰہ ما کنت حریصاً علی الامار ۃیو ماً و لا لیلۃ و لا کنت راغباً و لا سالتھا اللّٰہ قط فی سِرٍ وَ عَلَانیۃوَ مَا لی فِی الْاِمَارَ ۃِمِنْ راحَۃِ پس اقتدائے ایں طائفہ بتجر ید و تمکین وحرص بر فقر و تمنی ترک ریاست بدو است۔

اب حق واضح ہو گیا اور آفتاب تحقیق وسط السما میں پہنچا۔ برائے خدا مکابرے سے باز آئیے اور کچھ پاس بیعت فرمائیے، ورنہ بیعت و ایمان کا ایسا ارتباط نہیں کہ یہ سہل ایک دوسرے سے جدا ہوں۔ مخالفت عقائد مرشداں باعث فسخ بیعت اور فسخ بیعت کا جونتیجہ ہے وہ ظاہر ہے۔کاش اس توریے و تقیے کا اتہام خاص اپنے آبائے کرام پر ہوتا۔ دلیری دیکھیے کہ چشم حیا وغیرت بند کر کے کہہ دیا کہ "تمام مشائخ کرام ومسند نشیناں وخلفائے سرکار مارہرہ کا مذہب بھی تفضیل حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ ہے"۔ پھر یہ افترا نہ صرف انہیں حضرات بابرکات کی نسبت ہے جو عالم شہادت سے تشریف لے گئے بلکہ حضرت زبدۂ ارباب طریقت عمدۂ اصحاب حقیقت جناب میاں صاحب قبلہ اور حضرت قامع الروافض مولانا وملاذنا جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب دامت برکاتہما کو(کہ اِن دونوں حضرات بابرکات کے کتنے ہی رسالے عقائد اہل سنت میں بزبان عربی وفارسی طبع ہو کر مشتہر ہوئے) اِس افترا میں شامل کرلیا اور کہہ دیا "یہ دونوں حضرات بھی گوشۂ تنہائی میں ہمارے مذہب کی حقیقت کی تصدیق فرماتے ہیں"۔ اگر اِن حضرات کی وہ تصنیفات آپ کی استعداد سے باہر تھیں تو رسالہ العسل المصفیٰ بزبان

اردو موجود تھا اور رسالہ 'حسن الکلام' کا بھی مولوی غلام سادات صاحب نے آپ جیسے ہی صاحبوں کے سمجھنے سمجھانے کی غرض سے ترجمہ طبع کرادیا تھا۔

جو حضرات کہ مدت سے رد روافض و مفضلہ فرما رہے ہیں کیوں کر تقیے میں خود مبتلا ہو سکتے ہیں؟ یہ حضرات ورثہ انبیا علیہم السلام اور نائب ائمہ کرام ہیں۔ جبر و حکومت آپ کا بعضے سلاطین جابر عباسیہ سے اور دار الامارہ آپ کا دار الخلافۃ بغداد سے زیادہ نہ تھا، علمائے اہل سنت نے اُس وقت بھی کیسے احقاق حق میں مداہنت روا نہ رکھی، گو جانیں تلف ہو گئی ہوں۔ عبارت 'آئین احمدی' 'فص الکلمات' سے جو ہم نے اوپر نقل کی اور 'سبع سنابل شریف' مصنفہ حضور قبلۃ العرفا سند الوقت میر عبد الواحد صاحب بلگرامی قدس سرہٗ سے جس کی اکثر عبارتیں بعض حضرات نے اِسی مجموعے میں نقل کیں ہیں۔ علاوہ برآں وہ کتاب مشہور ہے، حق ہونا تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کا اور یہی عقیدہ ہر ایک صاحب سجادہ کا ثابت ہو گیا۔

لیکن ہم پر جس طرح یہ ضرور تھا یہ بھی لازم ہے کہ آپ کے نسبی بزرگوں پر سے بھی اس الزام کو رفع کریں۔ جناب عمدۃ المفسرین، زبدۃ الکاملین قاضی عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کہ مرید حضور غوث الاسلام والمسلمین حضرت سید شاہ آل احمد قدس سرہٗ الشریف اور خلیفۃ حضور قطب الواصلین حضرت سیدنا و مولانا سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے تھے) جو ہم سے زیادہ آپ کے واجب التعظیم ہیں اور ہمارے اور آپ کے نزدیک جامع علوم ظاہری و باطنی تھے، کتاب 'اخبار الابرار' میں جو مصنفہ جناب قاضی صاحب مرحوم بلکہ اُن کے دست خاص کی لکھی ہوئی تھی اور اِس وقت تک اس طرح پر محفوظ ہے کہ آپ نہیں فرما سکتے کہ ''اس میں کچھ تصرف کسی مخالف کا ہوا ہو''۔

باب مناقب صحابہ کرام میں فرماتے ہیں:

> باید دانست کہ اجماع اہل سنت و جماعت براں منعقد گشتہ کہ خلفائے اربعہ را افضل ایشاں دانند بر ترتیب خلافت و ابو شکور سالمی کہ از اکابر علمائے حنفیہ است در تمہید خود آوردہ کہ بعد خلفائے اربعہ افضل الناس اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور فضائل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں:

حضرتش خلیفۂ اول و یکے از عشرۂ مبشرہ و افضل البشر بعد آں سرور باجماع امت و بہ
فحوائے کلام ربانی بودہ حیث قال و سیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله یتزکی
پس بمقتضائے آیہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم در افضلیت وے بر سائر
صحابہ اشتباہے وارتیابے نماندہ وہم چناں آیات دیگر بر فضائل او دال است کما
قال اللہ تعالیٰ ثانی اثنین اذهما فی الغار اذیقول لصاحبه لاتحزن ان اللہ معنا
چوں کہ ایں فضائل ثلثہ بہ نص قرآنی در وے یافتند وے را بامر خلافت مخصوص
نمودند۔

اب ذرا اہل انصاف غور فرمائیں کہ یہ عبارت لکھنے والا تقیہ وتوریہ کرسکتا ہے؟ کیا اِس عبارت میں کوئی ایسا پیچ رکھا گیا ہے کہ جس سے اس کی نقیض ثابت ہو سکے؟۔ اولاً ہم جناب قاضی صاحب مرحوم کی عبارت کی کچھ تفصیل اور نکات ظاہر کرتے ہیں، بعدہٗ ہم بطور نمونہ چند وہ عبارتیں بھی نقل کریں گے جو سراپا تقیہ وتوریہ سے بھری ہیں۔

قاضی صاحب کی تحریر سے چند امور ظاہر ہو گئے۔ اولاً یہ کہ مجرد خلافت وسلطنت اسلام کی باعث اعتقاد عقیدۂ افضلیت کے نہیں بلکہ افضلیت و اکرمیت عند اللہ آپ کے مراتب دینی میں عند اللہ و عند الرسول قبل خلافت سے بھی مسلمات اہل اسلام سے تھیں، لہٰذا خلیفہ بھی آپ ہی کیے گئے۔

ثانیاً جس طرح منکر حقیت خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مخالف اجماع ہے، اُسی طرح منکر افضلیت بھی۔

ثالثاً روایات و اقوال مؤرخین جو بعض صحابہ یا تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی نسبت بے سند لکھ دیتے ہیں کہ ''یہ مسئلہ اختلافیہ ہے جس کے خلاف اعتقاد کرنے میں کچھ قباحت نہیں'' اِس قسم کے اقوال بے سند باطل محض ہیں، ورنہ اکابر محققین وائمہ دین کبھی دعوی اجماع کا نہ فرماتے۔

رابعاً عقیدۂ افضلیت علی الترتیب کو جو بعض احمق تاویل کر کے بمعنی حقیت خلافت یا افضلیت فی امر السلطنت ٹھہراتے ہیں یہ اُن کی محض سفاہت ہے کہ حقیت خلافت کا عقیدہ اور ہے اور افضلیت کا عقیدہ اور ہے۔ اہل سنت کے نزدیک دونوں کی ترتیب ایک سی ہے اور مفضلہ کے نزدیک خلافت علی الترتیب حق ہے، مگر افضلیت علی الترتیب نہیں ہے۔

خامساً بعض نافہم جو عقیدۂ افضلیت جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر مذہب اولیائے کرام کا بتاتے ہیں وہ لوگ در پردۂ دوستی دشمنی اولیائے کرام کر کے اُن کو مخالف اجماع اور گمراہ ٹھہراتے ہیں۔ع

دوستیٔ ابلہاں خود دشمنی است

حالاں کہ خود اکابر اولیاء اللہ نے بھی کتب مشہورہ میں افضل الاولیا اور امام اہل طریقت ہونا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تسلیم فرمایا ہے اور مفضلین جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ کو جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر رافضی ٹھہرایا ہے پس جو شخص منکر افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہو خواہ اُن کو جناب مرتضوی رضی اللہ عنہ سے کم درجہ بتائے یا اُن کو فضل میں برابر سمجھے قول اُس کا غلط و مردود ہے۔

اب ہم اپنے اُس وعدے کا ایفا کرتے ہیں اور وہ عبارتیں نقل کرتے ہیں جس سے حال تو ریہ بخوبی عیاں ہو جائے۔ بعض حضرات اِسی محضر میں لکھتے ہیں :

> اگر چہ رسالہ اُن کا خود نہیں دیکھا، لیکن تقریراً میں نے میاں صاحب سے مفصل سنا ہے۔

یہ اِس واسطے کہ اب گنجائش پیدا ہو کہ میاں صاحب نے وقت تقریر ہمارے موافق فرمایا تھا۔ بعض کہتے ہیں:

> ہمارا عقیدہ موافق عقیدہ جناب قدوۃ السالکین حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کے ہے اور عقیدہ جناب میاں صاحب قبلہ کا موافق اُن کے اور خاندان کے ہے۔

اور لکھتے ہیں کہ ''ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم''۔ اِس مصرعے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسائل دینیہ قصہ سکندر و دارا ہیں اور ما فی الضمیر کا پورا اظہار ہو گیا۔ اب ناظرین نکتہ بیں بہ نظر انصاف ملاحظہ کریں کہ ان عبارات منقولہ سے ہمارے دعوے کا اثبات ہو گیا یا نہیں؟۔ اللّٰھم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ آمین۔

جواب سوال ہٰذا میں بعض صاحبزادوں یا خلفا نے جو کچھ تحریر کیا ہے تحریر سکنائے بدایوں سے علیحدہ درج ہے۔

صاحبزادہ حضرت سید امیر حیدر قادری برکاتی

نواسۂ حضرت ستھرے میاں، خلیفۂ خاتم الاکابر

عقائد میاں صاحب کے سب مطابق عقائد حضور پر نور جدی ومولائی پیر ومرشد برحق سید شاہ آل برکات عرف ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ الشریف اور موافق عقائد حضور ماموں صاحب قبلہ وکعبہ سید شاہ آل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ جو شخص میاں صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کے عقائد کو مخالف ہم لوگوں کے یا اُن کے اسلاف کرام کے جانتا یا کہتا ہے مفتری ہے۔

العبد

فقیر سید امیر حیدر عرف گورے میاں خادم برکاتی

صاحبزادہ حضرت سید ابن حسن قادری برکاتی

ابن حضرت سید امیر حیدر، مرید خاتم الاکابر، خلیفۂ سرکار نور

رسائل حضور جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ مدظلہم العالی کے مَیں نے دیکھے، جو عقائد اُن میں درج ہیں یہی میرے سب بزرگانِ خاندان کے ہیں۔ خصوصاً میرے حضور پُرنور قبلتی وکعبتی حضور سیدنا ومولانا ومرشدنا سید شاہ آل رسول صاحب احمدی قدس اللہ سرہٗ الشریف کے یہی عقیدے تھے۔ جو کوئی حضور میاں صاحب قبلہ وکعبہ پر تہمت تقیہ ونفاق کی لگاتا ہے وہ بدمذہب وکاذب ومفتری ہے۔

حررہ

فقیر سید ابن حسن قادری برکاتی آل رسولی

ابن سید شاہ امیر حیدر عرف گورے میاں صاحب قبلہ

دام ظلہم العالی خلیفۂ حضور پر نور مرشدی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ حضرت سید ابن حسین قادری برکاتی

ابن حضرت سید امیر حیدر مارہروی ومرید حضور خاتم الاکابر

جناب بھائی صاحب قبلہ وکعبہ سید شاہ ابوالحسین صاحب کے عقائد سب مطابق عقائد مرشد برحق حضور پرنور سیدی ومولائی حضرت سید شاہ آل رسول صاحب احمدی قدس اللہ سرہٗ الشریف کے ہیں۔ جو کوئی جناب میاں صاحب قبلہ وکعبہ کی نسبت تہمت تقیہ ونفاق کی لگاتا ہے وہ شخص بدمذہب ومفتری ہے اور حضور میاں صاحب قبلہ کا عقیدہ موافق اُن کے اسلاف کرام کے ہے۔

الراقم فقیر سید ابن حسین معروف بہ سید فضل حسین

قادری برکاتی آل رسولی مارہروی

☆

صاحبزادہ حضرت سید شاہ ظہور حیدر قادری برکاتی

نواسہ ومرید حضور خاتم الاکابر، خلیفۂ سرکار نور

جو عقیدہ کہ جناب برادر صاحب قبلہ سید شاہ ابوالحسین صاحب احمد نوری عرف میاں صاحب سجادہ نشین ومتولی کا ہے یہی عقیدہ میرے بزرگان خاندان اور نیز حضرت جناب نانا صاحب قبلہ سید شاہ آل رسول صاحب پیر ومرشد برحق قدس سرہٗ کا تھا۔ وہی عقیدہ فقیر کا مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما میں اور دیگر عقائد میں ہے۔

راقم فقیر سید ظہور حیدر

مرید ونواسہ حضور پُرنور سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ

حافظ شاہ محمد عمر دہلوی

رسالہ العسل المصفی ورسالہ 'سوال وجواب' ورسالہ 'دلیل الیقین' مؤلفہ حضرت مخدومی مطاعی، ذوالمناقب جناب سید شاہ ابوالحسین صاحب عرف جناب میاں صاحب قبلہ مارہروی ادامہ اللہ سرہ العالی بالافاضۃ کا موافق قول جمہور علمائے کرام ومطابق عقائد صوفیہ صافیہ قدس اللہ اسرارہم و

مماثل عقائد خاندان برکاتیہ مارہرویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہے اور یہی عقیدہ احقر کے آباواجداداور راقم ننگ خاندان کا ہے۔

کتبہ احقر محمد عمر عفی عنہ

☆

بعد تکمیل محضر ہذانقل تحریر کرامت تاثیر خدام حضور پرنور مرشدی ومولائی دامت برکاتھم علی رؤوس المسترشدین جو بتاریخ سوم ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ [۱۸۸۶ء] مقام بڑودہ ملک گجرات سے تخاطب عام مریدین دودمان عالیشان صادر ہوئی درج رسالہ ہذا کر کے مشتہر کی جاتی ہے:

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین امابعد

فقیر حقیر سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی بخدمت کافہ انام اہل اسلام خصوص مریدان خاندان ومریدان ذات خاص یہ خطاب کرتا ہے کہ عقیدہ اِس فقیر کا اور اسلاف کا اور اساتذۂ فقیر کا وہی ہے کہ جس کو فقیر بے سروپا العسل المصفی اور' دلیل الیقین' میں ظاہر کر چکا اب جو صاحب کہ خلاف اِس کے ہوں اُن سے فقیر بری ہے اور وہ فقیر سے بری ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

تحریر ۳/ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ مقام گجرات بڑودہ

علامت مہر (ابوالحسین احمد نوری)

المشتہر عبدہ غلام شبر حنفی قادری

رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید
الحمد للہ کہ در بیان عقیدۂ تفضیل ایں تحریر جمیل مجموع از
کلمات طیبات خاندانِ برکات دامت فیوضہم
مسمی بہ اسم تاریخی

خزائن برکاتیہ

۱۳۰۶ھ

ملقب بہ لقب مشعر سال عیسوی

سیفی علویاں بر مذاق بہتانیاں

۱۸۸۹ء

تالیف لطیف

جناب مولوی صاحب والا مناقب مولوی غلام شبر صاحب بدایونی قادری برکاتی

بفرمائش

حضرت سید محمد اسماعیل حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم

در مطبع صبح صادق واقع ضلع سیتاپور

بتاریخ بستم ماہ جنوری برونق طبع مزین گردید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اللّٰھم لک الحمد یا الٰہ محمد و ربہ شرف باعلی صلواتک نبیک الکریم و حزبہ و اٰلہ الاطھار و صحبہ رب صلاۃ تربو و تنمو کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأۃ حبۃ اَمَّا بَعْدُ

حضرت امیر المؤمنین، امام المتقین، افضل الاولیاء بالیقین جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت امیر المومنین امام العادلین، اکمل العارفین بعد العتیق الامین جناب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درجات اکملیت ذاتیہ و معرفت الٰہیہ و قرب بارگاہ و کرامت عند اللہ میں حضرت شاہ ولایت، آدم الاولیا، امام الاصفیا امیر المومنین مولیٰ المسلمین حضرت سیدنا و مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے اکمل و افضل ہونا اگرچہ ایسا مسئلہ نہ تھا جس میں متبع اولیا و علمائے اہل سنت کو جائے سخن ہو، مگر تاہم اس زمانۂ فساد و فتن میں بعض حضرات افضلیت مسلمہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے اور امور سیاست و نظم مملکت وغیرہا ظاہری باتوں پر ڈھالتے تھے اور طرفہ یہ کہ اُن میں جو صاحب خاندان عالی شان برکاتی عظم اللہ شانہ فی الحاضر و الآتی سے اپنا انتساب ظاہر کرتے وہ اِس عقیدۂ قطعیہ کی تہمت شنیعہ حضرات عالیہ دودمان مبارک پر دھرتے۔ لہٰذا علما و عرفائے اہل سنت نصرھم اللہ تعالیٰ نے عموماً اور فضلا و کملائے خاندان اقدس نے خصوصاً اس نائرہ بائرہ کی اطفا میں سعی جمیل و کوشش جلیل فرمائی۔

بالخصوص حضرت فخر دودمانِ نامی، زینت خاندان سامی، عمدۃ الاولیا، زبدۃ الاصفیا، قبلہ و کعبۂ مطلق، پیر و مرشد برحق حضرت سیدنا و سندنا سید ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب دام ظلہم العالی نے رسائل جلائل دلیل الیقین من کلمات العارفین و العسل المصفی فی عقائد أرباب سنۃ المصطفی و رسالہ 'سوال و جواب' میں تحقیق بالغ و تدقیق بازغ منتہی کو پہنچائی اور اُس کے مطابق متعدد صاحبزادگانِ خاندان عالی شان نے تحریرات و تصدیقات فرمائیں کہ فقیر نے آخر رسالہ 'تنبیہ الاشرار المفترین علی الاخیار' میں سرمۂ انظار اولی الابصار بنائیں۔ باقی حضرات عالیہ سجادہ نشینانِ خانقاہ عالم پناہ و دیگر صاحبزادگان دودمان فلک جاہ کی قلمی و دستخطی تحریرات شریفہ

وتصدیقات منیفہ سے یہ پرچہ مرتب اور بنام 'خزائن برکاتیہ' (۱۳۰۶ھ) ملقب کرتا ہے۔

وَمَاتَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

عبدہ غلام صدیق معروف بہ غلام شبر قادری

برکاتی ابوالحسینی عفااللہ عنہ سیأتہ

حضرت سید شاہ محمد صادق قادری مارہروی

برادرزادہ وخلیفۂ حضور خاتم الاکابر

رسائل العسل المصفی 'ودلیل الیقین' وسوال وجواب' میں بحسب تحقیق حضرات جمہور اہل سنت و الجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ جو مسئلہ افضلیت حضرت افضل الاولیا، اکرم الاصحاب، خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ومولانا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مندرج ہے مطابق ہے ارشادات عالیہ حضرات امام الصوفیۃ الکرام سید الاولیاء العظام حضرت سیدنا ومولانا مولیٰ علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی ودیگر ائمہ شریعت ومالکان ازمہ طریقت کے اور یہی عقیدہ فقیر اور تمامی اکابر واسلاف کرام فقیر کا ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ پس جو شخص کہ ہمارے اسلاف کے عقائد کو مخالف عقائد مندرجہ کتب مذکورہ بتاتا ہے بلاشبہ وہ مفتری ہے اور مخالف جماہیر ائمہ ظاہر وباطن ہے۔

سید محمد صادق عفااللہ عنہ

سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ برادرزادۂ حقیقی حضور پرنور سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ

العبد سید محمد جعفر حسین چشتی قادری برکاتی خلیفہ وبرادرزادہ حضور پرنور ممدوح روح اللہ روحہ

العبد فقیر محمد عسکری خادم درگاہ معلیٰ برادرزادۂ حقیقی حضور پرنور موصوف نوراللہ مرقدہ بقلم خود

☆☆☆

حضرت سید شاہ ظہور حسین قادری مارہروی

صاحبزادہ وجانشین حضور خاتم الاکابر

بموجب مذہب اہل سنت وجماعت کے اعتقاد مناقب کاملہ اور فضائل خاصہ جناب خاتم الخلفاء، امام

الاولیا حضرت مولیٰ علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عین ایمان ہے اور عقیدہ افضلیت افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اتباع جناب امیر علیہ السلام اور اجماع جمہور صحابہ کرام کے واجب الایقان ہے۔ ائمہ شریعت و اکابر طریقت نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔ چناں چہ سبع سنابل و تحفۂ اثنا عشریہ وغیرہ سے بخوبی ثابت ہے۔ میرا اور میرے اسلاف کا یہی عقیدہ ہے جو کوئی میری طرف نسبت مخالفت جمہور اہل سنت کی کرے وہ کاذب ہے۔ فقط

فقیر ظہور حسین عرف چھٹو میاں بقلم خود

زیب سجادہ معلائے برکاتی احمدی صاحبزادۂ حضور پرنور ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید شاہ ابوالحسن علی عرف میر صاحبؒ

مرید و خلیفہ و نبیرۂ خاتم الاکابر

ہیچ ولی بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نرسد زیرا کہ امیر المومنین ابو بکر بحکم حدیث بعد پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام از ہمہ اولیا برتر ست و او بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نرسید بعد او امیر المومنین عمر بن الخطاب ست و بعد او امیر المومنین عثمان بن عفان ست بعد او امیر المومنین علی ابن ابی طالب ست رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کسے کہ امیر المومنین علی را خلیفہ نداند از خوارج ست و کسے کہ او را بر امیر المومنین ابو بکر و عمر تفضیل کند او از روافض ست۔

سبع سنابل عن تیسیر الاحکام للقاضی شہاب الدین الدولت آبادی۔

از ایں جا باید دانست کہ در جہان نہ ہمچو مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیرے خواہد شد و نہ ہمچو ابو بکر مریدے ہویدا گشت۔

دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند و ایں فرقہ از ادنی تلامذۂ آں لعین شدند و شمہ از وسوسۂ او قبول کردند و جناب مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در حق ایں ہا تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد او را حد افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد۔ (تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی)

عقیدۂ عاجز حسب اعتقاد جمہور اہل سنت اور موافق اپنے اجداد و جناب والد ماجد صاحب مدظلہ

العالی کے ہے، جس کی عبارت بالا تحریر ہے۔

سید ابوالحسن علی عرف میر صاحب بقلم خود

نبیرہ وخلیفۂ حضور پُرنور ممدوح اطاب اللہ ثراہٗ

☆☆☆

حضرت سید شاہ ابوالقاسم حاجی اسماعیل حسن مارہروی

حضرت امام المشائخ والاولیا، سید العارفین الاصفیا مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تفضیل جناب افضل الاصحاب امام المشاہدین صدیق اکبر وجناب ناطق بالصواب امام المجاہدین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں میرا اور میرے سب اسلاف کرام کا عقیدہ موافق تشریح وتصریح حضرات مشائخ عظام وعلمائے اعلام جمہور اہل سنت و جماعت کے وہی ہے جو مطابق عقائد خاندان ہدایت نشان برکاتیہ کے جناب برادر صاحب میاں صاحب قبلہ نے 'دلیل الیقین' ورسالہ العسل المصفی وغیرہ میں تحقیق فرمایا ہے جو کوئی شخص ہم کو عقائد حقہ جمہور اہل سنت میں خصوصاً عقیدۂ افضلیت جناب خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق میں مخالف جمہور اہل سنت بتاتا ہے وہ خود مخالف جمہور ہے اور مفتری ہے۔ جیسا کہ 'سبع سنابل' اور 'شرح نزہۃ الارواح' وغیرہ سے ظاہر ہے۔

حضور پُرنور سیدنا ومولانا شمس الملۃ والدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ الشریف کی ملاحظہ واصلاح فرمودہ جلد عقائد 'آئین احمدی' جو ہمارے پاس موجود ہے اور جابجا اُس پر حضور اقدس نے اپنے قلم مبارک سے بطور تحشیہ واصلاح رقم فرمایا ہے اِس مقام پر اُس کی عبارت واسطے تنبیہ ودفع اوہام مخالفین مفترین کے نقل کی جاتی ہے۔

در کتب معتبرۂ عقائد مذکور ست کہ اگر قائل شود بہ تسویہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وتفضیل نمی دہد ایشاں را بر قدر ترتیب ایشاں در خلافت وے مبتدع ست با خف بدعت از تفضیلی وامر ایں مبتدعاں اگرچہ از امر کافر اخف است ولیکن امر انکار وے در دنیا اشد ست از انکار بر کافر زیرا کہ شر کافر متعدی نیست بدیگرے زیرا کہ چوں مسلمان اعتقاد بر کفر او نمی کنند التفات نمی نمایند قول او را بخلاف مبتدع

کہ او دعویٰ اسلام می کند و گمان می برد کہ معتقد وے حق ست و ایں سبب غوایت خلق ست و شر او متعدی است بر مسلمان۔ و خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ وغیر ایشاں از بزرگان اولیا گفتہ اند کہ خلت عبارت ست از دو مقام یکے نہایت مرتبہ محبی و دیگرے نہایت درجات و مراتب محبوبی و ہیچ کس را با حضرت رسالت ﷺ دریں مرتبہ شرکت نیست و مقام محمود مشعر بایں نہایت و آں درجہ کمال ست و آں کہ فرمودہ اند اگر کسے را دریں مقام خاص با من شرکت بودے ابو بکر را رضی اللہ عنہ بودے۔ ایں دلیل ست بر آں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بکسب ولایت و علم باطن کہ علم باللہ است اکمل و اعظم و افضل و اعلم اولیائے امت ست بلکہ اکمل ہمہ صدیقان ست بعد از پیغمبراں و صدیق اکبر ست و کبرائے اہل بصیرت را قدس اللہ ارواحہم بریں معنیٰ اجماع ست و ایں معنیٰ بکلی دفع خیال کسانے می کند کہ بر خلاف ایں اعتقاد دارند و افضلیت وے را بر وجہِ دیگر تاویل می کنند۔ فقط

السید محمد اسماعیل حسن ابو القاسم ملقب بہ شاہ جی

خلیفۃ و نبیرۂ حضور پرنور ممدوح اعلی اللہ ذکرہ

حضرت سید شاہ حسین حیدر برکاتی مارہروی

نواسہ و خلیفۃ خاتم الاکابر، تلمیذ تاج الفحول

.........لھم العبد ان یزرع فی مزرع الخلد حبۃ الحمد و اصبھا بو ابل فنبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ و صل و سلم علی حبیبک المصطفی و الہ الشرفاء و صحبہ اللطفاء سادات العرفاء و سائر الاحبۃ آمین

سبع سنابل مزرع شریعت اعنی نصوص صریحۂ قرآن و حدیث و دلائل مستنبطۂ قدیم و حدیث و اجماع صحابہ و تابعین و اقوال ائمہ مجتہدین و اولیائے کاملین و علمائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا دانہ دانہ سچی شہادت کے روشن موتیوں سے چمک رہا ہے کہ حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین بعد الانبیاء والمرسلین افضل البشر وسردار وسرور جملہ محبوبان حضرت جلیل اکبر ہیں جل و علاو سبحانہ و تعالیٰ اور ان میں اجل و افضل، اکرم و اکمل حضرات شیخین وزیرین رضی عنہما رب المشرقین۔

حضرات عالیہ مشائخ کرام خاندان برکاتیہ قدست اسرارہم وتمام اسلاف فقیر اس عقیدے اور جمیع عقائد میں موافق اہل سنت وجماعت ہیں اور خود کیوں کر ممکن کہ معاذ اللہ اولیائے امت وصلحائے ملت پر مخالفت عقیدۂ رشیدہ کی تہمت رکھیں ولکن من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔

'سبع سنابل' حضرت جدنا و مرشدنا سیدنا و سندنا حضرت میر عبدالواحد بلگرامی عطر اللہ ذکرہ السامی سے 'فص الکلمات' حضرت اسد الواصلین، سید الکاملین، محبوب العاشقین سیدنا شاہ حمزہ صاحب مارہروی قدس اللہ سرہٗ القوی تک اس معنیٰ کی وہ قاہر تصریحیں، باہر تشریحیں ملیں گی جس کے بعد حق کو نہیں مگر وثوق اور باطل کے لیے نہیں مگر زہوق والحمد للہ رب العالمین۔

فقیر نے حضور پُرنور آقائے نعمت، دریائے رحمت حضرت جدی و مرشدی حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی علیہ الرضوان السرمدی سے یہ مسئلہ پوچھا ارشاد فرمایا "تفضیل شیخین قطعی ہے" اور حضور کو بارہا فرماتے سنا کہ "ہمارے مشائخ عظام واساتذۂ کرام کا مسلک یہی ہے"۔

اسی طرح حضرت اخی المعظم، عالم سلالۃ الواصلین الکرام، نقاوۃ الکاملین العظام حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ دام ظلہم نے حضور پُرنور سے تحقیق کیا اور اپنی تصانیف جلیلہ دلیل الیقین من کلمات العارفین والعسل المصفی وسوال وجواب میں اُسے بروجہ اتم رنگ تفصیل دیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر جزاء

ہمارے اکابر کے کلمات علیہ نہ صرف اجمالاً تفضیل شیخین ظاہر فرماتے ہیں، بلکہ بکمال تفصیل مناط تفضیل قرب بارگاہ واکرمیت عنداللہ و مدارج کرامت و معارج ولایت بتاتے ہیں۔ ان غلامان حضرت ساقی کوثر کی انجمن ہدایت مامن معاذ اللہ مذاق چشان صہبائے عیاری کی بزم طراری نہیں جس میں بادۂ گل رنگ عیاران شوخ وشنگ کی ہوش ربا ترنگ اپنی امنگ میں دلیل یقین وکلمات عارفین سے برسر جنگ ہو یا تلخ مذاقی ساغر ساقی جدال وناچاقی عسل مصفائے آیات باصفا واحادیث

مصطفی علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل الثنا وارشادات عالیہ حضرت امام الاولیا، سید العرفا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے شکستہ رنگ اگر خدارا انصاف دے قرآن وحدیث میں اکرم عنداللہ وخیر الاولین والآخرین وخیر اہل السموات والارضین وغیرہا کلمات جلیلہ کا مبنیٰ صرف ظاہری خلافت وملک گیری و سیاست کو ٹھہرانا حقیقتاً منصب رفیع وعظیم وجلیل وکریم ولایت ومعرفت حضور شاہ ولایت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو گھٹانا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسری ایسی ظاہری باتوں پر یوں اکرم وافضل وبہتر و اجل قرار پاتے ہیں۔

حق تعالیٰ ہدایت بخشے اور حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غضب وعتاب ودرۂ عقاب سے دنیا وآخرت میں محفوظ رکھے آمین۔

فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ

اَلْعَسَلُ الْمُصَفّٰى فِي عَقَائِدِ اَرْبَابِ سُنَّةِ الْمُصْطَفٰى (۱۲۹۸ھ)

مسمّٰی بہ

عقائدِ نوری

از

نورُ العارفین سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَضِيَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِيْنًا، وَبَيَّنَ لَنَا اُصُوْلَهٗ وَاَوْضَحَ فُرُوْعَهٗ اِيْضَاحًا مُّبِيْنًا، وَزَادَنَا بِفَضْلِهٖ عِرْفَانًا وَّيَقِيْنًا، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْهَادِيْ اِلَى الطَّرِيْقِ الْقَوِيْمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰى وَاَقْمَارِ التُّقٰى وَمَصَابِيْحِ الدُّجٰى اَجْمَعِيْنَ۔

امابعد

خدا کی طرف شکوی کہ زمانہ وہ آیا کہ علم مدبر ہے اور جہل ظاہر، سنن ضائع اور فتن شائع، سداد مخذول و فساد مقبول، اہل بدعت نے عوام میں طرح طرح جال پھیلایا ہے اور اس فرقہ ناجیہ اہل سُنت و جماعت نے حفظِ عقائد سے یک دست ہاتھ اٹھایا ہے، بدمذہب اپنے اطفال کو زبان کھلتے ہی مشربِ باطل کی تعلیم شروع کرتے ہیں اور اہل حق ایں وآں میں وقت گنوا کر تعلیم عقائد حصولِ علم پر موقوف رکھتے ہیں، پھر وہ کتنے ہیں جنھیں علم حاصل ہوتا ہے، اور ہوا بھی تو بہت ذی علم حکمت وفلسفہ کی آفت میں تحقیقاتِ دینیہ کو جھگڑا تصور کرتے اور اس سے دامن برچیدہ رہتے ہیں، اور جو علم سے محروم رہے اُن کا تو کہنا ہی کیا، لوحِ سادہ ہیں، جو چاہے نقش جمائے، جیسی صحبت پائی ویسے ہی ہو گئے، تحقیق کا شوق نہیں کہ اپنے علما سے دریافت کریں۔

لہٰذا فقیرِ ملتجی الی المولی الغنی سید ابوالحسین احمد النوری ملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی اَصْلَحَ اللّٰهُ لَهُ الشَّاهِدَ مِنْهُ وَالْغَائِبَ وَزَهَّدَهٗ فِي الدُّنْيَا وَرَغَّبَهٗ فِي الرَّغَائِبِ۔ آمین بہ نظر خیر خواہی برادرانِ دین چند سطر عقائد اہل سنت و جماعت میں بہ سلاستِ زبان و وضاحت بیان و شرحِ مسائل وطرحِ دلائل منصہ تحریر پر جلوہ نما اور رسالہ کو بہ نامِ تاریخی اَلْعَسَلُ الْمُصَفّٰى فِيْ عَقَائِدِ اَرْبَابِ سُنَّةِ الْمُصْطَفٰى (۱۲۹۸ھ) مسمّٰی کرتا ہے، اہل سنت سے اُمید کہ اس مذہب حق کی نگاہ بانی میں جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے آل و اصحابِ مکرم سے بہ تواتر منقول کما ینبغی عرق ریزیاں فرمائیں اور اِس رسالہ کو کہ سب بدعاتِ تازہ وکہن کا قاطع اور مذاہب حق وصحیح کا جامع ہے خود بھی بہ اِہتمامِ تمام پڑھیں اور اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں، بل کہ بعد قرآنِ مجید اسی کی تعلیم مقدم رکھیں کہ علم عقائد تمام علوم سے اہم تر ہے، اگر خدا نے چاہا علم ہاتھ آیا تو آج جو مجملاً جانا ہے کل بہ تفصیل و دلیل جان لے گا، ورنہ نجات کے لیے اِن شاء اللہ تعالیٰ اِسی قدر بس ہے۔ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ،

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہ

اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، نرالا ہے، اُس کا کوئی مثل نہیں، ایک ہے، مگر نہ وہ ایک جو گنتی میں آئے، نہ وہ ایک جو دو سے کم ٹھہرایا جائے، گنتی شمار اور گننے والے سب اس کے بنائے ہوئے ہیں، جب گنتی نہ تھی وہ جب بھی ایک ہی تھا، سب عیبوں اور ناکارہ باتوں سے پاک ہے جو اس کی بڑائی کو زیب نہیں دیتیں، سب اُس کے مخلوق اور وہ کسی کا مخلوق نہیں، سب اُس کے محتاج اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ ماں باپ، جورو، بیٹے، بیٹیاں تمام رشتوں سے پاک ہے، دوسرا کوئی اس کے جوڑ کا نہیں، ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا، اور جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی رہے گا۔

نہ وہ بدلے، نہ گھٹے، نہ بڑھے، نہ زمانہ اس پر گذرے، نہ مکان اسے گھیرے، ہم پر کچھ زمانہ گذر گیا، کچھ آنے والا ہے، اس کے نزدیک سب برابر ہے، وہ زمانہ میں نہیں، مگر ہر زمانہ کے ساتھ ہے، نہ وہ جوہر ہے، نہ عرض، نہ جسم ہے، نہ بدن، نہ لمبا، نہ چوڑا، نہ فربہ، نہ لاغر، نہ اس کے لیے شکل، نہ صورت، نہ حال، نہ کیفیت کہ کوئی کہہ سکے کیوں کر ہے، کیسا ہے، کس وضع کس رنگ کا ہے، نہ مقدار و کمیت کہ اس قدر تھا یا اتنا ہے، نہ حد و اِنتہا کہ یہاں سے شروع ہوا یا اس جگہ ختم ہوا، نہ طرف و جہت کہ آگے ہے یا پیچھے، دہنے ہے یا بائیں، سر کی جانب ہے یا نیچے، نہ وہ کسی چیز سے مرکب، نہ اس میں ٹکڑے یا قسمیں نکلیں، نہ وہ کسی چیز میں در آئے، نہ اس میں کوئی چیز در آئے، نہ وہ کسی چیز سے مل کر ایک ہو جائے، نہ کوئی چیز اس کے مشابہ، نہ ضد، نہ مددگار، نہ مخالف، نہ یار، سب اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ کسی کے قابو میں نہیں۔

نہ اُس کی ذات عقل میں آسکے، نہ کسی کا وہم اسے پاسکے، نہ کوئی نئی بات اس میں پیدا ہو، عالم سب نیا بنا ہے، پہلے کچھ نہ تھا، اگر وہ عرش پر متمکن ہے تو جب عرش نہ تھا کہاں تھا، اگر اس میں زمان و مکان و جہت و مسافت و کیف و کم کو گذر ہے تو جب یہ چیزیں نہ تھیں وہ کیوں کر تھا، جیسا جب ان سب امور سے پاک تھا اب بھی پاک ہے، وہ تمام جہان سے نرالا ہے اور اپنے نرالے پن میں سب چیزوں سے

نزدیک اور بندہ کی شہ رگ گردن سے زیادہ قریب، نہ وہ قرب جس میں مسافت کو دخل ہو، وہ سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے، نہ ایسا گھیرنا کہ وہ اشیا اس کے اندر ہوں اور اللہ ان کے باہر، بل کہ وہ گھیرنا جو عقل میں نہیں آتا، وہ علی اعلیٰ ہے، عرشِ عظیم پر فوقیت والا، نہ وہ فوقیت جس کے سبب عرش سے پاس ہو اور زمین سے دور، بل کہ اس کے حضور عرش، زمین، اونچا، نیچا، اگلا، پچھلا سب ایک سا ہے، پاک ہے۔

وہ سب سے نرالا پاک ہے، وہ بڑی پاکی والا بادشاہ ہے، بے وزیر خلاق ہے، بے نظیر زندہ ہے، بے فنا قادر ہے، بے عجز، نہ اسے اونگھ آئے، نہ نیند، عرش' کرسی' آسمان' زمین سب کو تھامے ہوئے ہے، نہ وہ تھامنا جو عقل میں آئے، نہ دینے سے اس کا ملک گھٹے، نہ روکنے سے بڑھے، اگر ذرہ ذرہ' پتہ پتہ عالم کا ایک آن میں اپنی تمام مرادیں جہاں تک ان کا گمان پہنچے اس سے طلب کریں اور وہ سب مرادیں برلائے اور ان سے کروڑوں کروڑ حصے زیادہ عطا کرے، اس کے خزانہ میں ایک ذرہ کم نہ ہو، اور کسی کو کچھ نہ دے تو ایک شمہ بڑھ نہ جائے، کسی کی اطاعت کی اسے پروا، نہ معصیت سے نقصان، ایمان وعبادت پر اپنے فضل سے ثواب دے گا، اور اس پر کوئی کام واجب نہیں ہوتا، کفر و معصیت پر عذاب کرے گا، اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، اس کے عدل کو بندوں کے عدل پر قیاس نہیں کر سکتے کہ بندوں سے ظلم متصور ہے، اور اس سے ہرگز معقول نہیں کہ ظلم تو وہ ہے کہ غیر کے ملک میں بے جا تصرف کیا جائے اور اللہ جو کچھ کرے اپنے ملک میں کرتا ہے، دوسرا کسی چیز کا مالک ہو ہی نہیں سکتا۔ طاعت پر راضی ہوتا ہے اور معصیت پر غضب فرماتا ہے، نہ وہ رضا و غضب جسے ہم رضا و غضب سمجھتے ہیں کہ کوئی کیفیت تازہ پیدا ہو، جو پہلے نہ تھی، یا رضا میں کوئی آرام ولذت یا غضب میں کچھ تکلیف و حرارت نکلے، عالم اپنے اختیار سے بنایا، چاہتا تو نہ بناتا اور اس نہ بنانے سے اس کی خدائی میں کچھ نقصان نہ آتا، نہ اسے بنانے سے فائدہ تھا، نہ بے بنائے نقصان، اب جو بنایا تو بنانے میں کوئی اس کا شریک یا رائے کا بتانے والا نہ تھا، نہ اسے رائے وفکر کی حاجت، نہ اس کے فعل کے لیے کوئی موجب وعلت، مگر کوئی کام اس کا فائدہ و حکمت سے خالی نہیں، بے کار کوئی چیز اس نے نہ بنائی، نہ اس کے کاموں کی سب حکمتیں عقل میں آسکیں، جو چاہا سو کیا، جو چاہے گا سو کرے گا، اس کے فعل پر کوئی اعتراض کرنے والا نہ اس کے حکم کا کوئی پھیرنے والا، غرض اس کے معاملے میں عقل کے پر جلتے ہیں اور وہم وخیال گردن جھکا کر نکلتے ہیں۔ سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ عقل میں آتا ہے خدا نہیں اور جو خدا ہے اس تک

عقل رسا نہیں، پاکی اسے جو سب عیبوں سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفتیں

اللہ تعالیٰ جس طرح تمام عیبوں ' ورکم مقدار باتوں سے جو اس کی بڑائی کے لائق نہیں ' پاک ہے۔ یوں ہی ساری خوبیوں اور نفیس کمالوں سے جو اس کی بزرگی کے سزاوار ہیں ' موصوف ہے اور جیسے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یوں ہی اس کی صفتیں بھی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور ان میں بھی کمی ' زیادتی ' تغیر ' تبدل کو راہ نہیں، نہ ان میں کوئی نئی بات پیدا ہو، نہ وہ کسی کی بنائی ہوئی، نہ وہ خدا کی عین، نہ خدا سے کبھی جدا ہو سکیں، نہ عقل و گمان میں سمائیں، نہ مخلوق کی صفتوں سے مناسبت رکھیں، جیسے وہ پاک ہے یوں ہی اس کی صفتیں بھی سب نقصان و عیب سے پاک ہیں۔

ان میں سے **ایک صفت حیات** ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، سب لوگ اس کے زندہ کیے ہوئے ہیں اور وہ آپ زندہ ہے، سب کی زندگی فانی ' اس کی باقی، سب کی ناقص ' اس کی کامل، اس کی زندگی روح یا سانس پر نہیں، اس کا کوئی کمال اس کے غیر پر موقوف نہیں، جیسے وہ آپ ہی آپ موجود ہے یوں ہی اس کی صفتیں بھی آپ ہی آپ اس کے لیے ثابت ہیں۔

دوسری صفت علم کہ ہمارا مالک سب چیزوں کلی ' جزئی کو خوب بہ تفصیل جانتا ہے۔ کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبر دار تحت الثریٰ کے نیچے سے عرشِ اعلیٰ کے اوپر تک۔ کوئی ذرہ کسی وقت اس کے علم سے غائب نہیں۔ دلوں میں جو خطرے گذرتے ہیں ان پر آگاہ ہے، عالم میں جو کچھ ہوا اور ابد تک جو کچھ ہو گا سب کو ازل میں جانتا تھا اور جانتا ہے اور ہمیشہ جانے گا، نہ وہ بہکے، نہ بھولے، جہان نہ تھا پھر بنا پھر فنا ہو گا، بے شمار پیدا ہوتے ہیں، بے شمار مرتے ہیں، پیڑ پھولتے ہیں، مرجھاتے ہیں، ذرے چمکتے ہیں، چھپ جاتے ہیں، پتے ہلتے ہیں، ٹوٹتے ہیں، گرتے ہیں، پھر نئے نکل آتے ہیں، طرح طرح کی تبدیلیاں جہان میں ہوتی ہیں اور اس کے علم میں کچھ تغیر نہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ کوئی کام کر کے پچھتانے سے پاک ہے، پچھتائے تو وہ جسے پہلے سے انجام کا حال نہ معلوم ہو، جو ایسا گمان کرتا ہے بے ایمان کافر ہے۔

تیسری صفت قدرت کہ وہ ہر چیز ممکن پر قادر ہے، جو چاہے کر سکتا ہے، اس کی قدرت کسی آلہ اور ہتھیار پر موقوف نہیں، تمام کارخانہ جہان کا ایک ذرا سا جلوہ اس کی قدرت کا ہے، ایک اشارہ میں سب بنا دیا، پھر ایک دم میں مٹا دے گا، پھر ایک دم میں سب موجود کر دے گا اور یہ کام اس پر کچھ دشوار نہیں

گزرتے، نہ وہ کبھی تھکتا ہے، اپنی قدرت سے آگ میں گرمی رکھی، پانی میں سردی، آنکھ کو دیکھنا سکھایا، کان کو سننا، وہ چاہے تو پانی سے جلا دے، آگ سے پیاس بجھا دے، آنکھیں سننے لگیں، کان باتیں کریں۔

چوتھی صفت اِرادہ کہ عالم میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوتا ہے اور جو ہوگا بے اس کے ارادہ کے نہیں، ارادہ اس کی صفت قدیم ہے، اس کی ذات سے قائم، مگر تعلق اس کا ان چیزوں کے ساتھ وقت وقت پر ہوتا ہے، جس چیز سے وہ اِرادہ قدیم متعلق ہوا موجود ہوگئی، جو چاہا وہ ہوا، جو نہ چاہا نہ ہوا۔ عالم کا چھوٹا بڑا، بھلا برا، کم زیادہ، نفع نقصان' کفر' ایمان' طاعت' عصیان؛ جو کچھ ہوتا ہے سب اس کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ خیال کرو جہان میں ایک آن میں کس قدر کام ہوتے ہیں، کس قدر پتیاں ہلتی ہیں، کتنی ہوائیں چلتی ہیں، جان دار سانسیں لیتے ہیں، پلکیں جھپکتی ہیں، نبضیں جنبش کرتی ہیں، چلنے والوں کے پاؤں، کام کرنے والوں کے ہاتھ، دیکھنے والوں کی نگاہیں حرکت کرتی ہیں، ان میں سے کسی کام کا شمار خدا کے سوا کوئی نہیں کرسکتا، پھر ان سب کاموں پر ایک ایک کر کے وہی حکم دیتا ہے، ایک کام اسے دوسرے کام سے غافل نہیں کرتا۔ آدمی، فرشتے، جن سارا جہاں اکٹھا ہو کر ایک ذرہ کو جنبش دینا چاہے اور اس کا ارادہ نہ ہو ہرگز نہ ہلا سکے، اور اس کا ارادہ اس معنی کر نہیں کہ کسی چیز کی طرف خواہش و رغبت پیدا ہو، بل کہ وہ اس کی ایک صفت ہے جس کے تعلق سے چیزیں عدم سے وجود میں آتی ہیں۔

پانچ ویں صفت سمع یعنی سننا کہ عالم میں ایک وقت میں فرشتوں، آدمیوں، جنوں، جانوروں کی مختلف آوازیں، رنگ رنگ کی بولیاں ہوتی ہیں، پتے کھڑکھڑاتے ہیں، لوہے' پتھر' برتن کھڑکتے ہیں، طرح طرح کے باجے بجتے ہیں، گھوڑوں کی سموں، آدمیوں' جانوروں کے پاؤں سے پہچل پیدا ہوتی ہے، لکھنے میں قلموں، کھولنے بند کرنے میں دروازوں سے آواز نکلتی ہے، وہ ایک آن میں ان سب صداؤں کو الگ الگ سنتا ہے اور ایک کا سننا اسے دوسرے کے سننے سے نہیں روکتا۔

چھٹی صفت بصر یعنی دیکھنا کہ کیسی ہی باریک چیز، کیسی ہی تاریک جگہ میں ہو اسے ویسا ہی دیکھ رہا ہے جیسے پہاڑوں کو آفتاب کی روشنی میں، موجوداتِ عالم اس کے دیکھنے میں ایک دوسرے کی آڑ نہیں ہوسکتے، سیاہ چیونٹی جو اندھیری رات میں ہزاروں ظلمتوں میں پہاڑوں کی کھوہ میں، یا دریاؤں کی تہ میں آہستہ چلتی ہے اسے دیکھ رہا ہے اور اس کی پہچل سن رہا ہے، اور اپنے دیکھنے سننے میں آنکھ' ڈھیلے' پتلی' نگاہ' کان' سوراخ وغیرہا تمام آلات سے پاک ہے، بے آنکھ دیکھتا ہے اور بے کان سنتا

ہے، جیسے بے دل کے جانتا ہے اور بے پنجہ انگلیوں کے کام کرتا ہے۔قرآن و حدیث میں جو ید، عین، وجہ، ساق وغیرہ خدا کے لیے وارد ہوئیں وہ سب اس کی صفتیں ہیں، ہم ان کی کنہ نہیں جانتے۔جسم سے پاک ہے اور مشابہتِ مخلوق سے جدا۔

سات ویں صفت کلام کہ وہ بھی صفت قدیم ہے، اس کی ذات سے قائم اور آلہ زبان و دہان سے منزہ، نہ وہاں آواز ہے، نہ صرف زبان کہ روکنے یا لب بند کرنے سے ختم ہو جائے، یا الحمد میں الف پہلے کہہ لے جب لام پر پہنچنے پائے، بل کہ جیسے وہ عقل میں نہیں آتا اس کا کوئی وصف بھی خیال میں نہیں سماتا، اسی لیے اسے کسی وقت خاموش نہیں رکھ سکتے، نہ اس کے کلام میں ماضی حال استقبال نکلے کہ وہاں زمانہ کو تو دخل ہی نہیں، موسیٰ علیہ السلام نے جو اس کا کلام سنا وہ یہی کلام تھا جو زبان و حرف و آواز و تقدیم و تاخیر سے پاک ہے۔قرآنِ مجید زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، دلوں میں یاد رکھا جاتا ہے، کاغذوں میں لکھا جاتا ہے، باوجود اس کے وہ جو اس کا کلام قدیم ہے اس کی ذات سے قائم اور اس سے جدا نہیں ہو سکتا اور اس سے چھوٹ کر دل یا ورق یا زبان میں نہیں آسکتا۔یہ مسئلہ بھی ایسا نہیں کہ عقل میں آسکے یا اس کی شرح کوئی تحریر میں لاسکے، جس قدر بتا دیا گیا اس پر ایمان لانا چاہیے۔

تقدیر الٰہی کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ نے بندے بنائے اور اپنے فضل و عدل سے ان کی دو قسمیں کر دیں: ایک مٹھی لی کہ یہ جنت میں ہیں اور مجھے کچھ پروا نہیں، دوسری مٹھی لی کہ یہ دوزخ میں ہیں اور مجھے کچھ پروا نہیں۔جو کیا حق کیا، مالک مختار سے کوئی کیا پوچھے، کیوں کیا، کیسے کیا، کس لیے کیا۔عالم میں جو کچھ ہوا اور ابد تک ہو گا سب اس نے اپنے علم کے مطابق لکھ دیا تھا۔بھلائی برائی سب اس کے ارادہ سے ہوتی ہے، مگر وہ بھلائی پر راضی اور برائی سے ناراض، اگر اس کا ارادہ اطاعت ہی کا ہوتا اور وہ نہ چاہتا کہ کوئی کفر یا گناہ کرے تو کیا زبردستی اس کی نافرمانی کر سکتا تھا۔

رہا یہ کہ پھر نافرمانی پر عذاب کیوں کرتا ہے۔اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ خدا نے تجھے اس طرح بنایا جیسا اس نے چاہا یا ویسا جیسا تو چاہتا تھا، ضرور کہے گا کہ میرا کیا دخل تھا، ویسا ہی بنایا جیسا اس نے چاہا، اور جب یہ ہے تو پھر تجھ سے کام بھی ویسے ہی لے گا جیسے وہ چاہے گا اور تیرے ساتھ وہی کرے گا جو وہ چاہے گا، تجھے اس میں بھی کچھ دخل نہیں۔وہ جس طرح بندوں کا خالق ہے یوں ہی ان کے کام بھی اسی کی مخلوق ہیں، وہی راہ دکھائے، وہی گم راہ کرے، گم راہ پر اس کی گم راہی میں اعتراض ہے، اور اللہ پر

کچھ اعتراض نہیں، بندے نرے مجبور بھی نہیں، بل کہ ایک طرح کا اختیار اسی کا دیا ہوا ہے جس سے نیکی بدی کرتے ہیں اور ثواب وعذاب پاتے ہیں۔ اتنا ہمیں خوب معلوم ہے کہ ہم میں اور پتھر میں فرق ظاہر ہے۔ اس مسئلہ میں بحث کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، ایمان اپنا درست کرے اور جو شرع نے بتایا مانے۔

اللہ تعالیٰ کی کتابیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو راہ دکھانے کے لیے اپنے خاص مقبولوں پر اپنا کلام اُتارا، ان میں سے توریت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور داؤد علیہ السلام پر، انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر، قرآن محمد ﷺ پر۔ جو کچھ اُس نے فرمایا سب حق ہے، اس کے کلام میں ہم اپنی عقل کو دخل نہیں دیتے، جس قدر سمجھ میں آتا ہے اسے سمجھ کر مانتے ہیں اور جو فہم سے وراہے اسے بے چون و چرا حق جانتے ہیں۔ مگر توریت وانجیل میں یہود و نصاریٰ نے بہت تحریفیں کر دیں، جابہ جا گھٹا بڑھا دیا، اور قرآنِ مجید کا اللہ نگہ باں، کوئی اس کا ایک نقطہ نہیں بدل سکتا۔

قرآن میں عرش وآسمان وجن وشیطان ونار وجناں وغیرہ جن جن چیزوں کا ذکر ہے ہم انھیں اسی معنی پر رکھتے ہیں جو ظاہر اور اہلِ اِسلام میں مشہور ہیں، ان میں پھیر پھار اور بناوٹ کرنا اور آسمان کو بہ معنی بلندی، شیطان کو بہ معنی قوتِ بدی، دوزخ وجنت کو بہ معنی الم ولذت لینا کفر ہے۔ اسی طرح جو تفسیریں قرآن کی رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب سے منقول ہوئیں ہم انہیں کا اعتبار کرتے ہیں، اپنی طرف سے آیتوں کے معنی بدلنا حرام سمجھتے ہیں۔ ہمارا کلام جیسے ہمارے اِرادہ سے ہوتا ہے اللہ کا کلام اس کے ارادہ یا اس کے یا کسی اور کے بنانے سے پیدا نہیں ہوتا، وہ تو اس کی ذاتی صفت قدیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے

فرشتے خدا کی مخلوق ہیں، نور سے بنائے ہوئے، نہ مرد ہیں، نہ عورت، ان کی پیدائش بس خدا کے حکم سے ہے، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے، ان کی غذا خدا کی یاد ہے، وہ سب معصوم ہیں، اللہ کی نافرمانی ان سے نہیں ہو سکتی، نہ وہ کام کرنے میں تھکیں، اللہ نے انھیں طرح طرح کے کاموں پر مقرر کیا ہے بغیر اس کے کہ خدا کو ان سے کام لینے کی کوئی حاجت ہو، ان میں چار فرشتے بہت مقرب ہیں؛ جبریل علیہ السلام کہ

پیغمبروں پر وحی لاتے اور فتح و شکست ان کے سپرد ہے، میکائل علیہ السلام کہ رزق بانٹنے پر مقرر ہیں، اسرافیل علیہ السلام کہ روزِ قیامت صور پھونکیں گے، عزرائیل علیہ السلام کہ بندوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ پیغمبروں کے بعد ان کے رتبہ کو کوئی نہیں پہنچتا۔

اور ان کے سوا اور بے شمار ملائکہ ہیں، جن کی گنتی خدا ہی جانے۔ کراماً کاتبین آدمیوں کے ساتھ ہیں نیکی بدی لکھنے کو، اور کچھ فرشتے ہیں بلاؤں سے بچانے کو جب تک خدا کا حکم رہے۔ منکر نکیر قبر میں سوال کرنے کے لیے ہیں، رضوان جنت کے خازن اور مالک دوزخ کے داروغہ۔ سب فرشتوں پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا فرض اور ان کی جناب میں گستاخی کفر، جیسے بعض لوگ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو برا کہنے لگتے ہیں، یا بعضے بے باک حضرت جبریل علیہ السلام سے اماموں کا یا مولیٰ علی کا رتبہ بڑھاتے ہیں اور جبریل کو ان کا شاگرد بتاتے ہیں، یا ذوالفقار کی تعریف میں کہتے ہیں اس سے جبرئیل کے پر کٹ گئے؛ یہ سب باتیں شیطنت و گمراہی کی ہیں۔ اللہ بچائے!

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہم السلام

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے اپنے پیارے بندوں کو چنا اور اپنا نبی و رسول کیا، انھیں خدا کا حکم وحی سے پہنچتا اور وہ بندوں کو پہنچاتے، یہ مرتبہ کسی کو کسب و ریاضت سے نہ ملا، خدا کی دین تھی جسے چاہا دیا، پھر ان میں بعض ایسے ہوئے جن پر اللہ کی کتابیں بھی اتریں، وہ رسول کہلائے۔ انبیا کی گنتی معین کرنا نہ چاہیے، یوں کہے کہ ہم خدا کے سب نبیوں پر ایمان لائے۔

پیغمبر سب معصوم ہوتے ہیں، اللہ نے ان کی پاک طبیعتوں، ستھری طینتوں میں ایسا مادہ رکھا ہے کہ گناہ ان کے پاس ہو کر نہیں نکلتا اور شیطان کا ہرگز ان پر قابو نہیں چلتا، اور ان کی عصمت فرشتوں کی عصمت سے بہتر ہے کہ فرشتے تو خدا کی فرماں برداری میں مجبور ہیں، ان میں گناہ کی طاقت ہی نہیں اور انبیا چاہتے تو گناہ کر سکتے مگر ان کے دل خدا کی یاد میں ایسے ڈوب گئے کہ گناہ کا خیال بھی نہیں گزرتا۔ انبیا و ملائکہ کے سوا جہان میں اور کوئی معصوم نہیں، نہ صحابہ، نہ اہل بیت، نہ اولیا، نہ کوئی، اگرچہ اللہ کی عنایت بعض بندوں پر رہتی ہے کہ وہ گناہ نہیں کرتے اور وہ شیطان کی طرف سے خوب ہوشیار رہتے ہیں، مگر عصمت جس کا نام ہے وہ نوعِ بشر میں انبیا ہی کے لیے خاص ہے۔ وہ سب چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں اور شریعت کے پہنچانے میں ان پر بھول چوک بھی روا نہیں۔

وہ سب اللہ کے نہایت محبوب و مقبول بندے ہیں، کوئی مخلوق خدا کی یہاں تک کہ مقرب فرشتے

بھی ان کے درجے کو نہیں پہنچتے، اللہ سے جو نزدیکی اور اس کی بارگاہ میں جو عزت پیغمبروں کو ہے کسی کو نہیں، اور جس قدر خدا کو پیارے ہیں کوئی نہیں، پھر جو کوئی کسی ولی یا صحابی یا امام کو پیغمبروں سے بہتر بتائے کافر ہے، کسی پیغمبر کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر، جو کچھ وہ خدا کے پاس سے لائے سب حق ہے، ہم سب پر ایمان لائے۔

سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہوئے، جو آدمیوں کے باپ ہیں، اور سب سے پچھلے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو سب انبیا کے سردار ہیں، ہمارے حضور کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، ان کے بعد نوح وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کہ یہ پانچوں حضرات اولوالعزم کہلاتے ہیں، ان کے سوا ادریس ولوط واسمٰعیل واسحاق ویعقوب ویوسف وہود وہارون وسلیمان وداؤد وزکریا ویحییٰ وشعیب والیسع وذوالکفل وصالح ویونس والیاس وایوب علیہم السلام وغیرہم۔

لاکھ سے کئی ہزار زیادہ پیغمبر ہوئے، عورت کوئی پیغمبر نہ ہوئی، نہ جنوں میں کوئی نبی ہوا۔ نبوت بعد موت کے چھن نہیں جاتی، وہ سب اب بھی نبی ہیں جیسے جب تھے، وہ بس ایک آن کو مرتے ہیں پھر ان کی روحیں بدن میں لوٹ آتی ہیں، اور جیسے دنیا میں زندہ تھے اس سے بہتر زندگی پاتے ہیں، اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، رزق دیے جاتے ہیں، زمین پر ان کا بدن کھانا حرام ہے، اللہ نے انھیں اختیار دیا ہے کہ قبروں سے نکل کر جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، عالم میں تصرف فرماتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں شہیدوں کو زندہ بتایا اور انھیں مردہ کہنے سے منع فرمایا، پھر ان سے اور پیغمبروں سے کیا نسبت، پیغمبروں کی زندگی ان سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو کنواری عورت ستھری بتول مریم کے پیٹ سے بن باپ کے پیدا کیا، وہ اور نبیوں کی طرح اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ نے انھیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا، نہ وہ قتل ہوئے، نہ سولی دی گئی، قیامت کے قریب اتریں گے، اور ہمارے نبی کی امت میں داخل ہو کر اُن کے دین کو رواج دیں گے۔ اللہ کے بے شمار درود یں اُس کے سب پیغمبروں پر۔

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تمام جہان سے پہلے بنا اور سب انبیا کے بعد ظہور ہوا، حضور کے بعد دنیا کے پردہ پر خدا کی مخلوق میں کہیں کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ نے انھیں خاتم النبیین فرمایا اور اس کے یہی معنی ہیں کہ سب نبیوں کے پچھلے، جو اس کا انکار کرے اور خاتم النبیین کے معنی بدلے، بے شک

کافر ہے۔ اگلے پیمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے، ہمارے مولیٰ تمام مخلوق خدا کے نبی ہوئے، اگلی پچھلی، مری جیتی، اِبتداے مخلوقات سے قیامت تک سب کو حضور کی نبوت شامل، یہاں تک کہ انبیا بھی اُن کی اُمت میں داخل۔ پیغمبروں کو خدا نے اسی اِقرار پر نبوت دی کہ اگر تم احمد ﷺ کا زمانہ پانا تو اُس کی مدد کرنا اور اس پر اِیمان لانا، سب پیمبر اپنی اُمتوں کو ہمارے نبی کے آنے کی بشارت دیتے، اور ان کی خوبیاں بیان کرتے، اور اپنی مجلسوں میں ان کی یاد سے زینت بڑھاتے، اور اسے رضامندیِ خدا کا سبب جانتے۔

اللہ کے خزانۂ قدرت میں جس قدر خوبیاں تھیں سب ہمارے نبی کو عطا ہوئیں، تمام انبیا و ملائکہ پر بزرگی ملی، کوئی ان کے رُتبہ تک نہیں پہنچ سکتا، ان کا ہم سر جہاں میں ہوا نہ ہو، جو کہے عالم میں کوئی پیمبر یا فرشتہ مرتبہ میں اُن سے بہتر یا ان کے برابر تھا یا ہے یا ہوگا کافر مطلق ہے، جتنے کمال سب پیمبروں کو ملے وہ سب اور اُن سے ہزاروں حصے زیادہ ہمارے نبی کو عطا ہوئے، ہمارے نبی کے برابر خدا کو کوئی پیارا نہیں، انہیں کے لیے جہان کو بنایا اور دنیا و آخرت کا کارخانہ پھیلایا، وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، اور ان کی یاد بعینہٖ خدا کی یاد ہے، جو ان کی یاد سے منہ پھیرے جہنم میں جائے، مسلمانوں کو ان کا ذکر سنانا عبادت اور دونوں جہان کی سعادت۔

معراج کو اسی جسم کے ساتھ گئے، آسمانوں کی سیر کی، جنت دوزخ ملاحظہ فرمائے، ساتوں آسمانوں سے پرے تشریف لے گئے، یہاں تک کہ وہاں پہنچے جہاں کسی نبی، فرشتہ کی رسائی نہیں، دیدارِ خدا آنکھوں سے دیکھا، کلامِ الٰہی خود سنا، بیچ میں کوئی پیامی نہ تھا، بے شمار نعمتوں سے خدا نے نوازا، تھوڑی دیر میں دولت خانہ کو واپس آئے اور ہزارہا برس کی راہ قطع کر آئے۔

اللہ کی بارگاہ سے انھیں گنہ گاروں کی شفاعت کا اِذن مل گیا، دنیا میں بھی شفاعت کرتے تھے، قبر میں بھی شفاعت کرتے ہیں، قیامت کے دن کسی نبی یا فرشتہ کی مجال نہ ہوگی کہ اللہ کے یہاں سفارش کرے، وہی شفاعت کا دروازہ کھولیں گے اور ان کی شفاعت سے بے شمار گنہ گار بخشے جائیں گے، اگر چہ کفر کے سوا کیسے ہی بڑے گناہوں میں عمر گزاری ہو اور بے توبہ مر گئے ہوں، اور انھیں مرتبہ شفاعت اسی سبب سے ملا کہ خدا کے یہاں اُن کی عزت سب سے بڑی ہے اور وہ سب سے زیادہ خدا کو پیارے ہیں، اس کا منکر پکا بد دین ہے۔

جو کوئی اُن کی شان میں ادنیٰ گستاخی کرے یا تحقیر کی نگاہ سے ان کے ناخنوں کو بڑھا ہوا، یا

کپڑوں کو میلا بتائے فوراً ایمان جاتا رہے، ان کی عزت خدا کی بارگاہ میں بلاتشبیہ ایسی ہے جیسی بادشاہ کے دربار میں وزیراعظم کی ہوتی ہے، اس سے گھٹا کر جو چپراسی یا خان ساماں یا کسی اور نیچے منصب سے نسبت دے اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، ان کی شریعت سب شریعتوں اور ان کی اُمت سب امتوں سے بہتر ہے، اگلی سب شریعتیں ان کی شرع نے منسوخ کر دیں یعنی ان کا حکم ختم ہوگیا اور اب یہ شریعت جاری ہوئی جو قیامت تک رہے گی، ایمان کے یہ معنی ہیں کہ اُنھیں اپنی جان اور ماں باپ اور بال بچوں سب سے زیادہ چاہے، اگر زبان سے کلمہ پڑھتا ہے اور نماز اور روزہ خوب بجالاتا ہے اور ہمارے پیارے نبی سے محبت نہیں رکھتا بے شک کافر ہے۔

اللہ نے ان کے ہاتھ پر معجزے ظاہر فرمائے، چاند ان کے اشارے سے دو ٹکڑے ہوگیا، اور اس کا شق ہونا انہیں کا معجزہ تھا، اس میں کلام کرنے والا صریح بہکا ہوا ہے۔ اللہ نے انھیں ظاہر اور چھپی باتوں پر اِطلاع دی، عالم میں جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا ہے سب بتادیا، انھیں اپنی بارگاہ کا پورا نائب و مختار کیا، سارے جہان میں ان کا حکم جاری، خدا کے فرشتے ان کے تابع فرمان، دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی سرکار سے ملتا ہے، خزانوں کا مالک خدا اور اس کے حکم سے بانٹنے والے مصطفیٰ ﷺ، جو چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے، ان کی موت بس قسم کھانے کو تھی، ہماری نگاہوں سے چھپ گئے، قبر شریف میں اگلی زندگی سے بہتر زندہ ہیں۔ ہمارا درود و سلام انھیں پہنچتا ہے، وہ جواب دیتے ہیں، ہمارے اعمال ان کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور برائیوں پر اِستغفار فرماتے ہیں۔

جو اُنھیں مردہ سمجھے اُس بدبخت کا دل مردہ ہے، جو کہے وہ مر کر مٹی میں مل گئے وہ مردود دوزخ کا کُندہ ہے، اُنھیں مشکلوں میں پکارنا اور ان سے مدد مانگنا بے شک جائز ہے، ان کے وسیلے کے بغیر کوئی نعمت نہیں ملتی، اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ بھی طاقت دی کہ جو ان سے مدد مانگے اس کی مدد کریں اور جو انھیں آفت میں پکارے اُس کی مصیبت ٹال دیں اور ہم جو اُنھیں یہاں سے پکارتے ہیں تو عجب نہیں کہ فرشتے ہماری عرض ان تک پہنچائیں جیسے درود و سلام پہنچاتے ہیں یا حضور خود سن لیں جیسے پانچ سو برس کی راہ سے آسمان کے دروازہ کھلنے کی آواز سن لی، اور فرشتوں کے بوجھ سے جو آسمان چرچراتا ہے اس کی آواز سنتے ہیں۔ اسی طرح ان کے صدقہ میں امت کے بعض اولیا کو بھی یہ منصب ملا، خصوصاً حضرت مولیٰ علی و حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہما۔

مگر مدد یوں سمجھ کر مانگے کہ مستقل حاجت کاروا کرنے والا ایک اللہ ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، مالک وہی ہے اور یہ اس کے پیارے، اس کے حکم سے بانٹنے والے، اس کی سرکار کے مختار بندے، انھیں خدا نے قدرت دی اور اپنی رحمت کے خزانوں پر دست رس بخشی، یہ اپنی طرف سے ایک ذرہ لینے دینے کی طاقت نہیں رکھتے، میں حقیقت میں خدا سے مانگتا ہوں اور انھیں بیچ میں وسیلہ کرتا ہوں اور جو کہیں یہ خیال کیا کہ کسی مخلوق کو اپنی ذات سے ایک شمہ قدرت ہے اُسی وقت ایمان جاتا رہے گا، نبی ہو یا ولی سب اللہ کے بندے اور اس کے محتاج، وہی جانتے ہیں جو خدا بتادے اور وہی کر سکتے ہیں جو خدا کرادے، اس نے اپنے فضل سے انھیں بڑے بڑے علم، بھاری بھاری قدرتیں دیں، وہ بندے ہیں مگر مالک کے پیارے اور آدمی ہیں مگر نہ ہم جیسے، پھر ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا تو کہنا ہی کیا ہے، خدا کے بعد ان کی عظمت ہے، گویا وہ ذاتِ پاک بالکل ذاتِ الٰہی کا آئینہ ہے۔

ان کے روضۂ پاک کی زیارت دو جہاں کی سعادت اور اپنے تئیں اس سے محروم رکھنا کامل ایمان دار کا کام نہیں، مسلمان کو اس میں ضرور اہتمام چاہیے اور خاص اس نیت سے کہ حضور کے روضۂ پاک کی زیارت کریں گے مدینۂ شریفہ کو ہزاروں منزل سے سفر کرنا بے شک جائز اور بے حد برکتوں کا موجب، اِسی طرح مزاراتِ اولیا کے لیے بھی سفر روا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب ان کی اولاد اور ان کے دین کے علما اور ان کے شہر مکہ و مدینہ کی بھی تعظیم فرض ہے، وہاں کے رہنے والوں کو حضور کا ہم سایہ جان کر بڑی توقیر کرے، اسی طرح جو چیز حضور کی طرف منسوب ہو موے شریف یا جبہ شریف یا قدم شریف یا جو کچھ ہو اس کی تعظیم مسلمانوں پر ضرور، اور یہ خیالات دل میں لانا کہ ان چیزوں کا اصلی ہونا ہمیں کیسے معلوم ہو شیطانی خیال ہے، اگر اصل میں وہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی اور تم نے تعظیم نہ کی تو بڑے گنہ گار ہوئے اور نہ ہوئی تو تم اپنی نیت پر ثواب پاؤ گے۔ ہاں، جو کوئی تصویر حضور کی بتائے تو اس کی زیارت نہ چاہیے کہ وہاں نہ تعظیم کرتے بن پڑے گی، نہ بے تعظیمی، اور دل کو یوں سمجھا لے کہ اگر یہ تصویر صحیح نہیں تو دیکھنے کی کیا ضرورت اور صحیح ہے تو دیکھنے کے قابل آنکھیں کہاں سے لاؤں، اللہ دنیا و آخرت میں ان کے دیدار سے محروم نہ کرے۔ آمین!

حضور کے آل واصحاب

پیغمبروں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا درجہ ہے، اُمت کا کوئی ولی کیسے ہی بڑے رتبہ کا ہو کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا، خدا کی درگاہ میں جو نزدیکی و عزت انھیں حاصل اُمت میں دوسرے کو

نہیں، ان سب کی تعظیم فرض اور ان کی شان میں گستاخی گم راہی، ان کی محبت ایمان کی علامت اور ان میں کسی سے دل کشیدہ رکھنا نفاق کی نشانی، وہ سب کے سب اللہ کے بڑے محبوب اور نہایت نیک بندے، خدا سے بڑے ڈرنے والے تھے، ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے زیادہ مضبوط تھا، جو ان میں سے کسی کو فاسق بتائے آپ فاسق بد دین ہے۔

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی ہزار او پر ایک لاکھ تھے، ان میں سے ہیں : ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: حضور کے یار غار اور بڑے جاں نثار، ان کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی پیاری بی بی تھیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ: ان کے سایہ سے شیطان بھاگتا، ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بھی حضور کو بیاہی تھیں اور یہ دونوں صاحب ہمارے نبی کے وزیر اور ہر کام میں مشیر تھے، حضور کے یہاں ان کی بڑی قدر تھی۔ عثمان غنی : رضی اللہ عنہ انھیں حضور کی دو بیٹیاں حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت بی بی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا بیاہی تھیں۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ: حضور کے چچازاد بھائی تھے، ان کے نکاح میں حضور کی سب سے زیادہ پیاری بیٹی حضرت خاتونِ جنت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ چاروں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے ایک بعد دوسرے کے، حضور کی جگہ مسند پر بیٹھے اور دین کے کام خوب جاری کیے، ہر ایک خلیفہ برحق تھا، ان میں کوئی ظالم اور غیر کا حق چھیننے والا نہ تھا، جو ایسا گمان کرے اپنے ایمان کا دشمن ہے۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، چھ یہ اور چار وہ، ان دسوں کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ساتھ جنت کی بشارت دی اور یہ دسوں قطعی جنتی ہیں۔

اور ان کے سوا حضور کی صاحب زادی حضرت بی بی زہرا رضی اللہ عنہا اور حضور کے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضور کی بی بیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضور کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ و حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے سوا اور صحابہ بھی قطعی جنتی ہیں، اور صحابیوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن جن کا نام پاک حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں تھیں، یہ سب صاحب اور باقی تمام صحابہ سب بڑے رتبہ والے تھے، ان میں سے کسی پر طعن کرنا اپنے دین کی شامت لگانا ہے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا دامن پاک جھوٹوں کے بہتان سے بری تھا، اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کے پاک ستھرے ہونے کی گواہی دیتا ہے، پھر جو ایسی تہمت سے اپنی زبان گندی کرے کافر ہے۔ حضور کی سب

بی بیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

صحابہ کی شکررنجیاں

صحابہ کی آپس میں جو بعض شکررنجیاں ہوگئیں جیسے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لڑے یا حضرت بی بی عائشہ، اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے ان سے مقابلہ کیا، یہ سب رنجشیں دونوں طرف سے فقط دین کی خیر خواہی میں تھیں، ایک کی نظر میں ایک بات دین کے لیے زیادہ بہتر معلوم ہوئی، دوسرے کی رائے میں وہ بات نامناسب ٹھہری، اس پر جھگڑا ہوا، ان وقائع میں بے جا غور کرنا حرام ہے، ہمارا کیا منہ کہ ان کے معاملہ میں دخل دیں یا خدا کی پناہ ایک کے پیچھے دوسرے کو برا کہنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو میرے اصحاب کو برا کہے گا اُس پر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت، خدا اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

اور فرماتے ہیں: خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انھیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد، جو ان سے محبت رکھتا ہے میری محبت کے سبب ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بیر رکھتا ہے میرے باعث ان سے بیر رکھتا ہے اور جس نے انھیں ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے خدا کو ستایا اور جس نے خدا کو ستایا تو قریب ہے کہ خدا اسے گرفتار کرے۔

پھر مسلمان سے کیسے ہوسکے کہ ان میں سے کسی کو برا کہے یا اس کی محبت دل میں نہ رکھے۔ ہاں، اتنا سمجھنا ضرور ہے کہ ان سب لڑائیوں میں حق حضرت مولیٰ علی کی طرف تھا اور دوسری طرف والے خطا و غلطی پر، مگر نہ ایسی خطا جس پر انھیں برا ٹھہرانا روا ہو۔ قرآن فرما چکا ہے: اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش۔ بس اسی پر ایمان رکھنا چاہیے۔

تفضیل کی تفصیل

صحابہ تمام اُمت سے افضل ہیں اور صحابہ میں سب سے افضل اور اللہ کے نزدیک رتبہ اور عزت میں سب سے زیادہ اور خدا سے بہت نزدیک حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی اور افضل کے یہی معنی ہیں کہ اوروں سے رتبہ میں بڑا اور خدا کے یہاں عزت و وجاہت و ثواب و کرامت میں زیادہ ہو۔ ہم سنی ان باتوں میں حضرت صدیق اکبر کو انبیا و مرسلین کے بعد تمام جہان سے بڑھ کر مانتے ہیں اور شیعہ حضرت مولیٰ علی کو۔ پھر ہمارا گواہ قرآن و حدیث، ان کے لیے کوئی گواہ

نہیں۔ مگر سب خوبیوں اور سب کمالات میں ایک کو دوسرے پر زیادتی نہیں۔

اور منصب ولایتِ مولیٰ علی بعد شیخین اس قدر ارفع اور اعلیٰ ہے کہ بے توسط ان کے کوئی شخص درجہ ولایت اور غوثیت اور قطبیت و ابدالیت وغیرہ کو پہنچ نہیں سکتا ہے، بعض نعمتیں حضرت مولیٰ علی کو ایسی ملیں کہ صدیق اور فاروق میں نہ تھیں، مگر قرآن و حدیث سے ثابت کہ مرتبہ بڑا صدیق و فاروق کا ہے۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں: جو صدیق و فاروق پر مجھے بڑھائے گا مفتری ہے، میں اُسے اسی کوڑے ماروں گا۔

اور اسی سے بہ خوبی ثابت ہوا کہ اکثریت ثواب عند اللہ اور قرب رب الارباب اور ولایت اور معرفت میں بھی صدیق اور فاروق کا مرتبہ زیادہ ہے، اس واسطے کہ مصداق افضلیت کہ مسئلہ یقینی اجماعی ہے، بغیر اس کے تسلیم کے ممکن نہیں ہے۔ ہاں، لوگوں کو دولتِ ولایت اور عرفان بانٹنے اور خدا تک پہنچانے کا منصب حضرت مولیٰ علی کے لیے کل صحابہ کرام سے زائد ہے، اس میں اور جزئی خوبیوں میں مولیٰ علی زیادہ ہیں۔ یہی مضمون شرع سے ثابت، اور ایسا ہی صوفیہ کرام کا عقیدہ۔ حضرت بی بی فاطمہ جنت کی سب بی بیوں اور حضرت امام حسن و حضرت امام حسین جنت کے سب جوانوں کے سردار ہیں۔ ان سے سچی محبت رکھنے والا جنتی اور بغض رکھنے والا جہنمی ہے۔ اللہ پناہ دے!

اِیمان و کفر و شرک و بدعت کی بحث

اِیمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کا نام ہے اُن سب باتوں میں جو وہ اللہ کے پاس سے لائے اور ان کا دین سے ہونا ایسا صریح مشہور ہو کہ کسی پر چھپا نہ رہے، ایسی باتوں کو ضروریاتِ دین کہتے ہیں جیسے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کی فرضیت، زنا، ظلم، جھوٹ، قتل ناحق کی حرمت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی عظمت، حضور کے اوپر ختم نبوت، قرآنِ موجود کا بے کمی زیادتی کلامِ الٰہی ہونا اور اس کے سوا اور بہت عقیدے جن کے خلاف کو ہم اوپر کفر لکھ آئے اسی قسم کی باتوں سے انکار، یا ان میں شک لانے سے آدمی کافر ہوتا ہے، باقی کیسا ہی بڑا گناہ ہو مسلمان کو اِیمان سے خارج نہیں کرتا۔

کافر ہمیشہ دوزخ میں جلیں گے، کبھی ان کا عذاب کم نہ ہوگا، اور کبیرہ گناہ والے اگرچہ بے توبہ مر گئے ہوں ہمیشہ نہ رہیں گے، بل کہ اللہ چاہے تو اپنی رحمت یا نبی کی شفاعت سے بے عذاب بخش دے یا اول آگ میں ڈال کر پاک کر لے پھر جنت بھیجے، آخر ہر مسلمان کا بہشت میں جانا اور پھر کبھی اس سے

نہ نکلنا ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جو کچھ ہے جسے چاہے معاف کر دے اور چاہے تو چھوٹے چھوٹے گناہوں پر عذاب کرے۔کسی کلمہ گو کو کافر کہہ دینے میں بڑی احتیاط چاہیے۔ہم کسی خاص شخص کا نام لے کر لعنت نہیں کرتے،کیا معلوم شاید خاتمہ ایمان پر ہو،ہاں یوں کہتے ہیں کہ سب کافروں پر خدا کی لعنت یا خاص لعنت روا ہے تو ان پر جن کا دنیا سے کافر جانا یقینی ہے جیسے ابلیس، فرعون، قارون، ہامان، نمرود، ابو جہل، ابولہب وغیرہم لعنھم اللہ، اسی لیے ٹھیک تحقیق بات یہی ہے کہ یزید پلید پر لعنت میں سکوت انسب و اولیٰ اور اسلم ہے،اور یہی ہے مذہب ابوحنیفہ کا،اور مانعین اور مجوزین لعن بھی داخل اہل سنت ہیں، ہم اسے کافر کہیں نہ مسلمان، اتنا جانتے ہیں کہ حد بھر کا خبیث، مفسد، بد دین، ظالم تھا، ہر مسلمان کو اس سے نفرت چاہیے، ہر مسلمان اپنے مسلمان ہونے میں شک نہ کرے کہ شک ایمان کے خلاف ہے، لیکن ہر وقت اس سے کانپتا رہے کہ دل خدا کے ہاتھ ہے جدھر چاہے پھیر دے، مَیں ضعیف اور ابلیس سا دشمن ہر وقت گھات میں، اللہ ہی ایمان کی خیر رکھے اور دنیا سے مسلمان اٹھائے۔آمین!

غیر خدا کو خدا ٹھہرانا شرک ہے اور یہ قسم کفر کی سب قسموں سے بدتر ہے، اس کے سوا اور کسی وجہ سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔ دین میں جو بات نئی نکالی جائے اور شریعت میں اُس کی کسی طرح اصل نہ ہو، بل کہ شرع کا کاٹ کرے تو وہ بات بدعت سیئہ اور گمراہی وضلالت ہوتی ہے، جیسے رافضیوں، خارجیوں، وہابیوں کا مذہب، علم تعزیے، ماتم، مرثیے جس طرح اس زمانے میں رائج ہیں اور جو ایسی نہ ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا جیسے مجلس میلاد شریف وغیرہ بہ ہیئت مروجہ حرمین شریفین وغیرہ کے۔

قیامت وآخرت کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ آئندہ باتوں کی خبریں دیں، سب حق ہیں، انھیں میں سے ہیں قیامت کی نشانیاں دجال کا فتنہ، امام مہدی کی خلافت، عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا، دجال کو قتل کرنا، عالم میں دین کا ڈنکا بجا دینا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، زمین سے ایک چارپایہ کا بر آمد ہونا اور ہر مسلمان کے ماتھے پر عصا سے نورانی نشان کرنا، کافروں کی پیشانی پر انگشتری سے سیاہ داغ بنانا اور اس کے سوا اور بہت علامتیں آنا، پھر صور کا پھونکنا، زمین، آسمان اور ان کے اندر جو مخلوق ہے سب کا فنا ہونا، پہاڑوں کا روئی کے گالوں کی طرح اڑنا، ستاروں کا ٹوٹنا، آسمانوں کا پھٹنا، پھر جلانے کا صور پھونکنا، سب کا جینا، مُردوں کا قبروں سے نکلنا، خدا کے حضور حاضر ہونا، ہاتھوں میں نامۂ اعمال کا دیا

جانا، نیکی بدی کا حساب لینا، دو پلّوں کے ترازو کھڑے ہونا، ان میں اعمال تلنا، کچھ لوگوں کا بے حساب بخشا جانا، رسول اللہ ﷺ کا شفاعت فرمانا، ان کی شفاعت سے بے گنتی گنہ گاروں کا نجات پانا، دوزخ کی پیٹھ پر پل صراط رکھنا جس کی دھار تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے بڑھ کر باریک اور ہزاروں برس کی راہ ہے، پھر اس پر سب کا گزرنا، کافروں کا کٹ کر جہنم میں گرنا، مسلمانوں کا اپنے اعمال کے موافق جلد یا دیر میں اترنا، رسول اللہ ﷺ کو حوضِ کوثر عطا ہونا، جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، مسلمانوں کا اسے پینا، پھر کبھی پیاس نہ لگنا، اور اس کے سوا جو خبریں حضور نے دی ہیں سب حق ہیں۔

جنت، دوزخ دو مکان ہیں، مدت سے تیار اور اب بھی موجود ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، ان کے لیے کبھی فنا نہیں، جو ان میں جائیں گے کبھی نہ مریں گے، نہ بہشتیوں کی نعمت یا دوزخیوں کا عذاب ختم ہو، آخرت میں مسلمانوں کو بے شک خدا کا دیدار ہوگا، مگر وہ دیکھنا مقابلہ و جہت و رنگ و کیفیت سے پاک ہوگا، اِس قدر ایمان ہے کہ دیکھیں گے، یہ نہیں جانتے کیوں کر دیکھیں گے، خدا آنکھ میں سمانے کا نہیں اور دیدار میں فرق آنے کا نہیں۔ اللہ نصیب فرمائے!

متفرق مسئلے

آدمی مر کر پتھر نہیں ہو جاتا، بل کہ اس کی سمجھ بوجھ خوب باقی رہتی ہے، قبر میں نیکوں کی روح و جسم کو نعمت ملنا اور بدوں کی جان و تن پر عذاب ہونا حق ہے، منکر نکیر کا سوال حق ہے۔ کراماتِ اولیا حق ہے۔ کوئی ولی کیسے ہی رتبہ کا ہو انبیا کی بزرگی کو نہیں پہنچتا، نہ کوئی بندہ اس رتبے کو پہنچے کہ شریعت کے احکام اس پر سے اتر جائیں۔ بے پیرویِ شریعت خدا تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ غیر خدا کو سجدہ اگر عبادت کی نیت سے ہو کفر ہے، ورنہ حرام، انبیا، اولیا کی قبر کو سجدہ بھی یہی حکم رکھتا ہے، اور غیر کعبہ کا طواف روا نہیں۔ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا فرض، جو اور طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز بتائے کہ خدا کا منہ ہر طرف ہے، ہم جدھر چاہیں نماز پڑھیں، کافر ہے۔

قرآن و حدیث میں بعض باتیں ایسی واقع ہوئیں جن کے معنی سمجھنے میں عقل عاجز ہے، اُنھیں متشابہات کہتے ہیں، ان میں ہم اپنی طرف سے گڑھت بناوٹ نہیں کرتے، بل کہ ان پر ویسے ہی ایمان لاتے ہیں اور اُن کا مطلب سپرد بہ خدا کرتے ہیں، اور جو باتیں ان کے سوا ہیں ان سے وہی معنی مراد ہیں جو ظاہر میں سمجھ میں آتے ہیں، ان میں جھوٹی پھیر پھار کرنا بے ایمانی۔

مُردوں کو زندوں کی دعا اور خیرات سے نفع پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ دعاؤں کا قبول کرنے والا اور حاجتوں کا روا فرمانے والا ہے۔ مولیٰ علی کے باپ ابو طالب کافر مرے، اور بہ لحاظ عار و حمیت باوجود معرفت کے دین اسلام اختیار نہ کیا۔ بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ سے کفران کا ثابت ہے، مگر سب کافروں میں عذاب اُن کا اہون ہے از رُوے احادیث و متفقہ علیہا کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماں باپ کو برا کہنا روا نہیں کہ ہم اللہ سے امید واثق رکھتے ہیں کہ اگر چہ وہ عہد نبوت اسلام سے پہلے مرے زمانۂ فترت میں، مگر ہرگز دوزخ انھیں نہ چھوئے گی۔

نماز ہر مسلمان کے پیچھے ہو جاتی ہے اگر چہ بد مذہبوں اور فاسقوں کے پیچھے مکروہ ہے۔ موزوں پر مسح درست ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی ،امام مالک، امام احمد چاروں امام حق پر تھے، انھوں نے قرآن و حدیث میں غور کر کے دین کے مسئلے نکالے اور اُمت پر آسانی کر دی، ایسے لوگوں کو مجتہد کہتے ہیں، ان چاروں میں جس کی پیروی کر لے گا شرع پر چلنے کو کافی ہے۔ کسی کو برا سمجھنا یا اس کے کسی مذہب سے نفرت کرنا بڑی ناشکری' بھاری بے سمجھ کا کام ہے، نہ یہ چاہیے کہ ہر طرف بھٹکتے پھرو، ایک کا دامن پکڑ لینے میں کیا حرج ہے۔ مجتہد جب فکر کر کے مسئلہ نکالتا ہے تو اس سے کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے مگر وہ اس غلطی پر بھی ثواب پاتا ہے۔

شریعت سے ٹھٹھا اور اس کی تحقیر کرنا کفر ہے۔ ہنسی کی راہ سے کفر کا مرتکب ہونا بھی کفر ہے۔ جو کوئی نجومی یا پنڈت یا رمال کی باتوں پر یقین لائے اور انھیں غیب کا حال جاننے والا بتائے' کافر ہو جائے۔ خدا کی رحمت سے بالکل نا اُمید یا اس کے غضب سے بالکل نڈر ہو جانا کفر ہے۔ ایمان خوف و رجا کے درمیان ہے اور جان لو کہ خدا کا عذاب سخت اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ صَحْبِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ۔

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال

…بل شیخین بر ختنین و نحو ایشان رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ مسئلہ مشہورہ عقاید سنیان است
…ت و چہ معنی دارد و آنچہ کہ مراد و مختار از آن نزد جمہور علمای متکلمین و جمہور صوفیہ کرام اہل
…نت و جماعت باشد از آن آگاہی دادہ شوم و فقیر را مجرد الاطلاع بر مذہب سنیان
…دایت جواب مجرد اعن الدلائل از زبانی شود بینوا توجروا جواب - بدانکہ از تتبع و تفحص
…مقالات علمای عظام و صوفیہ کرام درین مسئلہ چنان بظہور پیوستہ کہ شیخین را بر ختنین
…اصحاب با صفا و اہل بیت مجتبی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین تفضیل است والمراد
…ضیلۃ ہہنا کونہ اکثر ثوابا عند اللہ تعالی بما کسب من الخیر و اعظم عند اللہ قدرا و منزلا لا انہ اعلم
…ا و اقرا و اشجع او نحو ذلک من الفضائل الجزئیۃ المختصۃ بحضرۃ المرتضی او غیرہ من الصحابۃ
…ی اللہ تعالی عنہم اجمعین فان صیغۃ افضل موضوعۃ للزیادۃ فی المعنی المصدری و تعدادہم
…ان یکون بوجہ ما لیس مرادا او لا تصلح موردا للنزاع لما علم من اختصاص کثیر من الصحابۃ

بنا است که در کتب مشایخ حضرت ایشان را اکثر بلفظ سر حلقهٔ اولیاء و آدم اولیاء و خاتم
[illegible]یت محمدیه و اصل شجرهٔ ولایت احمدیه و مظهر اتم و اکمل ولایت مصطفویه و خلیفه
[illegible]نبوی وغیره تعبیر نموده اند و هر چند که این مرتبهٔ تکمیلیت در دیگران هم مثل حضرت صدیق
رضی الله عنه وغیره مشترک بود اما بر سبیل قلت و ندرت زیرا که بحر فیضان سلسله
نقشبندیه در دیگر سلاسل قادریه چشتیه سهروردیه وغیره در دیار ما یان یافته نمیشود فلهذا
سلسلهٔ اکثر مشایخ بحضرت علی علیه السلام منتهی میشود و این مرتبه مانع تفضیل شیخین بر ختنین
[illegible]نیست زیرا که مراد از ان ترقیت بمقام قربت بحق سبحانه و تعالی که دیگرے بدان ترقی و
[illegible] نرسیده باشد و مراد ازین تنزل است بعد ترقی از مقام قربت برائے تکمیل
[illegible]قصان پس هر دو مقام جدا است یکے با دیگرے منافات ندارد و لا تنافی ذلک
رجحان الغیر فی الاحاد و الاخر پس از هر دو منصب و مقام هر کرا خواست اقامت عطا
[illegible]د و ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم وصلی الله تعالی علی خیر خلقه
سیدنا محمد و اله و اصحابه و اولیاء امته اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین و اخر دعوانا ان
الحمد لله رب العلمین هذا فی کتب علم الکلام والعقاید والحقایق والتصوف والسلوک
فمن شاء الاطلاع علیها فلیرجع الیها سیما الی رسالتی المسماة بدلیل الیقین من کلمات
العارفین فقط ف بدانکه مسئله تفضیل قطعی است یا ظنی بحسب اختلاف ائمه دین پس
[illegible] بهر حال واجب القبول است زیرا که قطعی در شرع شریف حکم فرض دارد و ظنی حکم
[illegible]ب و ترک و طرد هر دو موجب عتاب و عقابست ف بدانکه ماده ولایت ولی است

و او ہر جا خبر رسید ہذا از معنی قرب وجود نیست حاصل ولایت مگر قرب حضرت حق سبحانہ وتعالی
و آن بر دو قسم است ولایت عامہ و ولایت خاصہ ولایت عامہ مشترکست میان ہمہ
مومنان قال اللہ تعالی اللہ ولی الذین آمنوا الآیہ و ولایت خاصہ مخصوص است بواصلان
از ارباب سلوک وہی عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وبقائہ بہ فالولی ہو الفانی فیہ والباقی بہ
و فنا عبارت است از نہایت سیر الی اللہ و بقا عبارت است از بدایت سیر فی اللہ چہ
سیر الی اللہ وقتی منتہی شود کہ بادیہ وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی اللہ آنگاہ
متحقق شود کہ بندہ را بعد از فناء مطلق وجودی و ذاتی مطہر از لوث حدثان ارزانی دارند تا بدان
در عالم اتصاف باوصاف الہی و تخلق باخلاق ربانی ترقی کند فقط من نفحات بدانکہ اہل
وصول بعد از انبیا صلوۃ الرحمن علیہم دو طائفہ اند اول مشایخ صوفیہ کہ بواسطہ کمال متابعت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ وصول یافتہ اند و بعد از ان در رجوع برائے دعوۃ خلق
بطریق متابعت ماذون و مامور شدہ اند این طائفہ کاملان مکمل اند کہ فضل و عنایت
ازلی ایشان را بعد از استغراق در عین جمع و لجہ توحید از شکم ماہی فنا بساحل تفرقہ
و میدان بقا خلاصی و مناصی ارزانی فرمودہ تا خلق را بہ نجات و درجات دلالت کنند و
اما طائفہ دوم آن جماعت اند کہ بعد از وصول بدرجہ کمال حوالہ تکمیل و رجوع بخلق بایشان
نرفت و غرقہ بحر جمع گشتند و در شکم ماہی فنا چنان ناچیز و مستہلک شدند کہ از ایشان
ہرگز خبرے و اثرے بساحل تفرقہ و ناحیت بقا نرسید و در سلک زمرہ سکان قباب
غیرت و قطان دیار حیرت انخراط یافتند و بعد از ان از کمال وصول ولایت تکمیل دیگران

بایشان مخصوص نگشت فقط من نفحات الانس ف وانکه گویند که نظر دقیق بالبداهة
میکند که مکمل از کامل محض افضل میباشد گوئیم آنگاه مے شود که هر دو در کاملیت برابر
باشند بعد ازان یکے را مرتبه مکملیت بخشند درینصورت البته آن مکمل را برابران کامل
فضل میتوان نهاد و اینجا چنین نیست زیرا که کاملیت شیخین بدلیل نص شارع که افضل
و خیر در حق انها وارد یافته و بدلیل اجماع جمهور ائمه دین بالضرورة از کاملیت دیگران فائق
و ممتاز باشد پس مکملیت دیگران در حق انها قادح در مانع افضلیت ایشان نخواهد شد گو فضل
مکملیت در حق دیگران ولایت بر فضیلت خاص وارد و آنها را افضلیت من حیث المجموع و
فضل کلی محمول نخواهد شد ف بدانکه افضلیت دو قسم است یکے اختصاصی از جانب
خدائے تعالی جل جلاله که بے سابقه عمل و بے تقدم خدمتی چیزے را بر چیزے فضل
بخشد و ترجیح دهد و مخصوص بنص شارع ثابت میشود اختلاف و منازعت را درین قسم
مجال نیست دوم جزائے که بمقابله عمل عطا میشود و ما نحن فیه همین قسم دوم است و مشتمل
بر منازعت و اختلاف همین قسم است و این قسم بدو وجه صادق مے آید یکے آنکه
فاضل از مفضول در فضل من جمیع الوجوه راجح بود یعنی در هر صفتی و کمالی که تصور کنند
او ازو نماید ترجیح دارد دوم آنکه چنان نشود بلکه در جمیع صفات و فضائل من حیث المجموع
رجحان دارد نه باعتبار فرادی فرادی و بهذا المعنی لا ینافی رجحان المفضول علی الفاضل
فی الاحاد الاخر و لا یرد النقض فی معنی الافضل ایضا لان صیغة افضل موضوع للزیادة
بالمعنی المصدری بالمعنی الاعم کما ذکرنا و التفضیل بالمعنی المذکور المعبر عنه بالفضل الکلی

۵

من ضروریات مذہب اہل السنۃ والجماعۃ وعلامتہم فلا محید للمدعی السنۃ عن
قبولہا والا لا یطلق علیہ لفظ اہل السنۃ والجماعۃ بل یطلق علیہ لفظ الشیعۃ المفضلۃ
ف وآنکہ بعضے نافہمان مراد از افضلیت صرف اولیت و سبقت در خلافت
دنیا و ستایت ظاہری و امارت و سلطنت انتظامی دنیوی میگیرند محض سفاہت ست
بدلیل آنکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ہر دو مامور بودند باطاعت عمرو بن العاص رضی
اللہ عنہ در غزوہ ذات السلاسل حالانکہ حضرات شیخین بالاتفاق افضل بودند از عمرو
بن العاص رضی اللہ عنہ از ینجا معلوم شد کہ وجوب طاعت شخصے بر شخصے نیز فضل
مطاع بر مطیع نمیکند و نیز از ینکہ نصوص افضلیت و ذکر کردن صحابہ مراد را او در محاورات
خود شان و اتفاق کردن ایشان بر تفضیل شیخین رض قبل از خلافت وقوع یافتہ
بلکہ احادیث بیعت صدیق دلالت صریحہ دارد کہ خلافت بربنای افضلیت شدہ انکہ
افضلیت مبنی بر خلافت باشد ف وکسانیکہ میگویند کہ نصوص افضلیت متعارض
اند میگوییم تعارض آنگاہ میشود کہ لفظے در حق دو کس وارد شود و دلالت بر افضلیت ہر دو کند
و عند التفحص چنین نیست بلکہ لفظ افضل و خیر کہ نص در مدعا است در حق شیخین رض ورود
یافتہ و لفظ سیادت و احبیت و شرف در حق حضرت علی کرم اللہ وجہہ و فاطمہ و
عائشہ رضی اللہ عنہما ورود یافتہ و این الفاظ دلالت بر فضیلت دارند نہ بر افضلیت
پس در حقیقت تعارض نیست اما نصوص در حق عثمان ذو النورین و علی رضی اللہ عنہما
متعارض اند کہ انجا ہم تفضیل عثمان رض مذہب جمہور است واللہ اعلم بالصواب

ف بدانکہ اگر ولایت خاصہ در ذات شیخین مسلم نداشتی مسئلۂ افضلیت

دین اسلام نشمرده اند کہ منکر آن کافر گردد مگر از ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت

اند کہ منکر آن خارج از دائره اہل سنت و جماعت است، راست نیاید زیرا کہ عقلاً حکم

غیر ولی از ولی افضل یعنی مذکور نمیشود ہمچنین اگر ولایت ذاتی و کمال نفسانی صفات

از سائر اولیا فائق نداشتی ہمین نقص باقی میماند زیرا کہ ولی از اعلیٰ ہم فضل یعنی مذکور نمیتوانم

شد لاجرم بالضرورة ولایت ذاتی و کمال نفسانی ایشان را فائق از ہمہ اولیاء اعتقاد باید کرد

و ہذا ہو عین نتیجۃ الافضیلۃ فی الحقیقۃ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب ف موجب

افضلیت قرب منزلت است عند اللہ در زیادت شرف و کرامت و جاه و نتیجہ اش

در دنیا وجوب تعظیم فاضل بر مفضول است واللہ تعالیٰ اعلم و این است ملخص عقیدهٔ

سنیان کہ حسب استدعائے سائل محرر احسن الدلائل بقید تحریر آورده شد ہر کرا

تحقیق و تفصیل در کار است گو بخوش بیاد ببوے رسالۂ فقیر مسمی بدلیل الیقین من کلمات

العارفین رجوع نما تجد فیہا ما تقر بہ الاعین و تنشرح الصدور والصلوٰة والسلام

علی سیدنا و مولٰنا محمد شافع یوم النشور و علی آلہ و اصحابہ نجوم البدور

کتبہ عبده المذنب السید ابو الحسین احمد نوری الملقب بمیاں صاحب

قادری مارہروی عفی عنہ — سنہ ۱۳۱۲ ہجری

اطلاع

یہ کتاب حسب فرمائش مولوی اعجاز احمد صاحب کے
مطبع جماعت تجارت متفقہ اسلامیہ میرٹھ لمیٹڈ مین چھاپکر ۔
بعد ثبت مہر جماعت مولوی صاحب کو دی گئی جسپر مہر
نہو وہ مسروقہ سمجھی جائیگی ۔
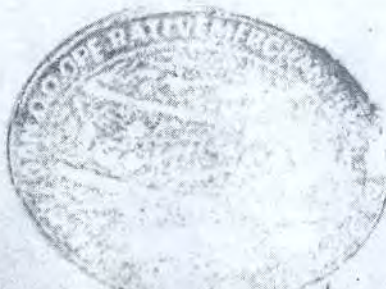
مطبوعہ مطبع جماعت تجارت متفقہ اسلامیہ میرٹھ

باہتمام حافظ محمد اکبر طبع ہوئی

امام المحدثین حافظ ابن الملقن کا حیات اولیاء پر عظیم شاہکار

طبقات الاولیاء

(المتوفی: ۸۰۴ھ)

تالیف

ابن الملقن سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری

مترجم

ابو الفرید محمد ضیاء اللہ چشتی

محرک

مولانا عاطف سلیم نقشبندی

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

ترکی میں فکرِ اسلامی کے نقیب بدیع الزمان سعید نورسی کے

نظمِ قرآن پر منفرد علمی کام کا پہلا اُردو ترجمہ

اشاراتُ الاعجاز
فی
مظانّ الایجاز

تالیف

بدیع الزمان سعید نورسی

ترجمہ وتحقیق

محمد ذاکر ہاشمی

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ

اُردو بازار ○ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795